ڈاکٹر ذاکر حسین لائبریری

DR. ZAKIR HUSAIN LIBRARY

JAMIA MILLIA ISLAMIA
JAMIA NAGAR

NEW DELHI

Please examine the book before taking it out. You will be responsible for damages to the book discovered while returning it.

DUE DATE

Cl. No. Acc. No.

Late Fine Ordinary books 25 Paise per day. Text Book Re. 1/- per day Over Night book Re. 1/- per day.

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

ربنا لا تؤاخذنا إن نسينا أو أخطأنا

مولوی

ایک ماہوار مذہبی رسالہ

ہر اسلامی مہینے کی بارہ تاریخ کو حمیدیہ پریس دہلی کوچہ چیلان سے شائع ہوتا ہے

مدیر مسئول

عبدالحمید خان

قیمت فی پرچہ صرف دو آنے

...نہ چندہ ... ایک روپیہ

نمبر ۱	بابت ماہ رجب ۱۳۴[illegible]ھ	جلد ۱۰

سب سے بڑا قرآن شریف

...ان ہی نہیں دنیا بھر میں عدیم النظیر ہے صرف حمیدیہ پریس دہلی میں ملتا ہے اب دوبارہ اس کا چھپنا ناممکن ہے کیونکہ اتنا سرمایہ کون ...تا ہے جو یہ قرآن شریف چھپوائے یہ تو اسلامیہ پبلشنگ کمپنی لمیٹڈ مرحوم نے ۱۹۱۱ء میں ہمت کی تو آج یہ تاریخی قرآن عوام تک پہنچ گیا ...س کا ہدیہ تیس روپے تھا لیکن اب کمپنی مذکور کے ورثا کے انتشار نے اس کو اس قدر کم ہدیہ پر دلوا دیا کہ آج مجلد چرمی پشتہ صرف آٹھ روپے ...جاتا ہے یہ اتفاقی صورت اور آخری چانس ہے نہ آئندہ کوئی چھپوائے گا اور نہ اس کی لاگت ہی ایسی ہو سکتی ہے جو آٹھ روپے کو مل جائے ...اس نعمت غیر مترقبہ کو لوٹ لیجے جس قدر جلد لوٹنا چاہیں یہ حسب ذیل صفات کا مجموعہ ہے۔

...بت اس قدر جلی کہ میں نے خود پانچ گز کے فاصلے سے پڑھ لیا اور ذرا بھی دقت نہیں ہوئی تحریر استاذ الاعظم مولوی عبدالغنی صاحب خوشنویس کی ہے۔

...فت اس قدر سیاہ دیدہ زیب چمکدار کہ باوجود کہنہ سالی کے معلوم ہوتا ہے کہ ابھی چھپا ہے یہ بہت بڑی بات ہے ایسی چھپائی ناپید ہے۔

...ت یوں مولوی تو جس قدر چاہے لگا دی جائیں لیکن حقیقت میں صحت بس اسی قرآن کی ہے کوئی اعراب کم و بیش تو کجا بال بھر بے جا بھی نہیں ہے

...ہ دہلی کی ایک مقتدر جماعت جس میں احناف و اہلحدیث دونوں شامل تھے اس کی مترجم ہے اور باعتبار سلاست زبان مرزا حیرت صاحب مرحوم اسکے مصحح تھے

...سیر جلالین ابن کثیر خازن اور علامہ عبدہ مصری کی تفاسیر کا نچوڑ اس درجہ عام فہم کہ ہندوستان کے ہر طبقہ میں اس کو بآسانی سمجھ لیا ہے بسیط اس درجہ کہ اگر فقط ...چھاپ لی جاتی تو دس روپے سے کم میں ہدیہ ہوتی تفسیر و ترجمہ کا قلم بھی اس قدر جلی ہے جیسی درسی کتابیں ہوتی ہیں۔

...ہ سفید ولایتی بھی ہے اور خاکی دیسی بھی سفید کاغذ گو آب و تاب میں اچھا ہے لیکن اپنی پیرانہ سالی کی وجہ سے کمزور ہے خاکی چونکہ دیسی ہے اس لئے ویسا ہی ...ویسا ہی جیسا روز اول تھا ہدیہ دونوں کا برابر مجلد چرمی پشتہ آٹھ روپے علاوہ محصول ڈاک۔ **محصول ڈاک سفید قرآن شریف** کا سوا تین روپے اور خاکی ...شریف کا دو روپے پانچ آنے ریل کے ذریعہ کم از کم دو جلد منگائیے کیونکہ ریل کے کرایہ کے علاوہ کم تو یہاں ایک پارسل پر خرچ ہو جاتے ہیں۔ **حمیدیہ پریس دہلی سے طلب کیجئے۔**

بیدار ہو جاؤ

اے نیند کے متوالو! اے سونے والو! [illegible] ہوشیار ہو جاؤ تم کہاں ہو

خبر بھی ہے کل کیا ہونے والا ہے

[illegible] وقت نزدیک ہے [illegible] نشانیاں [illegible] ساعت نزدیک [illegible] کائنات کا [illegible] ہوگا [illegible] تو تمہیں کیا خبر کہ اس کی علامتیں [illegible] ہو چکی ہیں [illegible] جو نشانیاں آتی ہیں

قیامت کا پروگرام ملاحظہ ہو!

جسے [illegible] سن ہو [illegible] ہر گھڑی [illegible] اپنے حالات پر نظر کر [illegible] اپنے اعمال کا جائزہ لو اپنی معصیتوں کا [illegible] ہے تم [illegible] ملاحظہ کرنے کے بعد فیصلہ کرو۔ لیکن یہ بالکل ممکن ہے کہ [illegible] ہم کیونکر اپنے ظالم کیا قیامت کو سکتے ہیں جبکہ ہر [illegible] سے [illegible] گناہ کو کرتے وقت ہم گناہ ہی نہیں تصور کرتے اگر یقینی ہو کر

مرنا ضرور پڑے گا اور مرنے کے بعد ہر بات کا حساب دینا ہوگا

تو بھائی پہلے

تعزیرات دوزخ

پڑھ لو تاکہ [illegible] کے ساتھ یہ بھی تو معلوم ہوتا رہے کہ اس [illegible] میں یہ سزا ملیگی حضرت مولانا احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علماء ہند نے خدا بے حساب جنت میں لیجائے اور یہاں بھی ترقی عطا فرمائے کہ انہوں نے اعمال سیئہ کی فہرست بنا دی کہ ہر گناہ کی پاداش بھی بتلادی ہے تعزیرات دوزخ میں حسب ذیل گناہوں کی مفصل سزا ہے۔

(۱) شرک (۲) ریا (۳) سوءظن بالمسلم (۴) غصہ [illegible] کینہ حسد (۵) تکبر خود بینی (۶) علم بے عمل (۷) تقدیر پر عدم ایمان (۱۰) اہل بیت اور صحابہ سے بغض (۱۰) بد عہدی اور امانت میں خیانت (۱۱) فحش اور لغو کلام کی کثرت (۱۲) قرآن اور درود سے استغنا (۱۳) بول و براز سے غفلت (۱۴) وضو اور غسل اور حیض کی فروگذاشتیں (۱۵) نماز بے جماعت اور جمعہ سے بے پروائی (۱۶) اسراف و بد خلقی (۱۷) غیر شرعی زینت (۱۸) لڑکے ناتر [illegible] اور قبروں کا احترام (۱۹) زکوٰۃ صدقہ نفقہ سوال اور قتل (۲۰) روزہ کی فروگذاشتیں (۲۱) حج اور اسکے متعلقات (۲۲) جانوروں سے بد سلوکی (۲۳) [illegible] میں افتخار (۲۴) [illegible] ظلم اور حرام کمائی (۲۵) سود اور اسکے متعلقات (۲۶) قرض اور اسکے متعلقات [illegible] (۲۸) حقوق ہمسایہ (۲۹) انتزاد [illegible] (۳۰) زمین کو غصب کرنا (۳۱) جھوٹ [illegible] قسم جھوٹی گواہی (۳۲) زنا اور اسکے متعلقات (۳۳) مسلم کی بد خواہی (۳۴) منافقت [illegible] بیس اور چیز [illegible] (۳۶) میاں بیوی کو [illegible] (۳۷) حلالہ کرانا (۳۸) [illegible] مضامین ہیں اور آخر میں توبہ کا بیان ہے قیمت قیامت کا پروگرام ۴ اور تعزیرات دوزخ کی قیمت عہ ملنے کا پتہ: منیجر حمیدیہ پریس دہلی

علامہ شبلی کی کتابیں

سب سے زیادہ سستی کہاں سے دستیاب ہو سکتی ہیں؟ جس سے پوچھئے صرف یہی جواب ملیگا۔ کہ

حمیدیہ پریس دہلی سے

سیرۃ النبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات غزوات اور اخلاق و عادات کے متعلق بہت سے رطب و یابس واقعات تاریخ و سیر کی کتابوں میں مذکور ہیں اس کتاب کی پہلی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں اس قسم کی تمام روایتوں سے قطع نظر کر لی گئی ہے اور صرف وہ واقعات بیان کئے گئے ہیں جو قرآن مجید اور احادیث میں مذکور ہیں ان کی صحت میں کسی قسم کے شک و شبہ کی گنجائش نہیں تاریخ و سیر سے بھی وہی واقعات لئے گئے ہیں جن کی صحت روایت کے لحاظ سے مشکوک نہ ہو۔

حصہ اول ولادت تا ختم سلسلہ غزوات [illegible] رعایتی [illegible]
حصہ دوم [illegible] وفات [illegible] مفصل و مکمل حالات [illegible] رعایتی [illegible]

الفاروق یعنی حضرت فاروق اعظم کی تالیف اور طرز حکومت [illegible] فتوحات عراق شام و مصر و ایران کی فتح کے واقعات حضرت عمرؓ کی سیاست انتظام زہد عدل اور اسلام کی کامل تعلیم کا شاندار منظر مولانا شبلی کی یہ بہترین تصنیف ہے ضخامت ۳۲۴ صفحات قیمت [illegible] رعایتی صرف ۱۲

المامون یعنی خلیفہ مامون الرشید عباسی کے عہد سلطنت کے حالات مولانا شبلی مرحوم کی یہ پہلی تصنیف ہے جس میں [illegible] تاریخ اسلام کے پر فخر عہد کے سیاسی علمی مذہبی اخلاقی تمدنی حالات قلمبند کئے ہیں جن سے دولت عباسیہ کے عروج و کمال کی تصویر آنکھوں کے سامنے پھر جاتا ہے ضخامت ۲۴۴ صفحے قیمت عہ رعایتی صرف ۱۰

الغزالی امام غزالی کی سوانح عمری اور ان کا فلسفہ اور علم کلام اور اخلاق اور تصوف میں ان کے مجددانہ کارنامے علمائے اسلام میں امام غزالی کی اہمیت سے کوئی شخص ناواقف نہیں مگر ان کے حالات و خیالات و تحقیقات سے کم لوگ واقف ہیں ضرورت ہے کہ مسلمان اسکو پڑھکر فائدہ اٹھائیں ضخامت ۲۰۸ صفحے قیمت اصلی عار رعایتی صرف ۸

سیرۃ النعمان امام ابو حنیفہ کی سوانح عمری اور ان کے اجتہادات و مسائل فقہ حنفی کی تاریخ اور اس کی تدوین کے حالات فقہ حنفی کی خصوصیات علم حدیث علم فقہ کی تاریخ اور اسلامی قانون پر تبصرہ ضخامت ۳۴۴ صفحے اصلی قیمت عہ رعایتی ۸

مولینا روم اسلام کے مشہور صوفی متکلم جلال الدین رومی کی مفصل سوانح عمری فضائل و مناقب ان کے تصوف کے اسرار علم کلام کے [illegible] مثنوی شریف پر مبسوط تبصرہ اور اسکے منتخب مضامین پر تبصرہ قیمت عہ رعایتی ۸

سفرنامہ روم و مصر و شام ۱۸۹۲ء میں علامہ شبلی مرحوم نے سفر کیا تھا اسکے حالات و واقعات یہ سفرنامہ بہت مقبول ہو چکا ہے اردو میں ممالک اسلامیہ کا پہلا سفرنامہ ہے جس میں ٹرکی مصر اور شام کے علمی تعلیمی تمدنی حالات قیمت عہ رعایتی ۸ مقالات شبلی عہ رعایتی ۸ آغاز اسلام ۲ رعایتی ۲ حیات سعدی ۸ رعایتی ۲ حیات حافظ ۸ رعایتی ۲

تمام کتابیں منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

ربنا لا تؤاخذنا ان نسينا او اخطأنا

مولوی

جلد ۹ | دھلی۔ رجب المرجب۔ ۱۳۴۸ھ | نمبر ۷

1250 57
5.9.95

خطبہ

الحمد لله الملك الديان القوي السلطان الحنان المنان الذي كل يوم هو في شان، احمده في كل وقت واشكره في السر والاعلان واشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له شهادة خالصا بالقلب واللسان واشهد ان سيدنا ونبينا محمدا عبده ورسوله الذي ارسله بالهدى والبيان۔ قال الله تعالى في القرآن سبحان الذي اسرى بعبده ليلا من المسجد الحرام الى المسجد الاقصى الذي باركنا حوله لنريه من اياتنا انه هو السميع العليم۔ وقال الله تعالى وهو بالافق الاعلى ثم دنى فتدلى فكان قاب قوسين او ادنى فاوحى الى عبده ما اوحى ما كذب الفؤاد ما رأى افتمارونه على ما يرى ولقد راه نزلة اخرى عند سدرة المنتهى عندها جنة المأوى اذ يغشى السدرة ما يغشى ما زاغ البصر وما طغى لقد رأى من ايات ربه الكبرى۔ وصلى الله تعالى على خير خلقه محمد واله واصحابه وسلم۔

امابعد۔ حمد وثنا اس خدائے قادر وقہار کی جس نے محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب کو خلعت نبوت ورسالت سے سرفراز فرمایا اور بحکم تلك الرسل فضلنا بعضهم على بعض، آپکو تمام انبیاء ورسل پر فضیلت وشرف عطا فرمایا اور ازدیاد مراتب وعطائے شرف قرب ونزول برکات کے لئے آپ کو فضیلت معراج سے مفتخر فرمایا

برادران اسلام! یہ مبارک ومقدس رجب المرجب کا مہینہ ہے اس ماہ مبارک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دربار الٰہی سے وہ اعزاز وافتخار حاصل ہوا جس پر ہم غلامان محمدی جس قدر فخر وناز کریں کم ہے کیونکہ جمیع انبیاء المرسلین میں یہ شرف معراج صرف ہمارے آقا ومولیٰ ہی کو حاصل ہے اس مقدس موقع پر ہم سب کے سردار وآقا پر اللہ تبارک وتعالیٰ نے جو برکات نازل فرمائیں ہم غلامان محمد قیامت تک ان پر فخر ومسرت کا اظہار کرسکتے ہیں اور ان کی یاد سے اپنے قلوب وارواح کو ریاحین ایمان سے تازہ کرسکتے ہیں۔

آنحضرت کی معراج ایک مسلم واقعہ ہے جس کا ذکر قرآن حکیم میں سورہ اسریٰ اور سورہ والنجم میں موجود ہے اور متعلقہ آیات قرآنی اوپر درج کردیگئی ہیں سورہ اسریٰ میں صاف صاف معراج کا ذکر ہے خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ ذات پاک اور مقدس ہے جو اپنے بندے کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک لیگئی وہ مسجد اقصیٰ جسکے گرد وپیش کو بھی ہم نے برکت عطا فرمائی ہے اور اس سے مقصود یہ تھا کہ ہم اپنے بندے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی آیات وعجائبات مشاہدات کرائیں۔

اس معراج میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جو عجائب وغرائب منکشف ہوئے اور جن آیات الٰہیہ کا آپ نے مشاہدہ کیا ان کی کچھ تفصیل احادیث میں وارد ہوئی ہے مگر جس قدر ارشادات قرآن حکیم میں موجود ہیں ان ہی کی جو تفسیر وتشریح اور توضیح مفسرین اور اولیائے کرام نے کی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ان سے انبیاء کرام میں جلالت قدر وعظمت شان کا پورا پورا پتہ چلجاتا ہے فکان قاب قوسین او ادنیٰ، فاوحیٰ الیٰ عبدہ ما اوحیٰ سے نہایت قرب ووصال وانتہائے رموز واسرار منکشف ہوتے ہیں اور ما زاغ البصر وما طغیٰ "کا ارشاد ربانی اور بھی مراتب علیا کا پتہ دیتا ہے۔

قرب ووصال حق کا مرتبہ قاب قوسین سے ظاہر ہوتا ہے جس کے بعد "او ادنیٰ" ہی ہے اور "او ادنیٰ" کی کوئی حد نہیں بیان فرمائی گئی اس کے بعد "فاوحیٰ الیٰ عبدہ ما اوحیٰ" کا انداز بیان دیکھو جس کے اندر اللہ ہی جانتا ہے کہ کتنے معانی واسرار اور راز ونیاز کے لامتناہی سمندر جوش زن ہیں ارشاد ہوتا ہے پھر جو وحی کرنی تھی وہ کی وہ وحی کیا ہوگی جو اس قدر قرب کی حالت میں خدا نے اپنے حبیب کی اور اسکے اندر کتنے راز ونیاز پوشیدہ ہوں گے۔

برادران اسلام! حضور آقائے دوعالم صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ معراج اس وقت ہوئی جبکہ ۱۲ سنہ مبوث تھا یعنی حضور کو خلعت نبوت سے ہوئے بارہ سال ہوئے تھے اس وقت حضور کی عمر شریف اکیاون سال نو مہینے کی تھی احادیث میں آیا ہے کہ معراج کی شب کو حضرت جبرئیل آئے اور آپ کا سینہ مبارک چاک کیا اور قلب مبارک کو ایمان کے پانی سے اور بعض روایتوں میں آیا ہے کہ زمزم کے پانی سے دھوکر ایمان وحکمت سے بھرکر اپنی جگہ پر رکھدیا گیا اور پھر براق کو حاضر کیا گیا جو گدھے سے اونچا اور خچر سے نیچا تھا اور جو حد نگاہ پر قدم رکھتا تھا پھر آپ حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ساتھ مسجد اقصیٰ اور وہاں سے آسمان اول پر تشریف لیگئے دربان نے پوچھا کون ہو حضرت جبرئیل نے فرمایا میں جبرئیل اس نے کہا کہ تمہارے ساتھ کون ہے آپ نے کہا محمد پھر پوچھا کہ کیا وہ بلائے گئے ہیں حضرت جبرئیل نے کہا ہاں اس نے دروازہ کھول دیا اور کہا کہ آپ کا آنا مبارک ہو جب حضور آسمان اوّل میں داخل ہوئے تو وہاں حضرت آدم تشریف رکھتے تھے حضرت جبرئیل نے تبلایا کہ یہ آپ کے باپ آدم ہیں ان کو سلام کیجئے آپ نے سلام کیا حضرت آدم نے جواب میں کہا مرحبا یا نبی الصالح وبن الصالح " اسی طرح دوسرے تیسرے چوتھے پانچویں چھٹے اور ساتویں آسمان پر یکے بعد دیگرے تشریف لے گئے دوسرے آسمان پر حضرت یحیٰی اور حضرت عیسیٰ سے ملاقات ہوئی تیسرے پر یوسف علیہ السلام سے چوتھے پر ادریس علیہ السلام سے پانچویں پر ہارون علیہ السلام سے چھٹے پر موسیٰ علیہ السلام سے اور ساتویں پر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی اسکے بعد سدرۃ المنتہیٰ اور بیت المعمور کی حضور نے سیر فرمائی پھر آپ پر حباب احدیت

کی طرف سے روزانہ پچاس نمازیں فرض کی گئیں جب آپ واپس ہوئے تو حضرت موسیٰ نے آپ سے دریافت کیا کہ کس عبادت کا آپ کو حکم ہوا ہے آپ نے فرمایا دن میں پچاس وقت کی نمازوں کا حکم ہوا ہے حضرت موسیٰ نے فرمایا کہ یہ بہت زیادہ ہیں اور آپ کی امت ادا نہ کر سکے گی مجھے بنی اسرائیل کا تجربہ ہے آپ اپنے پروردگار کے پاس جائیے اور کم کرائیے آپ بارگاہ رب العزت میں حاضر ہوئے اور کمی کی درخواست کی چنانچہ دس وقت کی نمازیں کم کر دی گئیں مگر جب آپ واپس ہوئے تو حضرت موسیٰ نے پھر فرمایا کہ اب بھی زیادہ ہیں اور آپ کی امت ان کو ادا نہ کر سکے گی آپ پھر جائیے اور ان میں کمی کرائیے غرضکہ اسی طرح حضور پانچ مرتبہ حاضر ہوئے چار دفعہ دس دس وقت کی کمی ہوتی اور پانچویں دفعہ پانچ وقت کی کمی کر کے صرف پانچ وقت کی نمازیں رہ گئیں حضرت موسیٰ نے پھر فرمایا کہ یہ بھی بہت زیادہ ہیں اور کم کرائیے مگر حضور نے فرمایا اب مجھے اپنے پروردگار سے شرم آتی ہے

برادران اسلام! چونکہ رحمت عالم اور اسی قدر بلند مرتبے اس شب میں رات کو بہت انعامات و اکرامات سے اپنے حبیب کو سرفراز فرمایا ان کی تفصیل تو نہایت ہی بہت کم ہے اور جس قدر احادیث میں وارد ہے اس کا بیان بھی اس مختصر خطبہ میں دشوار ہے ہم بعض ان واقعات کا بیان کرنا مفید ہوگا جو آنحضرت نے عالم برزخ اور عالم ناسوت میں مشاہدہ فرمائے مثلاً شب معراج میں حضور کا گذر ایک ایسی قوم پر ہوا جو اپنی کھیتی کو کاٹ لیتیں اور وہ پھر تیار ہو جاتی تھی حضور نے حضرت جبرئیل سے دریافت فرمایا یہ کون لوگ ہیں انھوں نے بتلایا کہ مجاہد فی سبیل اللہ ہیں ان کو ایک نیکی کے بدلہ سات سو نیکیاں ملتی ہیں پھر آپ کا ایک ایسی قوم پر گذر ہوا جن کے سر پتھروں سے کچلے جاتے تھے اور وہ پھر بدستور درست ہو جاتے تھے اور پھر کچل ڈالے جاتے تھے آنحضرت نے حضرت جبرئیل سے ان کے متعلق دریافت فرمایا تو انھوں نے بتلایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو نماز میں سستی اور کاہلی کرتے تھے اور وقت پر نہیں پڑھتے تھے اور رکوع و سجود اچھی طرح نہیں ادا کرتے تھے فویل للمصلین الذین ہم عن صلاتہم ساہون

یعنی ان نمازیوں پر تباہی ہے جو نماز میں غفلت کرتے ہیں۔

برادران اسلام! غور کرو کہ نماز میں صرف غفلت و سستی اور کاہلی کا یہ انجام ہوتا ہے وائے برحال ان لوگوں کے جو تارک صلوٰۃ ہیں اور سرے سے نماز ہی نہیں پڑھتے غور کیجئے کہ ان لوگوں کا کیا حال ہوگا اور کیسے دردناک عذاب میں مبتلا ہوں گے۔

پھر حضور ایک ایسی قوم کے پاس سے گذرے جن کی شرمگاہوں پر آگے پیچھے پیوند لگے ہوئے تھے جانوروں کی طرح ان کو جھاڑ یا گل خاردار درخت اور دوزخ کے جلتے ہوئے پتھر کھلائے جاتے تھے آپ نے دریافت فرمایا تو جبرئیل علیہ السلام نے بتلایا کہ یہ وہ مالدار اور صاحب نصاب لوگ ہیں جو زکوٰۃ نہیں دیتے تھے

اس کے بعد حضور کا گذر ایک ایسی جماعت پر ہوا جن کے دائیں جانب صاف ستھری دیگوں میں عمدہ گوشت پکا ہوا رکھا تھا اور بائیں جانب نجس و ناپاک اور گندی دیگوں میں سڑا ہوا گوشت پکا ہوا رکھا تھا یہ جماعت مردار گوشت کو خوشی سے کھاتے تھے اور پاک و طیب گوشت سے نفرت کرتے تھے دریافت کرنے پر حضرت جبرئیل نے بتلایا کہ یہ آپ کی امت کے وہ لوگ ہیں جو اپنی بیویوں کو چھوڑ کر بدکار عورتوں سے حرام کرتے تھے ایسے ہی اس میں جو عورتیں ہیں وہ زانیہ عورتیں ہیں۔

پھر آپ ایک ایسی جماعت کے پاس سے گذرے جن کی زبانیں اور ہونٹ آہنی قینچیوں سے کاٹے جاتے تھے اور جب کٹ چکتے تھے تو پھر ویسے ہی درست ہو کر اصلی حالت پر آجاتے تھے اور پھر کاٹے جاتے تھے آپ نے حضرت جبرئیل سے دریافت فرمایا کہ یہ کون لوگ ہیں تو حضرت جبرئیل نے بتلایا کہ یہ فتنہ انگیز واعظ ہیں۔

حضرات آپ نے غور فرمایا کہ فتنہ پرداز واعظوں اور مقرروں کا کیا حشر ہوتا ہے حقیقت یہ ہے کہ یہ جماعت ہر طرح سے اس سزا کی مستحق ہے کیونکہ ان کی فتنہ پردازی سے خدا کی مخلوق میں شر اور فساد پھیلتا اور فتنہ میں وہ مبتلا ہو جاتے ہیں اور فتنہ کی سینکڑوں اقسام ہیں یہ واعظ اور مقرر ایسی باتیں کہتے ہیں جن سے مسلمانوں کے اندر نفاق و شقاق پھیل جاتا ہے اور مسلمان کئی کئی گروہوں میں تقسیم ہو جاتے ہیں ایک دوسرے کے دشمن بن جاتے ہیں کبھی یہ مسلمانوں کو آپس میں لڑا دیتے ہیں کبھی ان کو گمراہ کر دیتے ہیں غرضکہ اپنے فتنہ پرور وعظوں اور تقریروں سے سخت تباہی پھیلا دیتے ہیں اور فتنہ کا دروازہ کھول دیتے ہیں ایسے فتین اور مفسد اور فتنہ پرداز واعظوں کی یہی سزا ہے اور مسلمانوں کو ایسے واعظوں سے احتراز کرنا چاہیے اور ان کو موقع نہ دینا چاہیے کہ یہ اللہ کی مخلوق اور محمد رسول اللہ کی امت کے اندر فتنہ و فساد برپا کر سکیں۔

برادران اسلام! آجکل بیشتر فسادی خرابیاں فتنہ پرداز واعظوں کی فتنہ پرداز وعظوں سے پیدا ہوتی ہیں کوئی آمین اور رفع یدین کا قضیہ لیکر کھڑا ہو جاتا ہے کوئی میلاد اور قیام کو حرام بتلانے لگتا ہے دوسرا اس کو وہابی کہنے لگتا ہے کوئی عرس و فاتحہ کے خلاف زہر اگلتا ہے کوئی کسی کو بدعتی کہتا کوئی کسی کو وہابی کا خطاب دیتا ہے اور اس طرح مسلمانوں کی جماعت میں انتشار و افتراق پیدا کر کے اپنی اپنی ٹولیاں اور گروہ بنا لیتے ہیں اور ان غریب مسلمانوں کو بھی بہکا کر روپئے اور ان کی جیبوں پر ڈاکہ ڈالتے ہیں ایسے موذی واعظوں اور مفسد و فتنہ پرداز مقرروں کو دور ہی سے سلام کرنا چاہیے اور ان کی مفسدانہ باتوں اور فتنہ پرور وعظوں اور تقریروں کو سننے سے قطعاً انکار کر دینا چاہیے۔

برادران اسلام! اسی طرح شب معراج میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مختلف گروہوں پر سے عالم برزخ میں گذرے اور ان کے حالات کا معائنہ فرمایا اور ان کا ذکر احادیث میں فرمایا جن سے ہم غلامان محمد بہت کچھ اپنے نفسوں کی اصلاح کر سکتے ہیں اور آج کے خطبہ میں معراج کا ذکر اسلئے کیا گیا ہے کہ ایک طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ ملاحظہ فرمایا اس سے سبق حاصل کیا جائے اور اپنی زندگی کی اصلاح کی سعی و کوشش کی جائے اور دوسری طرف ہم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی انبیاء کرام میں علو مرتبت سے آگاہ ہوں اور معلوم کر لیں کہ ہمیں جس رسول کے امتی ہونے کا فخر حاصل ہے اللہ عزوجل نے اس کو کس قدر رفیع المرتبت نبی بنایا ہے کہ آپ کے سوا کسی دوسرے نبی کو معراج کا شرف اور فضل و اکرام عطا نہیں کیا یہ فضیلت اور بزرگی یہ انعام و اکرام اور یہ فضل و عطا ہمارے نبی عربی کے لئے مخصوص تھا ایسے فخر رسل اور افضل انبیاء کی امت ہونا جہاں ہمارے لئے سعادت دارین کا باعث ہے وہیں ہم پر واجب ہے کہ ہم فخر کائنات کے اسوہ حسنہ کی پوری پوری پیروی کریں کہ من یطع اللہ ورسولہ فقد رشد واہتدیٰ"

یہ مصداق نہیں اور اپنی محبت کا اس طرح ثبوت دیں کہ ارشادات نبویہ اتِ طیبہ کے ہر جزو پر عمل کریں اور کوشش کریں کہ ہماری زندگی کا کوئی لمحہ یا کوئی حرکت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشادات اور اسوۂ حسنہ سے باہر جائے۔

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

اٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین بارک اللہ لنا ولکم فی القراٰن العظیم ونفعنا وایاکم بالاٰیات والذکر الحکیم انہ تعالیٰ جواد کریم ملک بر رؤف رحیم

خطبہ ثانیہ

الحمد للہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونؤمن بہ ونتوکل علیہ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھادی لہ ونشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ ونشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ ارسلہ بالحق بشیرا ونذیرا وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر الخلق وافضل الرسل محمد وعلی آلہ وصحبہ اجمعین۔ اما بعد۔

برادران اسلام! اپنے آقا و مولا فخر جملہ بنی آدم سید کونین سردار دارین محمد مصطفیٰ صاحب قاب قوسین پر درود وسلام بھیجو جن کو تمام انبیا و رسل میں سے معراج کے لئے منتخب کیا گیا اور جن کو شب معراج میں اسریٰ بعبدہ کے [illegible] خصوصی انعام واکرام سے سرفراز فرمایا۔ اور درود وسلام بھیجو آنحضرت کے اہل وعیال واصحاب ازواج مطہرات خصوصاً حضرت سیدنا ابوبکر صدیق پر جنھوں نے حضور کی معراج کی سب سے پہلے تصدیق کی اور کفار کے جھٹلانے پر آپ کی روح ایمانی نے بیساختہ تصدیق کردی اور اس کے صدقہ میں دربار نبوت سے صدیق اکبر کا خطاب عطا ہوا۔

اور درود وسلام بھیجو حضرت سیدنا عمر فاروق حضرت سیدنا عثمان غنی حضرت سیدنا مولا علی پر جنھوں نے دل میں ذرا شک وشبہ کو جگہ دیئے بغیر معراج نبوی کی تصدیق کی اور فلسفیانہ موشگافیوں میں نہیں پڑے اور نہ جسمانی و روحانی نزاع قائم کی اور نہ بحث ومباحثہ کیا اور جو زبان نبوت سے اس کا ذکر کیا اور وہ زبان پر تصدیق جاری ہوگئی اور اسی کے ساتھ عالم برزخ میں جو مشاہدات حضور نے کئے اور ان کا ذکر فرمایا ان سے سبق لیا اور اپنی زندگی مرضی الٰہی کے مطابق بنائی۔

اور درود وسلام بھیجو حضرت امام حسن و حضرت امام حسین اور ان کی والدہ ماجدہ حضرت فاطمہ زہرا پر جن کے دل میں کبھی واقعہ معراج پر ایک لمحہ کیلئے بھی شک کو جگہ نہیں ملی اور جنھوں نے اپنے جد بزرگوار کے نقش قدم سے کبھی ادھر ادھر پاؤں نہیں رکھا اور عالم برزخ کے مشاہدات نبوی سے اپنی زندگیاں سدھاریں۔

اور درود وسلام بھیجو ازواج مطہرات پر جو ہم سب کی مقدس مائیں ہیں اور جنھوں نے واقعہ معراج کی حرف بحرف تصدیق کرکے اپنے راسخ الایمان ہونے کا ثبوت دیا اور اپنے ایمان میں تازگی پیدا کی۔

اور درود وسلام بھیجو آنحضرت کے چچاؤں حضرت حمزہ اور حضرت عباس پر جو آنحضرت پر ایمان لائے اور معراج کی تصدیق کی اور مشاہدات معراج سے اپنی زندگی کی اصلاح کی اور کبھی شک کو دل میں جگہ نہیں دی۔

اور درود وسلام بھیجو آنحضرت کے بقیہ اصحاب عشرہ مبشرہ حضرت سعد حضرت سعید حضرت طلحہ حضرت زبیر حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور حضرت ابوعبیدہ پر جنھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر دعوے کی بلا تامل تصدیق کی اور ہر حکم کی بغیر ادنیٰ تاخیر کے تعمیل کی اور خدا کے حکم سے رسول خدا نے ان کو جنت کی بشارت دی۔

اور درود وسلام بھیجو تمام اصحاب کرام پر جنھوں نے کفار قریش کی تکذیب وتضحیک کے باوجود معراج مبارک کی تصدیق کی اور ثابت کردیا کہ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان کامل لانا اس طرح ہوتا ہے اور ایمان کامل کے معنی یہ ہیں کہ جو زبان رسالت سے کوئی بات نکلی اور وہ ان کے قلب و روح میں اتر گئی۔

اور درود وسلام بھیجو ائمہ اہلبیت رضوان اللہ علیہم اجمعین پر جو اپنے اجداد کرام کے نقش قدم پر چلنے کے سوا کبھی باہر قدم نہیں رکھا۔

اور درود وسلام بھیجو ائمہ محدثین پر جن کی سعی وکاوش سے معراج مبارک کے متعلق صحیح احادیث ہم تک پہنچیں اور اس کی تمام تفصیلات سے ہم آگاہ ہوئے اور قیامت تک مسلمان ان سے رشد وہدایت کا سبق سیکھتے رہیں گے۔

اور درود وسلام بھیجو ائمہ اربعہ پر جن کی کوششوں سے شرع کے تمام احکام کی تفصیلات ہم کو معلوم ہوئیں اور جو معراج کی تصدیق میں کسی سے پیچھے نہیں رہے۔

اور درود وسلام بھیجو علمائے راسخین اور اولیاء کرام اور مشائخ متقدمین پر جنھوں نے دین و دنیا کی سرفرازیاں اور سربلندیاں رسول اکرم صاحب قاب قوسین عبد الحسن والحسین ابی القاسم محمد بن عبداللہ نور من نور اللہ کے صدقہ اور طفیل میں حاصل کیں اور حضور کے احکام اور اعمال وارشادات سے سرمو کبھی تجاوز نہیں کیا۔

اور خدا کی رحمت نازل ہو ان شہدائے اسلام پر جنھوں نے معراج مقدس پر روح اور قلب کو وجد میں لانے والے نعمات اور نظمیں لکھکر اپنے حب رسول اور نور ایمان کا ثبوت دیا۔

اور خدا رحمت نازل فرمائے تمام صالح اور پاکباز شاہان اسلام اور مجاہدین عظام پر جن کی سعی وکوشش سے اسلام کو ترقی ہوئی اور مرتبہ رسول سے قومیں آگاہ ہوئیں۔

اور اللہ جزائے خیر دے مبلغین اسلام کو جن کی مبارک مساعی سے صاحب المعراج رسول اکرم نبی کرم کے فضائل و خصائل کی نشر واشاعت ہوئی اور اللہ کے دین میں قومیں فوج در فوج داخل ہوئیں۔

اور اے اللہ تمام روئے زمین کے مسلمانوں کو توفیق عطا فرما کہ نہ معراج شریف کی تصدیق میں شک وشبہ کو جگہ نہ دیں اور معراج مع الجسد اور معراج بغیر جسد کی فضول بحثوں میں نہ پڑیں اور اس واقعہ عظیمہ سے جو سبق ملتا ہے اس سے فائدہ اٹھائیں اور اپنی زندگی صاحب معراج کے اسوۂ حسنہ کے مطابق بنائیں اور اپنے اعمال میں مشاہدات نبویہ سے اصلاح کریں اور تمام دنیا کو اپنے سچے عمل سے دین اسلام کی تبلیغ کریں اور نمونہ بنکر دکھلائیں کہ رسول پاک کی زندگی کیسی مقدس ومطہر ومبارک تھی۔ عباد اللہ رحمکم اللہ ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربیٰ وینھیٰ عن الفحشاء والمنکر والبغی یعظکم لعلکم تذکرون۔ اذکروا اللہ یذکرکم وادعوہ یستجب لکم ولذکر اللہ تعالیٰ اعلیٰ واولیٰ واعز واجل واھم واعظم واکبر۔

کشکول

نائر کمیٹی کی رپورٹ

سائمن کمیشن سے تعاون کرنے کی غرض سے وائسرائے نے اسمبلی اور کونسل آف اسٹیٹ کے ممبران پر مشتمل جو ایک کمیٹی بنائی تھی جو سنٹرل سائمن کمیٹی کے نام سے مشہور ہے اس کی رپورٹ کا خلاصہ ... مدراس گزٹ نے شائع کیا ہے۔ اس خلاصہ کے دیکھنے سے دو حقیقتیں واضح ہوتی ہیں ایک یہ کہ ملک سے غداری کرنے کے بعد بھی ان لوگوں کو سائمن کمیشن سے تعاون کی جو پیش کش کی تھی اس سے ان کی غرض ملک کی کوئی خدمت نہیں بلکہ اپنے آقایان حکومت کی خوشنودی تھی کیونکہ جو سفارشیں اس کمیٹی نے کی ہیں وہ ملک کی کسی سیاسی جماعت کو بھی مطمئن نہیں کر سکتیں۔ اس کمیٹی کو اچھی طرح معلوم تھا کہ درجہ نوآبادیات سے کم درجہ پر ہندوستان کی کوئی سیاسی جماعت مطمئن نہیں ہو سکتی اور نہرو رپورٹ پر جو مختلف جماعتوں کا اتفاق ہوا تھا اس کی بنیاد بھی یہی تھی کہ اس میں درجہ نوآبادیات کا دستور اساسی پیش کیا گیا تھا اگرچہ نہرو رپورٹ کی تفصیلات میں اختلافات تھے مگر ان کی دو حیثیتیں تھیں ایک یہ کہ مسلمانوں کو بعض فرقہ وارانہ امور میں اختلاف تھا اور دوسرے مکمل آزادی خواہوں کو اختلاف تھا مگر نوآبادیات سے کم درجہ پر کوئی بھی رضامند نہ تھا۔

نائر کمیٹی کی رپورٹ دونوں حیثیتوں سے ناقابل قبول اور لغو ہے۔ یہ رپورٹ نہ درجہ نوآبادیات کی سفارش کرتی ہے اور نہ مسلمانوں کے مطالبات پورے کرتی ہے بلکہ نہرو رپورٹ نے جو مطالبات تسلیم کئے تھے ان سے بھی ایک قدم پیچھے جاتی ہے۔ اور پنجاب کے مسلمانوں کی اکثریت کو اقلیت بنانے کے یقینی سامان فراہم کر دیئے ہیں۔

سیاسی نقطہ نظر کا جہاں تک تعلق ہے صرف صوبجات کو مکمل خود اختیاری حکومت دیئے جانے کی سفارش کی ہے مگر یہ نہیں بتلایا کہ پولیس اور عدالت بھی اس میں شامل ہے یا ان کا تعلق گورنر سے رہے گا۔ اس کے علاوہ مرکزی حکومت کو دوعملی کرنے کی سفارش ہے یعنی کچھ محکمے وائسرائے ان کونسل کے اختیار میں ہوں گے اور کچھ وزراء کے ہاتھ میں حالانکہ نہرو رپورٹ نے مرکزی حکومت کو بھی کلیۃً قومی بنا دیا ہے اور کسی محکمہ کو وائسرائے کے قبضہ میں نہیں رہنے دیا صرف حق استرداد و حق تصدیق یعنی ویٹو کا حق دیا ہے جو ہر ایک نوآبادیات میں بادشاہ کے نمائندہ کو حاصل ہے ایک جگہ صاف الفاظ میں کہا ہے کہ جب تک ہندوستان کو درجہ نوآبادیات کی حکومت نہ دی جائے اس وقت تک ... پارلیمنٹ میں نیابت حاصل ہو جس کے معنے یہ ہیں کہ درجہ نوآبادیات کی کمیٹی نے سفارش ہی نہیں کی۔ اسی طرح فوج کے اخراجات پر اسمبلی میں بحث کی تو اجازت دی ہے مگر وائسرائے کو ویٹو کا حق دیدیا ہے کہ وہ چاہے اسمبلی کے فیصلہ کو مسترد کرے اور چاہے قائم رکھے یہ بھی ڈومینین اسٹیٹس کے منافی ہے۔

غرضکہ نائر کمیٹی کی رپورٹ خالص سیاسی نقطہ نظر سے بھی نہایت پست ہے اور قومی مطالبہ کے بالکل برعکس ہے ملک کا کم سے کم مطالبہ درجہ نوآبادیات کی حکومت ہے اس سے کم پر کسی طرح ملک رضامند نہیں ہو سکتا بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ایک بڑی جماعت جس کا رسوخ اور اثر برابر روز بروز ترقی پذیر ہے درجہ نوآبادیات کے مطالبہ کی سخت مخالف ہے۔ اور وہ مکمل آزادی کے سوا کسی چیز پر راضی نہیں۔

جب ملک کی یہ حالت ہو اور قومی احساسات اس قسم کے ہوں تو ان کے علم کے باوجود نائر کمیٹی کا اس قسم کی سفارشات کرنا ملک کے ساتھ کھلی ہوئی غداری ہے۔ پہلی غداری اس کمیٹی کے ارکان نے یہ کی کہ باوجود اس امر کے کہ ملک نے سائمن کمیشن کا مکمل مقاطعہ کیا تھا اور اسمبلی میں اس کمیشن کا مکمل مقاطعہ کیا تھا اور اسمبلی نے اس کمیشن کے خلاف عدم اعتماد کا ریزولیوشن پاس کر دیا تھا پھر بھی انہوں نے اپنے آپ کو تعاون کے لئے پیش کر دیا دوسری غداری یہ کی کہ ملک کے مطالبات سے آگاہ ہونے کے باوجود اس قسم کی حقیر اور پست سفارشات کیں۔

ظاہر ہے کہ جب اس کمیٹی نے اس قسم کی سفارشات کی ہیں تو سائمن کمیشن تو اس سے کمتر درجہ کی سفارشات کرے گا اور ان رپورٹوں کے بعد جب گول میز کانفرنس منعقد ہوگی تو قوم پرست ممبران کو سخت مشکلات کا مقابلہ کرنا پڑے گا۔ بہر حال یہ رپورٹ اس قابل ہے کہ کلیۃً اس کو حقارت کے ساتھ مسترد کر دیا جائے۔

نائر کمیٹی کی رپورٹ اور مسلمان

اب اس رپورٹ پر خالص اسلامی مفاد کے نقطہ نظر سے اگر ہم غور کرتے ہیں تو یہ اور زیادہ مایوس کن اور لائق استرداد نظر آتی ہے۔

قبل اس کے کہ اس رپورٹ پر اسلامی مفاد کے نقطہ نظر سے بحث کی جائے یہ بتلا دینا ضروری ہے کہ اس کمیٹی میں مسلم ممبران میں سے ذوالفقار علی اور مسٹر عبداللہ ہارون بھی شریک تھے اور یہ دونوں حضرات نہرو رپورٹ کے سخت مخالفین میں سے تھے اور یہ دونوں حضرات دہلی کی نام نہاد مسلم آل پارٹیز کانفرنس میں شریک ہوئے تھے اور اس کانفرنس نے جو تجویز پاس کی تھی اس کے حق میں تھے مگر اس کے باوجود خالص اسلامی مطالبات کے متعلق اس رپورٹ میں ایسی سفارشات ہیں جو اس ریزولیوشن کے بالکل خلاف اور برعکس ہیں۔

مسلم کانفرنس کا مطالبہ یہ تھا کہ کسی قوم کی اکثریت کو نقصان پہنچائے بغیر اقلیتوں کو بیشتر نمائندگی کا حق دیا جائے اس کا مطلب یہ تھا کہ پنجاب اور بنگال میں مسلمانوں کی اکثریتیں علی حالہ قائم رکھی جائیں یا اگر ایک آدھ نشست کم کی جائے تو اس کا خاطر رکھا جائے کہ ان کی ۵۴ اور ۵۵ فیصدی کی اکثریت اقلیت میں تبدیل نہ ہو اور دوسرے صوبوں میں ان کو اپنی آبادی سے زیادہ حق نمائندگی دیا جائے اور حلقہائے انتخاب جداگانہ ہوں سندھ کو علیحدہ صوبہ بنا دیا جائے اور صوبہ سرحد کو سب صوبوں کے مساوی حقوق دیئے جائیں۔ صوبوں کو کامل اندرونی خود مختاری حاصل ہو اور طرز حکومت فیڈرل ہو یعنی مرکزی حکومت کو صوبوں کے معاملات میں دخل دینے کا کوئی حق نہ ہو۔

لیکن نائر کمیٹی نے جو سفارشات کی ہیں ان میں مسلم کانفرنس کی اس تجویز کا مطلق لحاظ نہیں رکھا صرف سندھ کی علیحدگی کو منظور کیا ہے اور اقلیت والے صوبوں میں مسلمانوں کو حق دیا ہے کہ وہ آبادی کے تناسب سے زیادہ نشستیں

حاصل کرنے کے لئے جدو جہد کریں جو بالکل بیکار حق ہے کیونکہ اگر دو چار زیادہ نشستیں حاصل بھی ہو گئیں تو جہاں مسلمانوں کی صرف ۱۳ فیصدی آبادی ہو وہ کیا کرلیں گے اسکے علاوہ تمام مطالبات مسترد کر دیئے ہیں اور مزید برآں پنجاب کی اکثریت کو یقینی طور پر خطرہ میں ڈال دیا ہے یعنی پنجاب میں یہ کیا ہے کہ وہاں ہندوؤں اور سکھوں کے لئے ان کی آبادی کے تناسب سے نشستیں مخصوص کر دی ہیں اور مسلمانوں کی نشستیں کھلی رکھی ہیں اور ہندوؤں اور سکھوں کو حق دیا ہے کہ وہ اپنی نشستوں کے علاوہ حاصل کرنے کے لئے جدو جہد کریں اور چونکہ پنجاب میں مسلمان صرف ۶ فیصدی ان دونوں سے کم ہیں اور باعتبار تمول اور تعلیم اور رسوخ کے مسلمانوں سے بڑھے ہوئے ہیں اسلئے چھ سات مسلم نشستوں پر ان کا قبضہ کر لینا کچھ بھی مشکل نہیں کیونکہ ان کی نشستیں تو محفوظا ہو جائینگی اور وہ سارا زور مسلم نشستوں پر قبضہ کرنے میں صرف کر دینگے خصوصاً ایسی حالت میں کہ رائے دہندگی کا حق ہر بالغ کو نہ ہوگا بلکہ تمول کے معیار پر ہوگا جس کے معنی یہ ہیں کہ اگر موجودہ ووٹروں کی تعداد زیادہ کر دیگئی تو دو لاکھ ووٹر زیادہ ہو جائینگے اس صورت میں بہت زیادہ امکان اس امر کا ہے کہ مسلمان صرف چالیس ہی فیصدی رہجائیں اور اس طرح ان کی اکثریت اقلیت میں بدل جائے کیونکہ انتخاب جداگانہ نہیں بلکہ مخلوط اور مشترک ہوگا۔

صوبہ سرحدی کے متعلق اس کمیٹی نے یہ سفارش کی ہے کہ اس کو منٹو مارلے ریفارم دی جائیں یعنی تمام دیگر صوبوں سے ۲۰ سال پیچھے اس کو رکھا گیا ہے۔ اور طرز حکومت بھی فیڈرل کی بجائے یونیٹری رکھا ہے یعنی مرکز کو تمام ... کہ تمام حقوق دیئے ہیں۔

یہ رپورٹ اس کمیٹی کی ہے کہ جسکے ارکان سر ذوالفقار علی وسہروردی جیسے اشخاص تھے جنھوں نے مسلم کانفرنس کا ریزولیوشن پاس کرایا تھا اور نہرو رپورٹ کی سخت مخالفت کی تھی۔

نہرو اور نائر رپورٹوں کا فرق اور مسلمان

اب وقت آگیا ہے کہ ایک مرتبہ پھر مسلمان عقل وخرد کی روشنی میں ہندوستان کی سیاسیات پر غور کریں اور اپنے مستقبل کے متعلق فیصلہ کریں کہ وہ کیا ہونا چاہیئے اور کیا ہوگا اور کیا ہوسکتا ہے اب تک مسلمان نہرو رپورٹ کی شدومد سے مخالفت کرتے رہے ہیں مگر اب جبکہ صوبجاتی سائمن کمیٹیوں کی رپورٹیں بھی شایع ہو گئی ہیں اور سنٹرل کمیٹی کی رپورٹ بھی شایع ہو گئی ہے ان کے فرق کو چشم خرد سے مطالعہ کرنا چاہیئے اور موجودہ حالت کو دیکھکر اپنی تبدیلی کر لینی چاہیئے۔

جس قدر صوبجاتی سائمن کمیٹیوں کی رپورٹیں شایع ہوئی ہیں اور سنٹرل کمیٹی کی رپورٹ کو سامنے رکھنے کے بعد ہر ایک انصاف پسند اور ذی ہوش انسان کو تسلیم کرنا پڑے گا کہ نہرو رپورٹ ان کے مقابلہ میں خالص اسلامی حقوق اور اسلامی مفاد کو پیش نظر رکھتے ہوئے بہترین دستاویز ہے یہی ایک رپورٹ ہے جس میں صوبجاتی اور سنٹرل کمیٹیوں کی رپورٹوں سے بدرجہا زیادہ مسلم مطالبات کا لحاظ رکھا گیا ہے ممکن ہے کہ کلیتہً مسلم مطالبات کو نہرو رپورٹ میں تسلیم نہ کیا گیا ہو لیکن اس وقت تک جس قدر دستاویزات اور سفارشات مختلف صوبوں میں حکومت کو پیش کی گئی ہیں ان سب میں نہرو رپورٹ بہترین ہے

چنانچہ مقابلہ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ نہرو رپورٹ نے سب سے زیادہ مسلم مطالبات کو پورا کرنے کی کوشش کی۔ نہرو رپورٹ نے غیر مشروط طور پر صوبہ سرحدی صوبہ کو دوسرے صوبوں کے مساوی حقوق دیئے ہیں۔ سندھ کی علیحدگی کو اس نے تسلیم کر لیا ہے حالانکہ بمبئی کی سائمن کمیٹی نے علیحدگی کی مخالفت کی ہے جس میں تین مسلمان ممبر بھی تھے اور انہوں نے اس سے اختلاف نہیں کیا اسی طرح صوبہ سرحدی کے متعلق پنجاب کی سائمن کمیٹی نے جس میں نہرو رپورٹ کے مخالفین چودہری ظفراللہ اور نواب سکندر حیات خاں شریک تھے اور نواب سکندر حیات خاں اس کمیٹی کے صدر تھے انہوں نے بھی صوبہ سرحدی کو دوسرے صوبوں کے مساوی حقوق دینے کی سفارش نہیں کی بلکہ موجودہ اصلاحات کی سفارش کی ہے جسکے معنے یہ ہوئے کہ نہرو رپورٹ نے صوبہ سرحدی کے متعلق مطالبہ غیر مشروط طور پر تسلیم کر لیا اور پنجاب سائمن کمیٹی اور سنٹرل کمیٹی نے کتر بیونت کر دی۔

نہرو رپورٹ نے ہر اس صوبہ میں جہاں مسلمان اقلیت میں ہیں ان کے لئے آبادی کے تناسب سے نشستیں محفوظ کر دی ہیں اور مزید برآں حق دیا ہے کہ وہ اور نشستیں بھی حاصل کرنے کی جدو جہد کریں۔ بنگال میں مسلمانوں کی اکثریت کو قائم رکھا ہے اب رہ گیا پنجاب کا مسئلہ تو اس کا حل بھی سنٹرل سائمن اور پنجاب سائمن کمیٹی سے زیادہ بہتر طریقہ پر کیا ہے۔ پنجاب سائمن کمیٹی نے تو اکثریت ختم ہی کر دی اور صرف پچاس فیصدی مسلم نشستوں کے لئے سفارش کی ہے اور سنٹرل کمیٹی نے دوسرا طریقہ مسلم اکثریت کو ختم کرنیکا تجویز کیا ہے جس کا ذکر اوپر کے نوٹ میں آچکا ہے یعنی یہ کہ ہندوؤں اور سکھوں کی نشستوں کو محفوظ کر کے ان کو مزید نشستیں حاصل کرنے کا حق دیدیا ہے جس کا لازمی نتیجہ یہی نکلیگا کہ مسلم اکثریت یا تو مساوات میں تبدیل ہو جائیگی یا اقلیت میں۔

اس کے برعکس نہرو رپورٹ نے یہ تجویز کی ہے کہ ہر بالغ انسان کو رائے دہندگی کا حق دیکر تمام نشستیں کھلی چھوڑ دی ہیں اور ہر ایک قوم وفرقہ کو ہر ایک نشست کیلئے لڑ کر حاصل کرنے کی آزادی دی ہے۔ اور چونکہ قدرتی طور پر پنجاب کی آبادی کی تقسیم اس طرح پر ہوئی ہے کہ کچھ اضلاع میں مسلمان بکثرت آباد ہیں اور کچھ میں ہندوؤں کی کثرت ہے اور حساب لگانے سے یہ امر پایہ ثبوت کو پہنچ گیا ہے کہ اس صورت میں مسلمان ۵۶ فیصدی سے زیادہ نشستوں پر قبضہ کر سکتے ہیں ورنہ کم از کم ۵۶ فی صدی میں تو کوئی شبہ اور شک کی گنجائش ہی نہیں۔

بہرحال جس قدر حل پنجاب کے مسئلہ کے پیش کئے گئے ہیں ان سب میں بہترین حل جو مسلم مطالبات سے قریب تر ہے وہ نہرو رپورٹ کا حل ہے۔

ہم یہاں تک لکھ چکے تھے کہ مسٹر سنگرن نائر اور سر ذوالفقار علی لندن سے آگئے اور انہوں نے پانیر اور سول ملٹری گزٹ کے خلاصہ کی تردید کر دی اس سے یہ ساری رائے زنی بیکار ہو گئی کیونکہ جب تک اصل رپورٹ سامنے نہ آئے کچھ کہا نہیں جا سکتا مگر معلوم ایسا ہوتا ہے کہ اس خلاصہ کا کچھ حصہ غلط ہوگا پورا خلاصہ غلط نہیں ہو سکتا کیونکہ اس کی روش صاف بتا رہی ہے کہ جو تجاویز اس میں ہیں وہ بڑی حد تک اصل رپورٹ ہی کی ہونگی بہرحال

چنانچہ عنقریب مفصل رپورٹ بھی سامنے آ جائیگی۔

خانہ جنگی کی لعنت

افسوس ہے کہ شب و روز اتحاد و اتفاق کے وعظ ہر سمت ہوتے رہتے ہیں علماء الگ اتحاد بین المسلمین کا وعظ کہتے رہتے ہیں اور علماء الگ اتفاق و اتحاد پر لکچر دیا کرتے ہیں مگر نتیجہ پر غور کیجئے تو سوائے مایوسی کے کچھ نظر نہیں آتا اور کیونکر نظر آسکتا ہے جبکہ علماء اور زعماء کا خود طرز عمل یہ ہو کہ دوسروں کو اتحاد و اتفاق کی تلقین کریں اور خود آپس میں لڑیں اور دوسرے کو گرانے اور ذلیل کرنے کے در پے رہتے ہوں اور کسی مسئلہ میں بھی اتفاق و اتحاد کا ثبوت نہ دیتے ہوں یہانتک کہ جن مسائل میں وہ متحد ہوں ان میں بھی ایک نہ ہوں اور ایک دوسرے کے کام میں [illegible] مخالفت کریں اور برسر محراب و منبر مجلس ایک دوسرے کو برا بھلا کہیں۔

یہ حالت تو عام ہے لیکن جس طبقہ پر نظر ڈالئے اس میں یہی کیفیت نظر آئیگی کہ ہر شخص دوسرے کی مخالفت کر رہا ہے اور اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد الگ بنانا چاہتا ہے چنانچہ آجکل دہلی میں علماء اور زعماء کی خوب جنگ ہو رہی ہے ایک طرف جمعیۃ العلماء کے عہدہ دار ہیں اور دوسری طرف مولانا محمد علی اور ان کے انصار ہیں مخالفت کی ظاہری علامت تو یہ ہے کہ جمعیۃ العلماء والے مولانا محمد علی کی اس تجویز کے خلاف ہیں کہ وائسرائے کے پاس ساردا ایکٹ کے متعلق ایک ڈپوٹیشن کیوں بھیجا گیا اور مولانا محمد علی جمعیۃ العلماء کی تجویز سول نافرمانی کے خلاف تھے اور اسی سبب کو آڑ بنا کر دونوں فریقوں نے ایک دوسرے کے خلاف اپنے دل کے پھپھولے توڑے اور خوب برا بھلا کہا جمعیۃ العلماء والوں کے نزدیک وفد کا وائسرائے کے پاس لیجانا شیوہ اور منافی غیرت و حمیت اسلامی تھا اور مولانا محمد علی اور ان کے ساتھی اعتراض کرتے ہیں کہ سول نافرمانی کرانے سے کوئی فائدہ نہیں کیونکہ مسلمانوں کی دوکانیں بہت کم ہیں وہ اگر بند بھی ہو گئیں تو کچھ فائدہ نہ ہوگا قابل لحاظ یہ امر ہے کہ دونوں فریق ساردا ایکٹ کے مخالف ہیں اور دونوں کی خواہش ہے کہ مسلمانوں کو اس سے مستثنیٰ کر دیا جائے مگر ایک دوسرے کی کوششوں کی کاٹ کر رہے ہیں اور چاہتے ہیں کہ ان کا حریف ناکام رہے۔

مگر اصل حقیقت ظاہر کے بالکل خلاف ہے واقعہ یہ ہے کہ جمعیۃ العلماء کے اندر عرصہ سے دو پارٹیاں پیدا ہو گئی ہیں ایک پارٹی جو برسر اقتدار ہے اور ایک وہ جو برسر اقتدار آنا چاہتی ہے برسر اقتدار مولانا کفایت اللہ اور مولانا احمد سعید ہیں جن کی جمعیت کے ارکان میں اکثریت ہے دوسری پارٹی مولانا عبد الماجد بدایونی مولوی مظہر الدین الامان والے اور اسی قسم کے لوگوں کی۔ مولانا محمد علی پہلے مفتی کفایت اللہ صاحب وغیرہ کے ساتھ تھے اور اب ان کے مخالف ہیں اور مخالفت کی وجہ یہ ہوئی کہ جمعیۃ العلماء کے سالانہ اجلاس کی صدارت کے لئے مولانا محمد علی کا نام پیش کیا گیا جس کی دوسری پارٹی جو برسر اقتدار تھی اس نے مخالفت کی اور مخالفت اس بنا پر کی کہ علماء کانفرنس کا صدر عالم ہی کو ہونا چاہیئے غیر عالم کو نہیں ہونا چاہیئے اور جمعیۃ کے قواعد میں بھی یہ بات تھی چنانچہ مولانا محمد علی کی بجائے مولانا معین الدین اجمیری کا نام صدارت کیلئے منتخب کر لیا گیا یہ مسئلہ مرادآباد میں پیش ہوا تھا چنانچہ وہاں دوسری پارٹی کے ارکان جلسہ سے اٹھکر چلے گئے

اس کے بعد دہلی میں جمعیۃ العلماء کی منتظمہ جماعت کا اجلاس ہوا تا کہ ساردا ایکٹ پر غور کیا جائے اور بعض غیر ارکان منتظمہ کمیٹی کو بھی مدعو کیا گیا تھا اور دہلی کے بعض عمائد کے جلسہ میں یہ طے پایا تھا کہ اس مجلس شوریٰ کی صدارت مولانا محمد علی کرینگے اور مولوی کفایت اللہ صاحب اس تحریک کی تائید کرینگے مگر جب جلسہ شروع ہونے لگا تو باہر کے آنے والوں میں سے ایک صاحب نے مولانا کفایت اللہ صاحب کا نام صدارت کے لئے پیش کر دیا اور دوسری طرف سے مولانا محمد علی کا نام پیش کیا گیا اس پر نہایت تلخ بحث ہوئی اور اس قدر تلخی بڑھی کہ دوسری پارٹی اٹھکر چلی آئی اور اپنا دوسرا جلسہ کر کے وائسرائے کے پاس وفد لیجانا طے کر لیا۔

اصلی اور حقیقی اسباب مخالفت کے یہ ہیں اور اب مخالفت اس حد تک بڑھ گئی ہے کہ علانیہ اور کھلم کھلا ایک دوسرے پر تبرا بھیجا جا رہا ہے اور سب و شتم اور تہمت تراشیوں اور الزام دہی کا بازار گرم ہے اور ایک ہی مسئلہ کے اندر دو پارٹیاں علیحدہ علیحدہ کام کر رہی ہیں اور ایک دوسرے کے کام کی تنقیص کر رہی ہیں۔

یہ ہے حالت ہمارے علماء اور زعماء کی بھلا جب مدعیان رہنمائی کا یہ عالم ہو تو غریب عوام کا کیا حال ہوگا اور اتحاد و اتفاق کی کیونکر کوئی صورت نکل سکتی ہے اور قوم کے ناخداؤں کا یہ حال ہے تو قوم کا بیڑا کیونکر پار لگ سکتا ہے۔

خواجہ حسن نظامی اور جمعیۃ العلماء

حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب ساردا ایکٹ کے موافقین میں سے تھے وہ اپنی بصیرت اور علم سے اس نتیجہ پر پہنچے تھے کہ صغر سنی کی شادیاں مسلمان قوم کے لئے سخت مضرت رساں ہیں اور اس کے انسداد کے لئے جو قانون ساردا ایکٹ کے نام سے بنا ہے وہ مسلمانوں کے لئے مفید ہے اور جو لوگ اس کو مذہب کے خلاف بتلاتے ہیں وہ غلطی پر ہیں مذہب میں اس سے کوئی مداخلت نہیں ہوتی یہ خواجہ صاحب کی نیک نیتی سے ایک رائے تھی اور کسی خارجی اثر کے ماتحت یہ رائے قائم نہیں کی گئی تھی کیونکہ خواجہ صاحب نے یہی رائے تحقیقاتی کمیٹی کے سامنے بھی ظاہر کر دی تھی جس وقت اسکے خلاف کوئی آواز بلند نہیں ہوئی تھی مگر جمعیۃ العلماء کے سرکاری آرگن نے خواجہ صاحب کی اس رائے کے خلاف دو تین مضامین لکھے جن کا لب و لہجہ اور روش تحریر و انداز نگارش سخت قابل اعتراض اور سوقیانہ تھا اور خواجہ صاحب کی ذات پر خواہ مخواہ حملے کئے گئے تھے ان کو جاہل لکھا گیا ان پر یہ تہمت تراشی گئی کہ چونکہ مولانا محمد علی ساردا ایکٹ کے مخالف ہیں اس لئے خواجہ صاحب مولانا محمد علی کی ضد میں اس کی حمایت کر رہے ہیں گویا خواجہ صاحب دیدہ و دانستہ مخالفت برت رہے ہیں ان کی رائے کچھ ہے اور ضد میں ظاہر کچھ کر رہے ہیں یہ ایک نہایت رکیک اور کمینہ طریق بحث ہے کہ کسی کی نیت پر حملہ کیا جائے دوسرے الجمعیۃ کے کرتا دھرتاؤں کو اچھی طرح معلوم تھا کہ خواجہ صاحب نے اس قانون کی . . . . . . اس وقت حمایت کی تھی جب یہ اسمبلی میں پیش بھی نہ ہوا تھا اور مولانا محمد علی یورپ میں تھے اور انہوں نے اس وقت تک

کوئی رائے بھی ظاہر نہیں کی تھی اس لئے یہ لکھنا ادبی کمینگی کی حد تک پہنچ جاتا ہے کہ حقیقت واقعہ سے آگاہ ہونے کے باوجود ایک غلط الزام کسی پر لگا دیا جائے بہتر طریقہ تھا کہ دلائل سے خواجہ صاحب کی رائے کو غلط او گمراہ کن ثابت کیا جاتا اور ان مضامین میں جتنا حصہ اس قسم کا ہے اس پر کوئی اعتراض نہیں لیکن اعتراض ان رکیک و خفیف امور پر ہے جن کا ذکر اوپر کیا گیا۔

اب معلوم ہوا ہے کہ خواجہ صاحب نے جمعیۃ العلمار کی رکنیت سے استعفا دیدیا ہے اس سلسلہ میں خواجہ صاحب اور مولانا احمد سعید صاحب کے درمیان جو خط و کتابت ہوئی ہے اس کا ذکر کرنا مناسب نہیں معلوم ہوتا افسوس ہے کہ نوبت یہانتک پہنچی مگر ہم اس کو تسلیم نہ کرینگے کہ خواجہ صاحب کے متعلق جو مضامین لکھے گئے وہ مولانا احمد سعید کے علم میں نہیں آئے ہر شخص جس نے ان کو پڑھا ہے ایک نظر اس کی رائے یہی ہوئی کہ یہ مضامین خود مولانا احمد سعید صاحب کے قلم سے لکھے گئے ہیں مولانا موصوف کی تحریر چھپی نہیں رہ سکتی جاننے والے جانتے ہیں کہ مولانا کی زبان اور قلم کا انداز نگارش و گفتگو کیا ہے۔

الجمعیۃ کا یہ انداز نگارش اس وقت سے برابر ترقی کر رہا ہے جبکہ مولوی ابوالاعلیٰ صاحب نے علیحدگی اختیار کی اور مولانا احمد سعید صاحب عملاً اخبار کے ایڈیٹر بنے۔ چنانچہ حال ہی میں مسخرے کے کالم میں مسٹر شروانی پر بھی اسی قسم کا غیر شریفانہ اور رکیک حملہ کیا گیا ہے چنانچہ ان کی وکالت کو پنڈت موتی لال نہرو کے گوشۂ چشم التفات کا ممنون بنایا گیا ہے اور اسی بنا پر نہرو رپورٹ کی تائید اور سارودا ایکٹ کی حمایت کو محمول کیا گیا ہے اگرچہ اس کو اس طرح لکھا گیا ہے کہ لوگ یہ خیال کرتے ہیں مگر ہمارا خیال یہ نہیں ہے مگر مقصد اصلی یہی ہے کہ لوگوں پر یہی اثر پڑے کہ شروانی صاحب ذاتی اغراض کے پرستار اور بندۂ شکم ہیں اور ان کی رائے پنڈت موتی لال نہرو کے روپے کے ہاتھوں بکی ہوئی ہے۔

یہ انداز تحریر اور طرز بحث ونظر صد درجہ کمینہ ہے اور الجمعیۃ کے شایان شان نہیں ہے اگر اس قسم کی تحریریں کسی اور اخبار میں ہوں تو اس قدر محل تعجب نہیں مگر الجمعیۃ میں ایسی تحریروں کا نکلنا سخت قابل افسوس ہے۔

مولانا ابوالکلام آزاد اور سارودا ایکٹ

مولانا ابوالکلام ہندوستان بھر کے علمار میں

باعتبار وسعت معلومات و وسعت نظر اور صاحب فکر و رائے ہونے کے اعتبار سے نہایت ممتاز درجہ رکھتے ہیں ان کی نظر اور ان کا مطالعہ اس قدر وسیع ہے کہ موجودہ عہد کے علمار میں شاید ہی کوئی ان کا ہم پلہ ہو اور اصابت فکر و رائے کے اعتبار سے تو کوئی بھی ان کا مقابل نہیں ہے اور روشنخیال طبقہ اگر مذہبی مسائل میں مطمئن ہوتا ہے تو مولانا ابوالکلام کے استدلالات سے ہوتا ہے۔

سارودا ایکٹ کے متعلق ابتک مولانا موصوف کا کوئی بیان اخبارات میں نہیں آیا تھا اور ایک بہت بڑا طبقہ آپ کی رائے کا منتظر تھا چنانچہ اب حال میں جمعیۃ العلمار کے جلسہ میں پیش کرنے کے لئے آپ نے ایک مختصر سی تحریر بھیجی تھی جو اب اخبارات میں شائع ہو گئی ہے

اس تحریر میں مولانا نے سارودا ایکٹ کو ضروری بھی بتلایا ہے اور مفید بھی اور جائز بھی اور اس کو مداخلت فی الدین جو کہا جاتا ہے اس کی نسبت بھی لکھا ہے کہ یہ مداخلت فی الدین نہیں بلکہ عین دین کی تعمیل قرار دیا ہے اور لکھا ہے کہ اس قسم کے تمام مسائل یا صلاح فقہا مصالح مرسلہ میں داخل ہیں اور ان میں نظر و اجتہاد کا دروازہ قیامت تک کھلا ہے

بہرحال آپ نے اپنے الفاظ میں تحریر فرمایا ہے کہ یہ قانون احکام اسلام کے خلاف ہرگز نہیں مگر اسی کے ساتھ آپ نے یہ بھی تحریر فرمایا ہے کہ مسلمانوں کی بھاری اکثریت اسکے خلاف ہے اور علمار کی اکثریت بھی مخالف ہے اور کوئی اصلاح زبردستی نہیں کی جاسکتی آپ کے نزدیک اس وقت تک انتظار کرنا چاہیئے جبتک کہ مسلمانوں کی اکثریت میں اسکے قبول کرنے کی صلاحیت پیدا ہو جائے اس کے بعد ہی قانون بنانا چاہیئے۔

افسوس ہے کہ ہم مولانا موصوف کے اس نظریہ سے متفق نہیں اس مسئلہ کی صورت صرف یہ ہے کہ یا تو یہ قانون مذہب اور احکام اسلام کے خلاف اور مداخلت فی الدین ہے یا مذہب اور اسلام کے خلاف نہیں اور جائز و مفید ہے جو لوگ اس کو خلاف مذہب سمجھتے ہیں ان کا فرض ہو کہ جہانتک ہوسکے اسکی مخالفت کریں اور اس قانون کو منسوخ کرائیں اور جو لوگ ایسا نہیں سمجھتے بلکہ مذہب کے احکام کے مطابق اس کو جائز سمجھتے ہیں اور مسلمانوں کے لئے مفید ان کا فرض یہ ہے کہ وہ اس کی تائید و حمایت کریں اور کوشش کریں کہ یہ قانون برقرار رہے محض اسلئے کہ اکثریت مخالف ہو کوئی صحیح چیز غلط نہیں ہوسکتی اور نہ صحیح چیز کو محض اسلئے ترک کر دینا چاہیئے کہ اکثریت ان کی مخالف ہے تو دنیا میں کسی صحیح چیز کو پیش نہیں کیا جاسکیگا اور نہ کوئی اصلاح ہوسکے گی خود اسلام نے دعوت جس وقت دی ہے اس وقت ساری دنیا اس کی مخالف تھی اور ہر زمانہ میں مقدس اس کی داعی تھی اگر محض اس خیال سے کہ دنیا یا صرف عرب کی اکثریت اس کی مخالف ہو اور اس کو قبول کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتی اسلام کی دعوت کو ترک کر دیا جاتا تو آج اسلام کا نام و نشان بھی نہ ہوتا۔

صحیح طرز عمل یہی ہے کہ جو لوگ کسی مسئلہ کو صحیح سمجھتے ہیں وہ اس کی صحت کے دلائل بیان کریں اور لوگوں کو ہموار کریں اور اس پر اصرار کریں اور جو اس مسئلہ کو غلط سمجھتے ہیں وہ اس کی مخالفت کریں اور اس کے دلائل بیان کریں کیا اگر آج اس قسم کا قانون بنے کہ ہر ایک بالغ مرد اور عورت کو نماز پڑھنی پڑے گی اور جو نہ پڑھے گا اسے سزا دی جائیگی اور مسلمانوں کی اکثریت اس کی مخالفت کرے تو اس کے نفاذ کو اسی کلیہ کی بنا پر ترک کر دینا چاہیئے کہ اکثریت اس قانون کو قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہے یا مثلاً پنجاب اور اودھ میں لڑکیوں کو ترکہ نہیں ملتا اگر ایک قانون بنادیا جائے کہ لڑکیوں کو بھی ان کا شرعی حق ملا کرے اور اس قانون کی پنجاب اور اودھ کے لوگ مخالفت کریں تو اس کلیہ کی رو سے اس مفید قانون کو رد کر دینا چاہیئے ہمارے خیال میں تو یہ طریقہ کسی طرح صحیح نہیں ہوسکتا صحیح طریقہ یہی ہے کہ ایمان و دیانتداری کے ساتھ جس کی جو رائے ہے اس پر وہ اصرار کرے یہ کیا کہ رائے تو کچھ ہو اور عمل کچھ اس طرح تو قیامت تک کوئی اصلاح ہو ہی نہیں سکیگی فرض کیجئے کہ ملک کا کثیر طبقہ آزادی کا مخالف ہو جائے تو کیا اس صورت میں مولانا حکومت کو یہ مشورہ دیں گے کہ وہ ہندوستان کو آزاد نہ کرے کیونکہ اکثریت آزادی کی مخالف ہے۔

اگر سارودا ایکٹ واقعی شریعت اسلام کے خلاف ہے اور اس سے دین میں مداخلت ہوتی ہے تو خواہ کتنا ہی مفید قانون کیوں نہ ہو اس کو جلد سے جلد

منسوخ کرانا چاہیئے۔ اور خواہ کسی قدر قربانی کرنی پڑے اس کو منسوخ ہونا چاہئے لیکن اگر یہ قانون شریعت اسلامیہ کے خلاف نہیں ہے اور اس سے دین میں مداخلت نہیں ہوتی اور مسلمانوں کے لئے مفید ہے اور اس سے مسلمانوں کو نفع پہنچتا ہے تو قانون کی پرزور حمایت و تائید کرنی چاہیئے خواہ ساری دنیا اس کی مخالف ہو اس اصول کے مطابق سارڈا ایکٹ کی مخالفت اور موافقت کرنی چاہیئے اور کسی کے بہترکانے سے مخالف اور مرعوب نہ ہونا چاہیئے۔

سارڈا ایکٹ

اس قانون کی وجہ سے جو انتشار و اختلال پیدا ہو گیا ہے وہ سخت افسوسناک ہے اس وقت تک اس قانون کے متعلق مسلمان ایک نقطہ پر جمع نہیں ہوئے کچھ لوگ اس کی تائید کرتے ہیں اور کچھ مخالفت کچھ اس کو عین تعمیل دین بتاتے ہیں اور کچھ خلاف مذہب کہتے ہیں مخالفین علاوہ اس کے کہ اس کو مخالفت دین سے تعبیر کرتے ایک یہ بھی کہتے ہیں کہ مسلمانان ہند کی اکثریت اس کے خلاف ہے اور موئدین ان کے جواب میں کہتے ہیں کہ عام مسلمان تو جہالت کے گڑھے میں پڑے ہوئے ہیں وہ کوئی رائے رکھتے ہیں اور نہ قائم کر سکتے ہیں البتہ کچھ لوگ ان جاہلوں پر قدرت رکھتے ہیں اور مذہب کا نام لیکر ان کو برافروختہ کر دیا کرتے ہیں اسلئے معلوم ہوتا ہے کہ اکثریت قانون کے مخالف ہے حالانکہ مخالفین کی تعداد بہت تھوڑی ہے البتہ عوام کالانعام کو مذہب کو خطرے میں مبتلا کر اور تحفظ ناموس شریعت کا واسطہ دیکر مشتعل کر دیا گیا ہے اس کے مقابلہ پر تمام تعلیم یافتہ اور روشن خیال مسلمان اس قانون کے مؤید ہیں اگر عوام کو علیحدہ کر دیا جائے جن کی خود کوئی رائے نہیں ہے تو اکثریت حامیوں کی نکلے گی۔

بہر حال اب تک اس مسئلہ میں اختلاف رائے موجود ہے اور افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ مخالفین کا طریق اختلاف شائستگی اور سنجیدگی کے بالکل خلاف ہے بیشک جو لوگ اس قانون کے خلاف ہیں انھیں اس کی پرزور مخالفت کرنی چاہیئے مگر اسکے معنے یہ نہیں کہ اظہار اختلاف کا ایسا طریقہ اختیار کیا جائے جو ہنگامہ خیز ہو اور موئدین کو ناشائستہ بدزبانی سے یاد کیا جائے اور ان پر تہمتیں تراشی جائیں اور ان کو گالیاں دی جائیں اور ان کو کافر اور بیدین کہا جائے اور ان کے دلائل کا جواب دلائل و براہین سے دینے کی بجائے ان پر ذاتی حملے کئے جائیں اور عوام کو ان کے خلاف بھڑکایا جائے یہ طریقہ کسی طرح مناسب نہیں ہے اس سے کبھی مسلمانوں کے اندر غور و فکر کرنے کا مادہ کبھی پیدا نہ ہوگا بلکہ اس کا نتیجہ یہ نکلیگا جو زیادہ بلند بانگ ہوگا اور مذہب کا نام لیکر اشتعال دلانے کی طاقت جس میں زیادہ ہوگی وہ عوام کو ہر اچھے سے اچھے اور مفید سے مفید مسئلہ میں خلاف کر دیگا۔

بہتر مفید اور مناسب طریقہ یہ ہے کہ ہر شخص سنجیدگی و متانت کے ساتھ اس مسئلہ پر بحث کرے اور اپنی رائے کو دلائل و براہین سے صحیح ثابت کرے اس سے یہ فائدہ ہوگا کہ عوام فریقین کے دلائل پر غور کر کے آزادانہ رائے قائم کرنے کی کوشش کرینگے اور عوام کے اندر غور و فکر کرنے کا مادہ پیدا ہوگا اور سوچ سمجھکر کاموں میں حصہ لینے کی عادت پیدا ہوگی اور اس طرح رفتہ رفتہ وہ قومی ملکی اور مذہبی مسائل میں صحیح رائے قائم کر سکیں گے اور موجودہ صورت میں تو قیامت تک عوام میں کوئی اہلیت و صلاحیت نہ پیدا ہوگی اور ہر وہ شخص یا اشخاص عوام کو اپنے ساتھ کر لینگے جو چرب زبان اور بلند بانگ ہوں گے۔ اور عقل و خرد سے کام لینے کا شیوہ بکلی مسدود ہو جائے گا۔

فلسطین کا محشرستان

فلسطین کی مقدس سرزمین اس وقت سے فتنہ و فساد کا گہوارہ بنی ہوئی ہے جب سے جان بل کے قدم وہاں پہنچے ہیں اس سے قبل ترکوں کے زمانہ میں عرب عیسائی اور یہودی سب مل کر امن و اطمینان سے زندگی بسر کرتے تھے اور کسی قسم کا جھگڑا فساد نہ تھا مگر برطانیہ کے قبضہ کے بعد بالفور اسکیم کے شرارہ نے خرمن امن و امان کو یکسر تباہ و برباد کر دیا اس منحوس ظالمانہ اور خود غرضانہ اسکیم کی وجہ سے گذشتہ دنوں میں فساد ہو گیا تھا جس میں عربوں نے حکومت پر جانبداری اور یہود نوازی کا الزام لگایا چنانچہ اب اس کا ثبوت اس طرح ہو رہا ہے کہ کوئی ہفتہ ایسا نہیں جاتا کہ عربوں کے پھانسی دیئے جانے کی اطلاعات موصول نہ ہوتی ہوں اور اس وقت تک ایک یہودی کو پھانسی نہیں ملی حالانکہ پچاس ساٹھ عرب جان سے مارے گئے تھے مگر غریب عربوں کا خون اس قدر سستا ہے کہ اس کی کوئی پرسش ہی نہیں۔

جو فساد ہوا تھا اس کی تمام تر ذمہ داری وہاں کی انگریزی حکومت پر عاید ہوتی ہے کیونکہ وہ بالفور اسکیم کو شروع کر کے عربوں کو دستفاو وطن سے محروم کیا جاتا ہے ان کے اندر ناراضگی کے جذبات پیدا ہوتے ہیں یہ کس قدر ظلم ہے کہ جو لوگ ہزار ہا سال سے ایک جگہ رہتے ہیں ان کو حقوق سے محروم کر کے دنیا بھر کے آوارہ گرد یہودیوں کو وہاں لا کر آباد کیا جا رہا ہے اور اس طرح وہاں کی بعض دعناؤں کی تخم ریزی کی جا رہی ہے اور مقصد اس کا یہ ہے کہ فلسطین کو آزادی سے ہمیشہ کے لئے محروم کر دیا جائے۔

انگریزوں کی یہی ڈپلومیسی ہے جس نے تمام روئے زمین کے مسلمانوں کو ان سے بدظن کر دیا ہے اور یہ خیال جاگزیں ہوتا جا رہا ہے کہ مسلمانوں کی ریاست و امارت کے ہر جگہ انگریز ہی سب سے بڑے مخالف ہیں۔

فلسطین کے مسلمان ہندوستان کے مسلمانوں سے امداد و اعانت کی اپیل کر رہے ہیں مگر اس غلامی و محکومی کے عالم میں مسلمانان ہند ان کی کیا مدد کر سکتے ہیں اصلی خرابی تو ساری غلامی کی ہے اگر آج ہندوستان کو آزاد کرا لیا جائے تو یہ تمام مشکلات دور ہو جائیں کیونکہ عراق فلسطین اور مصر وغیرہ کی محکومی ہندوستان کو محکوم رکھنے ہی کی غرض سے ہے اسلئے اگر مسلمانان ہند اپنے اسلامی بھائیوں کی امداد کرنی چاہتے ہیں تو اس کی صرف ایک ہی صورت ہے اور وہ یہ کہ ہندوستان کو جلد سے جلد آزاد کرائیں۔

خواتین کی علمائے سے بغاوت

اس شذرہ کا عنوان علماء سے بغاوت اس لئے رکھا گیا ہے کہ دہلی کی مسلم خواتین نے جو ریزولیوشن منظور کئے ہیں آجکل کے بہت سے مولوی صاحبان بلفظہ ان کے مخالف ہیں کانفرنس تو تمام اقوام کی خواتین کی تھی مگر متعدد ریزولیوشن ایسے اس کانفرنس میں پاس ہوئے جن کے علماء مخالف ہیں اور مسلم خواتین نے ان کی تحریک و تائید کی۔

مثلاً آجکل سارڈا ایکٹ کے مولوی صاحبان سخت مخالف ہیں مگر اس کانفرنس میں مسلم خواتین ہی نے اس قانون کی موافقت میں ریزولیوشن پیش کیا اور اس کی

تائید مزید بھی ایک مسلم خاتون نے کی اور کسی ایک مسلم خاتون نے بھی اس کے خلاف رائے نہیں دی۔

اسی طرح ستر پردہ کے خلاف بھی کانفرنس میں بالاتفاق ریزولیوشن پاس ہوا اور کثرت ازدواج کے خلاف بھی اور عورتوں کے خلع کا حق مانگا گیا۔

یہ تو دہلی کی ایلیمنٹر کانفرنس میں ہوا حیدرآباد میں مسلم لیڈیز کانفرنس ہوئی اس میں بھی اسی قسم کے ریزولیوشن پاس ہوئے اور ساردا ایکٹ کی حمایت کرتے ہوئے حکومت نظام سے درخواست کی گئی کہ اسی قسم کا قانون ممالک نظام کے لئے بھی بنا دیا جائے علیگڈھ میں بھی اسی قسم کا ایک خواتین کا جلسہ ہوا اور اس میں بھی ایسی ہی تجاویز منظور کیگئیں اور ساردا ایکٹ کی بڑی زور شور سے تائید کی گئی۔

علماء ان تجاویز کو بغاوت سے تعبیر کریں یا بیدینی سے مگر وہ خواتین کی آزادی کو روک نہیں سکتے اور اگر علماء کی تنگ خیالی اور سخت گیری قائم رہی تو اس کا نتیجہ یہ نکلیگا کہ وہ بالکل ہی آزاد ہو جائینگی اور مذموم و مضرت رساں حد تک آزادی کی حد میں پہنچ جائینگی اس لئے علماء اگر چاہتے ہیں کہ مردوں کی طرح عورتیں بھی بالکل آزاد نہ ہو جائیں تو ان کو اپنی تنگ خیالی اور سخت گیری میں کچھ نہ کچھ ترمیم کرنی پڑیگی اور عورتوں کے ساتھ نرمی برتے بغیر کام نہیں چلے گا۔

افغانستان

خدا کا شکر ہے کہ افغانستان کی حالت روز بروز بہتر ہوتی جاتی ہے اور ہر طرف امن و امان قائم ہوتا جا رہا ہے اور تمام قبائل اطاعت قبول کر رہے ہیں اعلیحضرت جنرل نادر خان جناب افغانستان کے بادشاہ منتخب ہوئے وہ انتہائی کوشش کر رہے ہیں کہ جلد سے جلد افغانستان کو پھر از سر نو اپنی اصلی حالت پر لے آئیں تعلیم کی طرف فوری توجہ آپ نے مبذول کر دی ہے اور اسکول کا افتتاح بھی کر دیا ہے افواج کی از سر نو تنظیم بھی شروع کر دی ہے اور تمام ادارات کی تنظیم و تشکیل کا اعلان بھی کر دیا ہے سکہ جاری ہو گیا ہے نادر شاہ کا نام اور قومی جھنڈے کی تصویر مضروب ہے باغی و مفسد اشرار کا خاتمہ ہو گیا ہے اور گورنمنٹ برطانیہ اور سویٹ روس نے آپ کی حکومت کو تسلیم کر لیا ہے اور حسب سابق تبادلہ سفراء کو بھی منظور کر لیا ہے اور عنقریب ہر دو حکومتوں کے سفراء اور دیگر حکومتوں کے سفراء کا تقرر عمل میں آجائیگا۔

ایک بہی خواہ افغانستان اس حالت کو دیکھکر اللہ تبارک و تعالیٰ کا شکر و سپاس ادا کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ اس نے ایک اسلامی ملک کی گم شدہ متاع حریت و استقلال اور امن کو پھر سے بحال کر دیا ورنہ اسکے جاہل و طامع باشندوں اور مفسد ملاؤں نے تو اس کو تباہ کرنے میں کوئی دقیقہ اٹھا ہی نہیں رکھا تھا۔

افسوس ہے کہ بعض اشخاص و افراد اور بعض عاقبت نا اندیش اخبار ابتک غازی نادر خان کی مخالفت کر رہے ہیں اور غازی ممدوح کے خلاف ناپاک پروپیگنڈا کر رہے ہیں ہم نے مانا کہ احق اور مستحق تر وہ غازی امان اللہ کو سمجھتے ہیں اور ان کے نزدیک نادر خان کو تخت نہ قبول کرنا چاہیئے تھا مگر اب جبکہ ایک مسئلہ طے ہو گیا ہے اور افغانستان کے لوگوں نے اس صورت حال کو قبول اور تسلیم کر لیا ہے تو بیرونی لوگوں کو خواہ مخواہ اس میں مداخلت نہ کرنی چاہیئے خصوصاً ایسی حالت میں جبکہ اس قسم کے پروپیگنڈے سے از سر نو افغانستان کے دوبارہ مصیبت میں مبتلا ہو جانے کا خطرہ ہو کیونکہ ابھی خانہ جنگی کو فرو ہوئے بہت تھوڑا عرصہ گذرا ہے اور طبائع میں ہنوز اشتعال موجود ہوگا سوال اشخاص و افراد کا نہیں ہے بلکہ افغانستان کی فلاح و بہبود کا سوال ہے اگر جنرل نادر خان افغانستان کو منزل مقصود تک پہنچا سکتے ہیں تو ہمیں خواہ مخواہ امان اللہ ہی کا دامن نہ پکڑے رہنا چاہیئے۔

ہم اپنی اس رائے کا پہلے ہی اظہار کر چکے ہیں کہ جنرل نادر خان کی عظمت اور ان کی ساری شہرت کو دوام اس صورت میں زیادہ ہوتا کہ وہ صرف افغانستان کے نجات دہندہ کی حیثیت سے تاریخ میں اپنا نام چھوڑ جاتے اور امان اللہ خان کو پھر سے تخت پر متمکن کرتے مگر خدا معلوم ملک کے حالات کیا تھے اور جنرل موصوف کے سامنے کس قسم کی مشکلات اور دشواریاں تھیں کہ تخت قبول کرنے پر انکو مجبور ہونا پڑا یہ تو ہر شخص کو تسلیم کرنا پڑیگا کہ نادر خان اپنے وطن کا ایک وفادار فرزند ہے اس سے ناممکن ہے کہ وطن کے ساتھ غداری کا کوئی فعل سرزد ہو بہرحال اب افغانستان کی بہی خواہی کا یہ اقتضا ہے کہ اس کو مزید مشکلات میں مبتلا نہ کیا جائے اور جو صورت پیدا ہو گئی ہے اس پر اللہ کا شکر ادا کیا جائے۔

ڈاکٹر اقبال کا پیغام

ہم اوپر ایک نوٹ لکھ چکے ہیں کہ جمعیۃ العلماء کے ارکان میں بھی پھوٹ پڑ چکی ہے اور باوجودیکہ ساردا ایکٹ کے سب مخالف ہیں مگر ذاتی عز و جاہ اور شہرت و نام آوری کے جذبہ سے مغلوب ہو کر یہ دو گروہوں میں تقسیم ہو گئے ہیں اور مل جل کر کام کرنے پر رضامند نہیں ہیں بلکہ علیحدہ علیحدہ کام کر رہے ہیں چنانچہ جمعیۃ العلماء نے الگ ایک مجلس تحفظ ناموس شریعت کے نام سے بنائی ہے جو ساردا ایکٹ کے خلاف کام کرے گی اور دوسری طرف مولانا محمد علی اور ان کے ساتھ مولوی عبد الماجد صاحب بدایونی مولانا حسرت موہانی وغیرہ کانپور میں اسی ساردا ایکٹ کے سلسلہ میں مؤتمر کی ابتدائی تشکیل کر رہے ہیں کہ وفد کی ناکامی کے بعد اب کیا کریں اس کانفرنس کی صدارت کے لئے مولوی عبد الماجد بدایونی مولانا حسرت موہانی اور حافظ ہدایت حسین نے ڈاکٹر اقبال کو لکھا تھا کہ مولانا محمد علی نے صدارت کے لئے آپ کا نام تجویز کیا ہے براہ کرم تار کے ذریعہ قبولیت صدارت سے اطلاع دیجئے

ڈاکٹر اقبال نے اس دعوت صدارت کا یہ جواب دیا ہے:-

"جب تک جمعیۃ العلماء اور آپ یکجا نہ ہو جائیں افسوس ہے کہ میں صدارت کو قبول نہیں کر سکتا۔ نیز کانفرنس جنوری ۳۰ء کے آخر میں منعقد کی جائے"۔

ہمیں خوشی ہے کہ ڈاکٹر اقبال نے نہایت خوبصورتی کے ساتھ اس اختلاف و انتشار پر دونوں فریق کو ملامت کر دی ہے اور اس حقیقت کو ظاہر کر دیا ہے کہ جب اتنا ایثار اور اتنی قربانی نہیں کر سکتے کہ باوجود اس امر کے کہ تم دونوں کے درمیان کوئی اصولی اختلاف یا عقیدہ کا فرق نہیں ہے پھر بھی اپنے اختلافات کو دور نہیں کر سکتے اور مل کر اور متحد ہو کر کام کرنے پر رضامند نہیں تو تم اپنا مقصد کیونکر حاصل کر سکتے ہو اور اصل مقصد کے لئے کیا قربانی کر سکتے ہو۔

اصل یہ ہے کہ ہر ایک فریق اپنا نام چاہتا ہے اور اس کی کوشش یہ ہے

کہ ملک میں اس کا وقار بڑھے اور دوسرے کا گلا کٹے اور دونوں کے مخالفت طرق کا باعث اصول و عقیدہ نہیں ہے بلکہ ذاتی کاوشیں اور کدورتیں ہیں طلب عز و جاہ کا جذبہ ہے اور ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کی خواہش ہے، ایک فریق جمعیۃ العلما پر قبضہ حاصل کرنا چاہتا ہے اور دوسرا اس کو بے دخل کر کے قبضہ جمانا چاہتا ہے ان حالات میں اصلاح و فلاح کی کیا توقع کی جا سکتی ہے اور صورت حال یہ ہے کہ بظاہر اختلاف ہے اس سے بڑھ کر زیادہ دلوں میں مخالفت و عناد کا جذبہ ہے

مولانا نے ہمارے نزدیک نہایت اچھا کیا کہ الہ آبادی کانفرنس کی صدارت سے انکار کر دیا جو محض جمعیۃ العلما کے توڑ پر کی جا رہی ہے ہم جمعیۃ العلما کے برسر اقتدار جماعت کا بعض نہیں سمجھتے بلکہ ہمارے نزدیک دونوں جماعتیں یکساں طور پر مستحق مذمت و ملامت ہیں کیونکہ دونوں ایک ہی قسم کے مذموم جذبات سے مغلوب ہیں اور دونوں کی اندرونی حالت یکساں قابل اعتراض و لائق نفریں ہے۔

جس قدر ظاہر ہے کہ ہر دو فریق کے درمیان رہبری اصول عقیدہ اور مقصد میں متحد ہیں مگر محض عداوتوں کی ہوس میں ایک دوسرے کے درپے انہدام ہیں بھلا ایسے لوگوں سے صلاح و فلاح کی کیا امید ہو سکتی ہے۔

لامذہب ترکوں کی مذہبیت

ترکوں اور ترکی حکومت کے متعلق ایک عرصے سے مسلسل اور متواتر یہ پروپیگنڈا کیا جا رہا ہے کہ موجودہ ترکی حکومت لامذہب ہے اور نہ صرف لامذہب ہے بلکہ مذہب کی دشمن ہے اس کو اسلام سے کوئی واسطہ نہیں رہا اور یہ سب اس لئے کیا گیا کہ بعض اصلاحات ترکوں نے نافذ کیں اور مدارس دینیہ مساجد کے منتظم اماموں واعظوں اور خانقاہوں پر بعض پابندیاں عائد کر دی گئیں یعنی مثلاً وعظ وہی لوگ کہہ سکیں گے جن کو حکومت سے سند ملے گی اور امامت بھی صرف سند یافتہ امام کر سکیں گے، مدارس میں حکومت کا منظور کردہ نصاب پڑھایا جائے گا اور خانقاہیں اس لئے بند کر دی گئیں کہ وہ حکومت کے خلاف سازش کرنے کی مرکز تھیں اور اجنبی حکومتوں کی آلہ کار کے طور پر کام کرتی تھیں۔

ان وجوہ کی بنا پر ترکوں کے دشمنوں نے ترکی حکومت کے خلاف زہریلا پروپیگنڈا کیا کہ اس نے مذہب کو تباہ کر دینے کا عزم بالجزم کر لیا ہے اور جیسا کہ ہر ملک کے قدامت پسند جدید اصلاحات کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور ان سے اپنی ناراضگی کا اظہار کرتے ہیں ترکی کے قدامت پسندوں نے بھی ان اصلاحات کو اچھی نظر سے نہیں دیکھا۔

مگر حقیقت نفس الامری اس سے زیادہ کچھ نہ تھی کہ موجودہ حکومت نے کچھ اصلاحات نافذ کی تھیں اور کچھ پابندیاں عائد کر دی ہیں اور جاہل و توہم پرست ملاؤں اور پیروں کے دسائس و مکائد سے عوام کو محفوظ رکھنے کیلئے مذہبی شعبہ بھی حکومت کے ماتحت لے لیا ہے چنانچہ ترکی حکومت کی ترکی پارلیمنٹ میں جو نیا میزانیہ یعنی آئندہ سال کے اخراجات کا بجٹ پیش کیا ہے اس سے یہ حقیقت اچھی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ ترک لامذہب نہیں بلکہ مذہب کی سچی اور صحیح اسپرٹ ان کے اندر موجود ہے۔

آئندہ سال کے بجٹ میں حکومت ترکی نے مذہبی محکمہ کے اخراجات کیلئے ۲۵ لاکھ ترکی پونڈ رکھے ہیں جو ڈھائی کروڑ روپے ہوئے یہ ڈھائی کروڑ دنیاوی تعلیم پر خرچ نہیں ہوں گے کیونکہ تعلیم کا بجٹ علیحدہ ہے بلکہ خالص مذہبی تعلیم اور مذہبی امور مثلاً پیش اماموں کی تنخواہ مدرسین و واعظین کی تنخواہ اور مذہبی تعلیم کرنے والے طلبا کے وظائف میں صرف ہوں گے۔

کیا کوئی لامذہب حکومت ایسی بھی سنی گئی ہے جو کروڑوں روپیہ مذہب کی اشاعت کے لئے اپنے بجٹ میں منظور کرے۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ لامذہبی کا الزام محض افسانہ و تہمت تراشی ہے اور اس غرض سے یہ پروپیگنڈا کیا گیا ہے اور کیا جاتا ہے تاکہ مسلمانان ہند کو ترکوں کے ساتھ کوئی ہمدردی اسلامی باقی نہ رہے اور وہ ترکوں اور ترکی حکومت سے متنفر اور بیزار ہو جائیں یہ ممکن ہے کہ بعض امور میں ترکی حکومت کی روش سے . . . ہمیں اختلاف ہو اور اس نے اعتدال سے آگے بڑھ کر قدم رکھا ہو جیسا کہ بعض مسائل میں ہندوستان کا مسلم تعلیم یافتہ طبقہ پردہ وغیرہ کا مخالف ہے یا یورپ کے اثر سے متاثر ہے مگر اس کے یہ معنے نہیں کہ ترک اسلام سے برگشتہ اور ترکی حکومت مذہب کی دشمن ہے مسلمانان ہند کا فرض ہے کہ وہ ہر معمولی بھی خبر پر آمنا و صدقنا کہہ دیا کریں بلکہ دشمنان اسلام کی چالوں کو سمجھنے کی کوشش کیا کریں۔

چاوڑی بازار سے رنڈیوں کا اخراج

دہلی میں ایک وسیع و پر رونق بازار ہے جس کا نام چاوڑی بازار ہے اس بازار میں بالا خانوں پر طوائفیں اور رنڈیاں رہتی ہیں یہ بازار شہر کے وسط میں ہے اور علاوہ اس بازاری حسن کی رونق کے دوکانداروں کی وجہ سے بھی رونق رہتی ہے۔ یہاں کاغذ تانبے پیتل کے برتن اتنے بازار کے علاوہ اور کہیں نہیں ملتے اور جوتے والوں کی بھی بہت سی دکانیں ہیں غرضکہ یہ بازار دہلی کے پر رونق اور وسیع بازاروں میں سے ایک ہے دہلی کے ایک مشہور رنگین مزاج شاعر مولانا داغ نے اس بازار کے متعلق فرمایا تھا کہ:-

چاوڑی قاف ہے یا خلد بریں اے داغ
غول پریوں کے تو حوروں کے پرے ملتے ہیں

اب دہلی میونسپلٹی نے اس بازار سے شاہدان بازاری کے اخراج کا حکم صادر کر دیا اور یکم جون ۱۹۳۰ء تک کی مہلت دی ہے یعنی یکم جون کے بعد کوئی طوائف اس بازار میں نہ رہ سکیگی شہر کے دوسرے حصے ان کے لئے پہلے ہی ممنوع قرار دیئے جا چکے ہیں اب یہاں سے بھی ان کو نکلنا پڑے گا اور شہر کے آخری ویران حصوں میں ان کو رہنے کی اجازت دی گئی ہے۔

ہر شخص میونسپلٹی کے اس فیصلہ کو اچھی نظر سے دیکھیگا کہ شہر کو اس ناپاک طبقہ سے پاک کر دیا گیا مگر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جس غرض سے یہ فیصلہ کیا گیا ہے وہ وہ پوری بھی ہوگی یعنی کیا کاروبار فحش لوگ وہاں نہ جائیں گے جہاں جا کر اب یہ آباد ہوں گی حقیقت یہ ہے کہ تجربہ کے بغیر ابھی نہیں کہا جا سکتا کہ کیا نتیجہ نکلیگا ممکن ہے کہ جہاں جا کر اب یہ طبقہ آباد ہوگا چونکہ وہ خالص انہی کا محلہ ہوگا اور وہاں جانے کے معنے عموماً یہ لئے جائیں گے کہ آوارگی ہی کے لئے آیا ہے لوگ اس طرف جاتے ہوئے ہچکچائیں گے لیکن ایک دوسرا پہلو بھی ہے کہ چاوڑی بازار میں تو نوجوان جاتے ہوئے ڈرتے تھے اور جان پہچان کا خوف دامنگیر ہوتا تھا اور وہاں اس قسم کی کوئی رکاوٹ نہ ہوگی اور بیباکی سے جانے لگیں گے بہرحال تجربہ کے بغیر

کوئی حکم نہیں لگایا جا سکتا۔

مگر حقیقت یہ ہے کہ ان ترکیبوں سے آوارگی کا انسداد مکمل طور پر نہیں ہو سکتا اگر اس خرابی کا انسداد مطلوب ہے تو اور زیادہ موثر ذرائع اختیار کرنا چاہئے یعنی ہر پیشہ ور کو باقاعدہ درخواست دینی پڑے اور باقاعدہ ڈاکٹری معائنہ کے بعد اسکو ... ملے اور ایسے قوانین بنائے جائیں کہ ہر مہینہ ہر ایک رنڈی ڈاکٹری معائنہ کرانے پر مجبور ہو اور اسی کے ساتھ ہر ایک رنڈی ایک رجسٹر رکھے جس میں اسکے یہاں آنے جانے والے اپنا نام ولدیت پتہ اپنے قلم سے لکھیں اور دستخط کریں اور اگر کبھی تحقیقات سے معلوم ہو جائے کہ اندراجات غلط ہوئے ہیں تو طوائف کو بھی سزا دی جاسکے اور اس شخص کو بھی جو اپنے نام اور پتہ کی بجائے غلط نام اور پتہ تحریر کرے سزا دیجا سکے اور ہر مہینہ اس رجسٹر کو لیکر شائع کردیا جایا کرے اس سے ہر شخص کو معلوم ہو جائے گا کہ کون کون سے لوگ رنڈی باز ہیں اور کون کس کے یہاں جاتا ہے اور اگر ایک محکمہ مقرر کردیا جائے جو روزانہ دو وقت کے معائنہ کیا کرے بلکہ اس سے زیادہ موثر طریقہ یہ ہوگا کہ ایسا قانون بنا دیا جائے کہ کوئی شخص کسی رنڈی کے یہاں شب باش نہ ہو سکے گا جب تک وہ پہلے ڈاکٹری معائنہ نہ کرالے اور ڈاکٹر کا سرٹیفکٹ نہ حاصل کرے اور اگر کوئی ایسا شخص کسی رنڈی کے ہاں دس بجے کے بعد پایا گیا تو رنڈی اور آوارہ شخص دونوں سزا کے مستحق ہوں گے۔

جب تک اس قسم کے سخت قوانین نافذ نہ ہوں گے آوارگی کا انسداد مشکل ہے کیونکہ آوارہ منش لوگ اس کی کچھ پروا نہ کرینگے کہ چاوڑی بازار کی بجائے زنان بازار کی مشابہ یا سرائے خلیل میں رہنے لگی ہیں اور وہاں جانے سے رسوائی اور بدنامی ہوگی۔

لیکن اس فیصلہ سے رنڈیوں میں خاصی کھلبلی مچ گئی ہے اور اپنی ڈیفنس کی تدابیر سوچ رہی ہوں گی اگر کہیں اس طبقہ نے بھی ستیہ گرہ کی ٹھان لی تو یہ آگے پیش بہت دلچسپ ہو جائے گا اور اہالیان شہر کو بڑی مشکلات کا سامنا ہوگا۔

ساردا ایکٹ میں ترمیموں کی ضرورت

ساردا ایکٹ کے متعلق مولوی کے صفحات میں ابتک کسی موافق یا مخالف رائے کا اظہار نہیں کیا گیا بلکہ اس میں یہ کوشش کیگئی ہے کہ فریقین کے دلائل جمع کردیئے جائیں تاکہ ہر شخص خود سوچ سمجھکر اور فریقین کے دلائل پر غور کرکے اپنی رائے قائم کرے اور اسکے مطابق آزادی کے ساتھ عمل کرے اور ہمیں امید ہے کہ ناظرین مولوی اپنی ایک آزاد رائے قائم کرنے میں کامیاب ہو چکے ہوں گے۔

لیکن جس شد و مد کے ساتھ اس قانون کی مخالفت کی گئی ہے اس کا اقتضاء ضرور ہے کہ حکومت اس مسئلہ پر نظر ثانی کرے یہ تو ظاہر ہے کہ اس قانون سے حکومت کا منشا صرف اس قدر ہے کہ بلوغ سے قبل مقاربت نہ ہو کیونکہ حضرت رساں یہی امر ہے قبل بلوغ نکاح سے کوئی خرابی پیدا نہیں ہوتی بلکہ اس کے بعد مجامعت سے خرابی پیدا ہوتی ہے اور جو لوگ اس قانون کے مخالف ہیں وہ قبل بلوغ مقاربت کے حامی نہیں ہیں بلکہ جیسا کہ مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ العلماء نے ایک بیان واضح کیا ہے وہ قبل بلوغ کی مقاربت کو اور غیر مستطیع سے مجامعت کو ناجائز بتلا چکے ہیں اور یہ بھی لکھ چکے ہیں کہ اس قانون کی مخالفت سے یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ ہم صغر سنی کی شادیوں کے حامی ہیں بلکہ ہم کوشش کرینگے کہ بچپن کی شادی کا رواج دور ہو جائے اور حکومت کا بھی منشا یہی ہے۔

اس لئے بہتر ہوگا اگر حکومت ایسی ترمیموں پر غور کرے جس سے یہ مقصد یعنی قبل بلوغ مقاربت کا بھی سد باب ہو جائے اور مخالفین قانون بھی مطمئن ہو جائیں اگر حکومت اس کا بندوبست کرسکے کہ بلوغ سے قبل مقاربت نہ ہونے پائے تو نکاح پر جو قید لگائی گئی ہے بہ آسانی سے اٹھائی جاسکتی ہے اور علماء کا اختلاف دور ہو سکتا ہے۔

ہمارے نزدیک حکومت کو چاہیے کہ وہ علماء کی ایک کمیٹی کو نامزد کرکے اس سے تبادلہ خیالات کرے اور ان کے مشورہ سے کوئی ایسی صورت نکالے کہ وہ بھی مطمئن ہو جائیں اور مقصد بھی حاصل ہو جائے۔

اس کے علاوہ قانون کی بعض ایسی تخفیفیں تو بغیر کانفرنس مذکور کا انعقاد کئے دور کردینی چاہئیں مثلاً قاضیوں کو سزا دینا کسی طرح مناسب نہیں بہت ممکن ہے کہ ان کو عمر کا علم نہ ہو اور وہ نکاح پڑھا دیں اور اس طرح بلاوجہ سزا کے مستحق نہیں اسی طرح وکیل اور گواہ کو بھی سزا سے قطعی مستثنیٰ کردینا چاہئے۔ ایسی ترمیم کردینی چاہیئے کہ اگر کوئی شخص یہ ثابت کردے کہ اس کے حالات اس قدر مجبور کن ہیں کہ قبل بلوغ نکاح اور رخصتی سب کچھ ضروری ہے تو ایسے اشخاص مستثنیٰ قرار دیئے جائیں۔

نیز حکومت کو چاہئے کہ وہ فوراً ایک اعلان اس مضمون کا کرے کہ اس قانون کا اصلی اور حقیقی منشا عمر نکاح کی تحدید نہیں ہے بلکہ صغر سنی کی مقاربت کا انسداد اس قانون کا اصل منشا ہے اور شریعت کے اس حکم میں مداخلت مقصود نہیں کہ نکاح نابالغہ جائز ہے بلکہ شریعت کے اس حکم کی لوگوں سے تعمیل کرانی اس قانون کا مقصد ہے کہ نابالغہ سے اور غیر مستطیعہ سے مقاربت اور مجامعت کوئی نہ کر سکے۔

بہرحال ہمیں امید ہے کہ اگر حکومت علماء کے چند مستند نمائندوں کو بلاکر ان سے مشورہ کرے تو بہت ممکن ہے کہ کوئی ایسی صورت نکل آئے جس سے علماء بھی مطمئن ہو جائیں اور حکومت کا بھی مقصد اصلاح پورا ہو جائے کیونکہ علماء آخر اپنی قوم کی اصلاح کے مخالف تو نہیں ہیں اور وہ خود بھی چاہتے ہوں گے کہ بری اور مضر رسوم کی اصلاح ہو جیسا کہ مفتی کفایت اللہ صاحب کے بیان سے واضح ہوتا ہے۔

اسی کے ساتھ ہم مخالف و موافق علماء و رعایا سے درخواست کرینگے کہ وہ اپنے آپس کے اختلاف کو بھی دور کرنے کی تدبیر کریں کیونکہ ان کے اختلاف نے بیچارے عوام کو سخت مشکل اور شدید کشمکش میں مبتلا کر رکھا ہے ان کو چاہیئے کہ ایک ایسی کانفرنس کریں جو دو چار روز نہیں بلکہ اس وقت تک جاری رہے جب تک بحث و مباحثہ سے اچھی طرح مسئلہ منقح اور صاف نہ ہو جائے اور جب تک ایک امر اور ایک نقطہ پر سب جمع نہ ہو جائیں اس وقت تک کانفرنس برخاست نہ ہو۔

گورنروں کی تقریریں

ہر سال سینٹ اینڈریوز کے ڈنر کی ایک تقریب ہوا کرتی ہے اس موقع پر گورنرز اور وائسرائے وغیرہ سیاسی و ملکی مسائل پر اظہار خیال کیا کرتے ہیں چنانچہ امسال بھی گذشتہ ہفتہ کو اس موقع پر مختلف صوبوں کے گورنروں نے وائسرائے کے اعلان کے متعلق تقریریں کیں جو اپنے موضوع کے اعتبار سے نہایت اہم تھیں۔

گورنر بنگال نے جبکہ سوائے انتہائی انتہا پسندوں کے سب لوگوں پر اس اعلان کا اچھا اثر ہوا ہے اور کلکتہ کانگریس کے رزولیوشن سے گورنمنٹ کو جو تشویش اور پریشانی تھی وہ رفع ہوگئی ہے کیونکہ کانگریسی لیڈران پر بھی اس کا عمدہ اثر ہوا ہے اور اسی کے ساتھ آپ نے فرمایا کہ امید ہے کہ لاہور کانگریس میں سنجیدہ طبقہ غالب آئیگا لیکن اگر انتہا پسندوں نے پر امن سیاسی جذبات کے مظاہرہ کے ساتھ فیاضی کا برتاؤ کرتے ہوئے حکومت نے ایسی حالت کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہے جس سے کہ صوبہ کے امن میں خلل واقع ہونے کا اندیشہ ہو۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ مسٹر سبھاش چندر بوس جو بنگال کی نوجوان پارٹی کے لیڈر ہیں اور اعلان سے مطمئن نہیں ہیں وہ کمل آزادی پر اصرار کر رہے ہیں ان کو دھمکی دیگئی ہے کہ اگر وہ باز نہ آئے تو حکومت پوری سختی سے کام لے گی۔

ہمارے نزدیک یہ دھمکی فضول ہے اگر حکومت نے نیک نیتی سے کی ملیا تو کوئی اہم پیچیدگی پیدا نہ ہوگی اور اگر یہ اعلان یونہی نمائش ثابت ہوا تو جو لوگ آج مطمئن نظر آتے ہیں وہ سب سبھاش بابو کے ہمخیال ہو جائینگے کیونکہ اس وقت بھی کمل آزادی خواہوں کی ملک میں اکثریت ہے اور حکومت نے سختی اور تشدد سے کام لیا تو سارا ملک ان کا ہمنوا ہو جائے گا۔

گورنر آسام نے اس موقع پر جو تقریر کی وہ گورنر بنگال سے بھی زیادہ عجیب و غریب ہے اور اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آپ لارڈ برکنہیڈ اور اوڈوائر وغیرہ کے ٹائپ کے بزرگ ہیں۔

تقریر کے ابتدائی حصہ میں تو آپ نے ہندو مسلمانوں کو لڑانے کی کوشش کی ہے اسکے بعد وائسرائے کے اعلان کی شرح بیان فرمائی ہے کہ اس اعلان کے صرف یہ معنے ہیں کہ وائسرائے کے اعلان میں درجہ نوآبادیات کا جو ذکر کیا گیا ہے اس سے مقصود صرف اس قدر ہے کہ یہ بتلادیا جائے کہ ہندوستان کا منتہائے مقصود نوآبادیات کے درجہ کی حکومت ہے اور اس اعلان سے اسکے حصول کی مدت میں ایک دن کی بھی کمی نہیں ہوئی۔

اس گل افشانی کا مطلب یہ ہے کہ وائسرائے کے اعلان سے اگر کسی کو یہ غلط فہمی ہوگئی ہو کہ حکومت ہندوستان کو نوآبادیات کے درجہ کی حکومت دینے کے لئے تیار ہے تو وہ اپنے دماغ سے اس سودائے خام کو نکال ڈالے اس اعلان کے معنے اس سے زیادہ کچھ نہیں ہیں کہ آخری منزل مقصود کو بتلادیا گیا ہے مگر اس کے حصول کی جو مدت ہے اس اعلان سے اس میں کوئی کمی واقع نہ ہوگی اور وہ اپنے وقت ہی پر ملیگا اس سے پہلے نہیں مل سکتا۔

گورنر آسام ہمیں اچھے اور سچے آدمی معلوم ہوتے ہیں کیونکہ آپکے دل میں جو کچھ تھا وہ آپ کی زبان پر آگیا دوسرے انگریز مدبرین کی طرح یہ نہیں کیا کہ زبان پر کچھ اور دل میں کچھ ایسے لوگ اچھے ہوتے ہیں اور ان سے کسی کو دھوکہ نہیں ہوتا اور نہ غلط فہمی میں پڑکر کوئی نقصان اٹھا سکتا ہے آپ ان انگریزوں میں سے معلوم ہوتے ہیں جن کی یہ خواہش ہے کہ ہندوستان کبھی آزاد نہ ہو سکے اور جن کا عقیدہ یہ ہے کہ اول تو امید ہی حکومت ملاؤ اور اگر اسکی ضرورت ہی پڑجائے تو ایسی امید ملاؤ جس کا پورا کرنا انگریزوں ہی کی مرضی پر منحصر ہو اور عجلت کا کوئی سوال نہ ہو۔

مگر گورنر آسام کو معلوم ہونا چاہئے کہ ہندوستانیوں نے وائسرائے کے اعلان سے اپنے منتہائے مقصود کو نہیں جانا بلکہ انھیں خود معلوم ہے اور اس اعلان سے پہلے سے معلوم ہے کہ ان کی منزل اور ان کا مقصود کیا ہے اور اس کے حصول کی مدت کا بھی انھیں علم ہے ان کو معلوم ہے کہ جب ان کے ہاتھ مضبوط ہو جائینگے تو وہ لمحوں میں اپنا مقصود حاصل کرلینگے پھر کوئی دوسری طاقت ان کو اس کے حاصل کرنے سے نہ روک سکیگی۔

گول میز کانفرنس کے مطالبات

جب سے وائسرائے نے گول میز کانفرنس کا اعلان کیا ہے اس وقت سے لوگوں میں عجیب پریشانی پھیلی ہوئی ہے اعلان کا تو ہر شخص خیر مقدم کر رہا ہے مگر اسی کے ساتھ ہر ایک جماعت حکومت سے یہ بھی مطالبہ کر رہی ہے کہ یہ کانفرنس اسی وقت کامیاب ہوگی جب اس کی قوم کے اصلی اور حقیقی نمایندے اس کانفرنس میں مدعو کئے جائینگے اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اپنی قوم کے اصلی نمایندے وہی ہیں یا ان کے ہمخیال اور جو لوگ ان کے خیال اور رائے کے مخالف ہیں وہ اصلی نمایندے نہیں ہیں اس لئے ان کو نہ مدعو کیا جائے بلکہ ہم کو مدعو کیا جائے کسی ایک جماعت کا حال نہیں ہے بلکہ ہر ایک جماعت یہی مطالبہ کر رہی ہے اور ہر ایک شخص کا مطالبہ یہی ہے۔

سب سے پہلے کانگریس کی طرف سے دہلی میں لیڈران کی جو کانفرنس ہوئی اور اس نے جو اعلان نکالا اس میں دو مطالبے اس قسم کے کئے گئے ایک یہ کہ صحیح نمایندے منتخب کئے جائیں اور دوسرا مطالبہ یہ کہ کانگریس چونکہ سب سے بڑی جماعت ہے اس لئے اس کے نمایندوں کی غالب اکثریت کانفرنس میں ہونی چاہئے اس کے بعد جس جماعت اور جس شخص نے بھی اس کانفرنس پر اظہار رائے کیا اس نے یہی کہا کہ صحیح نمایندے مدعو کئے جائیں اور صاف طور پر کہدیا کہ اصلی نمایندے بس وہی ہیں۔

اب ذرا غور فرمائیے کہ اگر حکومت ان سب کی باتوں اور مطالبوں پر عمل کرنا چاہے تو کس قدر اسکے راستے میں دشواری حائل ہو جائیگی۔ وہ اس مشکل میں پڑجائے گی کہ کس کو مدعو کرے اور کس کو نہ کرے جو مدعو نہ کیا جائے گا اسی کو شکایت پیدا ہوگی وہ کہیگا کہ ہم اصلی نمایندے تھے ہمیں تو مدعو نہیں کیا گیا اور جو اپنی قوم کے اصلی ترجمان نہیں ہیں ان کو بلا لیا گیا ہے اسلئے یہ کانفرنس حقیقی نمایندہ کانفرنس نہیں ہے اور جو کچھ اس کانفرنس میں طے ہوگا ہم اس کو قبول نہیں کرینگے۔

اور اگر سب کو مدعو کیا جائے تو سینکڑوں آدمیوں تک نوبت پہنچ جائیگی اور ظاہر ہے کہ جس کانفرنس میں اس قدر کثرت سے آدمی ہوں گے وہ مختلف الخیال بھی ہوں گے وہ کیا کسی متفقہ نتیجہ پر پہنچ سکتے ہیں۔

کاش اہل ہند متحد ہو کر اس کانفرنس میں جائیں تاکہ کوئی نتیجہ نکل سکے۔

مرقاۃ العربیہ ایک عرصہ سے یہ خیال قائم ہو گیا ہے کہ عربی کا حاصل کرنا مشکل ہے مرقاۃ العربیہ اسی خیال کو دور کرنے کیلئے لکھی گئی ہے۔ ایک سمجھدار آدمی استاد کے بغیر اگر کوشش کرے تو چھ ماہ میں عربی سیکھ سکتا ہے اس کے تین حصے ہیں تینوں حصوں کی قیمت ۱۲ ہے
محمدیہ پریس دہلی سے منگائیے

کتاب الاسلام

باب الصلوۃ

(بسلسلہ گذشتہ)

شرائط نماز

نماز پڑھنے سے پہلے سات چیزوں کی ضرورت ہے جن کے بغیر نماز ہی نہیں ہوتی ان کو شرائط نماز کہتے ہیں وہ یہ ہیں اول بدن کا پاک ہونا۔ دوسرے کپڑوں کا پاک ہونا تیسرے جگہ کا پاک ہونا۔ چوتھے ستر کا چھپانا۔ پانچویں نماز کا وقت ہونا چھٹے قبلہ کی طرف منہ کرنا اور ساتویں نیت کرنا۔

بدن پاک ہونے سے مراد یہ ہے کہ بدن پر کسی طرح کی نجاست نہ ہو یعنی نماز پڑھنے والے کا جسم ہر طرح کی ناپاکی سے پاک ہو اور نماز سے پہلے ہر طرح کی ناپاکی کو دور کرنا نہایت اہم و اقدم فرض ہے اور نجاست کی جتنی قسمیں ہیں مثلاً نجاست حقیقی نجاست حکمی اور حدث اصغر اور حدث اکبر ان سب نجاستوں سے بدن پاک ہونا ضروری ہے۔

اور ان نجاستوں کی قسمیں یعنی حدث اکبر (موجبات غسل) اور حدث اصغر (نواقض وضو) اور ان سے پاک ہونے کا طریقہ اور نجاست حقیقیہ وغیرہ کو دور کرنے کا طریقہ یہ سب باتیں کتاب الطہارت میں شرح و بسط کے ساتھ لکھی جا چکی ہیں اس میں دیکھیئے چند ضروری مسائل اس موقع پر بھی لکھے جاتے ہیں۔

تم نے ابھی پڑھا ہے کہ کپڑوں کا پاک ہونا نماز کی دوسری شرط ہے اس سلسلہ میں یہ یاد رکھو کہ کپڑوں کے پاک ہونے سے یہ مراد ہے کہ جو کپڑے کہ نماز پڑھنے والے کے بدن پر ہوں جیسے کرتہ پاجامہ ٹوپی۔ صافہ، اچکن، واسکٹ چسٹر کوٹ وغیرہ ان سب کا پاک ہونا ضروری ہے یعنی ان میں سے کسی پر نجاست غلیظہ ایک درہم سے زیادہ نہ ہو اور نجاست خفیفہ کا چوتھائی کپڑے تک نہ پہنچنا نماز جائز ہونے کے لئے شرط ہے پس اگر نجاست غلیظہ ایک درہم یا اس سے کم اور نجاست خفیفہ چوتھائی کپڑے سے کم لگی ہو تو نماز ہو جائے گی لیکن مکروہ ہوگی۔

اگر عمامہ کا ایک کنارہ ناپاک ہے مگر نماز پڑھنے والے نے اس کنارے کو الگ کر دیا اور دوسرے کنارے سے اور عمامہ باندھ لیا تو مسئلہ یہ ہے کہ جو کپڑا نمازی کے بدن سے ایسا تعلق رکھتا ہو کہ اس کے حرکت کرنے سے وہ بھی حرکت کرے ایسے کپڑے کا پاک ہونا شرط ہے پس اس صورت میں نماز نہ ہوگی کیونکہ نمازی کے ہلنے سے عمامہ ضرور ہلے گا۔ اسی سلسلہ میں یہ مسئلہ بھی سمجھ لو کہ اگر کوئی شخص کسی لمبی چادر یا چاندنی کا ایک سرا اوڑھکر نماز پڑھے اور اس کے دوسرے سرے میں نجاست ہے اور رکوع و سجود و قیام و قعود کی حالت میں نماز پڑھنے والے کی حرکت سے اس چادر یا چاندنی کے نجس حصے تک حرکت پہنچتی ہے تو نماز نہ ہوگی ہاں اگر نجس حصہ تک حرکت نہ پہنچے تو نماز ہو جائے گی چونکہ نماز ایک اہم ترین فرض اور افضل ترین عبادت ہے اسلئے اس کی ادائیگی میں نہایت احتیاط کی ضرورت ہے۔

اور اگر ایک شخص نے اپنے کو بے وضو گمان کیا اور اسی حالت میں نماز پڑھ لی پھر نماز پڑھنے کے بعد ظاہر ہوا کہ بے وضو نہ تھا اس کی نماز نہیں ہوئی اس کو دوبارہ پڑھنی چاہیے کیونکہ جب تک باوضو ہونے کا یقین نہ ہو نماز نہیں ہوتی اور اگر کوئی شخص کسی ایسے خیمے میں نماز پڑھے جس کی چھت نجس ہو اور اس نمازی کا سر چھت سے لگ جائے تو نماز نہیں ہوگی۔

اور اگر نماز پڑھنے والے شخص کا کپڑا یا بدن اثنائے نماز میں بقدر مانع ناپاک ہو گیا اور اتنی دیر ہو گئی جتنی دیر میں تین دفعہ سبحان اللہ کہہ سکتے ہیں تو اسکی نماز نہ ہوگی اور اگر نماز شروع کرتے وقت ہی کپڑا ناپاک تھا اور اسی حالت میں نماز کی نیت باندھ لی اور اللہ اکبر کہنے کے بعد اس کپڑے کو جدا کیا گیا تو نماز منعقد ہی نہیں ہوئی اس کو از سر نو نماز پڑھنی چاہیئے۔

اور اگر نماز پڑھنے والے کا بدن کسی ایسے شخص کے بدن سے ملا رہا جس کو غسل کی حاجت تھی یا حیض و نفاس والی عورت کے بدن سے ملا رہا تو نماز ہو جائے گی اسی طرح اگر حالت نماز میں نمازی کے بدن پر نجس چڑیا یا کبوتر بیٹھ جائے تو نماز ہو جائے گی۔

اور جس جگہ نماز پڑھی جائے اسکے پاک ہونے سے مراد موضع سجود و قدم کا پاک ہونا ہے مطلب یہ ہے کہ نماز پڑھنے والے کے دونوں قدموں اور گھٹنوں اور ہاتھوں اور سجدے کی جگہ کا پاک ہونا ضروری ہے۔

اور جس چیز پر نماز پڑھی جائے اور اگر اس کی دوسری جانب ناپاک ہو تو اس کے متعلق یہ حکم ہے کہ اگر نماز پڑھنے والا لکڑی کے تختے یا پکی موٹی اینٹوں پر یا کسی اور ایسی ہی سخت یا موٹی چیز پر نماز پڑھ رہا ہو اور اس کا وہ رخ جس پر نماز پڑھ رہا ہے پاک ہے تو نماز ہو جائے گی دوسرا رخ ناپاک ہو تو کچھ حرج نہیں اور اگر پتلے کپڑے پر نماز پڑھی ہے اور اسکے دوسرے رخ پر نجاست تھی تو نماز درست نہ ہوگی۔

اور اگر کپڑا دوہرا ہو اور اوپر والا پاک ہو اور نیچے والا ناپاک تو اسکے متعلق یہ حکم ہے کہ اگر یہ دونوں آپس میں سلے ہوئے نہ ہوں اور اوپر والا اتنا موٹا ہو کہ نیچے کی نجاست کی بو یا رنگ معلوم نہ ہوتا ہو تو نماز جائز ہے اور اگر دونوں تہ کپڑے کی سلی ہوئی ہوں تو احتیاط یہ ہے کہ اس پر نماز نہ پڑھے اور اگر کوئی شخص ناپاک زمین پر یا کپڑے یا فرش پر پاک کپڑا بچھا کر نماز پڑھ لے تو اگر اوپر والے کپڑے میں نیچے کی نجاست کی بو یا رنگ ظاہر نہ ہو تو نماز جائز ہے اور اگر رنگ یا بو ظاہر ہو تو نماز نہ ہوگی۔

اور اگر نماز کی جگہ پاک ہو لیکن کہیں آس پاس نجاست ہے اور اس کی

جو نماز میں آتی ہے تو اس میں تو شک نہیں کہ نماز تو ہو جائے گی لیکن قصداً ایسی جگہ پر نماز پڑھنی بہتر نہیں کیونکہ اس سے حضور قلب میں فرق آتا ہے اگر نماز پڑھنے والے کے ایک پاؤں کے نیچے ایک درہم سے زیادہ نجاست ہو تو نماز نہ ہوگی اور اگر دونوں پاؤں کے نیچے تھوڑی تھوڑی نجاست ہے کہ جمع کرنے سے ایک درہم ہو جائے گی تب بھی نماز نہ ہوگی۔

اور اگر پیشانی کی جگہ پاک ہے یعنی جس جگہ پر پیشانی رکھی ہوئی ہے وہ پاک ہے اور جس جگہ ناک رکھی ہوئی ہے وہ ناپاک ہے تو نماز ہو جائے گی کیونکہ ناک ایک درہم سے کم جگہ پر رکھی جاتی ہے مگر بلا ضرورت ایسا کرنا مکروہ ہے۔

اور اگر نماز پڑھتے وقت نماز پڑھنے والے کے لباس کا کوئی حصہ نجس زمین پر گر جائے تو حرج نہیں اسی طرح اگر سجدہ کرتے وقت دامن وغیرہ نجس زمین پر پڑتے ہوں تو کچھ حرج نہیں۔

اور ہم نے شروع میں لکھا ہے کہ نماز کی ایک شرط "ستر چھپانا" ہے اس کے متعلق باری تعالیٰ عز مجدہ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے خذوا زینتکم عند کل مسجد یعنی ہر نماز کے وقت کپڑے پہنو اور ارشاد ہے کہ ولا یبدین زینتھن الا ما ظھر منھا یعنی عورتیں مواضع زینت کو ظاہر نہ کریں مگر وہ کہ ظاہر ہیں ان آیات کی تفسیر میں سرکار دو عالم محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یوں فرماتے ہیں کہ جب نماز پڑھو تو تہبند باندھ لو اور چادر اوڑھ لو اور بالغ عورت کی نماز بغیر دوپٹے کے اللہ تعالےٰ قبول نہیں فرماتا ان ارشادات کو پیش نظر رکھ کر ستر چھپانے کے متعلق فقہائے کرام نے لکھا ہے کہ مرد کو ناف سے گھٹنے تک اپنا بدن چھپانا فرض ہے اور یہ ایسا فرض ہے کہ نماز کے اندر بھی فرض ہے اور نماز کے باہر بھی فرض ہے اور عورت کو سوائے دونوں ہتھیلیوں کے اور پاؤں اور منہ کے تمام بدن ڈھانکنا فرض ہے اگرچہ عورت کو نماز میں منہ چھپانا فرض نہیں لیکن غیر مردوں کے سامنے بے پردہ کھلے منہ آنا بھی جائز نہیں۔

اور جو مقامات چھپانے کے قابل ہیں ان کو چھپانا ہر حال میں واجب ہے خواہ نماز میں ہو یا نہ ہو اور خواہ تنہا ہو یا کسی کے سامنے ہو مطلب یہ ہے کہ بلا کسی غرض صحیح کے تنہائی میں بھی "خاص مقامات" کا کھولنا جائز نہیں اور لوگوں کے سامنے اور نماز میں تو "ستر چھپانا" بالاجماع فرض ہے یہاں تک کہ اگر اندھیرے مکان میں نماز پڑھی اور اگرچہ وہاں کوئی نہ ہو اور اس نماز پڑھنے والے کے پاس اتنا کپڑا موجود ہے کہ وہ ستر چھپا سکتا ہے لیکن پھر بھی اس نے برہنہ ہو کر نماز پڑھی تو بالاجماع اس کی نماز نہ ہوگی۔

اگر حالت نماز میں کسی شخص کا چوتھائی عضو بلا قصد کھل جائے اور اتنی دیر کھلا رہے جتنی دیر میں تین بار "سبحان ربی العظیم" کہہ سکے تو نماز ٹوٹ جائیگی اور اگر کھلتے ہی فوراً ڈھانک لیا تو نماز صحیح ہوگی۔

اور اگر حالت نماز میں کوئی شخص قصداً چوتھائی عضو کھولے تو عضو کھولتے ہی نماز ٹوٹ جائے گی اور اگر کسی کے پاس بالکل کپڑا نہ ہو تو وہ کسی اور چیز سے بدن ڈھانکے خواہ درخت کے پتوں سے یا مٹی سے اور جب کچھ بھی ستر ڈھانکنے کو نہ ملے تو مجبوراً برہنہ نماز پڑھ لے لیکن اس حالت میں بیٹھکر نماز پڑھنا اور رکوع اور سجدے کو اشارے سے ادا کرنا بہتر ہے۔

اور اتنا باریک کپڑا جس میں سے بدن جھلکتا ہو ستر چھپانے کے لئے کافی نہیں اگر ایسا باریک کپڑا پہنکر کوئی شخص نماز پڑھے گا تو نماز نہ ہوگی۔

اسی طرح اگر کوئی عورت ایسا باریک لباس پہنے کہ جس میں سے بدن جھلکتا ہو یا ایسا دوپٹہ اوڑھے جس میں سے بالوں کی سیاہی چمکے تو اس کی بھی نماز نہ ہوگی۔

آجکل بعض فیشن پرست اشخاص کا یہ معمول ہے کہ وہ گرمی کے موسم میں اس قدر باریک دھوتی باندھتے ہیں جس میں سے سارا بدن ظاہر ہوتا ہے اور اسی سے نماز پڑھتے ہیں اس لباس سے نماز نہیں ہوتی اور ایسا لباس پہننا ناجائز ہے اور آجکل بعض عورتیں بھی اپنا حسن و جمال ظاہر کرنے کے لئے ایسا لباس پہنتی ہیں جس میں سے سارا بدن چمکتا ہے اور ایسے باریک دوپٹے اوڑھتی ہیں اور ایسی باریک ساڑیاں باندھتی ہیں جن میں سے سارا بدن چمکتا ہے اور اسی لباس سے نماز پڑھنے کھڑی ہو جاتی ہیں اور اسی لباس میں غیر مردوں کے سامنے آجاتی ہیں یہ طریقہ کچھ فاحشہ عورتوں میں نہیں بلکہ شرفاء کے گھرانوں میں دیکھنے میں آیا ہے پس معلوم ہونا چاہئیے کہ ایسا لباس پہننا جس میں سے بدن جھلکتا ہو حرام ہے اور اس سے نماز نہیں ہوتی اور علمائے متقدمین اور متاخرین سب کا یہ متفقہ فتویٰ ہے کہ وہ لباس جس میں سے بدن جھلکتا ہو حرام ہے اور اس سے نماز نہیں ہوتی اور علمائے متقدمین اور متاخرین سب کا یہ متفقہ فتویٰ ہے کہ وہ لباس جس میں سے بدن جھلکتا ہو علاوہ نماز کے بھی حرام ہے اور یاد رکھو بعض عورتیں جو بہت چست پاجامے پہنتی ہیں جو بدن سے اس قدر چپکے ہوئے ہوتے ہیں کہ دیکھنے سے عضو کی ہیئت معلوم ہوتی ہے ایسے پاجامے پہنکر غیر مردوں کے سامنے آنے کی سخت ممانعت ہے اگرچہ چست لباس سے نماز ہو جاتی ہے لیکن لوگوں کے سامنے ایسا چست لباس پہننا منع ہے اور چست لباس پہننے کے بعد عضو کی جو ہیئت نظر آتی ہے اس کی طرف دوسروں کو نگاہ کرنا جائز نہیں۔

یہ مسئلہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ مرد کے لئے ناف کے نیچے سے گھٹنوں کے نیچے تک جسم کا سب حصہ چھپانا فرض ہے اس سلسلے میں یہ بیان کرنا ضروری ہے کہ آجکل بعض اشخاص ایسا لباس پہنتے ہیں کہ جس میں سے گھٹنا اور رانیں باہر رہتی ہیں اس "نیم پاجامے" کا نام "نیکر" ہے اگر کوئی شخص اس کو پہن کر نماز پڑھے گا تو نماز نہ ہوگی اور نماز کے باہر بھی اس کا پہننا حرام ہے اور بعض اشخاص تہبند اس طرح باندھتے ہیں اور پاجامہ اس طرح پہنتے ہیں کہ ناف سے نیچے پیڑو کا کچھ حصہ کھلا رہتا ہے اور اس حالت میں کرتہ ایسا باریک پہنتے ہیں کہ دیکھنے والوں کو پیڑو کا حصہ صاف نظر آتا ہے ایسا لباس پہننا بھی حرام ہے اور اس کو پہنکر نماز نہیں ہوتی اور بعض اشخاص ایسے بے غیرت بے حیا اور بیباک ہوتے ہیں کہ ہر وقت سب آدمیوں کے سامنے حتیٰ کہ عورتوں کے سامنے بھی گھٹنے اور رانیں کھولے ہوئے بیٹھے رہتے ہیں اور چلتے پھرتے رہتے ہیں یہ بھی حرام ہے اور جو شخص اپنے گھٹنے اور اپنی رانیں کھول کر بیٹھے رہنے یا چلنے پھرنے کا عادی ہے وہ فاسق ہے سنجیدہ اشخاص کو چاہئیے کہ وہ اس کو متنبہ کریں۔

اور ہم یہ بھی بیان کر چکے ہیں کہ عورت کو سوائے دونوں ہتھیلیوں

اور پاؤں اور منہ کے تمام بدن کا ڈھانکنا فرض ہے اور یہ ایسا فرض ہے کہ نماز کے اندر بھی فرض ہے اور نماز کے باہر بھی فرض ہے اس سلسلے میں یہ بیان کرنا ضروری ہے کہ عورت کو سر کے لٹکتے ہوئے بال اور گردن اور کلائیاں ڈھانکنا بھی فرض ہے اور اگر کوئی عورت ایسا باریک دوپٹہ اوڑھے ہوئے ہے کہ جس میں سے بالوں کی سیاہی چمک رہی ہے تو اس دوپٹے سے اس کی نماز نہ ہوگی ہاں اگر اس نے اس باریک دوپٹے پر کوئی ایسا رومال ڈال لیا جس سے بال وغیرہ کا رنگ چھپ جائے تو نماز ہو جائے گی۔

اور اگرچہ عورت کو اپنا چہرہ ڈھانکنا فرض نہیں لیکن غیر مردوں کے سامنے بے پردہ کھلے منہ آنا بھی جائز نہیں اور بوجہ فتنہ غیر محرم کے سامنے منہ کھولنا منع ہے۔ اور غیر محرم عورت کے چہرے کی طرف نظر کرنا حرام ہے اور غیر محرم کو عورت کے جسم کو چھونا منع ہے۔ ہاں اگر مرض کی وجہ سے کسی پڑتے کو نبض دکھانی جائے تو کچھ حرج نہیں۔

اگر کوئی عورت بے حیائی اور بے غیرتی اختیار کرے اور دونوں ہتھیلیوں اور پاؤں اور منہ کے سوا دیگر اعضاء کو بے پردہ رکھے مثلاً کوئی ایسا لباس پہنے جس میں سے گھٹنے باہر رہیں تو بزرگوں کو چاہیئے کہ وہ نرمی کے ساتھ اس کو سمجھائیں اور باز نہ آئے تو تشدد کریں اور اگر وہ ران کھولے ہوئے ہے تو سختی سے منع کرنا چاہیئے لیکن مارنے کی اجازت نہیں ہاں اگر کوئی عورت اس قدر بے شرم ہے کہ وہ اپنی شرمگاہوں کو کھولے ہوئے ہے تو جو شخص اس پر تشدد کر سکتا ہے مثلاً شوہر یا باپ یا معلم اس کو حق حاصل ہے کہ وہ اول اس کو نرمی کے ساتھ سمجھائے اور اگر باز نہ آئے تو اس کو مارے اور اس پر تشدد کرے کیونکہ عریانی میں خطرہ ہے۔

اور عورتوں کے لئے لازم ہے کہ وہ حتی الامکان پردے کا اہتمام و انتظام کریں اور ان پانچ اعضاء کے سوا جن کا بیان گذر چکا ہے سارا بدن چھپائیں اور غیر مردوں کے سامنے منہ کھول کر نہ آئیں اور اپنی گردن اور گلا اور دونوں شانیں اور دونوں بازو اور دونوں کہنیاں اور دونوں کلائیاں اور سینہ وغیرہ اچھی طرح چھپائیں اور اگر دونوں پستان ابھر چکے ہوں تو ان کو خاص طور پر پوشیدہ رکھنا چاہیئے کیونکہ ان کو خاص طور پر چھپانے کی تاکید کی گئی ہے اور اگر پستان ابھرے نہ ہوں اور سینے سے جدا عضو کی ہیئت پیدا نہ ہوئی ہو تو وہ سینے کے تابع ہیں سینے کے چھپانے میں وہ بھی چھپ جائینگے اور سینے سے لیکر پاؤں تک سب ہی اعضا چھپانے چاہئیں اور ہمیشہ لباس ایسا پہننا چاہیئے کہ اس میں سے پستان اور بازو اور پیٹ اور پیٹرو اور رانیں اور پنڈلیاں نمایاں طور پر نظر نہ آئیں۔

اور اگر کسی شخص کے پاس ناف سے گھٹنوں تک اپنا جسم چھپانے کے لئے کوئی کپڑا نہ ہو اور انتظام بھی نہ ہو سکتا ہو اور ریشمی کپڑا موجود ہے تو فرض ہے کہ اسی سے جسم چھپائے اور اسی ریشمی لباس میں نماز بھی پڑھے البتہ جائز لباس ہوتے ہوئے مرد کو ریشمی کپڑا پہننا حرام ہے اور اس میں نماز مکروہ تحریمی ہے ہاں مجبوری کی حالت میں پہننا جائز ہے۔

اور اگر کوئی شخص برہنہ اپنا سارا جسم معہ سر کے کسی ایک کپڑے میں چھپا کر نماز پڑھے تو نماز نہ ہوگی ہاں اگر سر باہر نکلا ہوا ہے تو ہو جائے گی۔

اور اگر کوئی شخص کسی طرح کا کپڑا نہ ہونے کے باعث بحالت مجبوری برہنہ بیٹھ کر نماز پڑھ رہا تھا اور کسی نے عاریتاً یا مستقل طور پر اس کو کوئی کپڑا دیدیا جس سے وہ اپنا سارا جسم چھپا سکتا ہے تو اس کی نماز جاتی رہی اب اس کو کپڑا پہنکر از سر نو نماز پڑھنی چاہیئے کیونکہ اب مجبوری نہیں رہی۔

اور اگر کسی کے پاس لباس نہیں ہے . . . .

ہے اور کسی نے کپڑا دینے کا وعدہ کیا ہے تو آخر وقت تک انتظار کرنا چاہیئے اور اگر نماز کے آخر وقت تک وعدہ پورا نہ ہو تو پھر برہنہ ہی نماز پڑھ لے اور اگر دوسرے کے پاس کپڑا ہے اور غالب گمان ہے کہ مانگنے سے عاریتہً دیدیگا تو مانگنا واجب ہے اگر نہ دے تو برہنہ ہی نماز پڑھ لے اور اگر برہنہ شخص کو کہیں سے ٹاٹ مل جائے یا ایسے درختوں کے پتے مل جائیں جن سے ستر چھپایا جا سکتا ہے تو ستر پوشی ضروری ہے برہنہ نہ پڑھے۔

اور اگر کسی شخص کے پاس زیادہ کپڑا نہیں ہے اور صرف اتنا ہی ہے کہ وہ بعض اعضاء کو چھپا سکتا ہے تو واجب ہے کہ سب سے پہلے شرمگاہوں کو چھپائے۔

اور اگر کسی شخص نے مجبوری کی حالت میں برہنہ نماز پڑھی اور نماز پڑھنے کے بعد فوراً ہی کپڑا مل گیا جس سے وہ ستر چھپا سکتا ہے تو نماز کے اعادے کی ضرورت نہیں۔

اور اگر کوئی شخص برہنہ ہو اور مجبور ہو اور اس کے پاس کوئی کپڑا نہ ہو جس سے وہ "ستر" کو چھپا سکے اور اس کو کوئی ایسا کپڑا مل جائے کہ جس کا چوتھائی حصہ پاک ہو اور باقی ناپاک ہو اور کوئی چیز ایسی بھی نہیں کہ جو اس کی نجاست کو دور کرے تو ایسی صورت میں حکم یہ ہے کہ وہ مجبور شخص اسی کپڑے سے نماز پڑھے جس کا چوتھائی حصہ پاک ہے اور باقی ناپاک ہے اگر اس کپڑے کے ہوتے ہوئے وہ برہنہ نماز پڑھے گا تو نماز جائز نہ ہوگی اور اگر وہ کپڑا چوتھائی سے زیادہ پاک ہے یا بالکل ناپاک ہے تب بھی افضل یہی ہے کہ اس کو پہنکر نماز پڑھے اور برہنہ نہ پڑھے۔

نماز کی ایک شرط "استقبال قبلہ" بھی ہے "استقبال قبلہ" قبلے کی طرف منہ کرنے کو کہتے ہیں اور اس کے شرط نماز ہونے کا مطلب یہ ہے کہ نماز پڑھتے وقت ضروری ہے کہ نماز پڑھنے والے کا منہ قبلے کی طرف ہو اور مسلمانوں کا قبلہ "خانہ کعبہ" ہے "خانہ کعبہ" ایک گھر ہے جو ملک عرب میں شہر مکہ معظمہ میں واقع ہے خانہ کعبہ کو کعبۃ اللہ اور بیت اللہ اور بیت الحرام بھی کہتے ہیں خانہ کعبہ ملک ہندوستان سے جانب مغرب ہے اور ہندوستان کہ قبلہ سے مشرق کی طرف واقع ہے جب کوئی شخص نماز پڑھنے کا ارادہ کرے تو اس کو چاہیئے کہ خانہ کعبہ کی طرف منہ کرے اور نماز کی نیت باندھے اور اگر کوئی شخص بیمار ہو اور اس کا منہ قبلہ کی طرف نہ ہو اور اس میں ہلنے کی بھی طاقت نہ ہو تو ایسی صورت میں حکم یہ ہے کہ اگر کوئی دوسرا شخص موجود ہو جو بیمار کو قبلہ رخ کر سکتا ہو اور مریض کو زیادہ تکلیف ہونے کا اندیشہ بھی نہ ہو تو اس کا منہ قبلہ کی طرف کر دیا جائے اور اگر دوسرا آدمی نہ ہو یا مریض کو سخت تکلیف ہوتی ہو تو جس طرف منہ ہو اسی طرف نماز پڑھ لے نماز ہو جائے گی۔

معارف القرآن

(بسلسلہ گذشتہ)

وَاِذْ غَدَوْتَ مِنْ اَهْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِيْنَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝

(ترجمہ) اور جبکہ آپ صبح کے وقت اپنے گھر سے چلے مسلمانوں کو مقابلہ کرنے کے لئے مقامات پر بٹھا رہے تھے اور اللہ تعالیٰ سب سن رہے اور سب جان رہے تھے

کافروں اور منافقوں کے بغض وعناد اور حسد کا ذکر کرنے کے بعد حق تبارک و تعالیٰ دو لڑائیوں کا ذکر فرماتا ہے جو مسلمانوں اور کافروں میں ہوئی تھیں تاکہ مسلمانوں کو ان کی عداوت کا یقین ہو جائے ارشاد ہو رہا ہے۔ رسول عربی! وہ واقعہ قابل ذکر ہے جب تم جنگ احد میں صبح کے وقت اپنے گھر سے نکلے تھے اور مسلمانوں کو جبل احد پر تم لڑائی کے مقامات میں بٹھا رہے تھے اور اللہ تعالیٰ سب کچھ سنتا اور جانتا ہے کوئی بات ایسی نہیں جو اس کے علم سے باہر ہو۔

ابن کثیر نے لکھا ہے کہ اس آیت میں جنگ احد کا تذکرہ ہے جنگ احد کا حال یہ ہے کہ جب بدر کی لڑائی میں کفار کو سخت شکست ہوئی اور بڑے بڑے سردار مارے گئے تو کفار کو بے حد رنج ہوا اور انہوں نے اپنے مسکن پر پہنچ کر فیصلہ کیا کہ جس طرح ممکن ہو اس شکست کا انتقام لیا جائے اور مسلمانوں کو تباہ کیا جائے۔ شوال ۳ھ ہجری میں تقریباً تین ہزار کافروں نے مسلمانوں پر چڑھائی کی اور جبل احد کے قریب فروکش ہوئے جب حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ہوئی تو آپ نے مدافعت کی تیاری کی اور سات سو مجاہدین کو ساتھ لیکر میدان میں تشریف لائے آپ نے تیر اندازوں کی جماعت پہاڑ کی گھاٹیوں میں بٹھلا دی تاکہ کفار پیچھے سے نہ آجائیں جب لڑائی شروع ہوئی تو مسلمانوں نے نہایت عزم و استقلال کے ساتھ مجاہدت کے جوہر دکھائے اور پوری قوت کے ساتھ کافروں پر ٹوٹ پڑے یہانتک کہ کافروں نے پسپا ہونا اور بھاگنا شروع کیا یہ حالت دیکھکر وہ مسلمان جن کو حضور اکرم نے پہاڑ کی گھاٹیوں میں بٹھایا تھا مال غنیمت لوٹنے کے لئے اپنی جگہ سے ہٹ گئے ان کا ہٹنا غضب ہو گیا کفار موقع پاکر پھر پلٹ پڑے اور سخت لڑائی ہوئی بڑے بڑے صحابہ اس معرکے میں شہید ہوئے سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ حضور سرور عالم کے حقیقی چچا بھی اسی لڑائی میں شہید ہوئے اور حضور کا دندان مبارک بھی اسی موقع پر شہید ہوا۔ مسلمانوں کے دو گروہ بنو حارثہ اور بنو سلمہ نے میدان جنگ سے بھاگ جانے کا ارادہ کیا مگر حق تعالیٰ نے ان کو استقلال عطا فرمایا۔

اِذْ هَمَّتْ طَّآئِفَتٰنِ مِنْكُمْ اَنْ تَفْشَلَا ۙ وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا ؕ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝

(ترجمہ) جب تم میں سے دو جماعتوں نے دل میں خیال کیا کہ ہمت نہ ہار دیں اور اللہ تعالیٰ تو ان دونوں جماعتوں کا مددگار تھا اور مسلمانوں کو تو بس اللہ تعالیٰ ہی پر اعتماد کرنا چاہیئے۔

(اے رسول عربی! وہ واقعہ بھی قابل ذکر ہے) جب تم میں سے دو گروہوں بنو سلمہ اور بنو حارثہ نے بزدلا پن کرنا چاہا لیکن قدم پیچھے نہ ہٹا سکے کیونکہ اللہ تعالیٰ ان کا مددگار تھا اور مسلمانوں کو چاہیئے کہ اللہ ہی پر بھروسہ کریں کیونکہ وہ حقیقی کفیل و کارساز اور حامی و مددگار ہے اس آیت کو پڑھنے کے بعد یہ خیال ہوتا ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے رفیقوں میں بعض ایسے بزدل اور کم ہمت اشخاص بھی تھے جو میدان جہاد سے بھاگنا جائز سمجھتے تھے ظاہر ہے کہ اس قسم کے خیال سے صحابہ کرام کی سخت توہین ہوتی ہے جو کسی طرح جائز نہیں لہٰذا ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ بنو حارثہ اور بنو سلمہ کے واقعہ کے متعلق تاریخی شواہد پر غور کیا جائے تاکہ اصل حقیقت آشکارا ہو جائے تاریخ طبری تاریخ ابوالفدا اور دیگر تاریخوں میں لکھا ہے کہ بنو حارثہ اور بنو سلمہ انصار کے دو قبیلے تھے جن کی وفاداری اور بہادری مشہور تھی اور انہوں نے اسلام کی حمایت و حفاظت میں جانبازانہ اور سرفروشانہ خدمات انجام دی تھیں جنگ احد میں جو ان کی طرف سے ایک لمحے کے لئے بزدلی کا اظہار ہوا اور اس کا ایک خاص سبب تھا وہ یہ کہ جس وقت عبداللہ بن ابی منافق اعظم کے رفیقوں نے میدان جنگ سے مدینہ کی واپسی پر اصرار کیا اور یہ کہا کہ مدینے کی چہار دیواری میں محفوظ ہوکر لڑنا زیادہ بہتر ہے تو اس وقت بنو حارثہ اور بنو سلمہ کے دل میں بھی مدینے کی واپسی کا خیال آیا تھا لیکن جب حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ فرمایا کہ ہم مدینے کی چہار دیواری میں محفوظ ہوکر لڑنا پسند نہیں کرتے بلکہ جبل احد کے قریب ہی مدافعت کرینگے تو بنو حارثہ اور بنو سلمہ کامل عزم و استقلال کے ساتھ سربکف ہوگئے اور انہوں نے اسلام کی حمایت میں شہید ہونے کی آرزو کی اس حقیقت کے واضح ہونے کے بعد شکوک و شبہات مٹ جاتے ہیں اور صحابہ کرام کی عظمت برقرار رہتی ہے اگر جنگ احد کے حالات پر غور کیا جائے تو یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ احد کی لڑائی کوئی معمولی لڑائی نہ تھی بلکہ سخت معرکہ کی لڑائی تھی جو صحابہ ایسے مشکل وقت حضور سرور عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رہے بڑے ثابت قدم تھے احادیث میں ان کے بیشمار فضائل مذکور ہیں حق تعالیٰ ان کے طفیل میں ہم کو بھی خدمت اسلام کی توفیق عطا فرمائے۔

ابن جریر نے اپنی تفسیر میں ابو سعید سے روایت کی ہے جب یہ آیت نازل ہوئی تو قبیلہ بنو حارثہ اور بنو سلمہ کے سرداروں نے کہا کہ اس آیت

کے نازل ہونے سے ہم کو کچھ رنج نہیں پہنچا بلکہ ہم کو خوشی ہوئی کیونکہ اس آیت میں جہاں ہماری کوتاہی کا ذکر ہے وہاں یہ بھی ارشاد ہے وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا (اور اللہ ان کا مددگار تھا) اس آیت میں حق تعالےٰ نے ہمارے ساتھ اپنی دوستداری کا ذکر فرمایا ہے اور یہ وہ شرف و عزت ہے جس کی آرزو اور تمنا ہمارے قلوب میں تھی۔ والحمد علیٰ ذالک۔ کچھ شک نہیں کہ بعض منافقوں کے اقوال سُنکر ہم نے مدینے کی واپسی کا ارادہ کیا تھا اور یہ ہماری کوتاہی تھی لیکن حق تعالےٰ کا شکر و احسان ہے کہ اس نے ہمارے قلوب کو تقویت دی اور ہم کو راہ راست پر قائم اور ثابت قدم رکھا ہم خوش ہیں کہ ہمارے ربنے ہمارے حق میں یہ فرمایا کہ ہم ان کا مددگار تھا۔

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ
لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ اِذْ تَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ اَلَنْ يَّكْفِيَكُمْ
اَنْ يُّمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلٰثَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُنْزَلِيْنَ ۝
بَلٰٓى ۙ اِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا وَيَاْتُوْكُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ هٰذَا يُمْدِدْكُمْ
رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُسَوِّمِيْنَ ۝ وَمَا جَعَلَهُ
اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى لَكُمْ وَلِتَطْمَئِنَّ قُلُوْبُكُمْ بِهٖ ۗ وَمَا النَّصْرُ
اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ۝ لِيَقْطَعَ طَرَفًا مِّنَ
الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْ يَكْبِتَهُمْ فَيَنْقَلِبُوْا خَآئِبِيْنَ ۝

(ترجمہ) اور یہ بات محقق ہے کہ اللہ تعالےٰ نے تم کو بدر میں منصور فرمایا حالانکہ تم بے سروسامان تھے سو اللہ تعالےٰ سے ڈرتے رہا کرو تاکہ تم شکر گزار ہو جبکہ آپ مسلمانوں سے فرما رہے تھے کہ کیا تم کو یہ امر کافی نہ ہوگا کہ تمہارا رب تمہاری امداد کرے تین ہزار فرشتوں کے ساتھ جو اتارے جاوینگے۔ ہاں کیوں نہیں اگر مستقل رہو گے اور متقی رہو گے اور وہ لوگ تم پر ایک دم سے آپہنچیں گے تو تمہارا رب تمہاری امداد فرمائیگا پانچہزار فرشتوں سے جو کہ ایک خاص وضع بنائے ہونگے اور اللہ تعالےٰ نے یہ امداد محض اس لئے کی کہ تمہارے لئے بشارت ہو اور تاکہ تمہارے دلوں کو قرار ہو جائے اور نصرت صرف اللہ ہی کی طرف سے ہے جو کہ زبردست ہیں حکیم ہیں تاکہ کفار میں سے ایک گروہ کو ہلاک کردے یا ان کو ذلیل و خوار کردے پھر وہ ناکام لوٹ جاویں۔"

اب واقعہ بدر کا بیان فرمایا جاتا ہے کہ باوجودیکہ تم اس وقت بہت تھوڑے تھے مگر حق تعالیٰ نے تم کو فتح عنایت فرمائی۔ اور اے رسول! جنگ بدر کا وہ واقعہ بھی یاد کرو جبکہ تم مسلمانوں سے یوں کہ رہے تھے کہ کیا تم کو یہ امر کافی نہیں کہ تمہارا پروردگار آسمان سے تین ہزار فرشتے بھیجکر تمہاری مدد کرے یقین کرو کہ تمہارا رب تمہارے لئے کافی ہے اور اگر تم ثابت قدم رہو اور تقوے پر قائم رہو اور دشمن تم پر ایک دم چڑھ آئیں تو تمہارا پروردگار پانچہزار فرشتوں سے تمہاری مدد کرے گا جو ایک خاص حالت میں ہونگے اور اللہ نے یہ امداد محض اس لئے کی کہ تمہارے لئے غلبہ کی بشارت ہو اور تاکہ تمہارے دلوں کو قرار ہو اور تائید و حمایت تو اللہ ہی کی طرف سے ہے جو کہ زبردست اور حکمت والا ہے اور اللہ نے یہ مدد اس لئے کی کہ کافروں کو کچھ کم کرے یا ایسا ذلیل کرے کہ وہ ناکام و نامراد واپس چلے جائیں اور ان کا غرور خاک میں مل جائے۔

واقعہ بدر کی تفصیل یہ ہے کہ سنہ ۲ ہجری میں مکے کے بت پرستوں کا ایک قافلہ شام کے ملک سے مکے کو واپس جا رہا تھا اس قافلہ کے ساتھ تجارت کا بہت کچھ ساز و سامان تھا اور عام طور پر یہ خبر مشہور تھی کہ جب یہ قافلہ اپنے مستقر پر پہنچ جائے گا تو اعلیٰ پیمانہ پر جنگ کی تیاریاں کی جائینگی اور مسلمانوں پر زبردست حملہ کیا جانے لگا اس خبر کو سنکر بعض دور اندیش مسلمانوں نے یہ فیصلہ کیا کہ اس قافلہ کو قید کر لیا جائے ابھی ارادے پایۂ تکمیل کو نہ پہنچنے پائے تھے کہ ہر طرف یہ افواہ مشہور ہوگئی کہ مسلمانوں نے قافلہ کو قید کر لیا اور مال و زر لوٹ لیا اس افواہ کے مشہور ہونے پر مشرکین مکہ نے ایک ہزار آدمیوں کا لشکر تیار کیا اور مسلمانوں پر زبردست حملہ کرنا چاہا حضور سرور عالم نے جب اس تیاری کا حال سنا تو تین سو تیرہ صحابہ کے ساتھ مدینہ سے روانہ ہوئے ادہر مکہ کے بت پرستوں کا لشکر روانہ ہوا اور بدر کے مقام پر جو مدینے سے چند میل کے فاصلہ پر ہے دونوں لشکر قیام پذیر ہوئے۔ اللہ اللہ کیا عجیب منظر تھا ایک طرف دشمنان حق کا جرار لشکر اپنی طاقت و شوکت پر نازاں تھا دوسری طرف اللہ کے وفادار بندوں کی ایک مختصر جماعت اپنے خالق و مالک کے حضور میں دست بدعا تھی آخر معرکہ آرائی شروع ہوئی۔ اہل کفر باواز بلند کہتے تھے کہ ہم بالدار ہیں طاقتور ہیں پورے ساز و سامان کے ساتھ اپنے گھر سے آئے ہیں کون ہے جو ہم پر غالب آسکے اور کون ہے جو ہم کو شکست دے سکے؟ اہل اسلام بظاہر کمزور تھے غریب تھے درماندہ تھے اور بے سروسامان تھے لیکن اپنے خاد و قیوم قدوس پروردگار پر بھروسہ رکھتے تھے اور کہتے تھے کہ حق کا بول بالا ہوگا جنگ ہوتی رہی کبھی اہل کفر پسپا ہو جاتے تھے اور کبھی اہل اسلام آخر مسلمانوں کو فتح ہوئی اور اہل کفر کا غرور اور گھمنڈ خاک میں مل گیا وہ مغلوب ہوئے اور بری طرح مغلوب ہوئے مشرکین کے بڑے بڑے سردار ابو جہل وغیرہ مارے گئے اور بہت سے آدمی قید ہوئے۔

بعض مخالفین اسلام اس آیت پر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ اس کا کیا سبب ہے کہ خدا نے بدر کے دن تو فرشتوں سے مسلمانوں کی مدد کی اور احد کے دن انہیں اس مدد سے محروم رکھا اور بدر کے دن جو فرشتے میدان جنگ میں آئے تھے وہ کس صورت میں لائے گئے تھے انسانی صورت میں آئے تھے یا کسی اور صورت میں؟ اور اس کا کیا سبب ہے کہ سورہ انفال میں تو یہ فرمایا ہے کہ ہم نے بدر کے دن ایکہزار فرشتوں سے مدد کی اور اس موقع پر تین ہزار اور پانچہزار کا ذکر ہے کلام الٰہی میں یہ اختلاف کیا؟ کیا (نعوذ باللہ) خدا کا حافظہ بھی کچھ کمزور ہے۔

مخالفین اسلام کا یہ اعتراض بظاہر نہایت اہم اور باوزن معلوم ہوتا ہے لیکن فی الحقیقت نہایت لغو اور جہل ہے اور از اول تا آخر جہالت پر مبنی ہے اس کا جواب یہ ہے کہ بدر کے دن مسلمانوں کی تعداد کم تھی اور وہ بالکل بے سروسامان تھے اور اس دن اُن کے دلوں میں سوائے اسکے کہ

دین حق کی حمایت و حفاظت کریں اور امن قائم کریں اور فتنہ و فساد مٹائیں اور اللہ کی خوشنودی حاصل کریں۔ کسی چیز کی طمع نہ تھی پس باری تعالیٰ نے فرشتوں سے ان کی مدد کی اور مسلمانوں کے دل میں جو عزم و استقلال اور صدق و اخلاص تھا اس کی برکت سے ان کی روحیں ترقی کر کے اعلیٰ مرتبے پر پہنچ گئیں یہاں تک کہ انہوں نے فرشتوں کی نصرت کے قبول کرنے کی استعداد حاصل کر لی اور جنگ احد کے موقع پر ان کی حالت برعکس تھی ان کی تعداد کثیر تھی وہ بے سروسامان نہ تھے ان کو اپنی طاقت و قوت پر گھمنڈ تھا اور وہ لڑائی کے موقع پر تقویٰ کی حد سے باہر ہو گئے تھے یعنی مال و زر کی طمع میں رسول کے حکم پر قائم نہ رہے تھے جنگ کے پہلے زمانہ ہی میں ادھر ادھر مال غنیمت تلاش کرنے لگے ان اسباب کی بنا پر ان کی روحوں کی استعداد ضعیف ہو گئی اور وہ امداد ملائکہ سے قوت کے قبول کرنے کی استعداد حاصل نہ کر سکے اور ان کو شکست ہوئی اور بعد شکست ان اور ملائکہ کی نصرت کا ظہور اس صورت میں ہوا کہ قبل اس کے کوئی مسلم مجاہد کسی مقابل کے کافر پر حملہ کرے وہ خود بخود مر جاتا تھا اور اکثر مسلمانوں نے یہ بھی دیکھا کہ چند کفار تلواریں بلند کر کے مسلمانوں کی طرف بڑھے اور مارنے میں حیرت انگیز طور پر ان کے سر تن سے جدا ہو کر گر پڑے۔ اور واقعہ بدر کے ذکر میں سورۂ انفال میں جو فرشتوں کی تعداد ایک ہزار بیان کی گئی ہے اور اس موقع پر تین ہزار اور پانچ ہزار کا ذکر ہے اس کی حقیقت یہ ہے کہ پہلے حق تعالیٰ نے مجاہدین اسلام سے ایک ہزار فرشتوں کی مدد بھیجنے کا وعدہ فرمایا تھا پھر جب حضور سرور عالم کو یہ اطلاع پہنچی کہ کفار مکہ کئی ہزار کا لشکر مقام بدر میں بھیجنا چاہتے ہیں تو اس خبر کو سنکر مسلمانوں کے دلوں میں خوف و ہراس پیدا ہوا تب حضور اکرم نے بارگاہ الٰہی میں دعا کی اور حق تعالیٰ نے تین ہزار اور پانچ ہزار فرشتوں کی مدد بھیجنے کا وعدہ فرمایا اور اس وعدے سے مسلمانوں کو اطمینان ہو گیا پھر جب بدر میں مسلمانوں اور کافروں کا مقابلہ ہوا اور اہل مکہ کو اپنے قبیلوں کے شکست کھانے کی اطلاع پہنچی تو جو لشکر مسلمانوں کو مغلوب کرنے کے ارادہ سے روانہ ہوا تھا وہ واپس چلا گیا اس لئے مسلمانوں کو ہزار فرشتوں سے زیادہ فرشتوں کی مدد کی ضرورت نہ رہی یہ ایک محققانہ جواب ہے جو انصاف پسندوں کی اطمینان کیلئے کافی ہے۔

سلسلہ تعلیم الاسلام

مسلمان بچوں کی تعلیم کے ابتدائی زمانہ میں مذہبی تعلیم دینے کا کوئی خاص اہتمام نہیں کیا جاتا اس لئے عام طور پر مسلمانوں کے نونہال اسلامی عقائد مذہبی احکام سے ناواقف رہتے ہیں اور اکثر اوقات دشمنان اسلام کے شکوک اور شبہات کا جواب دینے کے بجائے خود شکوک و شبہات میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

اسلام ایک کامل و مکمل مذہب ہے دنیا کے تمام مذاہب میں مذہب اسلام سے زیادہ عقل کے موافق ستھرا اور پاک و صاف کوئی دوسرا مذہب نہیں لیکن اس کی تعلیم کا ذخیرہ زیادہ تر عربی زبان میں ہے اور اس زمانہ میں ... مسلمانوں نے عام طور پر عربی کی تعلیم کی طرف سے غفلت کر دیا ہے۔

جو کتابیں اردو زبان میں بچوں کی اسلامی تعلیم سے متعلق لکھی گئی ہیں ان میں سے کسی کی عبارت مشکل کسی میں بچوں کی طبیعت اور ذہن کے لحاظ سے مضامین کی ترتیب نہیں رکھی گئی ہے کسی میں اختصار اس قدر کیا گیا ہے کہ کافی مذہبی معلومات حاصل نہیں ہوتیں کسی میں عقائد اسلامیہ نہیں ہیں بعض اس قدر طویل کر دی گئی ہیں کہ انگریزی مدارس کے پڑھنے والے طلباء ان کو تحمل نہیں کر سکتے کیونکہ ان کو مذہبی تعلیم کے لئے بہت تھوڑا وقت ملتا ہے۔

خدا تعالیٰ جزائے خیر دے حضرت فاضل اجل علامہ اکمل مولانا مولوی کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ علماء ہند کو کہ انہوں نے مسلمان بچوں کی تعلیمی ضروریات کا لحاظ فرمایا اور ان کے لئے تعلیم الاسلام کے نام سے مذہبی نصاب تیار کرنا شروع کر دیا ہے حضرت مولانا مفتی صاحب کے نام نامی سے ہندوستان کے اہل علم اور عوام اچھی طرح واقف ہیں کیونکہ دہلی کے ایک اسلامی درسگاہ کے صدر مدرس ہونے کے علاوہ سولہ سترہ سال سے افتا کا کام بھی نہایت خوش اسلوبی سے انجام دے رہے ہیں اور اطراف ہندوستان سے بکثرت فتوے آپ کے پاس آتے ہیں پس مولانا ممدوح کا وسیع تجربہ اور آپ کی انشاء پردازی کا کمال اور خداداد ذہن و لیاقت ہی سلسلہ اسلامی کی خوبی اور مفید ہونے کے ضامن ہیں پھر بھی اس سلسلہ کے صرف دو نمبر ہی شائع ہونے تھے کہ اہل زبان اور مسلمانان ہندوستان نے بہت پسند کیا اور ملک کے اکثر قومی اسکولوں میں اسے داخل کرایا اور ہزاروں کی تعداد میں منگالی چنانچہ ابتک تمام نمبر دو لاکھ سے زیادہ چھپ چکے ہیں اس سے زیادہ مقبول ہونے کی اور کیا دلیل ہو سکتی ہے۔ تعلیم الاسلام میں مضامین اور عبارت کی ترتیب بچوں کی سمجھ کے موافق رکھی گئی ہے اور ہر آئندہ نمبر میں گذشتہ نمبر کے اعتبار سے الفاظ و عبارت اور مضامین کے لحاظ سے ترقی کی گئی ہے جو بچوں کے اخلاق و عادات پر برا اثر ڈالنے والے الفاظ سے پرہیز کیا گیا ہے اور حتی الامکان ایسے مسائل جو بچوں کی سمجھ کے لائق نہیں یا ان کے سامنے بیان کرنے مناسب نہیں ابتدائی نمبروں میں نہیں لکھے گئے۔

تعلیم الاسلام کے مسائل میں سوائے نمبر ایک کے ہر رسالہ کے دو شعبے کر دیئے گئے ہیں پہلے شعبے میں اسلامی عقائد اور دیگر ضروری معلومات نہایت سلیس عبارت اور عمدہ طریقہ پر درج کئے گئے ہیں اور دوسرے شعبہ میں اسلامی احکام کا مناسب حصہ شامل کیا گیا ہے نمبر ۴ تک تمام مضامین سوال و جواب کے طور پر لکھے گئے ہیں تاکہ بچوں کا دل لگ جائے اور وہ اچھی طرح یاد کر لیں ان رسالوں کے شروع کرنے سے پہلے بچوں کے لئے ایک قاعدہ لکھا گیا ہے جو اپنی خوبیوں کے لحاظ سے پسند کیا گیا ہے اب تک اس سلسلہ کے چار نمبر تیار ہو چکے ہیں قاعدہ ان کے علاوہ ہے نمبروں میں عقائد اور مسائل کافی ذخیرہ آگیا ہے نماز روزہ زکوٰۃ کے مسائل آ گئے ہیں عقائد میں توحید کتب آسمانی ملائکہ رسالت معجزات اصحاب کرام اولیاء اللہ کرامات، قیامت، تقدیر ایمان اعمال صالحہ شرک و کفر بدعات وغیرہ کا ذکر ہے

قیمت مکمل سیٹ ۱۰؍ علاوہ محصولڈاک۔ حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے۔

لطائف الحدیث

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ:-

من اعان طالب علم بقلم واحد اعطاہ اللہ تعالیٰ ثواب مثل جبل احد۔

"یعنی اگر کوئی شخص کسی طالب علم کی ایک قلم سے بھی مدد کرے گا تو اللہ تعالیٰ اسے احد کے پہاڑ کے برابر ثواب عطا فرمائینگے۔"

اس حدیث میں ایک طرف علم کی فضیلت دوسری طرف حصول علم کی اہمیت اور تیسری طرف علم حاصل کرنے والوں کی امداد و اعانت کی ضرورت بتلائی گئی ہے اور مسلمانوں کو توجہ دلائی گئی ہے کہ وہ حصول تعلیم میں پوری کوشش کریں اور جو علم حاصل کرنا چاہیں یا کر رہے ہوں ان کی پوری پوری امداد کریں۔

ایک اور حدیث میں ہے من انفق درہما علی طالب علم فکانما انفق جبل احد دہما فی سبیل اللہ یعنی جس نے طالب علم پر ایک درہم بھی خرچ کیا تو گویا اس نے جبل احد کے برابر سونا اللہ کے راستے میں خیرات کیا۔

پہلی حدیث میں بتلایا گیا تھا کہ اگر اور کچھ نہیں تو ضروریات تعلیمی ہی مہیا کر کے طالب علموں کی مدد کرنی چاہیئے مثلاً دوات قلم کتاب کاغذ وغیرہ دوسری حدیث میں کھانے پینے کی ضروریات مہیا کرنے کی بھی تاکید کی گئی ہے اور مسلمانوں کو ترغیب دی گئی ہے کہ وہ طلباء کو فکر رزق سے بے نیاز کر دیں تاکہ اطمینان سے علم حاصل کر سکے۔

ایک تیسری حدیث میں ارشاد ہوتا ہے کہ **من اعان عالما او متعلما ولو بقلم مکسورۃ او قرطاس فکانما بنی الکعبۃ سبعین مرۃ** جس نے کسی عالم یا طالب علم کی مدد کی خواہ ایک ٹوٹے ہوئے قلم اور کاغذ کے ایک ٹکڑا ہی سے یہ مدد کیوں نہ کی ہو تو گویا اس نے ستر دفعہ خانہ کعبہ کو تعمیر کیا۔

اس حدیث میں طالب علم اور متعلم یعنی علم حاصل کرنے والے طالب علم دونوں کی امداد کی طرف توجہ دلائی گئی ہے اور اس کو اس قدر ثواب کا کام بتلایا گیا ہے کہ گویا ستر دفعہ خانہ کعبہ کی تعمیر کی اس سے زیادہ ثواب کا کام اور کونسا ہو سکتا ہے اوپر کی تینوں حدیثوں کو غور سے پڑھنا چاہیئے اور یہ دیکھنا چاہیئے کہ حصول علم کی تاکید اور حصول علم میں مسلمان بچوں کی امداد کی ترغیب کس قدر دلائی گئی ہے اور طلباء کی امداد و اعانت کرنا کتنے بڑے ثواب کی بات ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ طلباء کی مدد کرنا اور حصول تعلیم میں آسانیاں پیدا کرنا اور اس میں خرچ کرنا صدقہ جاریہ کا حکم رکھتا ہے کیونکہ اگر ہم کسی طالب علم کو مدد دیکر تعلیم دلادیں تو اس کا فائدہ مستقلاً جاری رہے گا اگر اس طالب علم نے علم دین حاصل کیا ہے تو ساری عمر لوگوں کو علم دین کی تعلیم دیتا رہے گا لوگوں کو دین کی باتیں بتائے گا اس کے وعظ و پند سے لوگ دیندار بنیں گے اچھے اعمال کرینگے بہت سے لوگ بداعمالی سے تائب ہوں گے وہ خود نیک عمل کرے گا اس کا ثواب مدد کرنے والے کو بھی ملیگا اور اگر اس شخص نے کسی اور کو علم دین پڑھا دیا تو وہ جس قدر نیک کام کرے گا اس کے نیک کاموں کے ثواب میں بھی اس کو حصہ ملیگا غرضکہ یہ سلسلہ جب تک جاری رہے گا اس کے نامۂ اعمال میں نیکیوں اور ثواب کا اضافہ ہوتا رہے گا۔

اور اگر ہم نے کسی ایسے طالب علم کی مدد کی جو دنیاوی تعلیم حاصل کرتا تھا تو اس صورت میں بھی حصول علم کے بعد جب روپیہ کمائے گا اور اس سے اپنے اہل و عیال کی مدد کرے گا یا کسی نیک کام میں مالی امداد دے گا یا خیرات و صدقات میں روپیہ صرف کریگا تو اس کے ان کاموں کا ثواب بھی ہم کو ملے گا۔

اب ہمیں اپنے مصارف اور اخراجات کو دیکھنا چاہیئے کہ کن کن مدوں پر ہم روپیہ صرف کرتے ہیں اور پھر تعلیمی اخراجات کو دیکھنا چاہیئے کہ اس مد پر بھی کچھ خرچ کرتے ہیں یا نہیں اگر طلباء کی امداد میں ہماری جیب میں سے کچھ نہیں نکلتا تو آج ہی سے بقدر گنجائش کچھ نہ کچھ رقم تعلیمی سہولت مسلمانوں کو بہم پہنچانے کے لئے مقرر کر دینی چاہیئے۔

اس زمانہ میں انفرادی طور پر امداد کچھ زیادہ مفید نہیں ہوتی اس لئے بہتر صورت یہ ہے کہ مسلمانوں کے جو مدارس قائم ہیں ان کو امدادی رقم بھیجدی جائے جہاں سینکڑوں مسلمان بچے تعلیم پاتے ہیں مثلاً ندوۃ العلماء مدرسہ دیوبند جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی وغیرہ یا کسی طالب علم کو وظیفہ دیکر ان مدارس میں تعلیم دلانی چاہیئے۔

حقیقت یہ ہے کہ صدقہ اور خیرات کا بہترین مصرف آجکل یہی ہے کہ مسلمان بچوں کی تعلیم کے لئے آسانی پیدا کی جائے پس ان احادیث سے ہمیں سبق لینا چاہیئے اور تعلیمی کاموں میں مدد دیکر ثواب عظیم اور اجر بے حساب حاصل کرنا چاہیئے۔

اول مایحاسبہ بہ العبد یوم القیامۃ بعد التوحید من الصلوٰۃ بندہ سے قیامت کے دن توحید کے سب سے پہلے جس امر کی نسبت بازپرس کی جائے گی وہ نماز ہوگی اسی حدیث قدسی کی اس شعر میں اشارہ کیا گیا ہے۔

روز محشر کہ جاگداز بود   اولیں پرسش نماز بود

اس حدیث سے نماز کی اہمیت ظاہر ہوتی ہے مسلمانوں کو سوچنا چاہیئے کہ جس فرض کی نسبت قیامت میں سب سے پہلے حساب لیا جائے گا اس کے ادا کرنے میں وہ غفلت تو نہیں کرتے۔

دوسری حدیث ہے **الصلوٰۃ عماد الدین فمن اقامہا فقد اقام الدین ومن ترکہا فقد ہدم الدین** یعنی نماز دین کا ستون ہے جس نے اسے ترک کیا تو گویا دین کو برباد کر دیا۔

جس عبادت کو رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم دین کا ستون فرمائیں

اور اس کے ادا کرنے کو قیام دین اور اس کے ترک کو بربادی دین سے تعبیر فرمائیں اس کی اہمیت و عظمت کا کیا ٹھکانا ہے۔

اب ذرا نماز پڑھنے کے فضائل بھی سن لیجئے رسول اللہ کا ارشاد ہے

من صلی صلوٰۃ الفجر مع الجماعۃ فکانما حج مع آدم علیہ السلام عشر حجۃ جس نے فجر کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھی تو گویا اس نے حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ دس حج کئے ومن صلی صلوٰۃ الظہر مع الجماعۃ فکانما حج مع ابراہیم علیہ السلام اربعین حجۃ جس نے ظہر کی نماز باجماعت پڑھی تو گویا اس نے حضرت ابراہیم کے ساتھ چالیس حج کئے ومن صلی صلوٰۃ العصر مع الجماعۃ فکانما حج مع یونس علیہ السلام ستین حجۃ جس نے عصر کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھی تو گویا اس نے حضرت یونس علیہ السلام کے ساتھ ساٹھ حج کئے ومن صلی صلوٰۃ المغرب مع الجماعۃ فکانما حج مع محمد مائۃ حجۃ اور جس نے مغرب کی نماز باجماعت ادا کی تو گویا اس نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سو حج کئے۔

ایک اور حدیث میں وارد ہے من صلی مع الجماعۃ اربعین یوما لم تفتہ تکبیرۃ کتب اللہ تعالیٰ لہ براۃ من النار وبراۃ من النفاق یعنی چالیس دن تک جو شخص مسلسل نماز جماعت کے ساتھ ادا کرے اور تکبیر بھی فوت نہ ہونے دے تو اللہ تعالیٰ اس کو آتش دوزخ سے اور نفاق سے نجات لکھ دیگا یعنی نہ تو آتش دوزخ کے عذاب میں وہ مبتلا ہوگا اور نہ مرض نفاق میں وہ گرفتار ہوگی اور یہ اسی صورت میں ہوگا جب انسان نماز جماعت پر مداومت اختیار کرے یہ نہیں کہ ایک دفعہ چالیس دن تک نماز باجماعت کا التزام کرے اور پھر ترک کر دے۔

ایک حدیث میں ارشاد ہوا ہے من صلی صلوٰۃ الصبح ثم جلس یذکر اللہ تعالیٰ حتی تطلع الشمس اعطاہ اللہ تعالیٰ فی الفردوس قصرًا من ذھب وفضۃ یعنی جو شخص صبح کی نماز پڑھنے کے بعد طلوع آفتاب تک مسجد میں بیٹھا اللہ کا ذکر کرتا رہے تو خدائے بزرگ اس کو فردوس بریں میں سونے اور چاندی کا محل عطا کرے گا۔

ایک اور حدیث میں ارشاد ہوا ہے انما مثل صلوٰۃ الخمس کمثل نہر جار علی باب احدکم یغتسل منہ کل یوم خمس مرات ھل یبقی علیہ وسخ قالوا لا یا رسول اللہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کذٰلک الصلوٰۃ یغسل الذنوب حضور نے فرمایا کہ پانچوں وقت کی نماز کی مثال بہتے ہوئے پانی کی سی ہے جو کسی شخص کے دروازہ پر ہو اور وہ شخص اس نہر یا ندی میں پانچ مرتبہ روزانہ غسل کیا کرے آپ نے پوچھا کہ کیا ایسے شخص کے بدن پر کچھ میل کچیل باقی رہ سکتا ہے لوگوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہرگز نہیں تو حضور نے فرمایا کہ اسی طرح نماز گناہوں کو دھوتی ہے۔

دیکھئے کیسے بلیغ انداز میں آقائے دو جہاں نے نماز کی ضرورت و اہمیت جتلائی ہے فی الواقع جب انسان اپنے مالک اور پیدا کرنے والے خدا کے حضور میں دن میں پانچ مرتبہ حاضر ہوں گے اور پانچ مرتبہ عجز و نیاز کے ساتھ بندگی و عبودیت کا سر جھکائینگے تو یہ ناممکن ہے کہ اس شخص سے گناہ سرزد ہوں اسلئے اول تو گناہ ہی بہت کم ہوں گے کیونکہ نماز کے متعلق ارشاد خداوندی یہ ہے کہ ان الصلوٰۃ تنھی عن الفحشاء والمنکر یعنی نماز انسان کو فحش اور ان افعال سے باز رکھتی ہے جن سے خدا اور اس کے رسول نے باز رہنے کا حکم دیا ہے مطلب یہ ہے کہ فحش اور گناہوں کے کاموں سے نماز انسان کو بچاتی ہے پس ثابت ہوا کہ نماز انسان کو گناہ سے بچاتی ہے اور اس کے علاوہ سابقہ گناہوں کو دھوتی بھی ہے۔

ایک اور حدیث ہے من حافظ علی صلوٰۃ الخمس باسباغ الوضوء وقیامھا ورکوعھا وسجودھا یعرف حقھا حرمہ اللہ تعالیٰ جسدہ علی النار

یعنی جو شخص پنجگانہ نمازوں کی حفاظت کرے اس طرح کہ خوب اچھی طرح وضو کرے اچھی طرح قیام اور رکوع اور سجدہ کرے تو اللہ اس کے جسم پر دوزخ کی آگ کو حرام کر دے گا۔

ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ من حافظ علی صلوٰۃ الخمس کانت لہ نجات یوم القیمۃ ونورا وبرھانا یعنی جو شخص پنجوقتہ نماز کی حفاظت کریگا یعنی قضا نہ ہونے دیگی قیامت کے دن اس کو نجات ہوگی اور وہ نور میں ہوگا اور نور و برہان ہوگا۔

مذکورہ بالا احادیث سے نماز کی فضیلت اسکے ثواب اور اس کی اہمیت کا پتہ چلتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے نماز باجماعت کی کس قدر تاکید فرمائی ہے اور کس قدر ترغیب دلائی ہے لیکن اگر کوئی ایسا بدبخت ہے جو نماز کے فضائل اس کے اجر و ثواب اور ترغیب و تاکید سے بھی نماز کی جانب متوجہ نہیں ہوتا اور غفلت میں پڑا ہوا نماز سے اعراض کرتا ہے تو اس کو تہدید و تعذیب کی احادیث کو بھی سن لینا چاہئے ارشاد ہوتا ہے

من ترک الصلوٰۃ متعمدا او عمل ایامی فی النار ثمانین حقبا والحقب ثمانون سنۃ والسنۃ ثلاثون شھرا والشھر ثلاثون یوما والیوم ثمانون ساعۃ والساعۃ الف سنۃ من عوام الدنیا جو شخص قصداً اور جان بوجھکر نماز ترک کریگا وہ اسی حقبہ تک کے لئے دوزخ میں ڈالا جائے گا حقبہ کی مدت اسی برس کی ہوگی اور ہر برس اسی مہینہ کا ہوگا اور ہر مہینہ اسی دن کا ہوگا اور ہر دن اسی گھنٹہ کا ہوگا اور گھنٹہ ہزار برس کا ہوگا اس کے یہ معنے ہوئے کہ قصداً تارک صلوٰۃ چالیس ارب چھپا نوے کرور برس کے لئے دوزخ میں ڈالا جاویگا کس قدر سخت سزا ہے۔

ایک اور حدیث میں وارد ہوا ہے کہ من ترک صلوٰۃ الفجر تبرء منہ الایمان ومن ترک صلوٰۃ الظہر تبرأ منہ الانبیاء ومن ترک صلوٰۃ العصر تبرأ منہ الملائکۃ المقربون ومن ترک صلوٰۃ المغرب تبرء منہ القرآن ومن ترک صلوٰۃ العشاء تبرء منہ الرحمٰن یعنی جس نے صبح کی نماز چھوڑ دی اس سے ایمان بری ہو جاتا ہے اور جس نے ظہر کی نماز ترک کر دی اس سے انبیاء بری ہو جاتے ہیں اور جو شخص عصر کی نماز چھوڑ دیتا ہے اس سے مقرب فرشتے بری ہو جاتے ہیں اور جو شخص مغرب کی نماز ترک کر دیتا ہے اس سے قرآن بری ہو جاتا ہے اور جس شخص نے عشاء کی نماز چھوڑ دی اس نے خدائے رحمٰن و رحیم بری ہو جاتا ہے۔

(+)

آداب معاشرت

نکاح

نکاح کرنا راہ دین میں داخل ہے جیسا کہ کھانا کھانا اور جیسا کہ راہ دین میں انسان کے وجود کو حیات وبقا کی حاجت ہے اور زندگی بغیر کھانے پینے کے ممکن نہیں ہے ایسا ہی انسان اور اس کی جنس کی بقا کی حاجت ہے اور یہ بغیر نکاح کے ممکن نہیں ہے پس نکاح وجود کی اصل کا اور طعام وجود کی بقا کا سبب ہے اللہ تعالیٰ نے نکاح کو اسی لئے مباح کیا ہے شہوت کے لئے نہیں کیا بلکہ شہوت اس لئے پیدا کی گئی ہے کہ موکل ومتقاضی ہو اور خلق سے نکاح کرے تاکہ دین کے راستہ پر چلنے والے پیدا ہوں اور دین کی راہ پر چلیں کیونکہ تمام مخلوق کو عبادت کے لئے پیدا کیا گیا ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون یعنی جن اور انسان عبادت کے لئے پیدا کئے گئے ہیں جس قدر آدمی زیادہ ہوتے ہیں درگاہ الٰہی کے بندے بھی زیادہ ہوتے ہیں اور حضرت محمد مصطفےٰ صلعم کی امت زیادہ ہوتی ہے (۲) رسول صلعم نے فرمایا کہ نکاح کرو تاکہ تعداد میں بڑھ جاؤ اور میں قیامت کے دن دوسرے پیغمبروں کی امت سے زیادہ فخر کروں حتیٰ کہ اس بچے پر بھی فخر کروں جو ماں کے پیٹ سے پیدا ہو جو شخص یہ کوشش کرتا ہے کہ اولاد بڑھے اور اللہ تعالیٰ کی بندگی کرے اسے بڑا ثواب حاصل ہوتا ہے اور اسی لئے باپ کا حق زیادہ اور استاد کا حق زیادہ تر ہے کیونکہ باپ وجود کا سبب ہے اور استاد دین کی شناخت کا سبب اسی وجہ سے ایک گروہ نے کہا ہے کہ نفل کی عبادت میں مشغول ہونے سے نکاح کرنا زیادہ افضل ہے اور جب معلوم ہو گیا کہ نکاح راہ دین میں ہے تو اس کے آداب کی شرح جاننا ضروری ہے۔

نکاح کے فوائد

نکاح کے سبب سے چار طرح کا ثواب ہے (۱) انسانی وجود اور بقائے نسل کے لئے جو اللہ تعالیٰ کو محبوب ہے کوشش کرتا رہے گا جب کوئی زمین کا مالک قابل زراعت زمین اور مع بیج اپنے غلام کو دے بیلوں کی جوڑی اور زراعت کے آلات اس کے سپرد کرے اور کسی موکل کو اس کے ساتھ بھیجے اس کو زراعت میں لگائے عقلمند جان لیگا کہ اس سے مالک کا مقصد کیا ہے اگرچہ مالک زبان سے اسے نہ کہے اسی طرح اللہ تعالیٰ نے رحم پیدا کیا اور اولاد کا باشرت دیا اور اولاد کا تخم مردوں کی پیٹھ اور عورتوں کے سینہ میں پیدا کیا اور شہوت کو مرد وعورت پر موکل کر دیا اب یہ بات پوشیدہ نہ رہی کہ اس کا مقصد کیا ہے جب کوئی شخص تخم ضائع کرے اور موکل کو بہانے سے اپنے پاس سے دفع کرے تو وہ فطرت کے مقصد کے راستہ سے پھرا رہے گا اسی لئے بزرگان سلف عورت کے مرنے کو بڑا نقصان سمجھتے تھے

(۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موافقت میں کوشش کی جاوے تاکہ ان کی امت زیادہ ہو کہ اس سے آپ فخر کریں گے۔ بانجھ عورت سے نکاح کرنے کی ممانعت کی گئی ہے کہ اس سے بچہ پیدا نہیں ہوتا اور کہا ہے کہ گھر میں بوریا بچھا رکھنا بانجھ عورت سے بہتر ہے اور کہا کہ بدصورت عورت جننے والی خوبصورت بانجھ عورت سے بہتر ہے اس سے معلوم ہو گیا کہ نکاح شہوت کی غرض سے نہیں ہے کیونکہ شہوت کے لئے تو خوبصورت بدصورت عورت سے بہتر ہے۔

(۳) اولاد سے دعا حاصل ہوتی ہے کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے جن نیکیوں کا ثواب منقطع نہیں ہوتا ان میں سے ایک اولاد ہے کہ اس کی دعا موت کے بعد ہمیشہ رہتی ہے اور باپ کو پہنچتی ہے۔

(۴) اولاد چھوٹی عمر میں باپ کے سامنے مر جائے تاکہ وہ اس مصیبت کا رنج سہے اور اولاد اس کی شفاعت کرنے والی ہو کیونکہ رسول صلعم فرماتے ہیں کہ بچہ کو بہشت میں لیجانے کے لئے کہا جائے گا وہ غم واندوہ میں مبتلا ہو کر کہیگا کہ بغیر ماں باپ کے میں بہشت میں نہ جاؤں گا رسول اللہ صلعم نے کسی شخص کا کپڑا پکڑ کر کھینچا اور فرمایا کہ جس طرح میں تجھے کھینچتا ہوں اسی طرح بچہ اپنے ماں باپ کو کھینچے گا حدیث شریف میں آیا ہے کہ بچے بہشت کے دروازے پر جمع ہو کر فریاد وزاری کریں گے اور ماں باپ کو طلب کریں گے حتیٰ کہ ان کو حکم ہوگا کہ لوگوں کے درمیان جاؤ اور اپنے ماں باپ کو پکڑ کر بہشت میں لیجاؤ ایک بزرگ نکاح سے خوف کرتے تھے ایک رات خواب میں دیکھا کہ قیامت کا میدان ہے اور مخلوق پیاس سے بیکل ہو رہی ہے بچوں کا ایک گروہ پیالے ہاتھ میں لئے ہوئے پانی دیتے تھے اس جماعت سے ان سے پانی مانگا انہوں نے نہ دیا اور کہا کہ تمہارا ہمارے درمیان کوئی بچہ نہیں ہے جب خواب سے بیدار ہوئے تو اسی وقت نکاح کر لیا۔

فائدہ دوم

نکاح کا دوسرا فائدہ یہ ہے کہ اپنے دین کو مستحکم کرے اور شہوت کو روکے جو شیطان کا ہتھیار ہے اسی لئے رسول صلعم نے فرمایا کہ جس شخص نے نکاح کر لیا اپنا آدھا دین مضبوط کر لیا جو شخص نکاح نہ کرے غالب گمان یہ ہے کہ وہ اپنی آنکھ کو نظر سے اور دل کو وسوسے سے نہیں بچا سکتا اگرچہ شرمگاہ کو محفوظ رکھے لیکن نکاح اولاد کی نیت سے کرے کہ خدا کو بھی محبوب ہے اس کی فرمانبرداری شہوت دفع کرنے سے نہیں ہوتی شہوت اس لئے پیدا کیا گیا ہے کہ متقاضی ہو اگرچہ اس میں اور بھی حکمتیں ہیں اور وہ یہ ہیں کہ اس میں لذت رکھی گئی ہے تاکہ وہ آخرت کی لذت کی مثال ہو جیسا کہ آگ اس لئے پیدا کی گئی ہے کہ اس کا رنج آخرت کے رنج کا نمونہ ہو ہر چند کہ یہ لذت ورنج آخرت کے مقابلہ میں کمتر ہے مگر اللہ تعالیٰ نے جو کچھ پیدا کیا ہے اس میں بڑی بڑی حکمتیں ہیں

فائدہ سوم

عورتوں کو دیکھنے سے محبت پیدا ہوتی ہے اور ان کے ساتھ بیٹھنے اور نکاح کرنے سے دل کو ایک قسم کی راحت ملتی ہے اور اس آسائش سے معیشت وعبادت کی رغبت تازہ ہوتی ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ راحت وآسائش یکباری دل سے لے لی جائے کہ اس سے دل اندھا ہو جاتا ہے ایک وقت ایسا ہوتا کہ رسول صلعم کو اپنے مکاشفات میں اتنا عظیم کام آ پڑتا کہ آپ کا دل اس کا متحمل نہ ہوتا آپ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتے ہیں کہ کلمینی یا عائشۃ

...ت عائشہ مجھ سے باتیں کرو اس کا مطلب یہ تھا کہ آپ کو باتیں کرنے سے جی کا بار اٹھنے کی طاقت ہو اور جب آپ کو پھر اس عالم میں لے آتے اور آپ فرماتے حبیب الی من دنیاکم ثلث الطیب والنساء وقرۃ عینی فی الصلوۃ یعنی اللہ تعالےٰ نے دنیا سے تین چیزوں کو میرا محبوب کیا ہے خوشبو، عورتیں اور نماز میں آنکھوں کی ٹھنڈک۔

نماز کی تخصیص کا مطلب یہ ہے کہ نماز میری آنکھوں کی روشنی ہے اور خوشبو اور عورتیں جسم کی آسائش ہیں تاکہ اس کی قوت نماز کو پہنچے اور نماز میں آنکھوں کو ٹھنڈک حاصل ہو یہی وجہ تھی کہ رسول صلعم دنیا کا مال جمع کرنے سے منع کرتے تھے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ دنیا کے بعد ہم کیا چیز اختیار کریں فرمایا لیتخذ احدکم لسانا ذاکرا وقلبا شاکرا وزوجۃ مومنۃ یعنی تم میں سے ہر ایک ذکر کرنے والی زبان شکر کرنے والا دل اور ایمان والی عورت اختیار کرے۔

فائدہ چہارم عورت گھر کی غمخواری اسے کھانا پکانا دھونا اور صفائی کے کام کی کفایت کر سکتی ہے کیونکہ اگر مرد اس میں مشغول ہوگا تو علم، عمل اور عبادت اور کسب معیشت سے رہ جائے گا اسی لئے عورت دین کی معاون ہوتی ہے ابو سلیمان درانی نے اسی وجہ سے کہا ہے کہ نیک عورت دنیا سے نہیں ہے آخرت سے ہے یعنی مجھے فارغ رکھتی ہے کہ آخرت کے کام میں مشغول ہو حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایمان کے بعد شائستہ عورت سے زیادہ افضل نعمت کوئی نہیں ہے۔

فائدہ پنجم عورتوں کے اخلاق پر صبر کرنا۔ ان کی ضروریات کا بہم پہنچانا اور شرع کے راستہ پر ان کی حفاظت کرنا بغیر مجاہدہ کے نہیں ہو سکتا یہ مجاہدہ افضل ترین عبادت ہے حدیث شریف میں آیا ہے کہ عیال کو نفقہ دینا صدقہ سے افضل ہے بزرگوں نے کہا ہے کہ فرزند و عیال کے لئے حلال روزی پیدا کرنا ابدال کا کام ہے

ابن المبارک کہتے ہیں کہ جس شخص کے اہل و فرزند ہوں اور وہ ان کو اچھی طرح رکھے اور جب رات کی نیند سے بیدار ہو تو بچوں کو ننگا دیکھ کر ان کو کپڑا اڑھا دے اس کا وہ کام غزوہ سے زیادہ افضل ہے۔

بشر حافی رح نے کہا کہ احمد حنبل رح کی تین فضیلتیں ایسی ہیں جو مجھ میں نہیں ہیں اول یہ کہ وہ اپنے اور اپنے اہل و عیال کے لئے حلال روزی تلاش کرتے ہیں اور میں اپنے لئے کرتا ہوں ایک حدیث میں آیا ہے کہ تمام گناہوں میں سے ایک گناہ ایسا ہے کہ جس کا بدلہ سوائے عیال کا رنج کھینچنے کے کوئی نہیں ہے ایک بزرگ کی بیوی فوت ہو گئی ہر چند لوگوں نے ان سے نکاح کے لئے کہا مگر اس نے رغبت نہ کی کہ تنہائی میں دل حاضر اور ہمت جمع رہتی ہے ایک رات اس نے خواب میں دیکھا کہ آسمان کے دروازے کھلے ہوئے تھے اور آدمیوں کی ایک جماعت ایک دوسرے کے پیچھے نیچے اترتی تھی اور ہوا میں جاتی تھی جب اس کے پاس پہنچی پہلے آدمی نے کہا کہ یہ وہی شوم آدمی ہے دوسرے نے کہا ہاں تیسرے نے کہا یہ وہ مرد شوم ہے چوتھے نے کہا ہاں یہ ان کے خوف سے دریافت کرنے سے ڈرا ان کے پیچھے ایک لڑکا تھا اس کو کہا کہ یہ شوم کس کو کہتے ہیں اس نے کہا کہ تم کو کیونکہ اس سے پہلے تیرے اعمال مجاہدین کے اعمال میں آسمان تک لائے جاتے تھے اب ایک ہفتہ ہوا کہ تجھے مجاہدین میں سے باہر نکال دیا گیا ہے مجھے معلوم نہیں کہ تو نے کیا کیا ہے جب خواب سے بیدار ہوا تو فوراً نکاح کر لیا اور مجاہدین میں داخل ہو گیا یہ نکاح کے فائدے ہیں اور اسی وجہ سے نکاح کی طرف رغبت کرنی چاہئے۔

محبوب عاشق کے قدموں پر

یعنی محبت کے دو عمل

عمل نمبر ۱ سفلی مسلمانوں کے لئے مناسب نہیں عمل نمبر ۲ علوی صرف مسلمانوں کے لئے مخصوص ہر کامل بیس سال کا تجربہ کبھی سہو خطا نہیں کی۔ جب تلاش میں ہزاروں روپے برباد کئے۔ اس لئے میں خدا کو حاضر ناظر جان کر اور گواہ بنا کر بے کم و کاست قلیل ہدیہ پر ان کا اعلان کرتا ہوں تاکہ امیر و غریب سب فائدہ اٹھا سکیں جن بھائیوں کو میری گذارش پر اعتبار ہو اور ساتھ ہی ایک حلف نامہ اس اقرار کا ارسال کریں کہ اپنی ذات کے سوا کسی دوسرے کو نہ بتلائیں گے طلب فرمائیں۔

عمل نمبر ۱ اس عمل کے پڑھنے میں پندرہ منٹ صرف ہوتے ہیں اس کا عامل ایک سال اس پر قابض رہتا ہے اور دوسرے سال کے لئے دوبارہ پندرہ منٹ صرف کر کے پڑھنا ہوتا ہے۔ صرف تین منٹ میں تین مرتبہ پڑھ کر مطلوب کو تابعدار بنایا جا سکتا ہے ہدیہ صرف پانچ روپے (ھہ)

عمل نمبر ۲ یہ ایک آیت قرآنی و چند دیگر الفاظ کا عمل ہے جو صرف ایک سطر ہے اکتالیس سیاہ مرچوں پر اکتالیس اکتالیس مرتبہ پڑھی جاتی ہے اور مرچیں آگ میں جلائی جاتی ہیں۔ سات دن میں انشاء اللہ مطلوب مسخر ہو جائے گا ہدیہ صرف دو روپے (عہ)

عمل نمبر ۳ برائے ترقی روزگار عجیب و غریب عمل ہے ہفتہ میں صرف چہارشنبہ کو پڑھا جاتا ہے پڑھنے میں صرف آدھ گھنٹہ صرف ہوتا ہے اس کی برکت سے روزی روزگار میں اس قدر ترقی ہوتی ہے کہ آمد کی قدرت کا کرشمہ نظر آتا ہے ایک روپیہ چار آنے نذرانہ ہے (عہ) ایک روپیہ چار آنے میں دس آدمی پڑھنے کی اجازت لے سکتے ہیں جن آدمیوں کے لئے اجازت درکار ہو ان کے نام لکھنا ضروری ہیں ان تینوں عملوں کے پڑھنے میں کسی قسم کا خوف و خطر نہیں ہے نہ کسی قسم کا پرہیز ہے نہ اپنے مکان سے کہیں باہر جانا پڑتا ہے جو صاحب عمل نمبر ۱ و نمبر ۲ ایک ساتھ طلب کریں گے ان سے ہدیہ دونوں عملوں کا صرف چھ روپے (عہ) لیا جائے گا اگر بذریعہ منی آرڈر روپے روانہ کریں تو محصول ڈاک معاف بذریعہ رجسٹری یا وی پی لفافہ میں عمل روانہ کئے جاتے ہیں۔ **ملنے کا پتہ فضل شاہ عالم۔ دہلی۔**

بہشت کے پھول جس کے ذریعہ مرد و عورت کی دوزخ نما زندگی بہشتی زندگی سے تبدیل ہو سکتی ہے والا اخبار ویکسینٹ منگا یئے پتہ ۱۹ رفیق الملک رجسٹرڈ شاہجہاں پور

تحفۂ رجب المرجب

سلطان الہند حضرت خواجہ غریب نواز رح کا ذکر خیر

(از جناب مولانا مولوی ریاست علی صاحب ندوائی)

الحمد للہ رب العالمین والعاقبۃ للمتقین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سیدنا محمد والہ واصحابہ وازواجہ وذریاتہ واھلبیتہ واولیاء امتہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

اما بعد۔ برادران اسلام! اس سے قبل ماہ ربیع الثانی ۱۳۴۸ھ میں میں حضرت پیران پیر دستگیر غوث الاعظم محبوب سبحانی رحمۃ اللہ علیہ کے مختصر حالات پیش کرچکا ہوں اب یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس ماہ رجب المرجب میں حضرت سلطان الہند غریب نواز خواجہ معین الدین حسن چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کے حالات زندگی اختصار کے ساتھ پیش کروں، امید ہے کہ معزز برادران اسلام ان حالات کو نہایت دلچسپی سے پڑھیں گے۔

حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کا نسب نامہ

برادران ملت! حضرت سلطان الہند غریب نواز خواجہ معین الدین حسن سنجری چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ سید حسینی ہیں چنانچہ آپ کا سلسلہ نسب اس طرح پر ہے کہ حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری چشتی اجمیری رحمۃ اللہ ابن حضرت مولانا سید غیاث الدین حسن سنجری رحمۃ اللہ علیہ ابن حضرت سید احمد حسین سنجری رحمۃ اللہ علیہ ابن حضرت سید حسین احمد رحمۃ اللہ علیہ ابن حضرت سید نجم الدین طاہر رحمۃ اللہ علیہ ابن حضرت خواجہ عبدالعزیز حسین رحمۃ اللہ ابن حضرت محمد مہدی رحمۃ اللہ ابن حضرت امام حسن عسکری رضی اللہ عنہ ابن حضرت امام نقی رضی اللہ عنہ ابن حضرت امام محمد تقی رضی اللہ عنہ ابن حضرت امام علی موسیٰ رضا رضی اللہ عنہ ابن حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ ابن حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ ابن حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ ابن حضرت سید الساجدین امام زین العابدین رضی اللہ عنہ ابن حضرت سید الشہداء شہید دشت کربلا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ ابن حضرت امیر المومنین سیدنا شیر خدا مشکل کشا علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ۔

حضرت خواجہ کی ولادت

آپ نواح سیستان کے قصبہ سنجر میں بتاریخ ۱۴ رجب المرجب ۵۳۷ھ کو دوشنبہ کے دن صبح صادق کے وقت تولد ہوئے اور وہیں آپنے نشو ونما بھی پائی۔

آپ کے والدین کی رحلت

ابھی آپ کی عمر کے پندرہ سال بھی پورے نہ ہونے پائے تھے کہ آپ کے والد ماجد حضرت مولانا غیاث الدین حسن سنجری رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوگیا اور اس کے تھوڑے عرصہ کے بعد آپ کی والدہ ماجدہ نے اس جہان فانی سے طرف سے عالم جاودانی کوچ فرمایا حضرت مولانا سید غیاث الدین حسن رحمۃ اللہ علیہ نے جو کچھ ملک اور زر ومال چھوڑا تھا آپ اس کے جانشین ہوگئے تھے

فقر کی ابتداء

یوں تو آپ مادر زاد ولی پیدا ہی ہوئے تھے اس پر سونے پہ سہاگہ یہ واقعہ ہوا کہ ایک دن آپ اپنے انگور کے باغ میں جو آپ کو وراثتاً ملا تھا تشریف فرما تھے کہ اتنے میں حضرت ابراہیم مجذوب رحمۃ اللہ علیہ باغ میں تشریف لائے حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی بڑی تعظیم وتکریم کی اور باغ سے انگور توڑ کر ان کی ضیافت کی اس کے عوض میں حضرت ابراہیم مجذوب رحمۃ اللہ علیہ نے خوش ہوکر اپنی بغل میں سے ایک کھلی کا ٹکڑا نکالا اور اس کو اپنے لعاب دہن سے تر کرکے حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو دیا آپ نے وہ کھلی نہایت تعظیم وتکریم کے ساتھ لیکر کھالی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آپ تمام علائق دنیاوی سے متنفر ہوگئے اور کل مال ودولت خدا کی راہ میں فقراء ومساکین کو تقسیم کردیا اور اپنے وطن مالوف یعنی قصبہ سنجر کو خیرباد کہکر طلب مولا میں چل کھڑے ہوئے آخر کار بعد طے منازل وقطع مراحل تھوڑے عرصہ میں آپ بخارا پہنچے جو ان دنوں مخزن علوم بنا ہوا تھا یہاں آپ نے حضرت حسام الدین بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے قرآن شریف حفظ کرنے کے علاوہ تمام علوم شرعیہ کو حاصل کیا مگر اس ظاہری علم سے آپ کو کچھ تسکین نہیں ہوئی چنانچہ آپ بخارا سے روانہ ہوکر قصبہ ہاروں میں جو نواحی نیشاپور میں ہے پہنچے یہاں حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کی ولایت وکرامات کا بڑا شہرہ تھا آپ حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت سراپا برکت میں حاضر ہوکر شرف بیعت سے مشرف ہوئے اسکے بعد بیس سال تک آپ اپنے پیر ومرشد کی خدمت میں رہکر اطاعت مرشد میں سرگرم رہے حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ جب کہیں سفر کو جاتے تھے تو آپ ان کا سامان سفر اپنے سر پر لیکر چلا کرتے تھے۔

آپ باجازت حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ ان سے الگ ہوکر ریاضت شاقہ کرنے میں مشغول ہوگئے یہاں تک کہ مقام اعلیٰ پر پہنچگئے اس کے بعد آپ کو آپ کے شیخ طریقت یعنی حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ نے خرقہ خلافت عطا فرمایا اور سیر وسیاحت کی اجازت دی چنانچہ آپ اپنے مرشد پاک سے جدا ہوکر سیر وسیاحت میں مشغول ہوگئے اور سیر وسیاحت کرتے ہوئے بغداد شریف پہنچے یہاں کچھ عرصہ قیام فرماکر حج کرنے کے واسطے مکہ معظمہ روانہ ہوگئے یہاں پہنچکر فریضہ حج ادا کرنے کے بعد زیارت حضور پرنور صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے مدینہ طیبہ میں حاضر ہوئے یہاں آپ کو حضرت رسالتمآب حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے سرفراز ہوئے یہاں آپ کو حضرت رسالتمآب صلے اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ہندوستان جاکر تبلیغ اسلام کا کام انجام

در چنانچہ آپ تعمیل حکم حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے فوراً کمر بستہ ہوگئے اور مع اپنے چالیس مریدوں کے ہندوستان میں تشریف لائے۔

ہندوستان میں آفتاب اسلام کی پہلی چمک

برادران اسلام! ہندوستان میں آفتاب اسلام اول اول ولید بن عبد الملک خلیفہ بغداد کے زمانہ خلافت میں طلوع ہوا یعنی ۹۳ھ میں خلیفہ ولید بن عبد الملک کا سپہ سالار محمد بن ابو القاسم برادر زادہ حجاج بن یوسف ثقفی نے ہندوستان پر حملہ کیا اور سندھ سے لیکر دریائے گنگا تک فتح حاصل کرکے اسلام کو شائع کیا اس کے بعد سلطان محمود غزنوی نے ہندوستان پر سترہ حملے کئے مگر آخری بار سترہواں حملہ جو ۴۱۶ھ میں ہوا سخت حملہ تھا۔ سومنات کا مندر جو گجرات میں تھا اسی آخری حملہ میں فتح ہوا اور خوب ہی آفتاب اسلام ہندوستان میں چمکا حضرت سید سالار مسعود غازی رحمۃ اللہ علیہ جن کا مزار پر انوار شہر بہرائچ میں مرجع خلائق ہے سلطان محمود غزنوی کے ساتھ سپہ سالار ہوکر تشریف لائے تھے لیکن پھر واپس نہیں گئے اور یہیں رہکر ترقی اسلام میں سرگرم کار رہے آپ کی ذات سے بھی ہندوستان میں اسلام نے بہت اشاعت پائی۔

ہندوستان میں آفتاب اسلام کی دوسری تجلی

برادران اسلام! واقعات مذکورہ بالا سے دو سو برس کے بعد حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ بحکم حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ہندوستان میں تشریف لائے۔

بھائیو! جیسا کہ میں اوپر بیان کر چکا ہوں کہ حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کی تشریف آوری سے پہلے اگرچہ ہندوستان میں آفتاب اسلام چمک چکا تھا لیکن ابھی پورے طور پر ضیا فگن نہیں ہوا تھا سارے ہندوستان میں بت پرستی کا دور دورہ تھا بادشاہت ہندوؤں کی تھی۔ رائے پتھورا جسکو پرتھی راج بھی کہتے ہیں ہندوستان کا سب سے بڑا بادشاہ (راجہ) تھا جس کی دار السلطنت اجمیر تھا۔

اسی راجہ کے زمانہ میں جب آپ نے ہندوستان میں تشریف لاکر اور شہر دہلی میں قیام پذیر ہوکر اشاعت اسلام کا کام شروع کیا تو یہ بات برہمنان ہند و دیگر اقوام کو بہت ناگوار گذری سب کے سب رائے پتھورا کے پاس پہنچے اور خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تشریف آوری اور اشاعت اسلام کی خبر دی رائے پتھورا نے حکم دیا کہ جس طرح سے ہو سکے تم ان کو ہمارے ملک سے نکال دو میں تمہاری ہر طرح سے مدد کرتا رہونگا۔ لوگ اجمیر سے دہلی واپس آئے اور بت پرستی رائے پتھورا آپ کو طرح طرح کی تکالیف پہنچانا شروع کیں بلکہ یہاں تک کیا ایک بار ایک شخص کو خنجر دیکر خفیہ طور سے حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بھیجا اس واسطے کہ موقع پاکر آپ کو شہید کر ڈالے مگر وہ قصہ ہے کہ جس کا محافظ حافظ حقیقی ہو اس کا کوئی کچھ بھی نہیں کر سکتا۔ سچ کہا ہے کسی شاعر نے ؎

فانوس بن کے آپ حفاظت ہو اگر ٭ وہ شمع کیا بجھے جسے روشن خدا کرے

چنانچہ آپ کو اپنی قوت باطنی سے معلوم ہو گیا کہ یہ شخص اس ارادہ سے آیا ہے۔ آپ نے اس سے دریافت کیا کہ کیوں تو اپنا کام جس کے لئے تو بھیجا گیا ہے نہیں کرتا اور وہ خنجر کہاں ہے جس کو تو میرے قتل کرنے کے واسطے لایا ہے۔ ذرا میں بھی تو دیکھوں وہ کیسا ہے آپ کے اس ارشاد پاک سے وہ ڈر گیا اور آپ کی روحانیت کا کچھ ایسا اثر اس پر ہوا کہ فوراً حقانیت اسلام کا قائل ہوکر مشرف باسلام ہو گیا۔

جب اس واقعہ کی خبر دہلی میں مشہور ہوئی تو جوق جوق لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور حلقہ بگوش اسلام ہوکر داخل سلسلہ ہو جاتے غرضکہ آپ نے اپنی قوت باطنی سے تھوڑے ہی عرصہ میں ہزاروں ہندوؤں کو مسلمان بنا لیا اس کے بعد آپ نے دہلی سے اجمیر کی طرف مراجعت فرمائی کیونکہ رائے پتھورا کا قیام وہیں تھا جب آپ اجمیر شریف میں رونق افروز ہوئے تو پہلے ایک دعوت نامہ اسلام رائے پتھورا کو لکھا جس کا مطلب یہ تھا کہ (تو مسلمان ہو جا) چونکہ سعادت اس بدقسمت کی قسمت میں نہ تھی اس وجہ سے صاف انکار کر دیا اور آپ کو تکلیفیں پہنچانے کے درپے ہو گیا مگر آپ اشاعت اسلام سے ایک لمحہ کے واسطے نہ رکے برابر تبلیغ اسلام کرتے رہے۔ جب رائے پتھورا عاجز آگیا تو ایک اپنے گرو جوگی جیپال کو جو سحر و ساحری میں شہرہ آفاق تھا اور شادی دیو نامی ایک دوسرے نامی گرامی ساحر کو آپ کے پاس مقابلہ کے واسطے بھیجا مگر سچ تو یہ ہے کہ سانچ کو آنچ کہاں۔ آپ کے سامنے جس وقت یہ دونوں ساحر پہنچے آپ فوراً مقابلہ کے واسطے مستعد ہوگئے اور آپ نے ان دونوں کا مقابلہ کیا نتیجہ کیا ہوا؟ یہ ہوا کہ آپ کی کرامات روحانیت کے آگے ان کی سحر ساحری کچھ نہ چلی دونوں نے بیجا دیکھا بالآخر دونوں مشرف باسلام ہوگئے آپ نے جوگی جیپال کو خضر بیابانی کا خطاب مرحمت فرمایا اس کے واسطے حیات ابدی کی دعا کی یہ دعا آپ کی قبول ہوگئی چنانچہ سنا جاتا ہے کہ خضر بیابانی ابھی تک زندہ ہیں اور اجمیر جانے والا مسافر راستہ بھول جاتا ہے فوراً اسکے پاس پہنچکر ٹھیک راستہ بتا دیتے ہیں اور شادی دیو کو کسی اور مقام پر روانہ کر دیا۔

اگرچہ رائے پتھورا نے یہ دیکھا اور سنا کہ خود اس کا گرو جوگی جیپال حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے مقابلہ کی تاب نہ لاسکا شادی دیو اتنا بڑا ساحر بھی آپ کے سامنے نہ ٹھہر سکا دونوں نے ہار مان لی اور مسلمان ہوگئے مگر ازلی بدنصیب رائے پتھورا مسلمان نہ ہونا تھا اور نہ ہوا اور برابر آپ کو تکلیفیں پہنچاتا رہا آخر ایک دن آپ نے جوش میں آکر اس کے واسطے یہ پیشین گوئی ارشاد فرمائی (ما ترا زندہ بمسلمانان سپردیم) یعنی ہم نے تجھکو زندہ مسلمانوں کے سپرد کر دیا چنانچہ آپ کے اس ارشاد کے تھوڑے عرصہ کے بعد سلطان شہاب الدین محمد غوری نے ہندوستان پر حملہ کیا اور رائے پتھورا کو زندہ گرفتار کر لیا اور قتل کرا دیا اس طرح پر آپ کی پیشینگوئی پوری ہوگئی۔ الغرض حضرت خواجہ غریب نواز معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ چالیس سال تک ہندوستان میں تبلیغ اسلام کا کام کیا اور بیشمار ہندوؤں کو دائرہ اسلام میں داخل کر لیا۔ اس کے بعد دور دور سے علماء و فقراء عرب و مصر اور شام وغیرہ ملکوں سے ہندوستان آنے اور اشاعت اسلام کا کام نہایت زور شور سے ہونے لگا۔

حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کی شادی اور اولاد کا ہونا اور آپ کی وفات

برادران اسلام! جب حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کی عمر شریف

باختلاف روایت ۹۷ یا ۹۸ سال کی ہوئی تو آپ حسب شریعت اسلام اپنی شادی آپ کی دو بیویاں تھیں پہلی بیوی کا نام بی بی عصمت اللہ تھا یہ حضرت سید حسن مشہدی کی دختر نیک اختر تھیں ان بیوی کے بطن مبارک سے آپ کے تین فرزند ہوئے جن کے نام حسب ترتیب یہ ہیں اول حضرت خواجہ محی الدین محمود اجمیری رحمۃ اللہ علیہ دوم حضرت خواجہ ضیاء الدین ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ سوم حضرت خواجہ حسام الدین رحمۃ اللہ علیہ۔

آپ کی دوسری بیوی کا نام امۃ اللہ تھا یہ کسی ہندو راجہ کی بیٹی تھیں مسلمان ہو کر آپ سے نکاح کر لیا تھا ان بیوی کے بطن مبارک سے آپ کے دو فرزند ہوئے جو بچپن ہی میں انتقال کر گئے اور ایک صاحبزادی ہوئیں جن کا نام حافظہ جمال تھا یہ بیوی بہت ہی باکمال ہوئی ہیں رحمۃ اللہ علیہا۔

بالآخر جب حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی عمر شریف ۹۵ سال ۱۱ مہینے اور ۲۲ دن کی ہوئی تو ۶ رجب المرجب ۶۳۳ھ بروز دوشنبہ کو بمقام دارالخیر اجمیر میں آپ کا معشوق حقیقی سے وصال ہو گیا انا للہ و انا الیہ راجعون لکھا ہے کہ بعد آپ کے وصال کے آپ کی پیشانی نورانی پر یہ عبارت لکھی ہوئی پائی گئی مات حبیب اللہ فی حب اللہ یعنی فوت ہو گیا اللہ کا دوست اللہ کی محبت میں آپ کا مزار پر انوار دارالخیر اجمیر میں زیارت گاہ خلق ہے

حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کے چند ارشادات

برادران ملت! میں حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے مختصر طور پر حالات زندگی تو عرض کر چکا اب اسکے بعد اگر میں آپ کے چند ارشادات بھی بیان کر دوں تو غالباً غیر مناسب نہ ہوگا لکھا ہے کہ ایک بار بہت سے اولیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم آپ کی خدمت سراپا برکت میں حاضر تھے اور نماز کے متعلق گفتگو ہو رہی تھی آپ نے ارشاد فرمایا کہ کوئی شخص بارگاہ خداوند تعالیٰ میں قربت حاصل نہیں کر سکتا مگر جب کوئی مسلمان نماز پڑھتا ہے تو خدا کا قرب حاصل کر لیتا ہے نماز مسلمانوں کی معراج ہے جیسا کہ فرمایا جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے الصلوٰۃ معراج المومنین یعنی نماز مومنین کی معراج ہے۔

اور فرمایا کہ جب میں حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں آیا تو بیس سال تک اس طرح خدمت کی کہ نہ دن کو دن سمجھا نہ رات کو رات جانی بس رات دن دست بستہ خدمت میں حاضر رہتا اور سوائے کام کے کوئی کام نہ کیا کرتا تھا اس کے علاوہ جب آپ کہیں سفر کو تشریف لیجاتے تو میں آپ کا اسباب اپنے سر پر لیکر ہمراہ چلا کرتا تھا جب آپ نے میری یہ اطاعت و فرمانبرداری ملاحظہ فرمائی تو مجھے ہر دو جہان سے عطا کر کے نکو بل دیئے۔

اور فرمایا کہ بغیر مرشد کی خدمت اور محنت کے کچھ حاصل نہیں ہوتا جس کسی نے جو کچھ بھی حاصل کیا وہ مرشد کی خدمت اور محنت ہی سے حاصل کیا مرید کو چاہیئے کہ ایک ذرہ برابر بھی مرشد کے فرمان سے تجاوز نہ کرے جو وظیفہ وغیرہ ارشاد ہو اس پر بہت اچھی طرح سے عمل کرتا رہے پیر مرشد مرید کے واسطے مشاطہ کی جگہ پر ہے اس کا ہر ارشاد مرید کی درستی کے لئے ہوتا ہے۔

اور فرمایا کتاب تنبیہ مصنفہ حضرت امام ابواللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ میں لکھا ہے کہ ہر روز دو فرشتے آسمان سے اترتے ہیں ایک خانہ کعبہ کی چھت پر کھڑا ہو کر پکارتا ہے کہ اے آدمیو! اور جنو!! اگر گوش دل سے سنو اور جانو کہ جس نے خدا کا فرض ادا نہیں کیا خدا کا ذمہ اس سے بری ہے دوسرا فرشتہ حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک پر کھڑا ہو کر آواز دیتا ہے کہ اے آدمیو! اور جنو!! اگر گوش ہوش سے سنو اور آگاہ ہو کہ جس نے حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت کو ادا نہیں کیا وہ قیامت کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے محروم رہے گا۔

ایک موقع پر آپ نے ارشاد فرمایا کہ دوستان خدا کا ایک گروہ ہے کہ جو رات کو باوضو سوتا ہے حق تعالیٰ ان کے واسطے ایک فرشتہ بھیجتا ہے کہ جب تک وہ وضو کے ساتھ سونے والے سوتے رہتے ہیں ان کے حق میں دعائے خیر کرتا رہتا ہے اور وہ فرشتہ یہ دعا کرتا ہے کہ اے خدا بخش اور معاف کر گناہ اس شخص کے جو طہارت کے ساتھ سوتا ہے۔

اور آپ نے ارشاد فرمایا کہ عارف وہ ہے جو تمام علم جانے اور اپنی عقل سے لاکھوں معانی بیان کر سکے اور تحقیق و دقائق محبت کا جواب دے اور ہر وقت دریائے معانی میں غوطہ لگا کر وہ موتی و جواہر الٰہی کے دریائے معرفت میں سے حاصل کرے اور ان موتیوں کو جو ہریان بصر کے سامنے پیش کرے اور وہ لوگ ان کو پسند کریں اس وقت سمجھو کہ عارف الٰہی ہے۔

اور فرمایا کہ عارف ہر وقت ولولۂ عشق الٰہی میں سرشار رہتا ہے اگر کھڑا ہے تو معشوق حقیقی کے عشق میں بیٹھا ہے تو اسی کے ذکر میں مشغول ہے سوتا ہے تو اسی خیال میں بیخبر ہوتا ہے اور اگر جاگتا ہے تو اسی دوست کی درگاہ میں لگا رہتا ہے۔

اسکے بعد فرمایا کہ اہل عشق جب فجر کی نماز پڑھ چکتے ہیں تو اسی جگہ اشراق کے وقت تک بیٹھے رہتے ہیں مقصود اس سے یہ ہوتا ہے کہ دوست (یعنی اللہ تعالیٰ) کی نگاہ خوبیت ان پر پڑے اور انوار و تجلیات ان پر زیادہ ہوں جو شخص نماز فجر پڑھ کر نماز اشراق پڑھنے کے واسطے اسی جگہ بیٹھا رہتا ہے تو اس کے واسطے حق تعالیٰ ایک فرشتہ بھیجتا ہے جب تک وہ نمازی نماز اشراق نہیں پڑھ لیتا ہے فرشتہ اسکے واسطے دعائے مغفرت اور بخشش کرتا رہتا ہے۔

اور فرمایا کہ عارفوں کا یہ کمال ہوتا ہے کہ اس وقت وہ قدم زنی کرتے ہیں ایک قدم میں حجاب عظمت سے گذر کر حجاب کبریائی تک پہنچ جاتے ہیں اور دوسرے قدم میں واپس آ جاتے ہیں۔

یہ بیان کرتے ہوئے حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے آنسو جاری ہو گئے اور روتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ عارفوں کا یہ کمتر درجہ ہے کامل کا درجہ اور ہے (یعنی اس سے کہیں زیادہ بڑھ چڑھ کر ہے) اسے خداوند تعالیٰ ہی خوب جانتا ہے نہ معلوم ایک قدم میں کہاں سے کہاں پہنچ جاتے ہیں اور دوسرے قدم میں کہاں سے کہاں واپس آ جاتے ہیں اس کو سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا۔

اور فرمایا کہ افسوس ہے ان لوگوں کے حال پر جو نماز کے ارکان پورے طور سے ادا نہیں کرتے اور نماز کے ادا کرنے میں دیر کرتے ہیں جب ایسے نمازیوں کی نماز کو فرشتے اوپر لیجاتے ہیں تو اگرچہ معاذاللہ آسمان کا کھل جاتا ہے لیکن فرمان خداوندی یہ ہوتا ہے کہ اس نماز کو یہاں مت لاؤ بلکہ واپس لیجا کر اس نماز کے پڑھنے والے کے منہ پر مارو جب فرشتے حکم کی تعمیل کرتے ہیں تو اس وقت نماز اس نمازی کے واسطے اس طرح بد دعا کرتی ہے کہ افسوس جس طرح

نے مجھکو ضائع و برباد کیا ہے اسی طرح خدا تجھکو ضائع و برباد کرے۔

ایک بار آپ کی مجلس مبارک میں چند بزرگان دین جمع تھے اور اس مسئلہ پر گفتگو ہو رہی تھی کہ عصر کی نماز میں تاخیر کرنی چاہیئے یا تقدیم اس پر آپ نے ارشاد فرمایا کہ بدنصیب ان مسلمانوں کے جو نماز کے وقت کی تاخیر نہیں کرتے اور وقت خاص پر نماز ادا کرتے ہیں اور ہزار افسوس ان مسلمانوں پر جو بندگی مولا میں تقصیر کرتے ہیں اور خاص وقت پر نماز نہیں پڑھتے۔

اور ارشاد فرمایا کہ حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمتہ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ حضرت امام زاہد رحمتہ اللہ علیہ نے تفسیر آیہ کریمہ فویل للمصلین الذین هم عن صلاتهم ساهون میں تحریر فرمایا ہے کہ ویل دوزخ میں ایک کنواں یا میدان ہے کہ اس سے زیادہ دوزخ میں کسی جگہ عذاب نہیں ہے وہ عذاب ان کے واسطے ہے جو نماز کو اس کے وقت پر نہیں پڑھتے۔

ایک موقع پر آپ نے ارشاد فرمایا کہ جس کے دل میں علماء و مشائخ کی محبت ہوگی اللہ تعالیٰ اسکے نامہ اعمال میں ہزار برس کی عبادت کا ثواب تحریر فرماتا ہے اور اگر ایسی حالت میں مر جائیگا تو حشر کے روز علماء کے زمرہ میں اٹھایا جائے گا اور اس کا شمار علیین میں ہوگا۔

اور فرمایا کہ درویشوں نے یہ لکھا ہے کہ جو بھوکا ہے اس کو کھانا کھلادے اور پیاسے کو پانی پلادے اور جس کو کپڑا میسر نہ ہو اس کو کپڑا پہنا دے یہ خصال جو عالم میں اس کو بزرگ مرد کہا جاتا ہے۔

اور فرمایا میں نے اپنے مرشد پاک حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمتہ اللہ علیہ سے سنا ہے کہ قیامت کے دن انبیاء اور اولیاء اور سب مسلمان اگر پرسش نماز میں کامل نکلے تو چھوٹ گئے اور جو نماز میں کامل نکلے اور جو اس میں کامل نہ ہوا وہ دوزخ میں گیا۔

کرامات حضرت خواجہ رحمتہ اللہ علیہ

برادران اسلام! حضرت خواجہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے اسی قدر ارشادات پر اکتفا کر کے اب میں چند کرامات آپ کی بیان کرتا ہوں اور پھر بیان ختم کر دونگا۔

حضرات یوں تو حضرت خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ کی کرامات اس قدر ہیں کہ جن کے بیان کے واسطے کافی وقت اور تحریر میں لانے کے واسطے ایک دفتر کی ضرورت ہے مگر چونکہ اب تک جو کچھ حالات میں نے آپ کے بیان کئے ہیں اختصار کے ساتھ بیان کئے اسلئے مختصر طور پر آپ کی چند کرامتیں بیان کرتا ہوں۔

کرامت جب حضرت خواجہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ بحکم حضور پرنور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تبلیغ اسلام کے واسطے ہندوستان میں تشریف لائے تو تمام اہل ہنود کو یہ امر ناگوار گذرا چنانچہ رائے پتھورا کے لشکر کا ایک شخص خنجر آبدار چھپا کر آپکے شہید کرڈالنے کو آپ کے پاس آیا لیکن اس کے بشرہ سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ یہ شخص بڑا عقیدت مند ہے آپ کو اپنی قوت روحانی سے اس کا فریب معلوم ہو گیا آپ مسکرائے اور فرمایا کہ جو شخص فقیر کے پاس آتا ہے اس کی دو وجہیں ہوتی ہیں ایک تو بیعت کرنا دوسری وجہ اذیت پہنچانا اب تو جس وجہ سے آیا ہے اس کو پورا کیوں نہیں کرتا آپ کی یہ تقریر سنکر وہ ڈر گیا اور سب کے سامنے چھپا ہوا خنجر نکال کر پھینک دیا اور آپ کے قدموں پر گر پڑا اور معافی کا خواستگار ہوا آپ نے اس کو معاف کر دیا اس کے بعد وہ مسلمان ہو گیا اور آپ نے اس کو مرید کر لیا بالآخر وہ شخص آپ کی مہربانی سے و نیز تصرفات روحانی سے درویش کامل ہو گیا وہ حج کو گئے یہانتک کہ مکہ معظمہ ہی میں اس کا انتقال ہوا اور مجاوروں کے قبرستان میں دفن ہوا۔

کرامت آپ جب سے ہندوستان تشریف لائے اس وقت سے تا وفات آپ مکہ معظمہ کو ظاہرا کبھی تشریف نہیں لے گئے مگر اکثر حجاج بیان کرتے تھے کہ ہم نے حضرت خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ کو مکہ معظمہ میں دیکھا کہ آپ طواف کعبہ کر رہے تھے۔

کرامت ایک دفعہ ایک شخص آپ کی خدمت سراپا رحمت میں حاضر ہوا اور نہایت خوش عقیدگی کا اظہار کیا آپ نے اپنی قوت باطنی سے اسکے فریب کو معلوم کر لیا اور اس سے فرمایا کہ جو وعدہ کر کے آیا ہے اس کو پورا کر وہ شخص آپ کا یہ کلام سنکر مارے ڈر کے بید کی طرح تھر تھر کانپنے لگا اور عرض کیا کہ مجھکو فلاں شخص نے آپ کے قتل کرنے کو بھیجا تھا لیکن اب میں معافی چاہتا ہوں امید کہ آپ میرا قصور معاف فرما دینگے آپ نے اس کو بھی معاف کر دیا جب اس نے آپ کے رحم و کرم کی یہ حالت دیکھی بے اختیار کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھکر مسلمان ہو گیا آپ نے اس کو بھی مرید کر لیا۔

کرامت آپ کا لنگر خانہ ہمیشہ جاری رہتا تھا اور اس قدر کھانا پکتا تھا کہ تمام شہر میں جتنے غرباء و مساکین تھے سبھوں کو آسودگی کے ساتھ کھلایا جاتا تھا جب کبھی لنگر کے واسطے خرچ کی ضرورت ہوتی تھی تو اگر حضور غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ سے عرض کرتے تھے آپ اپنے مصلے کا کنارہ اٹھا کر فرماتے کہ جس قدر ضرورت ہے لے لو چنانچہ خدام لے لیا کرتے تھے۔

کرامت ایک دفعہ آپ کا ایک ایسے جنگل میں گذر ہوا جہاں بہت سے آدمی آگ روشن کئے ہوئے اس کی پوجا کرتے تھے اور وہ اس قدر مجاہدہ کرنے والے تھے کہ چھ چھ ماہ کھانا پانی تک ترک کر دیتے تھے اور ان کے صفائی باطنی کا یہ حال تھا کہ بغیر دریافت کئے ہر ایک کا حال بیان کر دیتے تھے تمام مخلوق ان کی گرویدہ ہوتی چلی جاتی تھی آپ نے ان آتش پرستوں سے پوچھا کہ تم خدا کو چھوڑ کر اس آگ کی پرستش کیوں کرتے ہو انہوں نے جواب دیا اس واسطے کہ قیامت کے دن ہم کو دوزخ میں نہ جلا دے آپ نے ارشاد فرمایا کہ تمہارا یہ خیال غلط ہے ہاں اگر تم لوگ خلاق کائنات اللہ تعالیٰ جل شانہ کی پرستش کرو جس کی پیدا کی ہوئی اور اسی کی تابع فرمان یہ آگ ہے پرستش کرو تو یہ آگ کیا کوئی آگ نہیں جلا سکتی۔

آپ کے اس ارشاد پاک پر ان لوگوں کو یقین نہیں آیا اور کہنے لگے کہ ہم آپ کی بات اس وقت مان سکتے ہیں کہ یہ آگ آپ کو نہ جلا سکے آپ نے ارشاد فرمایا یہ آگ مجھکو تو کیا میری جوتی کو بھی نہیں جلا سکتی یہ فرما کر آپ نے اپنی جوتی آگ میں ڈال دی اور فرمایا کہ اے آگ اگر میں واقعی اس بزرگ و برتر کا بندہ اور پرستار ہوں تو میری جوتی کو نقصان نہ پہنچے چنانچہ آپ کے اس فرمان سے تمام آگ بجھ گئی اور آپ کی جوتی بدستور رہی جب یہ واقعہ ان آتش پرستوں نے دیکھا فوراً سب نے کلمہ طیبہ پڑھکر مسلمان ہو گئے اور آپ نے تصرفات روحانی سے سب کو ولی کامل بنا دیا۔

کرامت جب آپ بغداد شریف میں قیام پذیر تھے تو وہاں یہ خبر مشہور تھی کہ جو شخص آپ کی خدمت فیضدرجت میں تین دن قیام کرے ولی کامل ہو جائے چنانچہ ایک دن ایک شخص جو نہایت بدکار و فاسق تھا آپ کی خدمت سراپا ہدایت میں آیا۔ آپ نے اس کو گناہوں سے توبہ کرائی اس کے بعد وہ شخص تین دن تک آپ کی خدمت میں رہا اور آپ کے ساتھ نماز پنجگانہ ادا کرتا رہا بالآخر آپ کے فیوض باطنی سے تیسرے دن ولی کامل ہو گیا۔

کرامت ایک دفعہ آپ کا ایک ایسے جنگل میں گذر ہوا کہ جس میں ڈاکو بہت سے رہتے تھے اور جو مسافر اُدھر سے نکلتا تھا اس کو لوٹ لیتے تھے۔ اور مسلمانوں کو خاص طور پر سخت سے سخت تکلیفیں پہنچاتے تھے چنانچہ ان ڈاکوؤں سے آپ کا بھی سامنا ہوا جس وقت انہوں نے آپ کو لوٹنا چاہا آپ نے ان پر ایک نگاہ غضب ڈالی جسکے اثر سے وہ لوگ تھرا گئے اور معافی چاہنے لگے آپ نے ان سب کی خطا معاف فرمائی اور توبہ کرا کے سب کو مسلمان کر لیا اور کمال کے درجہ تک پہنچا دیا کیا خوب کسی شاعر نے ہندی زبان میں یہ دوہا کہا ہے۔

گرو تو ایسا چاہئیے کہ جو صیقل گر ہوئے
جنم جنم کے مورچے دم میں ڈالے کھوئے

برادران اسلام! مجھکو حضرت خواجہ غریب نواز معین الحق والدین حسن سنجری چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کے جو کچھ حالات عرض کرنے تھے وہ عرض کر چکا اب آخر میں اللہ پاک جل جلالہ وعم نوالہ سے دعا فرمائیے کہ الٰہی بطفیل اپنے حبیب پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم و بتصدق جملہ صوفیائے کرام و پیران عظام رحمۃ اللہ علیہم تمام مسلمانوں کو اور سب کے صدقہ میں اس عاصی پر معاصی [illegible] کا خاتمہ بالخیر کر۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

سیرۃ الحبیب صلے اللہ علیہ وسلم

عورتوں بچوں۔ مردوں کے لئے

رسول اکرم جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک زندگی کے مبارک حالات قرآن شریف احادیث سیر و تواریخ کی عربی کتابوں ہی میں پائے جاتے ہیں اور ان سے علماء کرام اور عربی دان حضرات فیضیاب ہو سکتے ہیں قرآن شریف پڑھے ہوئے مرد اور قرآن شریف پڑھی ہوئی مسلم بیگمات انگریزی مدارس کے نونہال مسلم طلبا اور اردو جاننے والے کاروباری مسلمان اس دولت بے بہا سے ابتک محروم مگر بیحد اس کے مشتاق تھے اس بنا پر جناب مولوی حافظ محمد عبد اللہ ادیب چشتی (مولوی فاضل) مؤلف برکت رمضان و رسائل عدیدہ نے قرآن شریف و تواریخ کی معتبر کتابوں اور احادیث صحیحہ سے نہایت سلیس اردو میں ترجمہ کر کے حضور پرنور کے واقعات زندگی کو مصنفین کے طریقہ پر عجیب دلکش پیرایہ میں مسلسل طور پر قلم بند کیا ہے آیات و احادیث کے ساتھ ہی بالمقابل تراجم مع اعراب اور حوالے نقل کئے گئے ہیں بدیں وجہ علماء کرام نے اس کے آسان عام فہم ہونے نیز صحیح و مستند روایات کی بنا پر اس کتاب کی بیحد تعریف کی اور اس پر تقریظیں لکھی ہیں اور اس زمانہ میں اس کتاب کی ضرورت کو نمایاں فرمایا ہے یہ کتاب اسلامی مدارس میں بچوں کو قرآن شریف کے ساتھ ساتھ پڑھائی جاتی ہے مجالس وعظ اور مجالس میلاد میں اس کے پڑھنے اور سننے سے عجیب کیفیت طاری ہوتی ہے پس جو مسلمان حضور پرنور کے صحیح حالات زندگی اور فیضان سے مستفید ہونا چاہیں وہ اس سیرۃ کا ضرور مطالعہ کریں قرآن شریف پڑھی ہوئی عورتیں اردو جاننے والے بچے عدیم الفرصت مسلمان نہایت آسانی سے پڑھ سکتے ہیں پہلا حصہ کئی مرتبہ چھپ چکا ہے جس کی تقطیع ۲۰×۲۶/۱۶ صفحات مع ٹائٹل ۲۰۴ قیمت ایک روپیہ علاوہ محصول ڈاک ۱۲/

مختصر فہرست مضامین

اسماء الحبیب کے اجداد	نزول وحی نزول قرآن	ابوبکر کا کفر کے ہاتھ	آپ کو لالچ دینے کی تدبیر	عام الحزن	مصعب بن عمیر کی دعوت	[illegible] نماز	انبیاء علیہم السلام سے
عبد المطلب ہاشم وغیرہ	خدیجۃ الکبریٰ کی تسلی	سے ایذا پانا	عقبہ کے سامنے تلاوت	طائف میں دعوت اسلام	اسلام اسعد بن حضیر کا اسلام	[illegible]	آپ کی ملاقات
نور مبارک	ورقہ بن نوفل کی گواہی	بی بی فاطمہ کی بابت محبت	قرآن شریف	دعوت الرسول	نقبائے مدینہ	زنا کا زہر	حضرت ابراہیم
ولادت باسعادت	تبلیغ اسلام	مسلمانوں پر بیجا تشدد	سردار عقبہ کی تصدیق	حضرت نوح [illegible]	شیطان کی سازش	فتنہ انگیز [illegible]	حضرت موسیٰ
[illegible] کسریٰ	مشورہ مشورہ میں تبلیغ	ہجرت حبشہ	کفار کی دھمکی	استقامت پر آپ کی [illegible]	ایک کاہن کا مسلمان ہونا	جنت دوزخ	حضرت [illegible]
پیشینگوئی رضاعت	[illegible] کا مسلمان ہونا	کفار کا تعاقب	آپ کی استقامت	جنات کا مسلمان ہونا	معراج الحبیب	یہود و نصاریٰ	حضرت سلیمان
قصہ دائی بی بی حلیمہ	پہاڑی وعظ	نجاشی کے دربار میں	حمزہ کا مسلمان ہونا	جنات کے وعظ اور ان	آیت اسریٰ کی تفسیر	یتیموں کا مال کھانا	حضرت عیسیٰ
انتقال عبد المطلب	ایذا دہی کفار	اسلامی وعظ	کعبہ میں نماز پڑھنے کی	کی دعوت اسلام	معراج جسمانی کے دلائل	حرام کار عورتیں	شرح صدر [illegible]
سفر شام اول	ابولہب کا آپ کو زخمی کرنا	جعفر بن ابی طالب کی تقریر	درخواست	مدینہ میں تبلیغ اسلام	معراج [illegible] کے واقعات	چغلخوری	تفسیر علم
نکاح و تعمیر کعبہ	تشفی کی آیات	نجاشی کا نامہ [illegible]	عہد نامہ قریش	حضور کی مکہ میں واپسی	عالم برزخ اور عالم مثال	غیبت	[illegible]
نبوت و بعثت	قتل کا گھوٹنے کی تجویز	کفار کی واپسی	وفات ابوطالب	عقبہ اولیٰ	مجاہدین اسلام	بیت المقدس	امت کے لئے [illegible]

ملنے کا پتہ:۔ حمیدیہ پریس دہلی

معراج مقدس

(از عالیجناب حضرت مولانا حافظ محمد شفیع خاں صاحب اختر رضوی)

سبحان اللہ کیا رات ہے اس رات کی کیا بات ہے طالب و مطلوب ملتے ہیں تمنائے وصل کھلتے ہیں۔ گلستانِ بے رنگ کی نئی کلیاں چمن چمن بہاریں دکھا رہی ہیں یکتائی و وحدت کی کلیاں کیا کیا گل کھلا رہی ہیں، روح اعظم کا براق لیکر آنا تو اظہر من الشمس ہے۔ سبحٰن الذی اسریٰ بعبدہٖ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ سے تو اور بھی کچھ جلوے چمکتے ہیں اور ہی رنگ نکھرتے ہیں اور یہ ہی کہتے بن پڑتا ہے

مراسلہ ہے کہ نیا پردوں پر سرکار کی باتیں ہیں

اللہ رے جوشِ تجلی کہ قمر نے رات بھر نکلنے کی مہلت نہ پائی۔ وادی طور میں جس جلوہ پر ہزاروں پردے تھے آج بے نقاب ہے۔ وہ محبوب جس کی ایک جھلک نے جناب کلیم کو بیخود کیا تھا اس رات بے حجاب ہے ؎

اس کے جلوے کو تو کیا کہتا مگر دیکھنے والے کو دیکھا چاہیے

عالم بالا والوں کا مزاج عالم بالا پرست۔ جگہ جگہ مشتاقوں کا ہجوم آمد آمد کی دھوم ایک منتظر سر جھکائے ایک ہجوم شوق میں نقد ہوش گنوائے کوئی مال دل نثار کرنے کو حاضر کوئی متاع جان نچھاور کرنے کے لئے منتظر کوئی کہتا ہے اپنی آنکھیں ان کے قدموں پر ملوں گا کسی کا قول ہے آج دامن پر مچل مچل کر ایک ایک داد لوں گا۔ کوئی مشتاق با دل بیتاب و دیدہ پر آب سر نیاز جھکائے دست طلب پھیلائے بیقرار ہو کر عرض کر رہا ہے۔

یا رسول اللہ آ کر دیکھ لو بے کسوں کا حال ابتر دیکھ لو
کلمہ پڑھتے جی اٹھیں مردے ابھی گر لب نازک ہلا کر دیکھ لو
ہر طرف سے گھر گیا ہوں مجھے میرے حامی میرے یاور دیکھ لو
ہو گئے میرے گناہ حد سے فزوں اے شفیع روز محشر دیکھ لو
یا نبی فرقت زدوں کا حال زار پردۂ دوری اٹھا کر دیکھ لو
ماند ہو جائیں ابھی شمس و قمر رخ سے گر برقع اٹھا کر دیکھ لو
درد و غم رنج و الم میں ہوں پھنسا یا نبی تشریف لا کر دیکھ لو

ہے تمنائے دل اختر یہی
اس طرف بھی آنکھ اٹھا کر دیکھ لو

سبحان اللہ سمک سے سماک تک ایک غلغلہ شادمانی و طنطنہ کامرانی بلند ذرہ ذرہ قطرہ قطرہ اپنی قسمت پر شاداں و خورسند زمین و آسمان کے حضور سر جھکائے کہ آج تو جلوہ گاہ ہی شاہ ہی ہے آسمان زمین کے قربان کہ تیرے گھر سے یہ دولت پائی ہے زمین آسمان پر ہاتھ نہیں دھرتی آسمان کی چوٹی عرش سے باتیں کرتی خوشی کی گھڑیاں منانے والو دوست شاد و دشمن پامال ہاں کدھر ہیں۔ سرکار کے عالی جاہ و بلند اقبال کہ جلد حاضر آئیں پھولوں کی کشتیاں نظر لائیں گلزار شریعت میں ہو سنت ہاتھ کر جو فاسجد کی ہری کیاری ہے اس کے بھینے پھولوں سے طرہ بنائیں گلستان طریقت میں خلق عظیم جو مہکتا تختہ ہے اس کی مہکتی کلیوں سے ہار گوندھیں ورفعنا لک ذکرک کا جھلکتا سہرا بل اللہ فوق ایدیہم کا چمکتا گجرا دل و جان نثار یصلون علی النبی کی پھاند کچھ عجیب بڑھتی ہو لبس ہے کہ ایک اٹھلاتے ہیں دس پاتے ہیں۔ فقیروں کی چاندی ہے۔ غنی کی برکت ہے ہاں خاک کو وجود نبی پر ورد و معراج کو بخت۔ جنت کو امت۔ امت کو شفاعت شفاعت کو وجاہت فقیروں کو ثروت۔ ذلیلوں کو عزت، ضعیفوں کو قوت۔ آنکھوں کو نور دل کو سرور غرض جیسے لطف حضور کا اب وہ سہانی گھڑی خیر سے آئی ہے کہ دارین کے دولہا و شبستان دالات سجد اعلیٰ سجد اعلیٰ سے مقصد اعلیٰ تک لیجا نینگے یا سرک سے تاج سراک فرش خاک سے عرش پاک تک سبحان الذی اسریٰ بعبدہٖ کا ڈنکا بجا نینگے حور و ملک رحمت کی جھلک بخشش کی پاک زست و مدہوش با دل پر جوش دست بدعا ہوں گے کہ الٰہی

ہر شب عمرت شب معراج باد

اللھم صل وسلم وبارک علی صاحب التاج امیر المعراج وعلی الہ وصحبہ وبارک وسلم۔ ماہ مبارک رجب المرجب کی ستائیسویں شب تھی کہ رسول امین کو جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے بحکم رب اکرم جل جلالہ وعم نوالہ براق برق دم پری جمال گوہر سم منبع جمال مرغزار جنت سے لیکر دولت عرش منزلت پر حاضر کیا یا امرا اللہ وہ طلب جان جان فزا مایان جولان برق نگاہ جس کے حضور یا بجراں جسے روز ازل سے حق تعالیٰ نے سواری شہر یار زمین کے لئے چنا تھا چشم و دیدہ مایہ سرور بے عیب و تقصیر سراپا نور کی تصویر بنا تھا غرض کہ قبلہ عالم سید اکرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خواب نوشین میں تھے خادم سلطان مخدوم قدسیان علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے التفات کے بیدار بخت سزاوار افسر و تخت کو خواب نوش سے باد جگایا حق تبارک و تعالیٰ کے یاد فرمانے کا مژدہ سنایا حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ نوید عشرت خیز فرحت انگیز استماع فرما کر بیت الحرام میں نماز شکر ادا کی۔ روح امین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے سینہ اقدس چاک کر کے وہ بھاری ودیعت عظیم دولت جو روز ازل سے خاص ذات گرامی کے لئے امانت رکھی تھی قلب منور کو لبریز کی پھر تہیہ سفر کمر باندھی جب براق سراپا اشتیاق پر سوار ہونا چاہا وہ شوخی کرنے لگا روح اعظم نے کہا کہ اے براق یہ جائے ادب ہے تو اس قدر مرکب سلطان عرب ہے سن لے اس سے بہتر کوئی تجھ پر سوار نہ ہوا براق کو اس کلمہ سے عرق آگیا اور شوخی سے باز رہا پھر وہ یکہ تاز میدان رسالت زینت افزائے پشت ہوا اور صبا رفتار ہو کر عازم مسجد اقصیٰ ہو کر ایک دم میں صبح مقصود نے منہ دکھایا سواد کشور شام نظر آیا مسجد اقصیٰ میں کچھ دیر اقامت فرمائی انبیائے سابقین کی امامت فرمائی پھر شیر و شراب سامنے آئی اس آفتاب صبح کرامت نے شیر نوش فرمایا پھر آسمانوں کی سیر انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام سے ملاقات عجائب و غرائب راہ کے ملاحظہ کے بعد زیب بلیت معمور ہو کر سدرۃ المنتہیٰ سے ترقی فرمائی۔ جبریل امین کو طاقت پرواز

طاق نظر آئی حضور نے سبب پوچھا عرض کی اے سرکار ہم غلاموں میں سب کا ایک مقام معین ہے جس سے آگے تجاوز نہیں اگر بال برابر آگے بڑھوں جل جاؤں ظاہر ہے ایسا وقت نصیب کہ کہاں آتا ہے اللہ جل جلالہ بلانے والا مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم سا جانے والا اس سے بڑھکر عرض کا کیا موقع ہوگا عقل کل کے عشق و دانش پر نثار ہو جاؤں کیا وقت ہاکر وہ پیاری پیاری گذارش کی ہے جس کے سبب خود حضرت سلطانی کے قلب انور میں جگہ زیادہ ہو یہ تو معلوم ہی تھا کہ اس بادشاہ غربا بندہ صلے اللہ علیہ وتعالے وسلم کو ہر آن اپنی امت کی بھلائی مدنظر ہے خدام میں جو اس قدر خیر خواہ امت ہے اتنا ہی سلطان سے قریب تر ہے لہذا جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والتسلیم یوں اپنی تمنا حضور سے عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ جب حضور پر نور مقام دنیٰ فتدلیٰ میں اور باب ہوں اور تمام محبوب کے لطف وجواب ہو مع باب ہوں حضور اس مجبور کی یہ عرض یاد رکھیں کہ جب امت محمد مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والثناء روز قیامت صراط پر گذرے اس آقائے بیکس نواز کا یہ خادم میرے پر زیر قدم فرش ہو کرے رحمۃ للعلمین صلی اللہ تعالے علیہ وسلم نے بخوشی ان کی عرض قبول کی اور رو براہ مقصود گی اب تو چاروں طرف سے انوار غیبی کی بیہم تجلیوں نے راستہ بھر دیا۔

پسند آئی ہے خود اللہ کو صورت محمد کی — نہ کیوں ساری خدائی کو ہو پھر چاہت محمد کی
خدا نے کی جو اپنے نور سے خلقت محمد کی — ہوا شیدا وہ جس نے دیکھ لی صورت محمد کی
انا القاسم مو المعطی کے معنے سوچنے والو — سخاوت روز محشر دیکھنا حضرت محمد کی
خدا نے لکھدیا تاج شفاعت آپکے سر پر — ڈرے پھر فتنہ محشر سے کیوں امت محمد کی
گنہگارو نہ گھبراؤ سیہ کارو نہ شرماؤ — شفاعت کے لئے تیار ہے رحمت محمد کی
تجلی مہر و مہ کی صاف گر جائیگی نظروں سے — نظر کے سامنے جب آئیگی صورت محمد کی
فرشتوں سے یہ کہدوں گا نہ ہمراہ لاؤ یا ہو — یہ دیکھو جلوہ گر ہے قبر میں صورت محمد کی
خدائے پاک دیگا حکم جب جنت میں جانیکا — چلی جائیگی سب سے پیشتر امت محمد کی
الہ العالمین وہ محبت مجھکو عطا فرما — کہ ہر دم میری آنکھوں میں پھرے صورت محمد کی
خدا نے اسلئے قائم کیا ہے بزم محشر کو — دکھائی جائے گی مخلوق کو عزت محمد کی

مدینے میں قضا آئے اگر اے اختر رضوی
تو لے آغوش میں پھر دوڑ کر رحمت محمد کی

مروی ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالے علیہ وسلم ایک حجاب نور کے متصل پہنچے جلو کے فرشتے نے پردہ ہلایا۔ دربان نے پوچھا کہا میں ہوں فلاں اور میرے ساتھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کہا گیا کیا بلائے گئے ہیں کہا ہاں کہا اللہ اکبر اللہ اکبر لبیک ندا آئی صدق عبدی انا اکبر انا اکبر میرے بندہ نے سچ کہا میں سب سے بڑا ہوں بہت بڑا فرشتے نے کہا اشھد ان لا الہ الا اللہ جواب آیا صدق عبدی ان اللہ الا اللہ الا انا میرے بندہ نے سچ کہا کہ میں ہی اللہ کہ میرے سوا کوئی خدا نہیں فرشتہ نے کہا اشھد ان محمد رسول اللہ ندا آئی صدق عبدی انا ارسلت محمدا میرے بندہ نے سچ کہا کہ میں نے ہی محمد کو رسول بنایا صلی اللہ علیہ وسلم فرشتے نے کہا حی علی الصلوٰۃ حی علی الفلاح خطاب آیا صدق عبدی و دعا الی عبادتی میرے بندہ نے سچ کہا اور میری عبادت کی طرف بلایا پھر اس فرشتہ نے حضور پر نور صلے اللہ علیہ وسلم کو گود میں لیکر چشم زدن میں دوسرے پردے تک پہنچایا وہاں کے حاجب سے بھی یہی ماجرا پیش آیا یونہی ستر حجاب طے فرمائے کہ ہر پردے سے دوسرے پردے تک پانسو برس کی راہ تھی بعدہ رفرف کہ ایک سبز بچھونا نورانی تھا۔ ظاہر ہوا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے اوپر سوار کرکے عرش تک پہنچا کر غائب ہوگیا سرور عالم صلے اللہ تعالے علیہ وسلم شان جلال کے مراقبت اس پوری تنہائی کے عالم میں گھبرائے ناگاہ بندہ جان نثار یار غمگسار سچے رفیق ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالے عنہ کی آواز آئی کہ عرض کرتے ہیں قف یا محمد فان ربک یصلی اے محمد ٹھیر جائیے کہ آپ کا رب صلوٰۃ کرتا ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالے علیہ وسلم کا دل انور یار وفادار کی آواز سنکر ٹھیرا اگر ابھی تک حیرت رہی کہ آیا الٰہی صدیق یہاں کہاں سے آیا اور معبود مطلق کا صلوٰۃ کرنا کیا معنی رکھتا ہے زیر عرش عظیم سے ایک قطرہ ٹپکا حضور نے نوش فرمایا جس کی لذت پینے والا جانے یا پلانے والا جانے اس قطرہ کے نوش فرماتے ہی تمام علوم اولین و آخرین قلب اقدس پر منکشف ہوگئے پھر عرش عظیم سے خطاب آیا ادن یا احمد ادن یا محمد ادن یا خیر البریۃ پاس آ اے احمد پاس اے محمد پاس آ اے تمام جہان سے بہتر حضور اقدس صلی اللہ تعالے علیہ وسلم بار بار ترقی فرماتے اور ادھر سے مکرر یہی ارشاد ہوتا تھا ہزار بار یہی خطاب آیا یہانتک کہ دنیٰ فتدلیٰ فکان قاب قوسین او ادنیٰ اللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے نزدیک ہوا یہانتک کہ رہ گیا فاصلہ دو کمان بلکہ اس سے کم کا غرضکہ کلام الٰہی بے واسطہ سنا دیدار الٰہی بچشم سر دیکھا۔

شنیدن بحق بود و دیدن بحق

مروی ہوا خطاب ہوا الجنۃ حرام علی الانبیاء حتی تدخلھا و علی الامم حتی تدخلھا امتک جنت حرام ہے انبیاء پر جب تک اے سردار انبیاء تو اس میں رونق افروز نہ ہو اور حرام ہے سب امتوں پر جب تک تیری امت داخل نہ ہولے غرض خدا جانے یا مصطفےٰ کہ کیا عرض کی کیا خطاب ہوا مگر انشاء اللہ اس قدر امید واثق ہے کہ جو کچھ تھا ہم غریبوں کے نفع کے لئے تھا

اللہ کریم است و رسول اکرم — صد شکر کہ ہستیم میان دو کریم

پھر جبرئیل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عرض یاد آئی رحمت الٰہی نے معجل بہ مہر قبول فرمائی صدیق اکبر کی آواز اور اس کلمہ سربستہ راز کا تذکرہ یاد آیا حق جل وعلا نے ارشاد فرمایا جب ہم نے موسیٰ کو طور پر بلایا وہ بھی گھبرایا تھا اسے عصا کی باتوں میں مشغول فرمایا تھا کہ اس سے زیادہ مانوس تھا جب تمہارے قلب پر وحشت پائی ایک فرشتہ ہم آواز صدیق بنایا کہ اس کی آواز سے تم تسکین پاؤ اور میرا صلوٰۃ کرنا یہ ہے کہ میں تم پر درود بھیجوں اللھم صل علی سیدنا ومولانا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین پھر ارشاد ہوا کہ تمہیں اپنی سلطنت کا دولہا دکھاؤں پھر ایک مکان عالیشان دکھایا گیا سنہ لشکن میں پردہ پڑا تھا جب حجاب اٹھا دیکھا کہ خود حضور اقدس صلی اللہ تعالے علیہ وسلم کی تصویر ہے سبحان اللہ مقام غور ہے اس پیارے مضمون کو کس پیرایہ میں ادا فرمایا گیا اگر یونہی ارشاد ہوتا کہ تم ہماری سلطنت کے دولہا ہو تو یہ بات وہی اور اس طریقہ میں کہ اول یوں شوق دلائیں پھر تصویر دکھائیں لطف ہی جداگانہ ہے سبحان اللہ وصلی اللہ علی حبیبہ وعلیٰ ملئکتہ وبارک وسلم پھر پچاس برس کی نماز امت پر فرض کرکے خلعت رخصت عطا ہوا اثنائے سفر میں سیدنا موسیٰ علیہ

السلام نے عرض کی اس قدر نمازیں بہت ہیں آپ کی امت سے ادا نہ ہو سکیں گی میں بنی اسرائیل کو آزما چکا ہوں۔ حضور واپس گئے دس معاف ہوئیں موسیٰ علیہ السلام نے پھر عرض کی یہ بھی بہت ہیں غرض یونہی چند بار کے آنے جانے میں پانچ رہیں اور ارشاد ہوا کہ یہ گنتی میں پانچ اور ثواب میں پچاس ہیں جو ان پانچ کو ادا کرے گا اسے پچاس نماز کا ثواب عطا کروں گا۔ موسیٰ علیہ السلام نے اب کی بار بھی وہی گذارش کی لیکن حضور نے فرمایا کہ اب پھر واپس جائیں اور تخفیف چاہیں دربار میں سے اس سبب سے زیادہ کہنا کرتا ہے مجھے شرم آتی ہے۔ پھر بخیر و برکت با ہزاراں عزت کروڑوں برس کی مسافت چند ساعت میں طے کر کے دولت خانہ اقدس کو دوبارہ تشریف لائے۔ حضور کا بستر گرم پایا اور زنجیر در جنبش۔ حقیقت یہ ہے کہ اس آقائے نامدار محبوب پروردگار علیہ افضل الصلوٰۃ والتحیۃ کی جو تعریف کیجئے سب زیبا بلکہ انسان میں یہ طاقت ہی کہاں کہ بیان کر سکے یا لکھ سکے۔ ؎

محمداں اور راضی از پے حفظ شرع چاپش دیں ‏ ‏ دگر بر وصف جاہی اندر حبش بالا کشی

"یہ واقعہ معراج و نور القلوب" سے لیا گیا ہے جو مولانا ممدوح نے ذکر محبوب کے سلسلہ میں بہت ہی عجیب و غریب میلاد نامہ لکھا ہے ایک لطف خیز محبت میں ڈوبا ہوا ہے اور ایسا میلاد نامہ اب تک شائع نہیں ہوا تھا اس کی ضخامت سات جزو ہے اور قیمت صرف ۱۲؍ ہے۔ اور حمیدیہ پریس دہلی سے ملتی ہے۔

کیا آپ کو نماز پڑھنی آتی ہے

روز محشر کہ جانگداز بود ‏ ‏ اولیں پرسش نماز بود

ضرور آتی ہوگی کیونکہ آپ مسلمان ہیں اور نماز اسلام کا سب سے زیادہ اور ضروری فرض ہے لیکن یہ ممکن ہے کہ آپ نماز کی حقیقت سے ناواقف ہوں آپ کو نماز کے فرائض و واجبات و سنن یاد نہ ہوں نیز یہ نہ معلوم ہو کہ نماز کی کس قدر تاکید کی گئی ہے اور عاشقان الٰہی کی نماز کیسی ہوتی تھی اگر یہ سب باتیں آپ کو معلوم ہو جائیں تو آپ نماز کے پابند ہی نہیں نماز کے عاشق ہو جائیں گے اس ضرورت کے لئے حسب ذیل کتابیں منگا لیجئے انشاء اللہ ان کو پڑھ لینے کے بعد آپ نماز قضا کرنے پر قادر نہ رہیں گے۔

نماز کی حقیقت

پہلے تو یہ معلوم کیجئے کہ نماز ہے کیا چیز اس کتاب میں نماز کی حقیقت اور فلسفہ بیان کیا ہے کہ پڑھنے والا مبہوت ہو جاتا ہے اور خود نماز پڑھنے کا شائق ہو جاتا ہے یہ کتاب ضرور مطالعہ کرنی چاہئے۔ قیمت ۲؍

تاکید نماز

نماز کی حقیقت پڑھنے کے بعد اول تو آپ کو خود شوق ہوگا اس پر مزید تاکید حق تعالیٰ جل جلالہ کی طرف سے اس کے رسول کی طرف سے اور وہ بھی ایسی کہ فضائل دیکھئے تو سبحان اللہ ایک ایک نماز کے بدلہ ہزار ہزار نیکیاں اور غیر پابندی کی وعیدیں العظمۃ للہ عذاب سن سن کر رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں تاکید نماز کے لئے یہ دونوں کتابیں پڑھنے کے بعد ترک نماز کی مجال نہیں رہتی قیمت ۳؍

نمازوں کا بیان

جب نماز پڑھنے کا دل شائق ہو جائے اور خدا کی وعیدوں سے دل لرزاں ہو تو پھر نماز کی ترکیب پڑھئے اور بچوں کو پڑھائیے بیوی کو پڑھائیے بڑوں کو سمجھائیے تاکہ گھر کا گھر نمازی ہو جائے اس کتاب میں نماز پڑھنے کی پوری ترکیب

ضرورۃ المسلمین

جب نماز پڑھنے لگیں تو اس کے چھوٹے چھوٹے مسائل بھی معلوم کر لیجئے اس لئے کہ بعض اوقات بہت معمولی سی لغزش سے نماز فاسد ہو جاتی ہے اس کتاب میں طہارت اور نماز کے قریب قریب تمام مسائل ہیں اور حج زکوٰۃ کے مسائل بھی لکھ دیئے گئے ہیں تاکہ دوسرے ارکان سے بھی واقفیت ہو جائے بہت عمدہ کتاب ہے۔ قیمت ۳؍

نمازیوں کی کہانیاں

نماز تو آپ پڑھتے ہیں اس کے مسائل پر بھی عبور ہو گیا لیکن ذرا یہ تو دیکھئے کہ اللہ والے کیونکر نماز پڑھتے ہیں سبحان اللہ نمازیں ان کی تھیں اور وہ نمازیں دین و دنیا کی برتری تھیں دین ہی نہیں دنیا کے بھی ہزاروں فائدے اس میں مضمر ہیں یہ کتاب عورتوں کو ضرور پڑھنا چاہیئے کیونکہ اس میں کہانیاں ہیں اس لئے عورتیں اور بچے اس کو بہت خوشی سے پڑھیں گے قیمت ۶؍ یہ سب کتابیں اگر ایک ہی ساتھ منگائیں تو جلد اور جلد کی قیمت نہیں لی جائیگی دس جلدیں کامل طلب کریں تو محصول بھی نہ لیا جائے گا۔

بخاری شریف کا اردو ترجمہ اور تشریح

حضرت خواجہ حسن نظامی نے نہایت آسان اور صاف اردو میں تیار کرنی شروع کی ہے اس کا نام عام فہم تشریح بخاری ہے اس کے ابتدائی پانچ پارے کتابی صورت میں چھپ کر تیار ہو گئے ہیں ضخامت پارہ اول ۱۳۶ صفحے پارہ دوم ۱۲۸ صفحے پارہ سوم ۱۲۴ صفحے عام فہم تشریح بخاری شریف میں ترجمہ اور شرح کے علاوہ مزید تشریح کی جاتی ہے اس کے پڑھنے کے بعد ہر شخص مولوی بن سکتا ہے اور ہر مسلمان شریعت سے پوری طرح واقف ہو سکتا ہے اور خلاصہ مقصد یہ ہے کہ اس کا مطالعہ انسان کو اصلی مسلمان بنا دیتا ہے عورتوں اور بچوں کو اسلامی تعلیم کا نمونہ بنانا ہو تو عام فہم تشریح بخاری پڑھائیے جس کا پڑھ لینا بہت ہی آسان ہے اردو کے حروف پہچاننے والے بچے بھی اس کو بے تکلف پڑھ سکتے ہیں۔

تشریح بخاری کے ہر پارہ کی قیمت عہ؍ اس کے اور ادبی کی کتابیں ملنے کا پتہ:۔ حمیدیہ پریس۔ دہلی

پانچوں پارے ایک ساتھ منگانے والوں کو محصول کی رعایت

انگریز حاکم اور ہندوستانی محکوم کیوں ہیں؟

(از جناب مولوی شفیع الدین صاحب نیر)

تمہید خالق حقیقی کی نظر میں تمام قومیں یکساں ہیں۔ اس کی رحمت ہر ملت پر عام ہے نہ کسی کی دوستی میں اسے فائدہ اور نہ کسی کے ساتھ دشمنی کرنے میں اس کو نقصان۔ جتنی کارآمد چیزیں مثلاً پانی، ہوا، روشنی وغیرہ جو براہ راست اس کی طرف سے ملتی ہیں وہ حصہ رسد سب کو پہنچ جاتی ہیں اسی نے سب کو عقل جیسی بے بہا شئے اور اعضا جیسے قیمتی آلات عطا کئے ہیں اور بعض نعمتیں ایسی بھی پیدا کی ہیں جو صرف انھیں کو مل سکتی ہیں جو اپنی عقل اور اعضا سے زیادہ سے زیادہ کام لیں۔ حکومت بھی ایک نعمت ہے اور یہ بھی ہر قوم کو حاصل ہو سکتی ہے بشرطیکہ وہ قوم ان شرائط کو پورا کر سکے جو اس کے حصول کے لئے ضروری ہیں ان شرائط اور اصول کی پابندی جس قدر زیادہ ہوگی اسی قدر اس قوم کی حکومت وسیع ہوگی اور جس قوم میں ان اصول پر عمل کرنے کا رجحان نہ ہوگا اس کو محکومی کی ذلت برداشت کرنی پڑے گی۔

انگریزوں کے حاکم اور ہمارے محکوم ہونے کی کوئی تو یہ وجہ بیان کرتا ہے کہ ان کے پاس سامان حرب اور ہر قسم کے جنگی آلات ہیں۔ کوئی کہتا ہے کہ ان کے پاس مال و دولت کی افراط ہے کسی کا یہ خیال ہے کہ انگریزوں کی قسمت ہی میں خدا نے حکومت لکھی ہے۔ کوئی ہر ممکن خوبی کا انگریزوں کو جامع بتاتا ہے۔ اسی طرح ہماری محکومی کے اسباب بھی مختلف بتائے جاتے ہیں کوئی وقت کی عدم پابندی کوئی آپس کی نااتفاقی کوئی ہماری سستی اور کاہلی اور کوئی صحت اور صفائی کا خیال نہ رکھنا اس کا سبب بتاتا ہے اور کوئی یہ بھی کہہ دیتا ہے کہ ہندوستان کی تو قسمت ہی میں غلامی لکھی ہے۔

مندرجہ بالا تمام باتوں میں کسی نہ کسی حد تک صداقت موجود ہے لیکن اگر اس طرح اوصاف اور عیوب گنوائے جائیں تو ان کی تعداد بلا مبالغہ سینکڑوں تک پہنچ جائے گی اس لئے کوشش کرکے ہمیں چند ایسے خاص امور تلاش کرنے چاہئیں جو مذکورہ بالا تمام امور کے علاوہ اور بہت سی باتوں پر بھی حاوی ہوں میں عرض کر چکا ہوں کہ حاکم ہونے کے لئے چند شرائط درکار ہیں اور ہر وہ قوم جو ان شرائط کو پورا کرے حکومت کی حقدار ہو سکتی ہے جب تک وہ شرائط انگریز پورا کرتے ہیں وہ ہمارے حاکم رہیں گے اور جب ہم میں وہی اوصاف پیدا ہو جائیں گے ہم بھی غلامی کا طوق اپنی گردن سے اتار کر پھینک دیں گے اب سوال ہو سکتا ہے کہ وہ شرائط یا وجوہ اور اسباب کیا ہیں جن کی وجہ سے انگریز حاکم اور ہم محکوم ہیں اسی سوال کا اپنی بصیرت کے مطابق جواب دینے کی کوشش آئندہ صفحات میں کروں گا۔

انگریزوں کے حاکم اور ہمارے محکوم ہونے کی پہلی وجہ

اس ضمن میں سب سے پہلی وجہ انگریزوں میں عام تعلیم ہے، مرد عورت، امیر غریب شہری دیہاتی سب کے سب تعلیم سے فیضیاب ہوتے ہیں چنانچہ انگریزوں میں آجکل پڑھے لکھے ستو فیصدی ہیں پھر ان کی تعلیم ان کی اپنی قوم کے افراد کے ہاتھ میں ہے جو نظام تعلیم میں قومی ضروریات کا خیال رکھتے ہیں سب سے بڑھکر یہ کہ تعلیم ان کی اپنی زبان میں ہوتی ہے ان سب باتوں کا نتیجہ ہے کہ جتنی کار آمد معلومات ہمارے ہاں بچوں کو کئی سال کی مدرسے کی پڑھائی کے بعد بھی نہیں ہوتیں اتنی معلومات تو ان بچوں میں مدرسے کے داخلے کے وقت تک ماؤں کی صحبت میں ہو جاتی ہے۔

تعلیم کے عام فوائد بیان کرکے مضمون کو طول دینا فضول ہے جو خوبیاں انگریزوں میں ہیں وہ تعلیم ہی کی وجہ سے پیدا ہوئی ہیں تعلیم ہی ہمیں برائی بھلائی نفع نقصان سے آگاہ کرتی اور ترقی کرنے کے طریقے بتاتی ہے اسی کا کرشمہ ہمیں ریل، تار، ہوائی جہاز، بجلی، طرح طرح کی مشینوں اور قسم قسم کی سینکڑوں ایجادوں میں نظر آتا ہے۔ تعلیم ہی انسان میں بے تعصبی، بلند حوصلگی، فرض شناسی، احساس ذمہ داری، وقت کی پابندی، اولوالعزمی، صبر و استقلال کے ساتھ کام کرتے رہنے کا ڈھنگ، موقع سے فائدہ اٹھانے کا طریقہ، اصول صحت اور مفاد عامہ کے خیالات سے واقف کرتی ہے۔ تعلیم ہی خود اعتمادی، ہمت جرأت سے کام لینا سکھاتی ہے اور انسان فرضی خیالوں اور وہموں کا شکار نہیں ہوتا پھر تعلیم ہی کا یہ اثر ہے کہ ایک ایک فرض کی انجام دہی کے لئے کئی کئی قابل انگریز مل سکتے ہیں ہر پانچویں سال ہندوستان میں وائسرائے اور گورنر بدلتے ہیں مگر ایک سے ایک بڑھ کر نکلتا ہے۔ تعلیم ہی کا سبب ہے کہ تجارت، صنعت حرفت اور زراعت تک کے ماہرین ہمیں انگریزوں میں دستیاب ہوتے ہیں۔

اب ذرا ہندوستان کی تعلیمی حالت پر نظر ڈالئے یہاں تعلیم یافتوں کی تعداد جن میں بکثرت ایسے لوگ بھی شامل ہیں جنہیں صرف دستخط کرنے آتے ہیں صرف سات فیصدی ہے۔ عورتوں میں مشکل سے کوئی دو فیصدی تعلیم یافتہ ہیں۔ آبادی کا ایک معتدبہ طبقہ جو اچھوت کے بدقسمت نام سے مشہور ہے اور جس کی تعداد چھ کروڑ بیان کی جاتی ہے ابھی تعلیم سے قریب قریب بے بہرہ ہے پھر تعلیم حقیقی طور پر ہمارے اپنے ہاتھ میں نہیں اگرچہ نام نہاد طریقہ سے تعلیم کا شعبہ ہندوستانیوں ہی کے ہاتھ میں ہے تاہم مالی دشواریاں اور منتظمین کے اختیارات کی کمی کی وجہ سے کوئی قابل ذکر تبدیلی تعلیمی نصب العین میں نہیں ہوئی پہلے بھی غیر ملکی حکومت کے مشین کے پرزے ڈھلتے تھے اور اب بھی اگرچہ ان پرزوں کی کافی تعداد بیکار پڑی ہے پھر بھی ہمارا محکمہ تعلیم نہایت استقلال سے پرانی لکیر پیٹ رہا ہے ہمارے تعلیم یافتہ نوجوانوں کی زندگی کا ماحصل اب سوائے تیس چالیس روپے کی ملازمت حاصل کرنے کی آرزو کے اور کچھ نہیں نصب العین ہی میں تبدیلی نہ ہونے کے باعث ان میں خود سوچنے اور غور کرنے کا مادہ اور مطالعہ کرکے اپنی معلومات وسیع کرنے کا خیال مفقود ہے اس کا نتیجہ ہے کہ سند یافتہ تو بکثرت مل جاتے ہیں مگر کام کی اہلیت رکھنے والے بہت ہی کم میسر آتے ہیں اور ہزاروں لاکھوں نام نہاد تعلیم یافتوں میں دو چار بھی کسی اہم ذمہ داری کے اہل نہیں سمجھے جاتے۔

ہندوستان میں مسلمانوں کی آبادی ۹ کروڑ ہے اور تعلیم جدید بھی وہ کم و بیش پچاس ساٹھ برس سے حاصل کر رہے ہیں ان کی درسگاہیں مثلاً مسلم یونیورسٹی علیگڈھ۔ اسلامیہ کالج لاہور۔ اور پشاور۔ اور اینگلو عربک کالج دہلی نہایت وسیع درجہ رکھتے ہیں ہماری قوم کا مفاد اس پر منحصر ہے کہ اس کی تعلیم کم از کم نگرانی ہی ہماری ضروریات کے مطابق ہو۔ یہ جب ہی ہو سکتا ہے کہ کسی موزوں ہندوستانی کی خدمات میسر آئیں کیا ان تعلیمی تجاویز کے منتظمین نے اس امر کی کوشش کی ہے کہ کوئی قابل اعتماد... بعض خیال ہندوستانی مل جائے مگر بظاہر ان میں سے کوئی بھی پنی کوششوں میں کامیاب نہ ہو سکا ورنہ یہ انگریزوں کی موجودگی ثابت کرتی ہے کہ ... اہلیت ... اور ان کس قدر کمی ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ منتظمین کی ذہنیت ہی کچھ ایسی ہے کہ وہ گھر کی مرغی کو دال کی برابر سمجھتے ہیں تب بھی یہ نتیجہ ... ہی کا ہے۔

عام تعلیم نسواں کی طرف ابھی تک ہمارا ... طور پر توجہ نہیں ہوئے زندگی کی گاڑی کو دو غیر مساوی پہیوں سے چلا رہے ہیں جس کی وجہ سے گاڑی کے الٹ جانے کا خطرہ ہر وقت رہتا ہے خواتین میں انتظام خانہ داری کی اہلیت نہیں آتی بچوں کی تربیت نہیں ہو سکتی وہ ان مشکلات سے جن سے مردوں کو کشمکش حیات میں دوچار ہونا پڑتا ہے نا واقف ہیں نئی نئی ضروریات پر بھی روپیہ صرف کرتی ہیں اور پرانی بیکار رسموں پر خرچ کرتی ہیں کہ جہالت ان کی ضعیف پرستی اور بیکاری کو اور شہ دیتی ہے موجودہ زمانے کی ایجادات سے بہت کم کام لیتی ہیں ان کا ... کے مثل ہندوں کے بعد اکثر بیکار گذرتا ہے اسی جہالت سے ان میں قوت خیال ... قوت فہم اور قوت فیصلہ معدوم ہے اور وہ توہمات کا شکار ہیں یہ تو میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ مردوں تک کی تعلیم ہماری ضروریات کے مطابق نہیں لیکن اس راہ میں عورتیں شاید ان سے بازی لیجانا چاہتی ہیں اب تعلیم کی وجہ سے بعض گریجویٹ خواتین کا نام تو سننے میں آتا ہے لیکن یہ سننے میں نہیں آتا کہ خواتین خانگی زندگی تربیت اولاد اور معاشرتی تعلقات نصف احسن کا درجہ حاصل کرنے کے لئے تیار ہو رہی ہوں۔

غیر زبان میں تعلیم کا یہ اثر ہے کہ تعلیم یافتہ مادری زبان سے کما حقہ واقف نہ ہونے کی وجہ سے اپنی تعلیم سے اپنے گرد و پیش پر مشکل ہی سے اثر ڈال سکتے ہیں ان کے خیال میں گھر والے بہرے ہیں اور گھر والوں کے خیال میں وہ گونگے۔ پس انگریزوں کی حکومت کا پہلا سبب ان کی عام تعلیم ہے اور جب تک ہماری ضروریات کے مطابق ہم میں بھی عام تعلیم نہ ہوگی ہزاروں خامیاں ہم سے دور نہیں ہو سکیں اور غلامی کا طوق ہماری گردن میں رہے گا۔

دوسری وجہ

قوم کیا ہے؟ افراد کا مجموعہ۔ مفاد قومی کسے کہتے ہیں؟ افراد قوم کے مشترکہ مفاد کو اسی طرح قومی ترقی اور قومی شکستگی بھی افراد ہی کے اعمال کا نتیجہ ہے لیکن باعتبار زندگی افراد دو قسموں میں تقسیم کئے جا سکتے ہیں ایک انفرادی زندگی دوسری اجتماعی بعض دفعہ فرد واحد کی قربانی قوم کی بھلائی کا باعث ہوتی ہے اور بعض اوقات فرد واحد ہی کی وجہ سے قوم تباہ ہو جاتی ہے بالکل ممکن ہے کہ ایک شخص تمام کام رکھ کر قوم کو کامیاب بنائے اسی طرح یہ بھی ممکن ہو کہ ایک شخص پورے طور پر کامیاب ہو اور قوم بحیثیت مجموعی ناکام رہے ایسی قوم میں ایسے افراد کی کثرت ہوگی جو اپنے آپ ناکامیاب رکھ کر بھی قوم کو کامیاب دیکھنا چاہیں گے تو وہ قوم بلاشبہ ترقی کرے گی اور جس قوم کے افراد نفس پرست خود غرض اور جاہ طلب ہوں گے وہ قوم ذلت اٹھائیگی۔ میں بعض انگریزوں کی زندگی کے حالات پڑھنے اور ہندوستانیوں میں بعض نہایت مشہور لوگوں کی زندگی کا بغور مطالعہ کرنے سے اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ انگریزوں کے حاکم ہونے کی ایک وجہ ان میں اول الذکر افراد کی کثرت اور ہم ہندوستانیوں میں ایسے اشخاص کی قلت ہے۔

یہ بات ایک مثال سے واضح ہوگی مولانا محمد حسین آزاد نے ایک نظم میں بیان کیا ہے کہ ایک دفعہ بادشاہ فرخ سیر اس قدر بیمار ہوا کہ سارے درباری طبیبوں نے جواب دیدیا اتفاق سے ایک انگریز ڈاکٹر کے علاج سے اسے صحت ہوگئی اس پر بادشاہ نے مشرقی شاہانہ دریا دلی کے اظہار کے لئے ڈاکٹر سے کہا مانگو کیا مانگتے ہو اگر وہ چاہتا تو اس دولت کی قسم سے اتنا لے سکتا تھا کہ سات پشتیں مزے سے گلچھرے اڑائیں لیکن اس نے دست بستہ عرض کیا جہاں پناہ مجھے مال دولت کی طمع ہے نہ جاہ منصب کی آرزو حضور میں تو صرف اتنا چاہتا ہوں کہ سمندر کے کنارے میرے ہم وطنوں کو تجارتی کوٹھی قائم کرنے کے لئے کچھ تھوڑی سی زمین عطا فرما دیں اور کچھ ایسا بندوبست ہو جائے کہ جو مال میرے ہم وطن فروخت کے لئے لائیں اس پر کسی قسم کا محصول نہ لیا جائے۔

درباریوں اور شاید بادشاہ کو بھی اس عجیب و غریب درخواست پر حیرت ہوئی ہوگی قصہ مختصر اس کی درخواست منظور ہوگئی اگرچہ انفرادی طور پر اس شخص کو کچھ فائدہ نہ ہوا مگر اس کی قوم مالا مال ہوگئی اور اس وقت کی تھوڑی سی زمین سارے ملک پر قبضہ کا سبب بنی اگر ہمارے ملک کا کوئی عام ڈاکٹر ہوتا تو شاید خان بہادری یا رائے بہادری کا خطاب اسکو مطمئن کر سکے یا زیادہ سے زیادہ کسی بیکار نکمے بیٹے کو ڈپٹی کلکٹر بنوا دے۔

ظاہر میں یہ بات مضحکہ خیز معلوم ہوتی ہے لیکن واقعہ یہ ہے کہ ہمارے ملک کا ہر تعلیم یافتہ طبقہ اکثر اپنے ذاتی فائدے کی خاطر قوم کے فائدے کو پس پشت ڈال دیتا ہے ہمارے اکثر رہنماؤں نے قومی خدمت کے صرف وہ نمائشی طریقے اختیار کر رکھے ہیں جو ان کو حصول شہرت نیک نامی اور دولت میں مدد دے سکیں کوئی قوم کو آڑ بناتا ہے کوئی مذہب کو کوئی یتیم خانہ کھلا ہو تک ٹکڑا کرتا ہی کوئی تعلیم گاہ کو صرف حصول معاش کا ذریعہ بناتا ہے اگر کوئی خدا کا بندہ سچے دل سے قومی خدمت پر آمادہ بھی ہوتا ہے تو یہی نام نہاد قومی خادم اس غریب کی راہ میں ہر طرح کے روڑے اٹکاتے ہیں۔

اسی جذبہ کی کمی افراد سے گذر کر ہماری قوم کے مختلف فرقوں میں نظر آتی ہے ہندو مسلمان کو نہیں پنپنے دیتے مسلمان ہندو کو نہیں بڑھنے دیتا چھوت اور اچھوت کا قضیہ بھی اسی سبب سے ہے۔ برہمن اور غیر برہمن کا۔ بنگالی اور پنجابی کی کشمکش بھی اسی شئے کا نتیجہ ہے کیا اس قوم کا بھلا ہو سکتا ہے جہاں فقط ہندو امیر ہوں یا فقط مسلمان تعلیم یافتہ ہوں۔ چھوت بالکل جاہل رہیں اور ہندو مسلمان سکھ اور عیسائی تعلیم سے بہرہ مند ہوں نہیں بلکہ دولت، تعلیم اور قوت ہمارے ملک کے ہر فرقے کیا بلکہ ہر فرد میں بلا لحاظ مذہب و ملت سب کو حصہ رسد تقسیم

ہوتی جا رہی ہے لیکن یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ہم انفرادی اور اجتماعی مفاد کو ملحوظ رکھیں انسان کی خلقت سب جگہ یکساں ہے جہاں انسان ہوں گے وہاں باہمی رنجشیں عداوتیں اور خون خرابے تک نوبت پہنچ جائے گی۔ کیا انگریز فرشتہ خصلت ہیں ان میں جھگڑے نہیں ہوتے لیکن یہ کبھی سننے میں نہیں آیا کہ کسی نے باہمی رنجش سے قومی مفاد کو نظر انداز کر دیا ہو۔ انگلستان میں بھی کئی جماعتیں ہیں مگر مفاد قومی کے خلاف کوئی ایک بھی قدم نہیں اٹھاتا اب ذرا ہمارے سیاسی مذہبی یا تعلیمی کسی ادارے پر نظر ڈالئے ہمارے ہاں کسی جماعت کا رکن برہم ہو جاتا بس ایک بااثر لیڈر کی ضد پر ممکن ہے ہمارے ہاں ہندو لیڈروں کی ذاتی کشمکش بھی ملک اور قوم کو ہمارے دو مذہبی پیشواؤں کا نجی جھگڑا مذہب کو نقصان پہنچا دیتا ہے ہماری درسگاہیں باہمی رنجشوں کا شکار ہیں ہمارے اخبارات باہمی رقابت کے منظر ہیں غرض یہ ہے کہ اسی انفرادی اور اجتماعی مفاد میں فرق نہ کرنے کی وجہ سے ہر قسم کی مصیبتیں ہم پر آ رہی ہیں اور یہی سبب ہے کہ انگریز حاکم اور ہم محکوم ہیں۔

تیسری وجہ

انگریزوں کے تقریباً ہر شعبۂ زندگی میں خواہ حکومت ہو خواہ تجارت خواہ تعلیم ہو خواہ تربیت۔ خواہ انفرادی زندگی ہو خواہ اجتماعی ایک خاص نظم۔ ضبط تقسیم کار۔ احساس فرض اور ذمہ داری۔ عام طور پر نمایاں ہیں اور ہمارے ہاں مخصوص مستثنیات کے سوا عام طور پر ان تمام چیزوں کی کمی ہے ان میں سے ہر ایک عنوان جداگانہ بحث کا متقاضی ہے مگر بخوف طوالت مختصر طور پر ان پر بحث کرتا ہوں۔

(الف) نظم ہندوستان میں حکومت کے شعبوں کو جہاں انگریزوں کی کارفرمائی ہے اور بعض تجارتی کمپنیوں کو چھوڑ کر عام طور پر کسی کام کو خاص نظم اور ترتیب کے ساتھ نہیں کیا جاتا۔ ہماری شادی غمی، ہماری تمدنی سفر حضر کسی خاص طریقوں کے پابند نہیں یہ سچ ہے کہ نظم میں بظاہر غیر معمولی اہتمام کرنا پڑتا ہے لیکن نتائج کے اعتبار سے یہ طریقۂ کار بہت مفید ہے ایسا کرنے کے لئے کام کی نوعیت افراد کی ذمہ داری، امور متعلقہ کے لوازم اور پیش نظر کام کو انجام دینے کے وسائل پہلے سے معلوم کر لئے جاتے ہیں ہمارے ہاں روزانہ زندگی میں دیکھ لیجئے شادی غمی کی مجلسیں، عام اجتماعات صنعت و حرفت کے کارخانے تاجروں کی دکانیں ان میں سے ہر شئے میرے اس بیان کی تائید کرے گی۔

(ب) ضبط نظم کے بعض مقررہ طریقوں کی انجام دہی کے لئے ضروری قواعد و حدود کی بلا کم و کاست رعایت پابندی کا نام ضبط ہے ایسا کرنے سے کارکردگی کے نقطۂ نظر سے امید ترقی، خوف تعطل، تنزل اور ادب بڑھ کر فرائض متعلقہ کو انجام دینے کی مسرت انسان میں کام کرنے کا جوش پیدا کر دیتی ہے اس ضمن میں فرائض کے ساتھ اختیارات کا تعین بھی ضروری ہے۔

(ج) تقسیم کار اس سے مراد یہ ہے کہ کام کے مختلف حصے بلحاظ نوعیت مختلف قابلیت رکھنے والے کارکنوں پر بانٹ دیئے جائیں اس طرح کام تھوڑا بھی معلوم ہوتا ہے اور ٹھیک طرح انجام بھی پاتا ہے کارکنوں کی محنت اور جانکاہی اور خوش سلیقگی سے واقف ہونے کا بھی یہ بہت اچھا ذریعہ ہے ہمارے ہاں آقا تو ہمیشہ یہ کہتا ہے کہ ہمارے ہاں کچھ کام نہیں اور ماتحت اسلئے کہ ان

رہتے ہیں کہ انھیں منٹ بھر کی فرصت نہیں ملتی سچے دونوں ہیں نہ آقا نے کوئی خاص کام ماتحت کے سپرد کیا ہے نہ ماتحت کو پہلے سے معلوم ہے کہ اسکے متعلق فلاں کام ہے۔

کوئی آدھ درجن اخبارات کے دفتروں میں میں نے یہی حال دیکھا ہے۔ دہلی کا ایک اخبار "کشاف" کے بارے کچھ دن نکل کر بند ہو گیا میں نے دیکھا کہ اڈیٹر صاحب خود ہی مضمون لکھتے ہیں خود ہی ترجمہ کرتے ہیں۔ خود ہی کاپیاں درست کرتے ہیں خود ہی چھپوانے جاتے ہیں خود ہی اشتہارات مہیا کرتے ہیں خود ہی خریدار بنانا کے پیچھے پھرتے ہیں آدمی ایک ہی ہے مگر چونکہ کئی ایک فرائض سپرد ہیں اس لئے کسی خاص مد پر پوری توجہ نہیں ہو سکتی تھی اخبار اجاتا تو نہیں ہوتا تھا۔

خواجہ حسن نظامی صاحب جو کہ مدیران کے لحاظ سے کامیاب سمجھے جاتے ہیں ان کے اخبار کی طرف توجہ کے زمانہ میں مجھے ڈیڑھ دو ماہ ان کی خدمت میں حاضر رہنے کا موقع ملا میں نے دیکھا کہ خواجہ صاحب بہت سویرے اٹھتے اور بعض دفعہ آدھی رات تک بیٹھے رہتے کام کرتے رہتے اور ضرورت کا سبب یہ تھا کہ مضمون بھی خود لکھتے۔ انگریزی مضامین اور خبروں کے ترجمے درست کرتے کاپی اور پروف کی صحت بھی خود کرتے تھے حالانکہ ان میں سے بعض کام دوسرے بھی کر سکتے تھے اس طرح جو وقت ملتا اس میں خواجہ صاحب اپنے دماغ کو فرصت دے سکتے اور مضامین زیادہ غور اور توجہ سے لکھ سکتے تھے اس محنت کا نتیجہ یہ ہوا کہ چند ماہ کے بعد ہی خواجہ صاحب اس کا انتظام دوسرے لوگوں کو سپرد کرنے پر مجبور ہو گئے۔

یہ حالت کیوں نمایاں ہوئی؟ صرف اسلئے کہ اکثر کاروباری حضرات بھی تقسیم کار کے اصول پر عمل نہیں کرتے چند اخبارات کے ایڈیٹر صاحبان کے دفتر کا حال اس سے بھی بدتر پایا ہے دیکھنا مگر انھیں دو مثالوں پر اکتفا کرتا ہوں جب اس گروہ کی حالت جس کا کام اصلاح قوم ہے یہ ہو تو عام پبلک کا تو ذکر ہی کیا ہے۔

(د) احساس فرض و ذمہ داری ایک بہت بڑی کمزوری ہم میں یہ ہے کہ احساس فرض اور احساس ذمہ داری مفقود ہے آپ کسی پر کام چھوڑ کر دیکھئے وہ کس طرح پورا کرتا ہے حالانکہ یہ ایسا جوہر ہے جس پر ہمارے ہر کام کی کامیابی منحصر ہے۔ نہ ماں کو بچہ کی تربیت کا احساس ہے نہ باپ کو اولاد کی تعلیم کا نہ استاد کو شاگرد کی ترقی کا احساس ہے نہ پیر کو مرید کی اصلاح کرنے کا فرض۔ نہ تاجر کو خبر ہے کہ خریدار اور جنس کے متعلق بھی اسکے کچھ فرائض ہیں نہ زمیندار کاشتکاروں کی حالت بہتر بنانے کا فرض ادا کرتے ہیں اور یہ مرض ایسا عام ہے جس کی علاج بعض سرکاری محکموں سے بھی جو امداد و رفاہ عام سے تعلق رکھتے ہیں نہ ہو سکا۔ شفا خانوں کے اہلکار تعلیم گاہوں کے مدرس ریلوں اور کسی قسم کے محکموں کے کارندے اور میونسپلٹیوں اور ڈسٹرکٹ بورڈوں کے ممبر تک عام پبلک کو آسائش بہم پہنچانے کا فرض ادا نہیں کرتے۔

اگر ہندوستان کی عام زندگی پر نظر ڈالی جائے تو مندرجہ بالا تمام اوصاف کم نہ ہونا اور بھی غضب ڈھاتا ہے یہاں آقا یا افسر اختیارات اور ماتحت فرائض اور ذمہ داریوں کا پتلا سمجھا جاتا ہے کسی ضابطے کی پابندی آقا کے لئے ضروری نہیں اور کوئی فرض ایسا نہیں جو ماتحت کے احاطۂ عمل سے باہر ہو پھر نظم اور ضبط کے نہ ہونے سے کام کے علاوہ ماتحت کو خوشامد کرنا بھی ضروری ہے مجھے آجتک کوئی ایسی مثال معلوم نہیں ہوئی کہ کوئی کام دیا اپنے آقا سے اختلاف کر کے رہ سکا ہو پھر ماتحت

کیا ہی لائق اور تجربہ کار آدمی کیوں نہ ہو آقا ہر جائز و ناجائز بات ماتحت سے تسلیم کرانے میں ایک خاص مسرت محسوس کرتا ہے اس پر طرہ یہ کہ اختیارات تو سارے آقا اپنے ہاتھ میں رکھتا ہے اور تمام ذمہ داریاں ماتحت کے سر تھوپتا ہے اس کا نتیجہ یہ ہے کہ فرائض کا پورا کرنا ایک خشک کام رہ جاتا ہے کیونکہ فرائض کی محنت کے ساتھ ساتھ جب کسی قسم کے اختیارات کی مسرت نہ ہو کام ٹھیک طریقے سے انجام نہیں پاتا اسی طرح افسر کا ماتحت پر بھروسہ نہ کرنا اور اس کے کام کی نگرانی یا اس کی تنقیدات اور تلاشیں سب بے جا ہی بھی اسے کام سے بد دل بنا دیتی ہیں۔ اس کے برعکس انگریزوں کی زندگی میں یہ سب باتیں کم بلکہ بالکل نہیں ہوتیں وہاں ذمہ داری کے ساتھ اختیارات بھی ہوتے ہیں اس کا یہ نتیجہ ہے کہ اگرچہ لوگ انگریزی حکومت کو پسند نہیں کرتے پھر بھی کسی دیسی کے مقابلے میں انگریز کی ماتحتی کو ترجیح دیتے ہیں۔

ممکن ہے یہ اعتراض کیا جائے کہ حاکم پر بھی تو محکوم کے متعلق کچھ فرائض عائد ہوتے ہیں پھر انگریزوں نے ہم لوگوں کی حالت درست کر کے اس اہم فرض کو ادا نہیں کیا۔ یہ اعتراض اگرچہ بجا معلوم ہوتا ہے پھر بھی سوچنا چاہیے کہ انگریز بھی تو آخر انسان ہیں کیا ان کی خواہش یہ ہو سکتی ہے کہ جو فائدے اس ملک پر حکومت کرنے سے ان کی قوم کو پہنچ رہے ہیں ان سے دست بردار ہو جائیں کیونکہ اگر یہ سب باتیں ہندوستانیوں میں پیدا ہو جائیں تو پھر انھیں یہاں حکومت کرنے کا موقع ہی کیا رہے اس ضمن میں تو ہمیں خود ہی اپنے پاؤں پر کھڑا ہونا پڑیگا لیکن جہاں تک ان کی اپنی قوم کا تعلق ہے وہ اس خیال سے غافل نہیں۔

بس یہی چیزیں کہ ہماری زندگی کے ہر شعبے میں شدید ضرورت ہے وہ نظم و ضبط۔ تقسیم کار۔ احساس فرض اور احساس ذمہ داری جیسی خوبیاں ہیں انگریزوں میں یہ باتیں موجود ہیں اس لئے وہ حاکم ہیں ہم میں موجود نہیں اس لئے ہم محکوم ہیں۔

چوتھی وجہ

انگریزوں کے حاکم اور ہمارے محکوم ہونے کی چوتھی وجہ جو اہمیت کے لحاظ سے سب سے بڑی ہوئی ہے وہ ان کی قوم کے افراد کا ایثار و قربانی۔ اپنی مدد آپ کرنے اور خود اعتمادی کا جذبہ اور تحقیق و تلاش کا مادہ ہے۔

ایثار و قربانی

اگر غور کیا جائے تو تعلیم کی ترقی۔ انفرادی اور اجتماعی مفاد کا خیال احساس فرض ذمہ داری جذبہ ایثار و قربانی کے رہین منت ہیں۔ انگریزوں میں بہت سے افراد اپنی آمدنی کا ایک کثیر حصہ قومی ضروریات پر صرف کرنے میں اپنا مال اپنا وقت اپنا دل اور دماغ سب کچھ قوم کی بھلائی کی کوشش میں صرف کر دیتے ہیں قوم کی خاطر ملک اور وطن اور اعزہ و احباب کو چھوڑنا اور کالے کوسوں ہر قسم کے خطرات کا مقابلہ کرنے کے لئے جان ہتھیلی پر رکھ لینا اگر یہ جذبہ ایثار و قربانی ہی کی کارفرمائی نہیں تو اور کیا ہے ہمارے ملک میں بھی قوم کی خاطر ایثار کرنے والے اگرچہ ہیں لیکن ان کی تعداد ضرورت کے مقابلہ میں نہ ہونے کے برابر ہے۔

اپنی مدد آپ کرنا اور خود اعتمادی

یہ اوصاف ہندوستانیوں کے مقابلہ میں انگریزوں میں بدرجہا بڑھے ہوئے ہیں اور درحقیقت یہی سب سے بڑی وجہ انگریزوں کی کامیابی کی ہے انگریزوں میں قدامت پسند لبرل۔ لیبر اور کمیونسٹ جماعتیں خاص طاقتور جماعتیں ہیں اپنے پر اعتماد نہ ہونے کی وجہ سے ہم ان میں سے ایک نہ ایک کی مدد کا آسرا تکتے رہتے ہیں ہندوؤں کا سرحدی حملہ کا خوف اور مسلمانوں کا ہندوؤں کی کثرت سے خطرہ درحقیقت انھیں کی کمی کا نتیجہ ہیں انھیں کی عدم موجودگی بسا اوقات ہماری کاہلی اور سستی کا باعث ہوتی ہیں اور انھیں کے نہ ہونے کے سبب ہمارے نوجوان اپنے ہاتھ پاؤں کو شل پاتے ہیں اس کے برعکس باوجودیکہ انگریزوں کی تعداد اس ملک میں بہت کم ہے اور حکومت کرنے والی جماعت تو اور بھی کم ہے پھر بھی نہایت اطمینان سے محض اپنی عقل اور قوت بازو پر بھروسہ کر کے وہ ایسی ایسی باتیں کر گزرتے ہیں جو ہندوستانیوں کے نقطۂ نظر سے نہایت قابل اعتراض ہیں لیکن وہ اپنے طرز عمل میں کسی قسم کی تبدیلی کرنے پر بمشکل آمادہ ہوتے ہیں ہاں جب کبھی ہم بھی اپنے قوت بازو پر بھروسہ کریں تو بزدلی کی طرح حسب مراد کامیاب ہو سکتے ہیں اسی جذبہ کی کمی کی وجہ سے ہمیں ہر کام میں حکومت کی امداد طلب کرنی پڑتی ہے اور کوئی اہم کام بغیر سرکار کی مدد کے ہم نہیں چلا سکتے۔

مادہ تحقیق و تلاش

یہ جذبہ یورپ کی تقریباً ہر قوم میں پایا جاتا ہے انگریزوں میں بھی ہے اسی جذبہ کا سبب ہے کہ انگریز اونچے پہاڑوں کی چوٹیوں اور گہرے سمندروں کی تہ تک رسائی حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں کبھی قطب شمالی اور قطب جنوبی کی نہایت سرد آب و ہوا اور باد و برف کا مقابلہ کرتے ہیں تو کبھی صحرائے عرب اور صحرائے اعظم کے تپتے اور جلتے ہوئے بے آب و گیاہ میدانوں میں دھوپ کی تیزی اور پیاس کی شدت کا جس میں جان تک جاتی ہے اور ہنسی خوشی اس میں جان دیتے ہیں تاکہ ان کی حقیقت معلوم کریں اور اپنے ملک کو دنیا کی نظر میں معزز بنائیں فرانکلن نے قطب شمالی کے برفستانی میدانوں میں جان گنوائی تو کپتان سکاٹ نے قطب جنوبی میں منگو پارک صحرائے افریقہ میں ہلاک ہوا تو میلوری ہمالیہ پہاڑ کی چوٹی ماؤنٹ ایورسٹ پر۔

یہی حال علمی تحقیق و تلاش میں ہے لوگ کتبخانوں اور دارالمطالعوں کے کمرے اور سائنس کی تجربہ گاہوں میں اپنی زندگیاں گذار دیتے ہیں اور ہر ہر شے کی حقیقت اور قدرت کے پوشیدہ راز مشاہدے اور تجربے کے ذریعے معلوم کرنے کی کوشش کرتے ہیں اسی جستجو اور تلاش کی وجہ سے کسی کام کا نتیجہ انھیں معلوم ہو جاتا ہے اور دل میں کسی قسم کا وسوسہ نہیں رہتا بہت جلد کسی بات کا فیصلہ کر لیتے ہیں اور پھر ہمت کی کمر کس کر اٹھ کھڑے ہوتے ہیں اسی کا نتیجہ ہے کہ تجارت کرنے کے لئے سات سمندر پار ہندوستان میں چلے آئے جو بندہ پابندہ خدا نے اس کا صلہ یہ دیا کہ نہ صرف مالامال ہی ہوئے بلکہ گلشن حکومت پا کر نہال بھی ہو گئے ماؤں نے اپنے جگر کے ٹکڑوں کو سمندر کی ہلاکت آفرین موجوں کے رحم پر چھوڑ دیا اور بیویوں نے اپنی جان کی آسائشوں کو مختلف خطرات کے حوالہ کر دیا اور اس طرح خطرات میں پڑ کر مہمات سر کرنے کے شوق

نے قدرت کی مدد کا اپنے کو مستحق ٹھیرایا۔ اس کے برعکس ہم ہندوستانی تو بس اس ایک خیال میں مگن ہیں کہ چند روز میں پڑھ لکھ کر اور حکومت کرنے کے طریقے سیکھ کر انگریز بذریعہ ہوائی جہاز اپنا راستہ ناپینگے گویا انگریزوں کا اس ملک پر حکومت کرنے سے کوئی ناقابل تلافی نقصان ہو رہا ہے محض اسی شئے کی کمی کے سبب تعلیم کا مقصد ہمارے ملک کے نوجوان سوائے ڈگری اور ملازمت حاصل کرنے کے اور کچھ نہیں سمجھتے اسی جذبہ کے نہ ہونے نے اولو العزمی اور بلند خیالی جیسے جذبات سے ہمیں محروم کر رکھا ہے۔

تحقیق و تلاش کا مادہ نہ ہونے کے باعث ہر گاے اور پیپل اور پیٹنے والے کو مورتی اور ہر چوٹی اور جنیو گلے میں ڈالے ہوئے برہمن کو پنڈت سمجھ لیتے ہیں عربی کی ہر غلط عبارت ہمارے لئے قرآن اور حدیث اور سنسکرت کا ہر اشلوک وید اور گیتا کا درجہ حاصل کئے ہوئے ہے۔ ہماری تلاش و تحقیق کی قوتیں مردہ ہیں اور جس کا جی چاہے نمائشی اور ظاہری لباس سے ہماری نظر کو فریب دے سکتا ہے اسی مادہ کی کمی کے سبب ہر موٹا تازہ ہٹا کٹا آدمی کاسۂ گدائی لئے ہوئے فقیر سمجھا جاتا ہے اور کروڑوں روپے ہماری قوم کی گاڑھی کمائی کے ہر سال مفت خوروں اور نکموں کی نذر ہوتے ہیں اسی جذبہ کے نہ ہونے سے ہم کسی چیز پر ٹھنڈے دل سے غور اور اس کی برائی بھلائی پرکھنے کے ناقابل ہیں ہماری نظر میں ہر چمکنے والی چیز سونا ہے ہم میں رہبر اور رہزن میں تمیز کرنے کا مادہ مطلق نہیں یہی وجہ ہے کہ جہاں ہماری قوم کے مخلص افراد گوشۂ گمنامی میں اپنے دن گزار رہے ہیں وہاں نا اہل اور ریاکاروں کو اپنا الو سیدھا کرنے کا موقع مل رہا ہے اسی تحقیق و تلاش اور خطرات سے بچنے کے لئے گھر گھسنے پن کا نام ہم نے حب الوطنی سستی اور کاہلی کا نام توکل اور فریب و دغا بازی کی زندگی کا نام کامیابی رکھ چھوڑا ہے ہم جو مرخطرے اور [illegible] نہیں ہونے دیتے ناکامیابی کا اندیشہ ہمیں [illegible] تعلیم کے حصول پر [illegible] نقصان کا خیال ہمیں تجارت [illegible] نہ ہونے کا خیال ہی ہمیں ہل چلانے سے روکتا ہے اسی طرح خود اعتمادی اور قوت فیصلہ کی بھی ہم میں کمی ہے جس نے ہماری مٹی پلید کر رکھی ہے اور آج یہی کا ہی فرق انگریزوں کو حاکم اور ہندوستانیوں کو محکوم بنائے ہوئے ہے۔

جب تک ہماری قوم کے افراد غور و فکر تحقیق و تجسس اور تلاش حقیقت کے ساتھ خود اعتمادی اپنی مدد آپ کرنے اور ہر خطرات سہنے کی طرف مائل نہ ہونگے اس وقت تک انگریز حاکم اور ہم ہندوستانی محکوم رہینگے (دکھیانی)

جو لوگ علم غیب حاصل کرنا چاہتے ہیں حیرت انگیز طلسمی کتاب

غیبی اشارے

پڑھیں: یہ حیرت انگیز طلسمی کتاب ہے جو دنیا میں انقلاب پیدا کر دے گی یہ عجیب و غریب کتاب اور علم ہندوستان کی کسی کتاب میں اس وقت موجود نہیں۔

غیبی اشارے تمام غیبی واقعات صاف صاف بتائیگی
غیبی اشارے کا مطالعہ تمام دنیا میں ہونے والے واقعات سے باخبر کر دیگا
غیبی اشارے کی مدد سے آپ اپنی قسمت کی تحریر پڑھ سکتے ہیں
غیبی اشارے کا مطالعہ آپ کو اعزہ و اولاد کی [illegible] سے باخبر کر دیگا
غیبی اشارے کی مدد سے آپ اپنی قسمت کو پلٹ سکتے ہیں
غیبی اشارے کا پڑھنے والا جس کی چاہے قسمت پڑھ سکتا ہے
غیبی اشارے کے مطالعہ کے بعد ہر شخص صحیح پیشنگوئی کرنے لگے گا۔

غیبی اشارے [illegible] سے متعلق ہوگا
غیبی اشارے کے مطالعہ سے آپکو دشمنوں کے ارادہ [illegible]
غیبی اشارے کا پڑھنے والا لوگوں کے دل کی حالت [illegible] سکتا ہے
غیبی اشارے کے [illegible] معلوم ہو سکتی ہیں
غیبی اشارے [illegible] ترقی کی راہیں اور خطرے [illegible]
غیبی اشارے [illegible] اطلاع دیگی۔
غیبی اشارے کے مطالعہ سے معلوم [illegible] درست ہوگا

غیبی اشارے ایک ایسی کتاب ہے جو دل کا کام دیگی [illegible] آنے والی باتوں [illegible] والی چیستان ہے بلکہ نہایت آسان اردو زبان کی ایک کتاب ہے کسی قسم کی ریاضت کی ضرورت [illegible] ہے صرف ایک دو مرتبہ کا پڑھ جانا کافی ہے ایک [illegible] پڑھا ہوا بچہ بھی اس کتاب سے [illegible] سب اور یورپ کی زبردست پیشنگوئیاں کرنے والوں کے [illegible] واقعات نہایت صحیح بتا سکتا ہے ایسی حیرت انگیز اور لاجواب کتاب اردو میں آجتک نہیں چھپی اردو داں اصحاب اس نعمت غیر مترقبہ سے محروم تھے لیکن اب ان کی خوش قسمتی ہے ایسی لاجواب کتاب اردو میں چھپ گئی ہے جو صدہا خوبیوں پر مشتمل ہے اور یہ کتاب اپنی خوبیوں کے لحاظ سے بے مثل ہے اور پھر دیکھئے کہ اس کی قیمت بھی بہت ہی کم رکھی گئی ہے یعنی صرف ایک روپیہ چار آنے

قیمت ایک روپیہ چار آنے

ملنے کا پتہ حمیدیہ پریس دہلی

بستان التفاسیر

یعنی

اردو ترجمہ

تفسیر فتح العزیز

پارہ تبارک الذی سے

مصنفہ [illegible] زبدۃ المفسرین امام العلماء قدوۃ الفضلاء حضرت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی۔ ایسے شخص کی تصنیف کی کیا کوئی تعریف لکھ سکتا ہے صرف ان کا نام کافی ہے [illegible] بڑی بڑی سورتوں کی تفسیر ہے مع احادیث کے سورۂ تبارک سورۂ نوح سورۂ حاقہ سورۂ معارج سورۂ نوح سورۂ جن سورۂ مزمل سورۂ مدثر سورۂ قیامت سورۂ دہر سورۂ والمرسلات [illegible] ضروری ہے [illegible] صفحات [illegible] صفحات کلاں [illegible]

رعایتی قیمت [illegible] محصولڈاک [illegible]

حمیدیہ پریس دہلی

اسلام کا اثر مغربی تہذیب پر

اکثر لوگ تاریخ کو ایک بھی داستان سمجھتے ہیں اور بس۔ ان کے نزدیک یہ جو اس میں بچارہ خیال کرتے ہیں کہ جب انسان ایک گذرے ہوئے کل سے بے تعلق ہو جاتا ہے تو گذرے ہوئے سالوں اور پھر گذری ہوئی صدیوں کے واقعات اس کے لئے بجز اس کے کیا اہمیت رکھتے ہیں کہ وہ بچوں کی طرح انھیں سنیں اور حیرت زدہ ہو۔

یہ تو اس بچی بھلی کا سننا اور اسے سن سنکر حیران ہونے۔ حالانکہ ایک بات ہے جس سے سینکڑوں اور ہاتیں نکلتی ہیں لیکن جب اس امر پر غور کیا جائے کہ موجودہ حالات گذشتہ واقعات سے اس قدر بے نیاز نہیں جتنا ظاہر ہوتا ہے اور جس طرح زندہ شخص مردہ نسل سے ہیں ان کے ... اور طبائع ان کے خون میں موجود ہیں اسی طرح زمانہ حال زمانہ گذشتہ کا نتیجہ اور اسی کا پروردہ ہے جب اس امر کو مانا جائے تو عیاں ہو جاتا ہے کہ ہم ... شک واقعات سے متاثر ہیں۔ ... وہ ہماری زندگی کے بیشتر حصے پر خود بخود اثر ڈالتے رہتے ہیں موجودہ زمانہ ایک ہیولا ہے جو زندگی کے درخت سے آدیناں ہے اس کا ایک سرا ... زمانہ ہے اور دوسرا سرا آنے والا زمانہ۔

اسی طرح موجودہ دنیا کی طرز معاشرت اس کے عام اخلاق و عادات اس کی دماغی و ذہنی حالت سب اسی کی پیدا کردہ نہیں ہیں بلکہ یہ وہ پھل پھول ہیں جن میں سے بہتوں کے بیج پرانے لوگوں نے بویا انھیں نے ان کو پالا پوسا اور آخرکار باغ دنیا سے رخصت ہوتے ہوئے انھیں آنے والی نسلوں کے لئے بطور زر فشان چھوڑ گئے ہر قوم اپنے پیش رو میں ان زندہ یادگاروں کی امین ہوا کرتی ہے اور اگلا اپنے اس فرض اولیں سے عہدہ برآ ہو کر ان قدیم امانتوں کو اپنی جدت طرازیوں سے مالا مال بھی کر دے تو وہ گویا جریدہ عالم پر اپنی نیک نامی کی مہر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ثبت کر دیتی ہے۔

نشاۃ الثانیہ اور عرب

مورخین یورپ نے مغرب کی موجودہ تہذیب کا آغاز اس تحریک کو قرار دیا ہے جسے انھوں نے نشاۃ الثانیہ سے تعبیر کیا ہے ہمیں یہ دکھانا مقصود ہے کہ اس علمی و اخلاقی تحریک کے بانی جس نے نئی آگ لگن دل میں سب کے لگا دی اور گویا اک آگ سی بستی میں لگا دی تھی عرب اور محض عرب ہی تھے۔

عربوں کے قومی خصائص

خوش قسمتی سے یورپ والوں میں کچھ انصاف والے بھی ہیں اور اس مختصر تبصرے میں ہم زیادہ تر انھیں راست گو صاحبوں کے اقوال دا مار سے یہ ثابت کریں گے کہ ان کے نزدیک یورپ کے عہد تاریک میں عربوں ہی کے علم و فضل کا دیا تھا جس سے مغرب کے باہمت بزرگوں نے تہذیب و شائستگی کی سینکڑوں ہزاروں قندیلیں روشن کیں اور انھیں روشنیوں کی بدولت اس تہذیب حاضرہ کا آغاز ہوا جس کی برقی جلوہ پاشیوں سے آج ہماری آنکھیں خیرہ ہو رہی ہیں یہ عرب جنھوں نے یوں دنیا کی کایا پلٹ دی ایک آزاد منش اور بے باک قوم تھے وہ غیر قوموں کے آگے سر جھکانا افسر شاہانہ کے خلاف تصور کرتے تھے تندی سے لطف اٹھانے کی ہوس ان لوگوں میں قائم کر تھی کہ وہ مدام گاہ ہستی کے ہر مقام پر خطروں اور صعوبتوں سے دوچار ہونے کے ... مشتاق رہتے تھے اور اگرچہ قضا و قدر نے انھیں دنیائے شور و شر سے کوسوں دور لق و دق صحراؤں میں دھکیل دیا تھا مگر یہ خانہ بدوش اور جری لوگ قرنوں سے مشرق و مغرب کے مشترک تاجر بنے ہوئے تھے۔

عرب اور اسلام

اسلام نے اکراں میں ہی کی ایثار اور یگانگت کی روح پھونک دی اور اسکے لطیف اور سبید بے داغ سادے اصولوں کو اپنے سینے میں لئے ہوئے اطراف و اکناف عالم میں پھیل گئے اور جس جگہ پہنچے انہوں نے راستی اور آزاد خیالی کی اشاعت کو اپنا قومی اور مذہبی شعار بنالیا!

اسلام کی فتوحات یورپ میں

فتح ہسپانیہ

پہلی صدی ہجری کے ختم ہونے میں ابھی گیارہ سال رہتے تھے کہ عربوں نے ۷۰۷ء میں جزیرہ ہائے بلیرک یعنی (مجورقہ منورقہ آئیوقہ) پر قبضہ کر لیا تین سال بعد ۷۱۰ء طارق بن زیاد کے جبل الطارق پر اپنی فوجیں اتاریں اور مدینہ سدونیہ کی لڑائی میں جو ماہ رمضان کے وسط میں ہوئی بارہ ہزار مسلمانوں نے رزیق کی ایک لاکھ فوج کو فاش شکست دی موسیٰ جو اس وقت افریقیہ کا والی تھا اٹھارہ ہزار فوج لیکر ۷۱۲ء میں سپین کو فتح کرتا ہوا فرانس میں داخل ہوا لیکن خلیفہ ولید نے جو اپنی پھیلتی ہوئی سلطنت کو نظم و نسق سے مستحکم کرنا چاہتا تھا طارق اور موسیٰ دونوں کو معزول کر کے دمشق واپس بلا لیا موسیٰ کا ارادہ تھا کہ فرانس اور جرمنی کو مسخر کرتا ہوا قسطنطنیہ کے راستے سے ایشیائے کوچک میں داخل ہو۔ ایک فرانسیسی مورخ کہتا ہے کہ اگر وہ ایسا کر سکتا تو یورپ میں اتحاد مذہبی پیدا ہو کر تہذیب و تمدن کا زمانہ شروع ہو جاتا۔

جنگ طورس

اس کے بیس برس کے بعد ۷۳۲ء خلیفہ ہشام کے زمانہ میں وہ لڑائی ہوئی جس کے فیصلے پر عیسائی مورخین کے قول کے مطابق یورپ کی قسمت کا فیصلہ عیسائیت کے حق میں ہو گیا حقیقت یہ ہے کہ جنگ طورس میں چارلز مارٹل کو عرب سپاہیوں کی اس طمع نے جو انھیں اس وقت اپنے مال غنیمت کی نسبت تھی اور بعد میں عرب سرداروں کے باہمی تفرقوں نے بھی بہت کچھ مدد دی اور اسے یہ دیکھکر اطمینان نصیب ہوا کہ عرب راتوں رات میدان جنگ کو خالی کر کے جنوب کی طرف مراجعت کر گئے ہیں۔

عرب فرانس میں

اگر اس شہرہ آفاق جنگ میں اسے وہ کامیابی نصیب ہوئی ہوتی جو یورپین لوگ بیان کرتے ہیں تو عرب چارلز مارٹل کے بعد دو سو برس تک جنوبی فرانس پر حکمران نہ رہ سکتے چارلز مارٹل انھیں کسی شہر سے جہاں ان کا فوجی قبضہ تھا نہ نکال سکا فی الواقع وہ اور اس کے بعد یورپین بیست قدرو لوں عربوں سے بہت ڈرتے رہے اور انہوں نے

ان کے جنوبی فرانس پر قابض رہنے کو ایک نعمت غیر مترقبہ سمجھا ان لوگوں کے نزدیک عربوں کی قوم گویا ایک بھڑوں کا چھتہ تھا جس کا ناحق چھیڑنا آپ اپنی ہلاکت کا سامان بہم پہنچانا تھا طور کی لڑائی کے بعد ۷۳۲ء میں یعنی دو برس بعد عربوں نے فرانس پر حملہ کیا اور اوینیون کے شہر پر قبضہ کر لیا۔ عقبہ نے دو فیتی پر چڑھائی کی عربوں کی فوج کے چند دستے برگنڈی میں پھیل گئے اور پیرس تک کو خطرہ میں ڈال دیا اس کے ساتھ ہی وہ (۷۳۵ء میں) اطالیہ کے شمال مغربی حصے پیڈمونٹ پر قابض ہو گئے چارلز مارٹل نے ان کے خلاف مسیحیت کو صف آرا کرنے میں پوری کوشش کی مگر باوجود بہت سی مدد کے ناربون کا شہر تسخیر نہ کر سکا بالآخر اس نے دریائے لوار کے جنوب کی طرف متعدد شہروں کو منہدم کر دیا اس خیال سے کہ شاید اس طرح عربوں کی یورشیں انجام کو پہنچیں اور اسے اپنے دارالخلافہ میں چین سے بیٹھنا نصیب ہو۔ ہشام کی موت کے وقت ۷۴۳ء مسلمانوں کی سلطنت اپنی معراج ترقی پر پہنچ چکی تھی یورپ میں اسپین جنوبی فرانس اور شمال مغربی اطالیہ ان کے قبضہ میں تھے جزیرہ ہائے کارسیکا۔ سارڈینیا۔ کریٹ۔ [illegible] سائپرس۔ سسلی۔ یا صقلیہ کا ایک حصہ اور جزائر یونان میں سے بعض جزیرے بھی ان کے تصرف میں تھے۔

لیکن تھوڑے عرصہ کے بعد مسلمانوں کو اتنی بڑی سلطنت کا سنبھالنا بہت دشوار ہو گیا عربوں اور بربریوں کے قومی اختلافات اور باہمی منافرت نے حکومت کو کمزور کر دیا۔ فرانس کے مسلمانوں سے ہسپانیہ کی حکومت نے تعلقات منقطع کر دیئے پھر بھی پیپن ہابت قد۔ شاہ فرانس ناربون کے گرد چار برس محاصرہ ڈالے رہا۔ آخر ۷۵۹ء میں فرانس میں عربوں کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا لیکن اسی برس بعد ہی ایک پانچویں ہسپانی خلیفہ [illegible] کے عہد میں عربوں کی بعض فوجوں نے لنگویڈوک جنوبی فرانس پر حملہ کیا۔ نویں صدی میں سیوائے۔ پرووانس۔ اور ڈافینے میں پھیل گئے اور بعد میں لیگوریا کے ساحلوں پر ایلپس کے اوپر پیڈمونٹ میں بلکہ سوئٹزرلینڈ تک پہنچ گئے اور اس کے ایک حصہ پر قابض ہو گئے۔ فرانس کے جنوب میں مارسیلز۔ گرینوبل اور بالخصوص نیس عرصہ تک ان کے قبضہ میں رہے اور یہ انہیں کے تسلط کی وجہ ہے کہ آج تک اس شہر کا ایک حصہ عربوں کا قصبہ کہلاتا ہے۔

عرب اطالیہ میں

۸۴۶ء میں مسلمانوں نے اطالیہ کے ساحل پر ایک بحری حملہ کیا اور پاپائے روما جون ہشتم کو خراج دینے پر مجبور کر دیا انہوں نے نیپلز کے پادری کو جس نے پہلے ہی سے بخوشی ان کے ساتھ رابطہ پیدا کر لیا تھا۔ اس مال غنیمت میں سے کچھ حصہ دیا۔

دسویں صدی میں مصر کے فاطمی خلیفہ قائم نے اطالیہ کے بحری قزاقوں کا قلع قمع کرنے کے لئے ایک بیڑا تیار کیا اور وہ جنوبی اطالیہ میں گیتہ کے شہر تک تاخت و تاراج کرتا گیا اس کے جنگی جہازوں نے جنیوا پر قبضہ کر لیا بلکہ اسپاڈی یعنی الالمبرتہ کے ایک حصہ پر بھی اس کا تسلط ہو گیا اور اس میں کچھ شک نہیں کہ اگر خانگی تنازعات مانع نہ ہوتے تو مسلمان بسہولت اطالیہ کو فتح کر لیتے۔

بحری قوت

اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ مسلمانوں کی بحری قوت کس قدر تھی فی الواقع خلیفہ ہسپانیہ کے بحری بیڑے کے آگے سارے یورپ کی متحدہ بحری قوت ایک دن کے لئے نہ ٹھہر سکتی تھی مسلمانوں نے دنیاوی سطوت اور ملکی اقتدار کا راز سمجھ لیا تھا انہوں نے نہ صرف اپنی بری فوج کو قواعد داں بنایا بلکہ اپنے بحری بیڑوں سے مسیحیت پر رعب داب جمائے رکھا۔ بحر متوسط صدیوں تک ان کے قبضے میں رہا اور مغربی قومیں اس عرصہ میں انہیں سے بحری اصولوں پر کار بند رہیں لفظ ایڈمیرل۔ امیر البحر کو بگاڑا ہوا ہے اور لفظ المیرالتی امیر المالسے مشتق ہے۔

ترکوں کی سلطنت

جب ترکوں نے بغداد پر قبضہ پا کر عربوں کے مدتوں کا خاتمہ کر دیا تو انہوں نے بھی دو تین صدیوں تک [illegible] [illegible] قسطنطنیہ [illegible] محمد بن [illegible] خانہ [illegible] [illegible] [illegible] کے آگے کوئی عیسائی طاقت نہیں [illegible] لیپانٹو کی بحری لڑائی کے بعد سے [illegible] کے خطرہ سے نجات ملی ایک زمانہ میں ترک آسٹریا کے دارالخلافہ وائنا کا محاصرہ بھی کئے رہے۔

فرمانروایان اسلام و مسیحیت کے باہمی تعلقات

بایں ہمہ بلقان۔ قفقاز۔ اور روس کا جنوبی حصہ سب ترکوں کے نام کا کلمہ پڑھتے تھے موجودہ زمانہ میں ترک ہی وہ غیر عیسائی قوم ہیں جو اپنا جھنڈا یورپ کے عین وسط میں گاڑے ہوئے ہیں۔

یہ بات قابل توجہ ہے کہ مسلمانوں نے وحشیوں کی طرح [illegible]۔ [illegible] بلکہ ان کی فتوحات کے بعد اہل یورپ ان کو قدر و منزلت کی نگاہوں سے دیکھنے لگے اور جب تک وہ [illegible] رہے ان کے ساتھ سیاسی اور مالی بلکہ دوستانہ تعلقات رکھنا باعث فخر سمجھتے رہے۔

ہارون اور شارلیمن

ہارون الرشید اور شہنشاہ شارلیمن کا تعلق مشہور ہے ہارون نے اپنے عیسائی ہمعصر کو ایک یہودی سفیر کے ہاتھ بیت المقدس کی چابیاں (۸۰۱ء میں) بھیجی تھیں ایک اور موقع پر اسے نہایت عمدہ تحائف بھیجے جن سے عربوں کے تمدن کا پتہ چلتا ہے ان میں ایک گھڑی تھی جو پیتل کے گولوں کے ایک فلزی دائرے پر گرنے سے چلتی تھی غالباً یہ آبی گھڑی تھی۔

عبدالرحمٰن ثالث

عبدالرحمٰن ثالث الناصر خلیفہ اندلس سے تعلقات قائم کرنے کی شاہان یورپ نے بہت خواہش ظاہر کی اس نے پہلے پہل امیر المومنین (ہسپانیوں نے اسے بگاڑ کر میرامولین بنا لیا) کا لقب اختیار کیا اور اس میں کچھ شک نہیں کہ وہ اپنے وقت کا سب سے زبردست فرمانروا تھا فقط اس کے محصول کی آمدنی ایک کروڑ بیس ہزار دینار تھی اس کی بحری قوت یورپ بھر میں سب سے زیادہ تھی اور بحر متوسط گویا اس کی سلطنت میں شامل تھا۔ دوزی کہتا ہے کہ اس کی قواعد داں فوج دنیا بھر میں اپنا جواب نہ رکھتی تھی یورپ کے سب سے بڑے بادشاہوں نے اس کے دربار میں اپنے سفیر بھیجے۔ چھوٹے چھوٹے حکمرانوں نے دوستی کو باعث افتخار سمجھا۔ سلیوویلوں کے ڈیوک (عربی میں ضوکہ کہتے تھے) اور پرینیز (جسے عرب جبل البرت کہتے تھے) کے پار ایک اور شہزادہ نے جس کا نام اکو (ہوگو)

تھا عبد الرحمٰن کے ساتھ رابطہ قائم کرنا چاہا۔

سلطان مصر و شام الملک الظاہر سلطان بیبرس نے ۱۲۶۱ء میں قاضی جمال الدین کو شاہنشاہ منفرڈ (مین فریڈ) کے پاس بطور سفیر بھیجا۔ یہ فرمانروا مسلمانوں کا بہت بڑا مداح اور علوم و فنون کا دلدادہ تھا۔ سفیر بیان کرتا ہے کہ اطالیہ میں یہ جو ایک شہر سارا مسلمانوں سے آباد تھا جو جزیرہ صقلیہ سے آکر یہاں آباد ہوئے تھے یہ انپیرور کے معتمد علیہ ہو سب مسلمان ہی تھے اور ان کے کیمپ میں جمعے کے دن اذانیں دیا کرتے تھے اور کھلے طور پر نمازیں پڑھتے تھے پوپ نے اسی وجہ سے اسے کلیسا سے خارج کر دیا۔ یہ فرانس بعد فرانس کے بادشاہ نے اس پر حملہ کیا اور پاپا نے اس کا گلا کاٹنے کا حکم دے دیا۔ جمال الدین نے انپیرور کی خاطر ایک کتاب بھی منطق پر لکھی جس کا نام اس انپیرور کے نام پر رکھا۔

قرون وسطیٰ میں یورپ کی حالت

اب ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ جب مسلمانوں نے یورپ کے ممالک پر حملے کرنے شروع کئے اس وقت یورپ کی حالت تھی اور بالعموم قرون وسطیٰ میں مغربی تمدن کی کیا کیفیت تھی۔

ہسپانیہ کی حالت مسلمانوں کی فوج کشی کے وقت

جس وقت طارق و موسیٰ کی متفقہ کوششوں سے سارا ملک ہسپانیہ مسلمانوں کی قلمرو میں داخل ہو گیا اس وقت کا حال ناگفتہ بہ تھا۔ نوابوں اور امیروں اور پادریوں کے طبقے ہر قسم کے ٹیکس سے بری تھے طبقہ متوسط کی حالت قابل رحم تھی صنعت و حرفت طرح طرح کے محصولوں کے شکنجے میں جکڑی ہوئی تھی اور تجارت محض نام کو باقی رہ گئی تھی حقوق یافتہ امراء نے ملک کو بڑی بڑی جاگیروں کی صورت میں منقسم کر رکھا تھا جہاں دنیا دار اور کلیسائی لوگ خوب گلچھرے اڑاتے تھے اور اپنے غلاموں اور کمینوں کی محنت و مشقت سے فائدہ اٹھا کر انہیں طرح طرح کے عذابوں میں گرفتار کیا کرتے تھے عام لوگ جہالت اور توہمات کے سخت پنجوں میں پھنسے ہوئے تھے تعلیم سے عاری اور عقل و فہم سے کوسوں دور پڑے ہوئے تھے یہودیوں کے ساتھ حد درجہ کی سختی کی جاتی تھی بادشاہ اور امراء اور پادری سب ان کی گردن پر سوار تھے اور ان کی زندگی جہنم کی زندگی کا نمونہ بنائے ہوئے تھے غرض ہسپانیہ اور بالعموم یورپ کی حالت صدیوں سے اسی طرح تھی کہ نیکیوں پر بدیاں اور علم و حکمت پر لاعلمی اور جہالت کے ہزاروں لاکھوں پردے پڑے ہوئے تھے جب قوموں اور ملکوں کا یہ حال ہوتا ہے تو قدرت عالم اپنی ہیبت ناک آواز سے کسی ایسے رہائی دلانے والے کو پکارتی ہے جو اپنے قول و عمل سے ان مردہ روحوں میں ایک تازہ جان ڈال دے اور یہ دعوت کبھی بیکار نہیں جاتی!

صلیبی لڑائیاں

صلیبی لڑائیاں اہل یورپ کی جہالت و وحشت کا صحیح نقشہ کھینچتی ہیں ۱۰۹۵ء میں جب پوپ اربن دوم نے پہلی صلیبی جنگ کی دعوت عام کا اعلان کیا تو اس نے تمام گنہگاروں کو ان کے گناہوں کی معافی عطا کی عیش پسندوں کو یونانی عورتوں کے دلفریب حسن کی ترغیب اور مشرق کی بدمست کرنے والی شرابوں کی تحریص دیکر یہ یقین دلایا کہ مسیحیت کا خلاق کے ساتھ ہے ملمن کہتا ہے کہ انہوں نے ایسے ایسے گناہوں کا ارتکاب کیا جن پر قدرت کانپتی تھی۔ بچوں کو ماؤں کی چھاتیوں پر قتل کیا اور ان کے اعضاء کو ہوا میں بکھیر دیا جبھی مسلمانوں کو نہ پایا تو بے گناہ یہودیوں پر اپنی چھریاں تیز کیں ۱۰۹۸ء میں جب وہ انطاکیہ کا محاصرہ کر رہے تھے صلیبیوں نے خوراک کی کمی کی وجہ سے مردم خوری شروع کر دی فون سیبل اور دیگر مورخین ہم کو یقین دلاتے ہیں کہ صلیبیوں کے طبقہ اسفل میں مردم خوری کی عادت عام تھی۔ مرۃ النعمان میں انہوں نے ایک لاکھ مسلمانوں کو قتل کیا انسانی گوشت عیسائیوں کے کیمپ میں دن دہاڑے بکتا تھا جب وہ یروشلم میں داخل ہوئے انہوں نے ستر ہزار مردوں عورتوں اور بچوں کو قتل کیا ریمنڈ و ڈیل اپنا چشم دید بیان کرتے ہوئے کہتا ہے کہ مسجد کے صحن میں خون گھٹنوں بلکہ گھوڑوں کی باگوں تک پہنچا تھا۔

دوسری صلیبی جنگ میں ۱۱۴۷ء نو لاکھ لوگ شاہنشاہ جرمنی اور شاہ فرانس کے پرچم کے نیچے جمع ہوئے جن میں عورتیں بھی تھیں نتیجہ ہلاکت اور شکست ہوا۔

تیسری جنگ ۱۱۸۹-۹۲ء میں صلاح الدین کی فراخ حوصلگی اور ہیبت کی تنگدلی و جہالت کا خوب مقابلہ ہوا جس میں فتح مسلمانوں کے ہاتھ رہی

پانچویں جنگ ۱۲۰۴ء میں جو قسطنطنیہ سے آگے نہ بڑھ سکی صلیبیوں نے اپنے ہم مذہبوں پر وہ مظالم کئے کہ گبن انہیں ترکوں سے زیادہ وحشی کہتا ہے اور صلاح الدین کے سپاہیوں کی عالی ہمتی اور اچھے سلوک کی مثال ان کے سامنے پیش کرتا ہے کہ جب وہ یروشلم میں داخل ہوئے تو انہوں نے باشندوں کی کس طرح دلجوئی کی۔

اندلس میں عیسائی رعایا کا مسلک

ہسپانیہ میں عبد الرحمٰن دوم (اوسط) کے زمانہ میں (۸۲۲-۵۲ء) عیسائی رعایا کی اخلاقی حالت کا اندازہ اس بات سے بخوبی ہو سکتا ہے کہ باوجود مسلمانوں کی بے مثل رواداری کے انہوں نے اپنے مذہبی تعصبات کا ایک جاہلانہ طریق میں اظہار کیا دیہات میں وہ مسلمانوں اور ان عیسائیوں پر جو مسلمانوں کے آداب و خیالات سے متاثر ہو گئے تھے رہزن اور ڈاکو بنکر حملہ کرتے تھے شہروں اور قصبوں میں وہ گالی گلوچ کے ذریعہ سے قانون کی لپیٹ میں آکر شہید بنجاتے تھے بلکہ بعض تو اس قدر شوخ چشم اور وحشی خصلت تھے کہ جامع مسجد میں جا کر مسلمانوں کو آخرت کا عذاب یاد دلاتے اور آواز بلند پیغمبر اسلام کو گالیاں دیتے۔

عربوں کا اخراج ہسپانیہ سے

۱۴۹۲ء کے بعد جب فرڈیننڈ کی فوجوں نے مسلمانوں کی کمزور حکومت کو جڑ سے اکھاڑ کر ملک سے باہر پھینک دیا ہسپانیوں نے اپنے قومی جوہر دکھانے میں نہایت خونریزی اور خباثت

نفس سے کام لیا۔ اٹھارہ برس کے عرصے میں انہوں نے تیس لاکھ نفوس کو ملک سے خارج کر دیا جن میں سے اکثر راستے ہی میں موت کا شکار ہو گئے چنانچہ ایک لاکھ چالیس ہزار مسلمانوں میں سے جو ۱۶۱۱ء میں افریقہ کو جا رہے تھے ایک لاکھ مارڈالے گئے۔ موسیو لیبان کہتے ہیں کہ وحشی سے وحشی اور بیرحم سے بیرحم ملک گیروں نے بھی اس قسم کے دردناک قتل عام کا دھبا دامن پر نہیں لگایا کو ندلے ایک ہسپانوی مورخ لکھتا ہے کہ ان ملکوں میں جو کبھی عربوں کی موجودگی سے باغ ارم کا نمونہ بن رہے تھے آج ایک دائمی تاریکی چھائی ہے ان عمارات اور کھنڈروں کے بیچ میں سے جو زمانے کی دست برد اور ہسپانیوں کے مظالم سے باقی رہ گئے ہیں حقیقت کی دردناک آواز روز و شب یوں چلاتی رہتی ہے کہ دائمی عزت و وقار کا سہرا مفتوح عربوں کے سر پر اور دائمی انحطاط و ذلالت کے کانٹے فاتح ہسپانیوں کے پاؤں میں۔

یورپ کی روحانی حالت

یورپ کے تمام ممالک خصوصاً اطالیہ اور یونان میں لوگوں کی روحانی حالت کو عیسائیت کی ہزار سالہ مذہبی تعلیم نے ویسا ہی رہنے دیا تھا۔ ڈریپر اپنی مشہور تصنیف یورپ کی دماغی ترقی میں لکھتا ہے کہ جنوبی یورپ کی اقوام میں پرانے بت پرستانہ توہمات اس طرح چھائے ہوئے تھے کہ انہوں نے نہ صرف ترقی نہ کی تھی بلکہ اپنے ساتھ اپنے مقدس مذہب کو بھی مسلمانوں اور یہودیوں کے طعنوں کا ہدف بنا رکھا تھا وہ خود تو جہالت میں ڈوبے ہوئے تھے ہی عیسائیت کو بھی اپنے ساتھ لے ڈوبے۔

مسیحی توہمات

پاپائے روما اس شخصی حکومت کا سردار اور بادشاہ تھا جس نے یورپ کی روح کو لغو کرامات اور لا یعنی معجزات کی سلاسل میں گرفتار کر رکھا تھا۔ ہر طرف معجزوں کی بھرمار اور آسمانی نشانات کی بوچھاڑ ہوتی تھی اور مشرکانہ بدعتوں نے مذہب کو ایک کھیل بنا دیا تھا۔ مقدس دوشیزہ اور اولیا کو قوانین قدرت میں الٹ پھیر کرکے دعا گو اشخاص کو منظر استحسان دیکھنے کا حق حاصل تھا جوں کی گریہاں گناہوں اور بدعتوں کے سامنے دن دوپہر

صدہا چراغوں اور موم بتیوں کا جلانا بیماریوں اور خطروں سے خوق العادت طریقوں سے شفا یا نجات پانا اور اس کے شکرانے میں نذر و نیاز گذراننا اور منتیں چڑھانا گذرے ہوئے بزرگان دین کو دلی یا خدا قرار دینا پادریوں کا خاص مزار سے چالاک منڈوانا اور دوامی تعلقات سے بظاہر محترز اور باطن ان میں منہمک رہنا! یہ وہ باتیں تھیں جنہیں ساری عیسائی دنیا گویا اپنے مذہب کا لازمی جزو سمجھتی تھی۔

پاپائیت

۱۰۷۳ء میں پاپائیت کا عہدہ نیلام کیا گیا جس پر امیدواروں نے بڑھ بڑھ کر بولیاں دیں اور وہ کیوں ایسا نہ کرتے جبکہ یہ عہدہ ایک معقول آمدنی کا ذریعہ اور بعید حکومت پسندی اور جور و ظلم کا سرچشمہ تھا۔ پوپوں کی رشوت ستانی اور عیش پرستی ضرب المثل ہو چکی تھی "پوپ سا بدمعاش" "یا پوپ سا خوش قسمت" یہ فقرے اس زمانے میں زبان زد خلائق تھے۔

بت پرستی

بت پرستی کا اس قدر رواج تھا کہ شہر شہر کا بت جدا تھا جا بجا اولیا کی ہزاروں مورتیں تھیں جن کی نسبت یہ اعتقاد تھا کہ بعض ان میں سے روتی رہتی ہیں بعض چشمک زنی کرتی ہیں اور بعض کے اعضا سے خون جاری ہوتا ہے۔ بہشت مقدس پرندے ہیں اپنے شہداء چراگاہوں میں مویشیوں کے ساتھ چرنے والے راہب غاروں میں درندوں کے ساتھ پناہ لینے والے خدا پرست! ان سب نے عیسائیت کو دنیا کا سب سے زیادہ توہم پرست مذہب بنا رکھا تھا۔ ایک مشہور انگریزی مورخ کہتا ہے کہ مشرقی روم قسطنطنیہ کے عیسائیوں نے ہزار سال میں باوجود اتنے خزانِ علم رکھنے کے ایک مشہور مصنف یا ایک علمی کتاب بھی پیدا نہیں کی۔ دینیات نے خیالات کو اپنے شکنجے میں دبا کر بیجان کر دیا تھا۔

پوپ کا اقتدار یورپ میں

حضرت پوپ کے عروج کے زمانے میں ہر بادشاہ کو اپنا غلام اور اس کی رعایا کو اپنا ہی مال سمجھتے تھے۔ وہ بادشاہوں کے سیاسی چھوڑ خانگی معاملات میں دخل دینا اپنا حق تصور کرتے تھے چنانچہ فلپ شاہ فرانس کے ساتھ ایسا ہی ہوا۔ اس نے

دہلی کے کھنڈروں سے ایک صدا!

شاہجہان آباد اجڑ چکا مگر اس کے کھنڈر اب تک مٹنے والوں کے کارنامے سنا رہے ہیں اور شہر کے در و دیوار اس وقت بھی اپنے مہمانوں کا مرثیہ پڑھ رہے ہیں آج سے ستر سال پہلے دہلی کی کیا حالت تھی بادشاہ کا جلوس قلعہ معلی کی بہاریں شاہی جھمگٹے میلے تماشوں کے رنگ دربار کی کیفیت قطب صاحب پیر غیب شاہ بڑے اور کوٹلہ کے جشن شہر کی آبادی کی چہل پہل ہندو مسلمانوں کی معاشرت۔ رمضان۔ عید۔ سلونو سالگرہ کے تزک و احتشام شادی بیاہ کی رسوم غرضکہ دور گذشتہ کی بہاریں اگر دیکھنی ہوں تو مصور غم علامہ راشد الخیری مدظلہ کی معرکۃ الآرا تصنیف جدید

نوبت پنجروزہ

ملاحظہ فرمائیے جس میں آخری بادشاہ مغلیہ کی پانچ نوبتیں اس قدر دردانگیز پیرایہ میں بیان کی گئی ہیں کہ آپ کو آنسو رلا دیں گی۔ پانچویں نوبت جب دلی نے بادشاہ کو وداع کیا غدر ۱۸۵۷ء کے واقعات مجبوروں کی ذلت مظلوموں کی حالت زار مردوں کی بربادی عورتوں کی تباہی اور بادشاہ بیگم کے پیہم مصائب ناممکن ہے کہ آپ آنسو بہائے بغیر پڑھ سکیں بادشاہ کی تصویریں اور تین نادر عکسی تحریریں بھی دی گئی ہیں۔ نوبت پنجروزہ دور حاضر کے مایہ ناز اردو مصنف کی بہترین تصنیف ہے پانچ سال سے شائقین ادب بے چینی سے اس کا انتظار کر رہے تھے آپ منگانے میں جلدی نہ کریں گے تو دوسرے ایڈیشن کا انتظار کرنا پڑے گا۔

قیمت صرف عمر ملنے کا پتہ:۔ حمیدیہ پریس دہلی۔ قیمت عمہ

جنّت کی کھڑکی

(از جناب ڈاکٹر سعید احمد صاحب بریلوی)

مرزا عبد المجید جب شوربے میں بھیگی ہوئی روٹی کو خوب ملکر اور مسوڑھوں سے چبا چبا کر کھانے سے فارغ ہوئے تو بیوی نے پن کلی میں کتھا چونا پان اور حقے کا حقہ لاکر ان کے سامنے رکھ دیا۔ مرزا صاحب کی عمر اب ساٹھ برس سے کچھ اوپر تھی وکالت کیا کرتے تھے اور اپنے زمانے میں ان کا شمار شہر کے بہترین وکیلوں میں ہوتا تھا فوجداری کے مقدمات تو بالعموم وہ لیتے ہی نہ تھے لیکن دیوانی کے مقدموں کے متعلق مشہور تھا کہ جس مقدمہ کو انہوں نے لیا اسے جتا ہی کے چھوڑا۔ اب کوئی تین برس سے انہوں نے کچہری کا آنا جانا بالکل چھوڑ دیا تھا کیونکہ اب ان کے قویٰ بالکل ضعیف ہو گئے تھے اور اب وہ چاہتے تھے کہ باقی عمر آرام اور یادِ الٰہی میں بسر کریں۔

مرزا صاحب کی بیوی ان سے دس برس چھوٹی تھیں۔ گیتی آرا بیگم نام تھا اور مرزا صاحب کی رشتے کی بہن بھی ہوتی تھیں ان کی شادی کو آج تیس برس سے بھی زیادہ مدت گذر چکی تھی لیکن محلے والوں اور رشتہ داروں کا سب کا یہ قول تھا کہ ان دونوں میاں بیوی کو کبھی چھوٹے سے چھوٹا جھگڑا ہوتے بھی کسی نے نہ دیکھا نہ سنا۔ مرزا صاحب کی جوانی بڈھوں سے بھی زیادہ پرہیزگاری اور پارسائی میں گذری تھی اگرچہ خدا کے فضل سے حسن کی کمی تھی نہ دولت کی مگر اس خدا کے بندہ نے کبھی آنکھ اٹھا کر کسی کی عزت پر نگاہ اٹھا کر بھی نہ دیکھا۔ بیوی کی بھی کچھ ایسی ہی حالت تھی تمام کنبہ انہیں چھیڑا کرتا تھا کہ یہ تو میاں کے عشق میں دیوانی ہو رہی ہیں وہ اس چھیڑ سے خوش ہوا کرتی تھیں اور بہت سی جواب دیا کرتی تھیں کہ خدا کا شکر ہے بہت سی سہیلیوں کے ساتھ میں دیوانی ہی اچھی ہوں۔ اب ان کی عمر بھی بہت کافی ہو چکی تھی۔ گھر میں مامائیں وغیرہ سب ہی موجود تھیں مگر مجال کیا کہ مرزا صاحب کے کسی کام کو کوئی اور ہاتھ لگائے کھانا انہیں خود کھلاتیں منہ ہاتھ دھلاتیں غرض جتنے کام اپنے ہاتھ سے رہیں۔ ورنہ گٹھی تو اب ان کے اپنے اعضاء میں بھی رہتی تھی اسلئے جتنی مرتبہ خود بات کہا کریں مگر بھی اپنا آپ۔

جب مرزا صاحب نے پان کھا لیا اور حقے کے دو چار کش بھی لے چکے تو گیتی آرا ان کے پاس پلنگ پر بیٹھ گئیں اور مسکرا کر بولیں۔

"میں کہتی ہوں تم کیسے بے فکر بیٹھے ہو تمہیں رشید کا ذرا سا بھی خیال نہیں ہے اس کی عمر برابر زیادہ ہوتی چلی جا رہی ہے۔ اس کے ساتھ کے لڑکے ایک ایک دو دو بچوں کے باپ بن چکے اور اس کی ابھی تک کہیں منگنی بھی نہیں ہوئی ہے وہ اپنے دل میں کیا کہتا ہوگا۔ ہم سب کو وہ اپنے ہاتھ پیروں کا بھی ہو گیا ایم۔ اے پاس کر آیا اور اب مقدمے بھی اس کے پاس آنے لگے؟"

مرزا صاحب (مسکرا کر) تو تم نے کہیں رشتہ پر چھا ہوتا۔ یا میں نے کیا منع کیا تھا۔

گیتی آرا: میں عورت ذات سمجھی ہوں گی یہ تمہارا کام ہے۔

مرزا صاحب۔ بیگم! اب آج کل لڑکوں کو شادی کے متعلق ماں باپ کی مدد کی ضرورت نہیں رہی ہے۔ آج کل کے بچے اپنے ماں باپ سے زیادہ عقلمند ہوتے ہیں۔

گیتی آرا۔ اے رہنے دو اس بیچارے نے کبھی کچھ کہا تھا وہ تو ایسا نیک اور غریب ہے کہ خدا کرے ہر مسلمان کا بچہ ایسا ہی ہو۔

مرزا صاحب: میں نے یہ کب کہا تھا کہ وہ نیک نہیں ہے مگر میرا خیال ہے کہ شادی کے بارہ میں اس کے خیالات ذرا انگریزی طرز کے ہیں۔

گیتی آرا۔ آخر تمہیں کیسے معلوم ہوا؟

مرزا صاحب: میں نے سنا ہے کہ انہوں نے اشتہار دیا ہے کہ ایک نوجوان لڑکی کی ضرورت ہے جو حسین ہو تعلیم یافتہ ہو نیک ہو مہذب ہو اور خدا جانے کیا کیا ہو جب بہت سی درخواستیں آجائینگی تو ان میں سے کسی ایک کو منتخب کرینگے۔

گیتی آرا۔ (منہ پر ہاتھ رکھکر) اے ہے کیا تم سچ کہہ رہے ہو! میرے دل میں تو سب سے بڑا ارمان یہی تھا کہ اپنے بچے کے لئے اچھی سے اچھی دلہن ڈھونڈھ کے لاؤں گی۔

مرزا صاحب: تو یہ اچھا ہی ہے تم تکلیف سے بچ گئیں۔

گیتی آرا۔ اے چلو رہنے دو تمہیں ہر وقت ہنسی ہی سوجھتی ہے مجھے تو یہ سنکر بڑا رنج ہوا۔

مرزا صاحب: اس میں رنج کی کونسی بات ہے؟ رشید کی اگر یہی خواہش ہے کہ وہ اپنی پسند اور اپنی مرضی سے شادی کرے تو مجھے تو اس میں کوئی خرابی نظر نہیں آتی۔ ہم بھی اگر کہیں تلاش کرتے تب بھی تو اس کی مرضی ضرور ہی دریافت کرتے۔

بیگم۔ برائی تو کچھ نہیں مگر خدا جانے کیوں یہ بات کچھ میرے دل کو اچھی نہیں معلوم ہوتی۔ دو چار ایسی شادیاں جو میری نظر میں ہیں ان کا انجام کچھ اچھا نہیں ہوا۔ شاید اسی لئے ڈرتی ہوں۔

مرزا صاحب۔ ہاں خیال تو میرا بھی یہی ہے کہ نوجوان بچے شوق اور جوش کی حالت میں برے بھلے کی تمیز بالکل نہیں کرتے اور اکثر ایسا ہی ہوتا ہے کہ حسین کسی کی ظاہری شکل و صورت سب سے پہلے ان کی آنکھوں کو اچھی معلوم ہوئی اسی پر لٹو ہو جاتے ہیں اور یہ سمجھنے لگتے ہیں کہ ہمیں اس سے محبت ہو گئی ہے جب چند روز بعد وہ صورت ہر وقت نظر کے سامنے رہتے رہتے پرانی پڑ جاتی ہے اور اس میں اتنی دلکشی باقی نہیں رہتی تو اب ان کی توجہ صورت کی طرف سے ہٹ کر سیرت کی طرف مبذول ہوتی ہے اور ایک دوسرے میں بہت سے عیب نظر آنے لگتے ہیں اور اکثر ایسا بھی ہو جاتا ہے کہ آپس میں ایک دوسرے سے دل برے ہو جاتے ہیں۔

بیگم۔ یہی تو میں بھی کہتی ہوں کہ میں ایسی شادیوں کے نتیجے اچھے نکلتے نہیں دیکھے تم کوئی ترکیب ایسی نکالو کہ رشید اس خیال کو چھوڑ دے اور دنیا زمانے کے دستور کے موافق ہم جہاں مناسب سمجھیں اس کی شادی کریں۔

مرزا صاحب (ہنس کر) دنیا زمانے کا دستور تو اب یہ نہیں رہا ہے کہ اولاد کی شادی ماں باپ کریں۔

بیگم۔ اچھا وہ کچھ بھی ہو تم کوئی صورت ایسی نکالو کہ وہ سیدھے راستہ پر آ جائے۔

مرزا صاحب: میرے خیال میں تم کسی موقع پر اس سے یہ کہو کہ بیٹا ماشاء اللہ تم جوان ہو گئے ہو اور ہمیں اب تمہاری شادی کی فکر ہے اسی لئے ہم نے دو ایک جگہوں پر رقعے بھیجے ہیں مگر ہم یہ چاہتے ہیں کہ بات کی آنے سے پہلے تمہاری مرضی معلوم کر لیں۔ پھر دیکھو اس کا وہ کیا جواب دیتا ہے۔

(۲)

مرزا عبدالرشید سیر سٹر ایٹ لا ایک نہایت حسین اور بلند بالا نوجوان تھے خوب کھلتا ہوا گیہواں رنگ بڑی بڑی آنکھیں اور چہرہ کا خالص مغلئی انداز سب ایسی چیزیں تھیں جن کے مجموعے نے ان کی صورت میں ایک خاص دلکشی پیدا کر دی تھی ان کے گوشۂ دہن کا جھکاؤ اور تھوڑی کا جوڑ بن اکثر دیکھنے والوں کے دلوں میں یہ خیال پیدا کر دیا کرتا تھا کہ وہ کسی قدر ضدی طبیعت کے آدمی ہیں اور یہ بھی ممکن ہے کہ یہ ضد نا منصفی کی حد تک پہنچ جائے۔ ولایت کی تعلیم اور انگلستان کے طویل قیام نے انھیں ایک بڑی حد تک مشرقی طرز معاشرت سے بیگانہ اور مغربی رسم و رواج کا دلدادہ بنا دیا تھا۔ نرت چنو ترین کا رکھنائی اور ڈاڑھی مونچھیں بالکل صفا تو اب اس قدر عام چیزیں ہو گئی ہیں جو سمجھی جاتی ہیں کہ انھیں بدیشی اور غیر ملکی رواج کہنے کی مشکل ہو سکے سے پڑ سکتی ہے لیکن مرزا رشید کی طبیعت کا انداز بھی بہت کچھ بدل گیا تھا اور حقیقت یہ ہے کہ وہ طبعاً بھی اب ایک ہندوستانی کی بہ نسبت ایک انگریز سے زیادہ مشابہ تھے۔ خود طلبی اور خود غرضی رعونت و تکبر زر پرستی غریبوں اور کمزوروں سے نفرت اور اسی قسم کے اور بہت سے "اوصاف حمیدہ" ان کی طبیعت میں داخل ہو چکے تھے اور خود ان کا اپنا بیان ہے کہ انھیں اس خیال سے شرم آتی تھی کہ وہ ہندوستانی ہیں۔

ولایت سے آئے ہوئے انھیں ابھی صرف چھ مہینے ہوئے تھے لیکن چونکہ ایک مشہور وکیل کے بیٹے تھے اور طبیعت بھی تیز پائی تھی اسلئے تھوڑے ہی عرصہ میں مقدمے ان کے پاس آنے لگے اور ہر شخص ان کے مستقبل کے متعلق کامیابی کی پیشین گوئی کرنے لگا۔ اپنے بے تکلف احباب سے وہ کئی مرتبہ اپنا یہ خیال ظاہر کر چکے تھے کہ نوجوانوں کی شادی میں ماں باپ کو قطعاً کوئی دخل نہ ہونا چاہئے اور اس معاملہ میں اولاد کو کامل آزادی حاصل ہونی چاہئے کہ وہ جسکے ساتھ چاہیں شادی کر لیں۔

"تو پھر آپ اپنے ساتھ کوئی میم کیوں نہ لیتے آئے؟" ان کے اکثر دوستوں نے ان سے پوچھا لیکن اس کا جواب انھوں نے یہ دیا کہ "میں ایک انگریز عورت کا خرچ نہ برداشت کر سکتا تھا ورنہ ضرور ایسا کرتا"۔

پردہ کے رسم و رواج کی وجہ سے مرزا رشید کو کسی طرح بھی یہ موقع حاصل نہ تھا کہ اپنے لئے دیکھ بھال کر کوئی بیوی تلاش کر لیتے اسلئے انھوں نے اسی پر قناعت کی کہ مختلف اخبارات میں اشتہارات دیدیئے اور جب کئی ایک مقامات سے درخواستیں آئیں تو انھیں اپنی تصویر بھیجدی اور ان سے لڑکی کی تصویر منگائی بعض شخصوں نے تو ان کی تصویر کو پھاڑ کر پھینک دیا اور جواب میں انھیں کچھ برا بھلا لکھ بھیجا لیکن دو تین مقامات سے تصویریں آ ہی گئیں اور انھیں میں سے ایک یا تو فی الحقیقت انھیں پسند آگئی یا شاید اسلئے پسند کر لینی پڑی کہ اسکے سوا کچھ اور چارہ ہی نہ تھا بہر حال خوشی سے یا مجبور ہو کر انھیں ایک تصویر پسند آ ہی گئی اور ماں اور باپ دونوں کی سخت مخالفت کے باوجود انھوں نے خط و پیام کے ذریعہ سے یہ بات پختہ کر لی اور چند روز میں جا کر اسے بیاہ لائے۔

مرزا عبدالمجید ان لوگوں میں سے تھے جو بیٹے کی اس خود سری اور خود رائی کی اسے سزا دیتے انھیں رشید کا یہ طرز عمل سخت ناگوار گذرا لیکن اس کے نہ وہ اس سے ناراض ہوکر اسے عاق یا محروم الارث کر دیتے انھوں نے اس کو زیادہ پسند کیا کہ اپنے اوپر تکلیف اٹھائیں اور بیٹے کو خوش و خرم رہنے کا بڑے سے بڑا موقع دیں انھوں نے ایک روز رشید کو بلا کر جائداد کے انتظام کا غذات اسکے سپرد کر دیئے اور قانونی طریقہ پر اپنی تمام املاک اسکے نام ہبہ کر دی۔

بیٹے اور بہو پر ان کے اس طرز عمل کا اثر بہت اچھا پڑا اور چند روز تک یہ دیکھا گیا کہ رشید اور ان کی پسندیدہ بیوی ہر وقت بڑے میاں بیوی کی خدمت اور دلجوئی میں لگے رہتے تھے اور ان کی آرام و آسائش کا بدرجۂ اتم خیال رکھتے تھے لیکن یہ حالات بہت زیادہ عرصہ تک قائم نہ رہ سکے اور زمانہ کی شرارت نے رشید کی بیگم صاحبہ کو اور عورتوں کے کلبوں اور ان ... نے خود رشید کو اپنی طرف متوجہ کر لیا۔ اکثر بہو نہایت محبت سے یہ کہتی کہ کلب کو جا رہی ہوں کہ "امی جان آج کلب میں جلسہ ہے مجھے بہت دیر ہو جائیگی کہ میں آپ کو چائے پلا دوں" اور جب کبھی اتفاق سے رشید رات کو جلدی آ جاتے اور بڑے مرزا صاحب اس وقت تک جاگتے ہوتے تو کبھی تمدن ... انداز میں وہ باپ سے یہ کہتے ہوئے کہ "ابا جان کیا عرض کروں آجکل وقت ہی نہیں ملتا آپ کا مزاج تو بالکل اچھا ہے" کپڑے بدلنے کے لئے اندر گھس جاتے۔

(۳)

برسات کا موسم تھا اور اتوار کا دن۔ کالی کالی گھٹائیں یوں تو کئی روز سے چھائی ہوئی تھیں اور روزانہ تھوڑی بہت بارش ہوتی تھی لیکن اس رات سے تو یہ عالم تھا کہ ایک ہی مسلسل بارش ہوتے ہوتے کئی گھنٹے ہو چکے تھے اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جیسے آج برس کر پھر نہ برسیگا کبھی ... چھتیں اب بارش کی مزید تاب نہ لا سکیں اور بڑے بڑے ٹپکے ... کی یہ حالت ہو گئی کہ جس طرح کمروں سے باہر پانی برس رہا تھا اسی طرح ... مرزا صاحب کا مکان غیر معمولی طور پر مضبوط بنا ہوا تھا لیکن آج اس کی بھی اکثر چھتوں نے جواب دیدیا اور جو کمرے بڑے مرزا صاحب اور ان کی بیوی کے لئے مخصوص تھے ان میں کوئی جگہ ایسی باقی نہ رہی جو ٹپکتی نہ ہو۔ رشید اور ان کی خوابگاہیں اس مصیبت سے محفوظ تھیں اسلئے انھیں تو کچھ خبر نہ ہوئی لیکن بڑے مرزا صاحب کو علی الصباح ہی مع اپنی بیوی کے نشست گاہ میں اپنی چارپائی بچھوانی پڑی کیونکہ علاوہ رشید کے سونے کے کمرہ کے سارے مکان میں صرف یہی ایک جگہ تھی جس کی چھت ٹپکنے سے بچی ہوئی تھی۔

اپنے معمول کے مطابق نو بجے کے قریب سو کر اٹھا اور نوکروں کو کچھ ہدایات دینے کے لئے جب نشست گاہ سے گذرا تو اس نے دیکھا کہ وہاں والدہ اور والد

کے پلنگ بچھے ہوئے ہیں اور فرش پر ایسے بہت سے نشانات موجود ہیں جو بتا رہے ہیں کہ باہر سے بھیگے ہوئے پاؤں لیکر لوگ اندر آئے تھے۔ رشید کو یہ صورت حال سخت ناگوار گذری اور ملازم جو آن موجود ہوا اس نے ڈانٹ کر پوچھا

یہ تم نے کیا بدتمیزی کی ہے میں نے تم سے کل شام کو کیا کہا تھا؟ تمہیں معلوم ہے کہ ابھی تھوڑی دیر میں لوگ دعوت کھانے کے لئے آ گئے ہوں گے۔ انھیں کہاں بٹھایا جائے گا؟

نوکر۔ حضور مکان کی سب ہی چھتیں ٹپک رہی ہیں اور کوئی بھی اتنی جگہ نہ تھی کہ بڑے مرزا صاحب کا پلنگ بچھا دیا جاتا۔ ان کے کمرے میں حضور جا کر دیکھیں تمام پانی ہی پانی بھرا ہوا ہے۔

رشید۔ مگر تم سے یہ کس نے کہا تھا کہ تم اس کمرہ میں ان کا پلنگ بچھا دو؟

نوکر۔ حضور! انھوں نے بڑے مرزا صاحب نے حکم دیا تھا۔

رشید۔ انھیں تو خبر نہیں تھی کہ آج لوگوں کی دعوت ہے۔ تم نے انھیں بتا کیوں نہیں دیا۔

نوکر۔ حضور! میں نے تو عرض کر دیا تھا اور بڑے حضور نے اسی وجہ سے گھر کے سب کمرے ملاحظہ بھی فرمائے مگر کوئی اور کمرہ ایسا نہ تھا جس کی چھت نہ ٹپکتی ہو اس لئے مجبوراً یہیں پلنگ لانے پڑے۔

رشید۔ تم بالکل بے وقوف ہو۔ جب ہم نے تمہیں حکم دے دیا تھا کہ اس کمرہ میں مہمان بیٹھیں گے تو تمہیں ہرگز ہرگز ایسا نہ کرنا چاہئے تھا۔

زہرہ بالکل بے پردہ تو نہ رہتی تھی لیکن بہت زیادہ پردہ کی بھی پابند نہ تھی خاوند کے چلانے کی آواز سنکر وہ بھی آ گئی۔

زہرہ۔ کیا ہوا ڈارلنگ آپ کیوں صبح ہی صبح اس قدر خفا ہو رہے ہیں۔

رشید۔ ان نوکروں نے ناک میں دم کر دیا ہے میں نے کل شام کو اچھی طرح سمجھا دیا تھا کہ آج کئی ایک دوستوں کی دعوت ہے اور اس کمرہ کو ان کے لئے مخصوص کر دیا تھا ان کمبختوں نے صبح ہوتے ہی اسے تمام غلیظ کر دیا اور اب اباجان اور اماجان کی وہاں چارپائیاں بچھا دیں اب تھوڑی ہی دیر میں ساڑھے گیارہ دیکھئے نو بج چکے ہیں دس بجے سب لوگ آ جائیں گے اور گھر میں کہیں اتنا ٹھکانا نہ ہوگا کہ انھیں بٹھایا جا سکے میں اگر ایسا جانتا تو کسی ہوٹل میں دعوت کا انتظام کر دیتا۔

زہرہ۔ مگر اس میں نوکر کا کیا قصور ہے اباجان نے اسے حکم دیا ہوگا اور وہ ان کا حکم ماننے پر مجبور تھا۔

نوکر۔ ہاں حضور یہی بات ہے۔ بڑے حضور نے حکم دیا تو پھر حضور ہم کیا بول سکتے تھے۔

رشید۔ دیکھو جی، بک بک مت کرو، تم بڑے حضور کے نوکر نہیں ہو ہمارے نوکر ہو۔

نوکر۔ بہت اچھا حضور! اب اگر حضور حکم دیں تو ہم ابھی دس منٹ میں سب ٹھیک کئے دیتے ہیں۔

زہرہ۔ لیکن گھر تو تمام ٹپک رہا ہے اباجان جائیں گے اور کس کمرہ میں؟

رشید۔ (اسی غصہ کی حالت میں) اباجان جہاں تو نہیں ہیں، وہ تین گھنٹے چھتریاں لگا کر بھی گذارے جا سکتے ہیں۔

زہرہ خاموش ہو گئی۔ کلو نوکر بھی دم بخود رہ گیا اور رشید منہ ہی منہ میں کچھ بڑبڑاتا ہوا غسل خانے میں گھس گیا۔

بڑے مرزا صاحب نے اس گفتگو کا ایک ایک لفظ سنا تھا اور اس کا ہر حرف تیر کی طرح ان کے دل پر لگا تھا قبل اس کے کہ کوئی خادم یا خادمہ ان کے پاس آئے انھوں نے خود ہی اپنا بستر اٹھایا اور میاں بیوی نے ملکر اپنے پلنگ پکڑ کر اسی کمرہ میں بچھا لئے جہاں ٹخنوں ٹخنوں تک پانی کھڑا تھا اور جہاں اتنی جگہ بھی نہ تھی کہ وہ بیٹھکر بھی پانی سے محفوظ رہ سکیں۔

رشید کے مہمان آئے نہایت پرتکلف طریقہ پر دعوت ہوئی اور لکھنؤ اور ملیح آباد سے آئے ہوئے آم مزے لے لیکر کھائے گئے لیکن بڑے مرزا صاحب اور ان کی بیوی نے اس روز ایک دانہ تک نہ چکھا اور نہ بارش سے محفوظ رہنے کی کوئی کوشش کی جو بارہ ایک بجے تک اسی زور شور کے ساتھ ہوتی رہی۔

(۲)

مرزا عبدالمجید کی عمر کافی ہو چکی تھی لیکن ابھی تک ان کی حالت ایسی نہ تھی کہ انھیں بالکل اب گور خیال کیا جا سکے وہ بلاتکلف چلتے پھرتے تھے اور دانتوں کے علاوہ ان کے تمام اعضائے جسم ابھی تک اچھا خاصہ کام دے رہے تھے لیکن دعوت کے دن کئی گھنٹے تک برابر بھیگتے رہنا اور فاقہ کرنا ان کے حق میں سخت مضر ہو گیا سردی کے اثر سے ان کے گردوں میں درد ہوا اور کچھ اس شدت کا ہوا کہ پھر وہ بستر سے نہ اٹھ سکے۔

انگریزی طرز معاشرت کا اگرچہ رشید پر بہت ہی گہرا اثر تھا لیکن ابھی وہ حالت پیدا نہ ہوئی تھی کہ باپ کو ایسی سخت تکلیف میں مبتلا دیکھکر بھی اسے اپنے اس روز کے برتاؤ کے متعلق کوئی افسوس نہ ہوتا غصہ میں وہ بہت سے ناروا اور نازیبا الفاظ کہہ گیا تھا لیکن جب اسے معلوم ہوا کہ ماں اور باپ دونوں نے کھانا نہیں کھایا اور بارش کا سارا پانی ان کے جسموں پر پڑا ہے تو اسے ندامت سی محسوس ہوئی اس کے بعد جب بڑے مرزا صاحب بیمار ہوگئے اور ڈاکٹر نے یہ بھی بتایا کہ سردی کے اثر سے ان کی یہ حالت ہوئی ہے تو اس کے دل کو حقیقی تکلیف پہنچی اور اس نے سچے دل سے دعائیں مانگیں کہ وہ اچھے ہو جائیں اور انتہائی کوشش کے ساتھ ان کا علاج معالجہ کرایا۔

بھیگنا سردی لگنا اور گردہ کا درد سب ایک بہانہ تھے، اصل یہ ہے کہ مرزا صاحب کا وقت آ پہنچا تھا کسی کی دعائیں کام آئیں اور نہ دوائیں اور تقریباً تین ہفتے کی علالت کے بعد مرزا عبدالمجید اس دنیا سے چل بسے مرنے سے چند گھنٹے پہلے ان کی طبیعت کسی قدر سنبھلی اور اس وقت انہوں نے بیٹے کو بلا کر اس سے کہا

تم یقیناً اس گھر کے مالک ہو اور اس تمام جائداد کے بھی کہ جو میں نے چھوڑی ہے لیکن میری کے علاوہ ایک ایسی عورت کا بھی تم پر کچھ نہ کچھ حق ضرور ہے جس نے نو مہینے تک تمہیں اپنے پیٹ میں رکھا اور اس حالت میں تمہیں پالا کہ جب تم اس قابل بھی نہ تھے کہ ایک مکھی کو اپنے منہ پر سے اڑا دو تمہاری ماں نے اپنی جان پر ہر قسم کی تکلیفیں جھیل کر تمہیں آرام پہنچایا ہے تمہاری ذرا سی علالت میں رات رات بھر جاگ کر بسر کی ہے اور روتی صرف اس خوف سے کہ کہیں

تمھاری صحت کو نقصان نہ پہنچے دنیا کی تمام نعمتیں اپنے اوپر حرام کر لیں میں یہ نہیں کہتا کہ تم ان کے ساتھ کوئی غیر معمولی طور پر ایثار تاکہ کرو لیکن یہ ضرور کہنا چاہتا ہوں کہ جو دو چار برس ان کی عمر کے باقی ہیں وہ راحت و آرام میں بسر کرا دو۔ انھیں آرام پہنچانے کے لئے تمھیں یا تمھاری بیوی کو اپنے اوپر کسی قسم کی تکلیف اٹھانے کی ضرورت نہیں ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ تمھاری آمدنی بہت کافی ہے اور اس آمدنی میں ایک بڑا حصہ اس آمدنی کا بھی ہے جو تمھاری اپنی کمائی ہوئی نہیں ہے ایک ملازمہ ان کی خدمت کے لئے رکھ کر اگر تم یا تمھاری بیوی صرف اتنا دیکھ لیا کریں کہ وہ خادمہ اپنا کام پوری طرح پر کر رہی ہے یا نہیں تو بالکل کافی ہے۔ میں ہرگز ہرگز یہ نہیں کہتا کہ تم اپنی ماں سے محبت کرو یا ان کی خدمت بجا لاؤ۔ میں اس بات سے ناواقف نہیں ہوں کہ نئی تہذیب اعلیٰ جذبات سے بہت ہی کم واسطہ رکھتی ہے اور اس زمانہ میں دوسروں کی خدمت کرنا یا ایثار نفس صرف دھبے دقیانوسی خیال کا مترادف ہے لیکن میں یہ ضرور التجا کرنی چاہتا ہوں کہ جس عورت نے تمھاری اس قدر خدمت کی ہے اسے اس کے بڑھاپے کے زمانہ میں اگر تم دس پندرہ روپے ماہوار پنشن کے طور پر دے دیا کرو تو یہ بالکل جائز معاوضہ ہے۔ اچھا بس اب جاؤ تمھیں کچہری جانا ہے اور میں بھی اس عدالت میں جا رہا ہوں جس کے اختیارات تمام دنیا کی عدالتوں سے زیادہ ہیں اور جہاں کبھی کسی سے ناانصافی نہیں ہوتی۔"

رشید کا دل بھر آیا اور وہ رونے لگا۔ مرزا صاحب کی بیوی نے ان کا سر اپنے زانو پر رکھ کر آہستہ آہستہ دبانا شروع کیا اور بڑی کوشش سے ان آنسوؤں کو پی گئیں جو بے اختیار نکلے چلے آ رہے تھے۔ دوپہر کو یکایک مرزا صاحب نے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہہ کر ہمیشہ کے لئے آنکھیں بند کر لیں۔

مرزا صاحب کی وفات کا اثر دو چار روز تک تو سارے ہی گھر پر رہا لیکن رشید کی والدہ کی حالت بہت ہی عجیب ہو گئی۔ فطرتاً وہ بہت ہی خوش مزاج اور شگفتہ رو عورت تھیں اور اس بڑھاپے میں بھی ہمیشہ خوش رہنا، خود ہنسنا اور دوسروں کو ہنسانا ان کا ہر وقت کا مشغلہ تھا لیکن خاوند کے مرنے پر انھیں کچھ ایسی چپ لگ گئی کہ انھوں نے ہنسنا اور ہنسانا تو درکنار بولنا اور بات کرنا تک چھوڑ دیا مالیخولیا کے مریضوں کی طرح وہ خاموش بیٹھی ہوئی کسی ایک سمت کو نظر جما دیتیں اور اسی حالت میں پہروں گذار دیتیں۔ رشید کا اس طرح اپنی مرضی سے شادی کرنا انھیں کچھ اچھا نہ معلوم ہوا تھا لیکن جب زہرہ گھر میں آگئی تو باوجود اس کے کہ انھیں اس کی بہت سی ادائیں بری معلوم ہوتی تھیں لیکن انھوں نے کبھی اپنی ناراضی کا اظہار نہ کیا اور بہو کو کبھی یہ محسوس نہ ہونے دیا کہ ساس اسے اچھی نگاہ سے نہیں دیکھتی۔ اب مرزا صاحب کے انتقال کے بعد البتہ ان کے طرز میں یہ ایک تبدیلی ہو گئی کہ وہ زبان سے تو کبھی کچھ نہ کہتیں لیکن جب کبھی زہرہ اپنا بناؤ سنگار کر کے کسی قدر اتراتی ہوئی ان کے سامنے سے گزرتی تو ایک لمحہ کے لئے اور بس صرف ایک لمحہ کے لئے ان کے چہرہ پر کچھ ناپسندیدگی کے سے آثار نمایاں ہوتے اور فوراً دور ہو جاتے پیشانی پر صاف شکن پر خفیف سی ایک موج اٹھتی اور اسی جگہ فنا ہو جاتی۔

زہرہ کو شروع ہی سے اپنی ساس کے ساتھ کوئی انس نہ پیدا ہوا تھا اور اب یہ محسوس کرنے کے بعد کہ وہ اسے اچھا نہیں سمجھتی ہیں اسے ان سے اچھی خاصی نفرت ہو گئی۔ اب اس کی یہ کوشش ہوتی تھی کہ رشید کے علم میں لائے بغیر جس قدر تکلیفیں بھی ممکن ہوں ساس کو پہنچاتی رہے اور جب کبھی موقع ملتا تھا تو رشید کو دل ہی دل میں ماں کی طرف سے برا کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھتی تھی۔

رشید کے دل پر باپ کی موت کا اور باپ کی آخری وصیت کا بہت کافی اثر تھا اور اب اس کی یہ کوشش ہوتی تھی کہ تا امکان ماں کو کسی قسم کی تکلیف نہ ہونے پائے لیکن اسے کبھی خبر بھی نہ ہوتی تھی اور انھیں بات بات پر تکلیفیں پہنچ جایا کرتی تھیں۔ زہرہ ہمیشہ رشید کے سامنے یہی ظاہر کیا کرتی تھی کہ اسے ساس کا بے انتہا خیال ہے اور اشارۃً یہ بھی ثابت کرتی رہتی تھی کہ ساس ہر بات میں اس کا برا چاہتی ہے اور اپنی ان ترکیبوں سے ابھی ایک سال پورا ہونے سے پہلے ہی پہلے رشید کے دل سے وہ تمام اثرات تقریباً دور کر دیئے اور اب اسے فی الحقیقت یہ خیال ہو چلا کہ اس کی بیوی بہت نیک اور بہت ہی لائق ہے اور اس کی ماں بہت ہی کم ظرف اور بہو سے جلنے والی عورت ہے۔ رشید کا ماں کے پاس آنا جانا اب بہت ہی کم ہو گیا تھا اور اگر اب بھی کبھی کبھی اس کے منہ سے یہ جملہ نکل کر ضرور جاتا تھا کہ اماں جان آپ کو کچھ تکلیف تو نہیں ہے۔ لیکن اس کا لب و لہجہ کچھ ایسا ہوتا تھا کہ ماں تو اس کے منہ کی طرف دیکھ کر اور جواب میں "کچھ نہیں" کہہ کر چپ ہو جاتی اور زہرہ کے چہرہ پر کچھ مسرت اور اطمینان کے آثار نمایاں ہو جاتے۔

مرزا صاحب کو مرے ہوئے ایک سال سے کچھ زیادہ ہو گیا۔ آہستہ آہستہ رشید کی والدہ کی صحت نے بھی جواب دینا شروع کیا اور ستمبر کے مہینہ میں جب کہ برسات ختم ہونے پر فصلی بخار پھیلا تو وہ بھی بیمار ہو گئیں اور چند ہی روز میں ایسی حالت ہو گئی کہ اٹھنا بیٹھنا دشوار ہو گیا۔ روزانہ ٹھیک دو بجے خوب سردی لگ کر بخار چڑھتا اور رات میں دو تین بجے کے قریب اترتا اور اس تمام وقت میں بیچاری تقریباً بے ہوش پڑی رہتیں۔ نصیبن جو ان کی خدمت پر مامور تھی وہ معمولی طور پر ان کے دوا وغیرہ کا خیال رکھتی لیکن گھر کے کام دھندے سے اسے اس سے زیادہ فرصت ہی نہ تھی۔ رات کو نصیبن کے بیچ جا لیٹنے کے بعد کوئی اتنا بھی نہ ہوتا تھا کہ دو گھونٹ پانی ہی منہ میں ڈال دیتا۔ زہرہ کی چھپی ہوئی نفرت اب علانیہ ظاہر ہونے لگی تھی اور کبھی ایسا بھی ہوتا تھا کہ وہ جھوٹوں ہی آ کر ساس کی خیریت دریافت کر لیتی۔ رشید کو دن میں تو کچہری اور کلب ہی سے فرصت نہ ملتی تھی اور رات کو جب وہ گھر آتا تو کبھی کبھی زہرہ سے ماں کی حالت پوچھ لینے پر اکتفا کر لیتا تھا۔ دوا دارو کے متعلق یہ تو نہیں کہا جا سکتا کہ ہوتی ہی نہیں لیکن ہاں جیسی ہونی چاہئے تھی ویسی ہرگز نہیں ہوتی اور بہو اور بیٹے کی ان بے اعتنائیوں نے رشید کی والدہ کے دل کو کمزور کر کے ان کے مرض میں بہت کچھ اضافہ کر دیا۔

ایک شب دو مرتبہ ایسا ہوا کہ نصیبن نے صبح کی دوا لے کے وقت رشید سے کہا کہ حضور کی اماں جان نے کہا ہے کہ ایک ذرا کے لئے گھڑی بھر میرے پاس ہو جاؤ لیکن رشید نے سنا یا تو کسی قدر منہ بنا لیا یا

ہلاکر یہ کہہ دیا کہ مجھے فرصت ہی کہاں ہے ان کے پاس جاؤں تو کس وقت؟ رات کو تھوڑا سا کچھ پڑھتا ہوں تو اب اگر اس وقت ان کے پاس جا بیٹھوں تو پھر نیند بھی پوری نہ ہو اور دوسرے دن کام نہ کر سکوں ان سے پوچھ لینا کیا کام ہے میں ان کے پاس جانے بغیر ہی ان سے کہلا دوں گا۔

رشید کا یہ جواب سنکر بیچاری دکھیاری ماں کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو جاری ہو گئے اور ان کی زبان پر بار بار اس فقرہ کو دہرا کر یا اللہ اب تو ذلت کی انتہا ہو چکی اب تو مجھے دنیا سے اٹھا ہی لے لیکن پیدا ہونا اور جینا مرنا کسی انسان پر موقوف نہیں ہو۔ رشید کی والدہ زندگی سے تنگ اور مرنے کی تمنا والے ہیں زندہ رہیں اور ایک مہینے تک مسلسل بخار آنے کے بعد ان کی طبیعت سنبھلی اور چند روز میں جاڑا اور بخار سب جاتا رہا آہستہ آہستہ کھوئی ہوئی طاقت واپس آئی اور وہ ایک مرتبہ پھر اس قابل ہو گئیں کہ معمولی طور سے تھوڑا بہت چل پھر سکیں۔

ایک روز ان کا دل کسی طرح نہ مانا اور وہ اٹھکر آہستہ آہستہ رشید کے کمرہ میں جا پہنچیں رشید اور زہرہ دونوں کھانا کھا رہے تھے اور دونوں ماں کو انھیں دیکھکر کچھ بھونچکا سے رہ گئے بمشکل تمام رشید نے اپنے ماں سے عرض کرتے کہا۔

"اماں جان آئیے کھانا کھائیے الحمد للہ اب آپ کی طبیعت اچھی ہے"

ماں۔ ہاں بیٹا ابھی دل بدستور تنگ ہے۔ میں کھانا کھانے نہیں آئی تھی بہت دنوں سے تمہیں دیکھا نہیں تھا اور جی چاہتا تھا کہ تمہاری صورت دیکھ لوں اس وجہ سے چلی آئی۔

رشید۔ شرمندگی سے (ہے میں) اماں جان کیا بتاؤں مجھے آجکل دم لینے کی بھی مہلت نہیں ملتی لیکن تو میں خود ہی روزانہ آپ کے پاس آیا کرتا آپ کی خیریت میں روزمرہ (زہرہ کی طرف اشارہ کر کے) ان سے معلوم ہی کر لیتا تھا۔

ماں۔ (آبدیدہ ہو کر) بیٹا میری خیریت ہی کیا! میری خیریت تو اسی میں ہے کہ اللہ اب کسی طرح پردہ ڈھکے اور اپنے پاس بلا لے۔ میں جو تمہیں اپنے پاس بلایا کرتی تھی تو اسلئے نہیں بلاتی تھی کہ اپنی بیماری کی داستان سنا کر تمہیں تکلیف پہنچاؤں بلکہ اس لئے کہ مامتا مجبور کرتی تھی کہ تمہاری شکل دیکھوں

رشید۔ اب تو آپ بالکل اچھی ہیں۔

ماں۔ میں تو اگر ابھی نہ ہوتی تو یہ سمجھتی کہ اچھی ہو گئی یوں خدا کی مرضی جس حال میں رکھے اور جب تک رکھے۔

رشید۔ بیٹھ جائیے کھڑے کھڑے آپ تھک جائینگی۔

ماں۔ بس بیٹا اب میں جاتی ہوں تمہیں دیکھ لیا کلیجہ ٹھنڈا ہو گیا۔

رشید نے پھر ایک دو مرتبہ ماں سے ٹھہرنے اور بیٹھنے کے لئے کہا لیکن زہرہ نے کسی قسم کی گفتگو نہیں کی اور بڑی بی آہستہ آہستہ کمرہ سے نکل کر اپنے پلنگ پر جا لیٹیں۔

(۹)

ان کے اس طرح آجانے پر رشید کی ندامت اور ماں کے ساتھ اس کا حسن سلوک زہرہ کو بہت اچھا نہ معلوم ہوا اور اس کے اندیشہ سے کہ مبادا رشید کے دل میں ان کی محبت پیدا ہو جائے اپنی مخالفانہ کوششیں بہت سرگرمی کے ساتھ جاری رکھیں ہر وقت جب موقعہ ملتا وہ رشید سے ساس کی برائیاں کرتی رہتی اور نفیسن سے اپنے قول کی شہادتیں دلوایا کرتی زہرہ کا یہ اندیشہ بالکل بے بنیاد تھا کیونکہ رشید کے دل میں ان کی محبت نہ کبھی تھی نہ اب اس کے پیدا ہونے کا کوئی امکان تھا البتہ وہ ظاہرداری کو کسی نہ کسی حد تک نباہنا ضرور چاہتا تھا اور اب تک نباہتا رہا تھا اب جبکہ روز بروز بیوی نے اس کے کان بھرے تو اسے ماں سے انتہائی نفرت ہو گئی اور ایک روز تو غصہ میں آکر اس نے نفیسن کو بھی منع کر دیا اور قطعی حکم دیدیا کہ وہ ان کا کچھ کام نہ کیا کرے۔

رشید کی ماں بھی آخر ایک مغل کی بیٹی تھیں ان کو جب معلوم ہوا کہ نفیسن کو ان کی خدمت کرنے سے روک دیا گیا ہے تو گو رنج اور غصہ کی وجہ سے ان کے آنسو نکل آئے انہوں نے یہ ذلت ہرگز نہ برداشت کی کہ پھر بیٹے سے جاکر التجا کرتیں یا انھیں اپنے حقوق یاد دلاتیں انھوں نے بلا تکلف اپنا سب کام اپنے ہاتھ سے کرنا شروع کر دیا اور نہایت صبر و سکون کے ساتھ اپنی موت کا انتظار کرنے لگیں۔

رشید اور زہرہ انتہائی لطف کے ساتھ اپنی زندگی بسر کر رہے تھے رشید کی شہرت اور آمدنی میں روز بروز اضافہ ہوتا چلا جا رہا تھا اور اسی نسبت سے زہرہ کی فضول خرچیاں اور فیشن پرستیاں بڑھتی چلی جاتی تھیں۔ اپنی باتوں سے اس نے رشید کو بالکل مسحور کر رکھا تھا اور رشید یہ سمجھتا تھا کہ اس سے زیادہ نیک اس سے زیادہ محبت کرنے والی اور اس سے زیادہ وفاشعار بیوی شاید دنیا میں کسی مرد کو بھی نصیب نہ ہوئی ہوگی ایک روز دونوں صبح کا ناشتہ کر رہے تھے کہ ڈاکیہ نے تار لاکر دیا اور پڑھنے پر معلوم ہوا کہ زہرہ کے والد کا تار ہے اور چونکہ زہرہ کی والدہ بہت بیمار ہیں اسلئے زہرہ کو بلایا ہے۔ ماں کی بیماری کا تار پڑھتے ہی زہرہ رونا شروع کر دیا اور پہلی گاڑی سے میکے جانیکی تیاریاں شروع کر دیں اس کی شادی کو اب دو برس ہونے کو آئے تھے اور تقریباً ڈیڑھ سال سے وہ اپنے گھر نہیں گئی تھی اب جبکہ اسے اس طرح مجبوراً جانا پڑا تو اس نے ارادہ کر لیا کہ کم سے کم دو تین مہینے ماں باپ کے پاس رہکر واپس آئیگی۔

رشید کے کئی مقدمے انہی تاریخوں میں تھے اور اس نے چاہا کہ زہرہ ملازم لڑکے کو ساتھ لیکر چلی جائے لیکن اس نے کہا۔

"تمہیں امی جان کا ذرا خیال نہیں ہے خدا جانے ان کی کیسی حالت ہوگی تمھیں خود چلنا چاہیئے۔"

رشید۔ لیکن پیاری زہرہ تم یہ بھی تو دیکھو کہ میں کس قدر مجبور ہوں مجھے روپے کی پرواہ نہیں ہے لیکن ان لوگوں سے مجھے کس قدر شرمندگی ہوگی جن کے مقدمے میں نے لے رکھے ہیں اور ان کی یہ تاریخیں ہیں۔

زہرہ (بگڑ کر) تمھیں اپنے موکلوں کا اتنا خیال ہے لیکن میری ماں کا ذرا سا بھی خیال نہیں! معلوم کیا ہے ان میں تو دوسری تاریخیں پڑ جائینگی مگر امی جان اگر خدانخواستہ .... (رونے لگی)

رشید۔ اچھا تو پیاری تم روتی کیوں ہو میں تمہارے ساتھ چلوں گا اور ضرور چلوں گا۔

جلدی جلدی ضروری اسباب باندھا گیا اور سہ پہر کی گاڑی سے زہرہ

اور رشید روانہ ہو گئے۔ سسرال پہنچکر رشید کو معلوم ہوا کہ زہرہ کی ماں کی بیماری کچھ زیادہ خطرناک نہ تھی اور وہ تین روز وہاں رہکر اور زہرہ کو چھوڑ کر واپس آگیا۔

رشید اور زہرہ کا جانا کوئی چھپی ہوئی بات تو نہ تھی کہ رشید کی والدہ کو نہ معلوم ہوتا انھیں خبر ہوئی اور اس خبر سے ان کے دل کو سخت صدمہ بھی پہنچا ضبط کی انتہائی کوشش کے باوجود ان کی آنکھوں میں آنسو بھر آتے اور ایک مرتبہ تو وہ خوب ہی پھوٹ پھوٹ کر روئیں۔

زہرہ کو پہنچا کر واپس آنے پر بھی رشید کے طرز عمل میں کسی قسم کا فرق نہ آیا اور اب بھی جبکہ وہ تنہا تھا اس نے کبھی یہ گوارا نہ کیا کہ دس پانچ منٹ کے لئے ماں کے پاس جا بیٹھا کرے۔ زہرہ کو گئے ایک ہفتہ ہو چکا تھا اور اس کے خطوط سے یہ بھی معلوم ہو گیا تھا کہ اس کی والدہ بالکل تندرست ہو چکی ہیں۔ رشید ارادہ کر رہا تھا کہ اب دو چار روز میں زہرہ کو بلا لے کہ یکایک ایک روز رات کو کلب سے بہت دیر میں واپس آنے پر اسے سینہ میں کچھ درد سا معلوم ہوا اور طبیعت کچھ اس قدر مضمحل تھی کہ اس نے کھانا بھی نہ کھایا اور اسی طرح سو گیا۔ صبح کو جب سو کر اٹھا تو اچھا خاصہ تیز بخار تھا اور سینہ کی کسک میں بھی اس حد تک زیادتی ہو گئی تھی کہ ہر سانس کے ساتھ تکلیف محسوس ہوتی تھی۔ تھرما میٹر لگا کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ ایک سو ایک درجہ کی حرارت ہے۔ اسکے دل میں بہت سے مختلف اندیشے پیدا ہوئے اور اس نے پہلے تو لیٹے ہی لیٹے ایک تار زہرہ کے والد کے نام لکھا کر اسے بھجوا دیا اور پھر ٹیلیفون پر ڈاکٹر گیلانی سے درخواست کی کہ اسے آکر دیکھ جائیں۔

ڈاکٹر گیلانی تھوڑی دیر میں اپنا بیگ لئے ہوئے آ پہنچے اور اچھی طرح سینہ کا امتحان کرنے کے بعد انہوں نے کہا۔

مسٹر رشید آپ کو نمونیا ہو گیا ہے ابھی صرف داہنے پھیپھڑے پر اثر ہے اور امید ہے کہ انشاء اللہ بہت اچھی طرح مرض اپنا وقت پورا کر کے ختم ہو جائے گا آپ کو نہایت خاموشی اور سکون کے ساتھ لیٹا رہنا چاہیئے حرکت کرنا آپکے لئے سخت مضر ہے پلاسٹر میں ابھی لگائے دیتا ہوں اور دوا مطب پہنچکر بھجوا دوں گا آپ پریشان نہ ہوں ابھی تک کسی قسم کا خطرہ نہیں ہے میں روزانہ دو وقت آپ کو دیکھنے کے لئے آیا کروں گا آٹھویں روز خدا نے چاہا تو بخار اتر جائے گا اور اس کے بعد دو ہفتہ میں آپ بالکل تندرست ہو جائینگے۔

ڈاکٹر صاحب پلاسٹر لگا کر رخصت ہو گئے اور رشید نے آج پہلی مرتبہ محسوس کیا کہ تنہائی کس قدر تکلیف دہ چیز ہوتی ہے پلاسٹر کے باوجود درد میں برابر اضافہ محسوس ہو رہا تھا اور اپنا دھیان بٹانے کے لئے وہ بار بار کوئی نہ کوئی کتاب میز پر سے اٹھا کر دیکھنے لگتا تھا اور جب اس میں جی نہ لگتا تھا تو پھر رکھ دیتا تھا شام تک بخار بہت تیز ہو گیا اور جب ڈاکٹر گیلانی نے دیکھا تو ایک سو تین تھا۔

رشید نے تار صبح ہی بھجوا دیا تھا اور اسے امید تھی کہ اگر زہرہ پہلی گاڑی سے روانہ ہو گئی تو رات کو دس بجے کی گاڑی سے آجائے گی۔ وہ بہت بے چینی کے ساتھ گاڑی کے وقت کا منتظر تھا اور جب گیارہ بج گئے اور کوئی نہ آیا تو اسے سخت مایوسی ہوئی اور وہ بہت پریشانی کے عالم میں بارہ بجے کے قریب سو گیا۔ رات کو دو بجے کے قریب اس کی آنکھ کھلی تو اس نے دیکھا کہ پلنگ کے قریب کرسی پر کوئی عورت بیٹھی ہے یہ سمجھکر کہ شاید زہرہ آگئی اس نے بڑے اشتیاق کے ساتھ آنکھیں کھول کر خوب غور سے دیکھا اور اسے پھر ایک مرتبہ سخت مایوسی ہوئی ہے کیونکہ یہ عورت زہرہ نہ تھی بلکہ اس کی ماں تھی اس نے اپنی آنکھیں پھر بند کر لیں اور اس کے چہرہ کے اتار چڑھاؤ سے ایسا معلوم ہو رہا تھا گویا اسے ماں کی موجودگی کچھ اچھی نہ معلوم ہوئی تھوڑی ہی دیر میں پھر آنکھ لگ گئی اور صبح کو جب وہ ہوشیار ہوا تو خوب دھوپ نکل چکی تھی شام کی بہ نسبت بخار میں اس وقت کچھ کمی تھی اور درد میں بھی قدرے افاقہ معلوم ہوتا تھا لیکن کھانسی بڑھ گئی تھی اور اسکے ٹھسکوں کے ساتھ درد بہت بڑھ جاتا تھا

قدرت آباد سے صبح کی گاڑی نو بجے کچھ منٹ پر آتی تھی اور اس گاڑی سے اسے یقین تھا کہ زہرہ ضرور آجائے گی لیکن وقت نکل گیا اور کوئی نہ آیا گیارہ بجے زہرہ کا تار آیا اس میں لکھا تھا کہ میں ابھی نہیں آسکتی تم اپنی حالت سے تار کے ذریعہ اطلاع دو۔ بیماری اور تکلیف کی وجہ سے یوں ہی رشید کا دل کچھ [illegible] ہو رہا تھا اس خلاف توقع تار نے اسے اور بھی کمزور کر دیا اور بے اختیار رو پڑا اور اسے زہرہ سے ہرگز یہ امید نہ تھی کہ وہ ایسی بے اعتنائی کرے گی۔ تار دینے کے بعد کل سے اس وقت تک کئی مرتبہ اس بات کا افسوس ہوا تھا کہ میں نے ناحق تار دیا کیونکہ زہرہ کو اس سے پریشانی اور بے چینی ہو گئی ہوگی لیکن اب اسے معلوم ہوا کہ زہرہ پر اس کا اتنا اثر بھی نہ ہوا کہ آنے کے لئے تیار ہی ہو جاتی۔

خیالات کا ہجوم بڑھتا گیا اور بخار کے ساتھ ساتھ اسکے غصہ میں بھی ترقی ہوتی چلی گئی اور بالآخر اس نے یہ فیصلہ کر لیا کہ خواہ میں مر ہی جاؤں اب نہ زہرہ کو بلاؤں گا اور نہ اپنی حالت کی اطلاع دوں گا۔ مایوسی اور غصہ کا اثر اسکے مرض پر بھی پڑا اور شام کو ڈاکٹر گیلانی اسکے مرض میں اس قدر زیادتی دیکھ کر متعجب اور پریشان ہوئے بخار ایک سو چار درجہ تک پہنچ گیا تھا اور نبض خطرناک حد تک کمزور تھی۔ ہذیان کی کیفیت بھی نمایاں تھی۔ رشید کی گفتگو کا بیشتر حصہ بالکل بے سروپا اور بحث سے غیر متعلق تھا۔

دو دفعہ میں جو بہت کم مقدار میں دی گئی پچکاری سوئی کے ذریعہ سے زیر جلد دوا پہنچائی گئی اور پھر کچھ دوائیں پلائی گئیں تب کہیں دو گھنٹے میں جا کر قدرے سکون ہوا اور اسکی آنکھ لگ گئی اسے نیند کہا جائے یا بیہوشی بہرحال اس غفلت کی حالت میں اس نے تین گھنٹے کے قریب گزارے اور رات کے بارہ بجے جب وہ جاگا تو اس نے پھر ماں کو اپنے سرہانے بیٹھا پایا آج آہستہ اس کی موجودگی بری نہ معلوم ہوئی اور اس نے بہت ہی ہمدردانہ لہجہ میں ماں سے کہا۔

آپ بہت تکلیف میں ہیں آپ اس قدر تکلیف نہ اٹھائیے میری طبیعت اس وقت اچھی ہے آپ جا کر آرام کیجئے۔

ماں۔ اماں نہیں اچھا ہی ہے مجھے کیا تکلیف ہے یہاں تم میری آنکھوں کے سامنے ہو تو دل کو اطمینان ہے وہاں تو مجھے اس خیال میں نیند ہی نہیں آتی کہ خدا جانے میرے بچے کی طبیعت کیسی ہو۔

رشید۔ نہیں اماں جان۔ اب آپ آرام کیجئے میں اس وقت بالکل اچھا ہوں۔

ماں نے بیٹے کی بلائیں لیں اور وعدہ کیا کہ جب تم سو جاؤ گے تو میں چلی جاؤں گی۔

رشید کا خیال تھا کہ میں اگر تار کا جواب نہ دوں گا تو زہرہ گھبرا کر وہاں سے روانہ ہو جائے گی اور اسی بنا پر وہ روز دیوانوں کی طرح وقت اگر اپنے ہوش میں ہوتا تو برابر دروازہ کی طرف دیکھتا جیسے کسی کا انتظار ہو لیکن اس کا غلط خیال نکلا اور زہرہ پر رشید کی خاموشی کا یہ اثر ہوا کہ وہ ناراض ہو گئی۔ اس نے سوچا کہ یہ بیماری کا تار محض ایک بہانہ تھا جو میرے بلانے کے لئے گھڑا گیا تھا اگر سچ مچ بیمار ہو گئے تو تار کے جواب میں پھر تار دیتے اور مجھے بلاتے زیادہ سے زیادہ یہی ہوا ہوگا کہ کچھ نزلہ زکام ہو گیا ہوگا تو یہ تو انہیں اکثر ہی ہوتا رہتا ہے میں ہی وہاں پہنچ جاتی تو نیا نرالی اور کیا بات ہے کہ مجھ سے تو بیمار کا سر پکڑ کے گھنٹوں بیٹھا نہیں جاتا پھر ان کے سرہانے بیٹھنا اور بھی مشکل ہے ذرا سا سر میں درد ہوتا ہے تو ناک میں دم کر دیتے ہیں، سر دباؤ، رومال باندھو، بلاسنگھاؤ، کنپٹی اسپرٹ کی لکیاں لگاؤ، پان دو، پانی لاؤ، پہلے سگریٹ ان کے منہ میں دو پھر دیا سلائی سلگاؤ، کتابیں پڑھ کر سناؤ، یہ تکیہ اس طرف رکھو وہ چادر اٹھاؤ۔ غرض یہ کہ جان مصیبت میں آجاتی ہے۔ ویسے تو میں چلی جاتی مگر ان کی بیماری کے زمانہ میں جانا سخت بے وقوفی ہوگی اور پھر انہوں نے آخر میرے تار کا جواب کیوں نہیں دیا؟ اب میں اس قابل بھی نہیں رہی کہ میرے تار کا جواب بھی مجھے ملے ضرور بہانے میرے پیچھے خوب ان کے کان بھرے ہوں گے اور خدا جانے کیا کیا باتیں لگائی ہوں گی خیر کچھ بھی ہو میں تو سیدھی بات جانتی ہوں اگر وہ مجھے اس قابل نہیں سمجھتے کہ میرے تار کا جواب دیں تو میں بھی انہیں اس قابل نہیں سمجھتی کہ ان کے لئے پریشان رہوں جسے غرض ہوگی سو مرتبہ اپنے اس غیر شریفانہ برتاؤ کی معافی مانگیگا اور اس وقت میں سوچوں گی کہ معاف کرنا چاہئے یا نہیں۔

ان خیالات نے زہرہ کو نہ صرف آنے سے بلکہ خط و کتابت کرنے سے بھی باز رکھا اور یہاں رشید کی حالت بگڑتے بگڑتے خطرناکی کی حد تک پہنچ گئی بوڑھی اور ضعیف ماں دن رات سرہانے بیٹھی ہوئی رویا کرتی اور دعائیں مانگا کرتی اور جس وقت بھی رشید کو ذرا سا ہوش ہوتا تو وہ منت خوشامد کر کے انہیں اس بات پر مجبور کرتا کہ تھوڑی دیر آرام کریں۔ سات روز اسی حالت میں گذر گئے اور آٹھویں دن رشید کی حالت اس قدر خراب تھی کہ ڈاکٹر صاحب نے اسے چھوڑ کر جانا مناسب نہ خیال کیا اور رات بھر وہیں رہنے کیلئے ٹھیر گئے رشید ہذیان میں مبتلا تھا اور بار بار بستر سے اٹھ کر بھاگنے کی کوشش کرتا تھا کئی مرتبہ ہذیان کے دوران میں اس کی زبان پر زہرہ کا نام آیا اور ماں سمجھی کہ زبان سے یہ نام لیتے وقت اس کے چہرہ پر ناخوشگواری کی علامتیں پیدا ہو جاتی ہیں رات کو دو بجے کے قریب یکایک بکثرت پسینہ آ کر اس کا بخار اترا اور بخار کے ساتھ ہی ساتھ اسکی نبض بھی غائب ہو گئی ڈاکٹر صاحب کو جگایا گیا وہ اس حادثہ کے لئے تیار تھے آتے ہی انہوں نے پچکاری سے زیر جلد دوا داخل کی اور اس وقت تک مریض کے پاس سے نہ اٹھے جب تک کہ نبض پھر چلتی ہوئی نہ معلوم ہونے لگی انتہائی کمزوری اور ضعف کے عالم میں رشید ایک پیکر مردہ کی طرح پڑا ہوا تھا ماں کے زانو پر اس کا سر تھا اور اس کا ہاتھ ماں کے ہاتھ میں صبح کے پانچ بجے تک رشید اس نے آنکھ کھولی اشارہ سے پانی مانگا اور جب اسے تھوڑا سا گرم گرم دودھ پلا دیا گیا تو اس نے آہستہ آہستہ کہا

اماں جان خدا کیلئے آپ میرا قصور معاف کر دیجئے میں نے آپکے دل کو بہت رنج پہنچائے ہیں۔ میں ہمیشہ اس دھوکہ میں رہا کہ آپ میرا برا چاہتی ہیں۔ بیٹے ہونے کی حیثیت سے آپ کا حق تھا اور میرے دل میں بھی وہ عظمت نہ پیدا ہوئی جو اولاد کے دل میں ہونی چاہیئے۔ خدا اور رسول کے احکام بھلا دیئے تھے مذہب کو پس پشت ڈال رہا تھا آپ نے میری پرورش کرنے میں جو تکلیفیں اٹھائی تھیں ان کی میرے دل میں کوئی قدر نہ تھی میرا خیال تھا کہ اولاد پر ماں باپ کا کوئی حق نہیں ہوتا۔ اماں جان میں ایسا کمینہ اور خود پرست تھا کہ کبھی اس بات کو بھی احسان نہ خیال کیا کہ اباجان نے اپنی تمام جائداد اپنی زندگی ہی میں مجھے دے ڈالی حالانکہ وہ چاہتے تو ساری کی ساری آپ کے نام کر دیتے اور آپ آج اس طرح بیکس اور مجبور نہ ہوتیں۔ مگر اماں جان! اب میری آنکھیں کھلیں اب مجھے آپ کی آنکھیں جنت کی کھڑکیاں معلوم ہوتی ہیں۔ میں محسوس کر رہا ہوں کہ انہی میں جگہ پا کر میں جنت میں جا سکتا ہوں۔ مجھے معلوم ہو گیا کہ دنیا میں ماں سے زیادہ سچی اور بے غرض محبت کرنے والا کوئی نہیں ہوتا مجھے معلوم ہو گیا کہ بہشت ماں کے قدموں کے نیچے ہوتی ہے اور اب میں اسکے لئے تیار ہوں کہ دن رات آپ کے قدموں پر سر رکھ کر پیار کروں۔ اماں جان آپ کو مجھ سے بڑی محبت ہے میں اسی محبت کا واسطہ دیکر کہتا ہوں کہ میرا قصور معاف کر دیجئے (زار و قطار رونے لگا)

ماں نے جھک کر بیٹے کی پیشانی پر بوسہ دیا اسکی آنکھوں سے بھی آنسو جاری تھے جنت کی کھڑکیوں سے آب کوثر بہہ کر رشید کے رخساروں پر گرا اور اس نے اپنی کمزور بانہیں ماں کے گلے میں ڈال دیں۔

کیا آپ علم مجلسی سے ناواقف ہیں

تو آداب مجلس پڑھئے

یہ کتاب آپ کے اندر لوگوں کے دلوں کی ایک تسخیر کی قوت پیدا کر دے گی آپ کے ہر انداز میں ایک کشش پیدا ہو جائے گی گفتگو میں شیرینی آجائے گی یہاں تک کہ آپ کی ظاہری صورت بھی لوگوں کو اپنی طرف کھینچ لے گی غرض کہ ہر شخص آپ کے ساتھ عزت واحترام سے پیش آئے گا عورتیں آپ سے محبت کرنے لگیں گی بچے آپ کا احترام کرینگے اردو میں اپنے رنگ کی یہ پہلی کتاب ہے اس کتاب کے خریدنے کے بعد انسان دنیاوی عزت خرید لیتا ہے قیمت ایک روپیہ

حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

معجز نما متوسط قرآن شریف مترجم بدو ترجمہ مع تفسیر کامل اردو

حرفوں کی خوشنمائی موتی کی آب سے دوبالا گویا ایک ماہر استاد کے تراشے ہوئے نگینے ہیں ایسی بہترین چھپائی جو عکسی چھاپہ خانہ کو نصیب نہیں صحت کا یہ عالم کہ ایک ایک نقطہ کی ذمہ داری تمام طرز سجاوندی اور منشی ممتاز علی صاحب کے خاتم المصاحف کے مطابق ہے اس کو ہر طرح سے بہتر بنانے میں کل کوشش اور زر کثیر خرچ ہوا ہے اور اس قرآن شریف کا ترجمہ اول شاہ رفیع الدین رح محدث دہلوی کا ہے جو ہندوستان کے تمام عقائد کے مسلمانوں میں بلا اختلاف مقبول ہے ان کے ترجمہ میں یہ خاص خوبی ہے کہ قرآن کے ایک ایک لفظ کے معنی بتاتا ہے ترجمہ دوم حکیم الامۃ قرآن کے ظاہری و باطنی امور کے ماہر حضرت مولانا اشرف علی صاحب قادری چشتی تھانوی کا ہے جو تقریباً تحت اللفظ ہونے کے باوجود بامحاورہ اور نہایت سلیس ہے یہ ہر دو ترجمے ان تمام اغلاط و خلل لفظی سے پاک ہیں جو آزادی پسند صاحبان کے ترجموں میں موجود ہیں اور خوبی یہ کہ اس کے حاشیہ پر تمام تفاسیر (مثل تفسیر کبیر، ابن جریر، در منثور، خازن، مدارک، موضح القرآن از شاہ عبد القادر و فتح و مسند حاکم۔ ابن مردویہ۔ ابن ابی حاتم۔ مسند بزاز۔ مسند امام احمد۔ اسباب نزول از جلال الدین سیوطی وغیرہ وغیرہ) اور تمام کتب احادیث (مثل بخاری، مسلم، ترمذی وغیرہ وغیرہ) کے خلاصے و مطالب سے ایک جامع تفسیر نہایت صحت و سند کے ساتھ ایسی عام فہم اردو میں چڑھائی گئی ہے جو آجتک نہ تو کسی قرآن پر دیکھی اور نہ کسی نے استعداد زر کثیر خرچ کرنے کی ہمت کی جس میں تمام احکام قرآن و مسائل قرآن بہ تمہ قصص مکمل تاریخی واقعات ذکر اولین و آخرین اور قرآن کے جملہ ظاہری باطنی اشارات اور شان نزول ربط آیات خواص قرآن ناسخ و منسوخ کی کامل تفصیل ہے اور جس تفسیر کا مضمون درج ہوا ہے اس کا پورا حوالہ دیا گیا ہے اور ایک خاص بات یہ کہ حاشیہ پر سلسلہ تفسیر میں ہر صفحہ پر ہر مضمون کی سرخی دی گئی ہے جس کی بابت تفسیر میں بیان ہوتا ہے اور نیز بحوالہ غرائب القرآن حاشیہ پر حسب ضرورت حل لغات و ترکیب کا بیان ہے ہر پارہ و ہر منزل جدا جدا اور نقش و نگار سے آراستہ ہر بسم اللہ خط طغرا نگار سے تحریر ہے اسکی صحت ماہر حافظوں کی معرفت سجاوندی قرآن کے دیگر قدیم و جدید نسخوں کے مطابق ہوئی ہے جملہ اوقاف سجاوندی کے مطابق ہیں نیز اس کے شروع میں ایک مقدمہ ہے جسکے پانچ حصے ہیں حصہ اول میں آدم سے لیکر تمام پیغمبروں کی سوانح عمری اور زندگی اور انکے حالات اہل اسلام قبل عرب کی قدیم قوموں کی تاریخ اور رسول کریم کی پیدائش سے لیکر وفات تک مفصل سوانح عمری اور ان تمام غزوات کی تفصیل جو کفار عرب نے آپکے خلاف انجام دی تھیں اور آپ کے وہ تمام خطوط مع ترجمہ درج ہیں جو آپنے اس زمانہ کے کافر بادشاہوں کے نام برائے دعوت اسلام روانہ فرمائے تھے بعد میں خلفائے راشدین کے کامل حالات ہیں حصہ دوم میں فضائل قرآن اسرار حصہ سوم میں خاندان نقشبندیہ قادریہ سہروردیہ اور چشتیہ کے بزرگوں کے مخفی اعمال قرآنی خواص اور جملہ سورتوں آیتوں اور پورے قرآن کے تعویذ ہیں و تعبیر خواب ترکیب فال مع سند کیساتھ درج ہیں حصہ چہارم میں مضامین قرآن کی فہرست ہے جس سے ہر مضمون آیت اشارہ میں نکل سکتی ہے حصہ پنجم میں قواعد قرأت کا بیان ہے عربی و اردو سرخ خط نسخ و نستعلیق خوشخطی کے جملہ رموز کے مطابق ہیں کاغذ اول نمبر چکنا دبیز ولایتی ایک کواٹی کا ہے جو نہایت آبدار ہے تقطیع ۲۰×۲۶ ہے صفحات مضامین متعلقہ ۹۲۸

اسکے علاوہ یہ قرآن کا معاملہ ہے جس میں ہمارے اور آپکے درمیان صرف ایمانداری کا واسطہ ہے اگر مطابق اشتہار نہ ہو تو بذریعہ وی پی کارخانہ کے نام روانہ فرما کر اپنی قیمت مع محصول واپس فرما دیں اب تازہ ترین چھپکر تیار ہو گیا ہے قیمت ہدیہ کاغذ کے اعتبار سے حسب ذیل ہے۔

اول نمبر چکنا سفید دبیز کاغذ۔ عمدہ حنا شدہ مجلد دس روپیہ پانچ روپیہ محصول ایک قرآن شریف پر عہ ہر دو قرآن شریف عہ تین قرآن شریف عار

ملنے کا پتہ: حمیدیہ پریس۔ دہلی

ہر بات میں اعجاز

اگر دیکھنا چاہیں تو سینتیس ۳۷ معجزہ والی حمائل شریف منگا لیجئے

(۱) حرفوں کی خوشنمائی موتی کی آب سے زیادہ گویا بیچ نگینے جڑے ہوئے ہیں (۲) چھپائی ایسی روشن اور چمکدار و یکساں کہ قسطنطنیہ کی چھپی ہوئی معلوم ہوتی ہے اس لئے آگے مات معلوم ہوتی ہے (۳) صحت کا اتنا اہتمام ہے کہ لفظ کی غلطی کیا معنی نقطہ زیر وزبر پیش کی ذمہ داری ہندوستان کے حفاظ تو درکنار عرب کے حافظوں اور مجیب حافظوں سے بھی کوئی غلطی نہ نکل سکی (۴) فقط صحت ہی نہیں بلکہ کتابت میں یہ اہتمام ہے کہ اعراب ٹھیک حرف کے اوپر نیچے ہوں (۵) کاغذ ایسا سفید جیسا دودھ سے زیادہ سفید آپ قیاس کر سکتے ہیں (۶) مضبوط ایسا جیسے کپڑا اس کاغذ کو خاص اہتمام سے جرمنی سے بنوایا گیا ہے تاکہ موٹا کم رہے اور مضبوط زیادہ رہے معاملہ میں ایسے جز زیادہ شامل کئے گئے ہیں جس سے کاغذ شکل بن جاتا ہے (۷) ترجمہ مولوی اشرف علی صاحب قبلہ کا لیکن وہ نہیں جو عام طور پر ہوتا ہے بلکہ اس کی نظر ثانی حضرت مولانا نے خود فرمائی ہے (۸) حاشیہ پر تفسیر کبیر ابن جریر در منثور خازن ابن کثیر مدارک اور موضح القرآن تفسیر ضحاک مسند حاکم ابن مردویہ وابن حاتم وغیرہ تمام تفاسیر کا عطر جو اہلسنت کے علماء سے مستند ہے علماء کو دکھا کر چھپوایا گیا ہے اور ان تفسیروں کا ایسی ہو جیسے دلی والے بائیں ہاتھ سے (۹) ہر سورت کا شان نزول احادیث صحیحہ سے بتایا گیا ہے (۱۰) مسائل قرآن کے ظاہری و باطنی احکام باوضاحت بیان کئے گئے ہیں (۱۱) شان نزول کے ساتھ ربط آیات بھی ہے (۱۲) ہر سورۃ کا سورۃ سے ربط ہر آیت کا دوسری آیت سے ربط (۱۳) ایک بسیط مقدمہ ابتداء میں ۲۷ صفحہ کا موجود ہے جس کی زبان بالکل عام فہم ہے (۱۴) رسول اکرم کی مختصر سوانح عمری لیکن قریب قریب تمام ضروری باتیں آگئی ہیں (۱۵) غزوات نبی اور ان کے متعلق جو جو کلام پاک کی آیتیں نازل ہوئیں اور ان کی تشریح (۱۶) وہ تمام خطوط جو حضور اکرم نے شاہان عصر کے نام روانہ کئے (۱۷) خلفائے راشدین کے حالات (۱۸) قرآن پاک کی تدوین اور ترتیب حضرت عثمان غنی کی جانفشانی و محنت کے حالات (۱۹) فضائل القرآن بالکل مفصل بیان کئے گئے ہیں (۲۰) خاندان نقشبندیہ کے بتائے ہوئے قرآنی اعمال ہر ضرورت کے لئے (۲۱) خاندان چشت کے بتلائے ہوئے اعمال ہر مصیبت کے وقت کام آنے والے (۲۲) خاندان قادریہ کے بتائے ہوئے اعمال ہر ابتلا کے وقت (۲۳) ہر سورت کی خاصیت جلالی اور جمالی (۲۴) ہر سورۃ کے علیحدہ علیحدہ نقش اور وہ نقش جن میں وہ تیر بہدف ہے (۲۵) ہر سورت کا محل اور اس کی ضرورت (۲۶) پورے قرآن شریف کا ایک نقش اور جن جن ضرورتوں میں وہ مجرب رہا ہے (۲۷) ایک عجیب معجزہ جس آیت کو چاہو ایک منٹ میں نکال لو اگر ابھی حمائل شریف کی ورق گردانی شروع کی ہو (۲۸) قرآن شریف سے فال نکالنے کا طریقہ (۲۹) وعظ کہنے والوں کو آسانی جس بحث کی آیات دیکھنا چاہیں سب بیک نظر معلوم کر لیں (۳۰) گم شدہ اشیاء کی تلاش اس سے معلوم ہو سکتی ہے (۳۱) ہر خواب کی تعبیر قرآن شریف سے لینے کا قاعدہ (۳۲) حنا ایسی جیسی سرسوں پھولی ہوتی ہے اور نگاہ کو طراوت دیتی ہے (۳۳) ہر پارہ الگ اگر ہر پارہ کی جلد علیحدہ بنوالیں تو راستہ چلتے پھرتے یا تفریح کو جاتے وقت آسانی سے پڑھ سکتے ہیں (۳۴) ہر منزل نقش و نگار اور رنگا رنگی سے آراستہ (۳۵) کتابت اس کاتب کے ہاتھ کی جس کی کتابت کے عکسی قرآن لندن میں چھپتے ہیں

آخری سب سے بڑا معجزہ

جو اس دور افلاس میں مسلمانوں کے لئے حل مشکلات کا باعث ہے یعنی ہدیہ اس قدر کم کہ ہر مسلمان خرید سکے جلد ترکی نہایت اعلیٰ نقرئی نقش و نگار جلد بندی کی ہوئی بہت مضبوط استر کے ساتھ مشین پر بنوائی گئی ہے ضخامت ۸۰۰ صفحات مجلد ہدیہ صرف تین روپے آٹھ آنے۔ بلا جلد عہ ایک منگائیں خواہ دس منگائیں خواہ بیس اس سے کم ہدیہ نہ ہوگا یہ رعایت صرف ایک ماہ کے لئے ہے ۱۰×۱۵ تقطیع لمبی اور ۱۵ انچ چوڑی گویا رسالہ ہر ہوری کی نصف سائز کل نہیں بلکہ ابھی خط لکھ دیجئے۔ **قیمت** تین روپے آٹھ آنے **محصول** ۸ر اصلی ہدیہ مجلد پانچ روپے رعایتی ساڑھے تین روپے

حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

معجزنما پنج سورہ

مترجمہ حضرت شاہ رفیع الدین صاحب مرحوم

اور ۹۰ صفحہ فضائل و اعمال سورۃ ہائے قرآن و شان نزول اور ربط آیات تفسیر کامل از حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی یہ عجیب و غریب مجموعہ ہے آج تک اس شان کا مجموعہ ہندوستان تو کیا دنیا بھر میں نہیں چھپا ۹۶ صفحے ضخامت اور تقطیع ۲۰×۲۶ چھپائی ایسی صاف کہ ایک ایک نقطہ روشن کاغذ نہایت سفید اور مضبوط علاوہ بریں اس میں حسب ذیل سورتیں ہیں:-

سورہ یاسین سورہ رحمٰن سورہ فتح

سورہ واقعہ سورہ ملک سورہ مزمل

سورہ نوح سورہ جن سورہ کہف

سورہ فلق سورہ والناس۔ ان سب سورتوں کا ترجمہ لفظی ہے اور تفسیر کامل ہے اور عملیات و وظائف بہت درج کئے گئے علاوہ حزب البحر مع اسناد و دعا گنج العرش مع اسناد و دعا گنج العرش مع اسماء حسنیٰ ۹۹ نام خدا کے اسماء رسول کریم مع اسناد سلسلہ نام بزرگان چشتیہ سلسلہ نام بزرگان قادریہ و سہروردیہ بعد نماز حضرت اعظم کے نام جو اسی ترتیب سے درج ہیں اور بہت سے سینہ بسینہ عملیات اس میں درج ہیں جلد پوری پارچہ کی ہے خوشنما اور مضبوط ہدیہ فی جلد ۱۲ر تین منگائیں تو فی جلد ۱۱ر آنے لگے گی دس منگائیں تو فی جلد ۱۰ر آنے لگے گی محصول ایک جلد پر ۵ر تین جلد پر ۹ر دس جلد پر عہ

ملنے کا پتہ

حمیدیہ پریس دہلی

ہمارے مسلمان ہونے میں کسکو انکار ہے؟

وہ خیال کہ ہم کلمہ پڑھ لیتے ہیں، گائے کا گوشت کھا لیتے ہیں، ہمارے باپ بھی مسلمان تھے، ہمارا نام بھی اسلامی ہے، جب مولوی صاحب وعظ کہتے ہیں تو ہم انکی دعوت ضرور کرتے ہیں، جب پیر صاحب دورہ کرتے ہیں تو نذر نیاز سب کچھ دیتے ہیں۔ اور جب لیڈر کہتے ہیں تو ہم سب اُن کے لئے تیار ہوجاتے ہیں وہ بھی ہمیں بھائی مسلمانوں کہکر پکارتے ہیں، اس لئے ہم یقین کے ساتھ کہتے ہیں، کہ **ہم مسلمان ہیں**۔ سبحان اللہ کیا مسلمان ہونے کی دلیلیں ہیں۔ اور جو پوچھا جائے۔ کہ اسلام کیا ہے۔ کلمہ کیوں پڑھتے ہو۔ خدا اور رسول کا اقرار کرنے کے بعد خدا کے احکام کی پابندی لازم ہوجاتی ہے۔ کیا تم احکام اسلام سے واقف ہو، کیا تم خدا اور رسول سے واقف ہو، تو فوراً کہدینگے یہ باتیں مولوی صاحب جانتے ہیں۔ حالانکہ یہ سب باتیں آپ کو خوب جاننی چاہئیں، اور خوب سمجھ کر جاننی چاہئیں۔ مسلمان صرف وہی ہے جو اپنے مذہب سے واقف ہے اس کے اوامر و نواہی پر سمجھ کر عمل کرنے والے ہی سچے مسلمان ہیں ورنہ تمام کے مسلمانوں اور دوسری اقوام کے لوگوں میں فرق ہی کیا ہے۔ وہ صرف خانہ پری کے مسلمان ہیں مسلمان وہی ہیں جو ارکان و اصول اسلام کو جانتے ہیں، سمجھتے ہیں اور دوسروں کو سمجھا سکتے ہیں، اسی لئے رسول کریم نے فرمایا کہ اسلام سے واقف مسلمان کی معمولی عبادت ایک جاہل عابد کی شب بیداری سے بہتر ہے۔ اس لئے مسلمان ہونے کے ساتھ ہمارا پہلا اور اہم فرض ہو جاتا ہے کہ ہم اسلام سے واقف مسلمان ہو جائیں افسوس کہ دنیوی مصروفیتوں کی وجہ سے ہم میں اتنی ہمت نہیں کہ ہم اسلام کی تمام کتابیں پڑھیں۔ تو پھر کیا کریں، کوئی کتاب ایسی ہو جس میں ضروری باتیں ہوں اور ادبی زبان میں لکھی ہو۔ اس لئے کہ انکا سمجھنا آسان ہے خدا کا شکر ہے کہ حال ہی میں حمیدیہ پریس نے ایک کتاب **اسلامی تعلیم** شایع کی ہے جس کا ایک ایڈیشن تو ختم ہوگیا اب دوسرا ایڈیشن تیار ہوا ہے جس میں اہل سنت والجماعت کے عقائد اور مفصل اسلامی احکام درج کئے گئے ہیں کتاب کیا ہے مذہب اسلام کی انسائیکلوپیڈیا ہے زندگی میں جس قدر اسلامی مسائل کی ضرورت ہوسکتی ہے وہ سب اس کتاب میں ہیں یہ صدہا مستند کتابوں کا خلاصہ اور ایک متبحر عالم اور ماہر فاضل حضرت علامہ مفتی سید محمود صاحب قبلہ قادری رضوی کی تالیف ہے اس کی موجودگی میں علماء سے مستغنی کر دیگی، بلکہ آپ خود عالم ہو جائیں گے، اور اس کی مدد سے آپ مذہب کی صحیح عبادات اور نجات کا صحیح راستہ معلوم کرسکتے ہیں۔ جب آپ ان سب باتوں سے واقف ہوجائیں تب آپ کہہ سکتے ہیں، کہ "ہمارے مسلمان ہونے سے کس کو انکار ہے"

اسلامی تعلیم پانچ سو صفحوں کی مجلد کتاب ہے، اس کی بہت ہی مختصر فہرست مضامین حسب ذیل ہے اصل کتاب میں فہرست ہی ۸ صفحوں میں ہے قیمت مجلد جرمنی تین روپئے مجلد پارچہ ڈھائی روپئے بلا جلد

باب العقائد	تیمم کا بیان	لائق امامت	نماز خوف، احکام مسجد	جانوروں کی زکاۃ	حج قران	حج بدل، حج نذر	**ذبائح**	تمام مخلوقات کے حقوق
لا الہ الا اللہ کا بیان	تیمم کی سنتیں	مسائل جماعت	جنازہ کی نماز [illegible]	اونٹ کی زکاۃ	حج تمتع	خوشنما حج و قربانی کے	جانور کا ذبح کرنا	جو ایک مسلمان کے لئے
اولیاء اللہ	کس چیز سے تیمم کرنا جائز ہے	نماز میں بے وضو ہونا	میت، جنازہ کو اٹھانا	بکریوں کی زکاۃ	حج کی قربانی	ہر چھوٹے بڑے مسائل	حرام اور حلال جانور	ضروری ہیں سب اس میں درج
کتب الہیہ	موزوں پر مسح	خلیفہ بنانا	جنازہ کے مسائل	زیور، اسباب، پھلوں کی زکاۃ	احکام حج میں قصور	**محرمات**	مسائل شکار	ہیں۔ کتاب کیا ہے
صحابہ کی تعلیم نقد	مسح کس چیز سے ٹوٹتا ہے	نماز کے توڑنے والے	قبر اور دفن کا طریقہ	زکوٰۃ کے مستحقین	[illegible] کا جرمانہ	وہ عورتیں جن سے نکاح حرام ہے	قربانی، نشہ والی اشیاء	ایک کامل ذخیرہ ہے جو
نقیبہ صحابہ کون تھے	اعضاء وضو پر مسح	نماز میں ہونا	مسائل تعزیت	صدقہ فطر	جزا کی تعداد	احکام ولی مسائل نکاح	مہمان نوازی	ہر ایک شخص کے لئے ضروری ہے
تدوین مسائل	صاحب عذر کا بیان	نمازی کے سامنے گزرنا	احکام شہید	صدقہ نفل	[illegible] کے قصور	وکالت نکاح، چند عورتیں کرنا	**لباس**	کو روزانہ حالات اور [illegible]
صحابہ نے اصول فقہ کے	نجاستیں	مکروہات نماز	کعبہ میں نماز پڑھنا	[illegible]	وقوف مزدلفہ میں قصور	نکاح کا فرق	لباس کا بیان	پکا مسلمان بنا دیتی ہے
کس قدر مسائل ایجاد کئے	نجس چیزوں کا پاک کرنا	نماز توڑنی کب درست ہے	**کتاب الصوم**	**کتاب الحج**	مزدلفہ میں قصور	**طلاق**	چاندی سونے کے برتن	عبادت کے وقت صحیح
فرشتے ملائکہ	استنجے کا بیان	جمعہ کے ادا	روزہ توڑنے والی چیزیں	احکام حج	منیٰ میں قصور	طلاق صریح، طلاق کنایہ	**حقوق**	احکام کی ضرورت ہوتی ہے
کفر و ایمان	حیض و نفاس کے احکام	جمعہ کی شرطیں	روزہ نہ توڑنے والی	میقات	سعی میں قصور	تفویض طلاق	حقوق والدین	جب اس کو پیدا کر لیا ہے
قضا و قدر	**کتاب الصلوٰۃ**	نماز وتر کا بیان	روزہ کی قضا اور کفارہ	احکام احرام	بوس و کنار، جماع	طلاق معلق، طلاق مریض	حقوق انسان	ورنہ وہ سب محض لغو
قیامت نفخ صور	اذان کا بیان	عیدین کی نماز	مکروہات روزہ	احرام محرمات و مکروہات	خوشبو اور تیل لگانا	طلاق رجعی، [illegible] ایلا	حقوق اولاد	ہے اگر آپ چاہتے
حشر حساب، کتاب	نماز کی شرطیں	سجدہ سہو	بیان سحری و افطاری	مکہ میں داخلہ	سلے ہوئے کپڑے پہننا	خلع، ظہار، کفارہ ظہار	میاں بیوی کا حق	ہیں کہ آپ کا ہر ایک عبادت
جنت دوزخ	نماز کے شرائط	سجدہ تلاوت	روزہ نہ رکھنے کی سزا	طواف، زمزم و صفا مروہ	جسم سے بال دور کرنا	احکام لعان	حق رشتہ داروں کا	خدا کے یہاں گذرے تو یہ کتاب
پلصراط	نماز کے فرائض	نماز قضا	روزہ کے جائز عذرات	طواف میں باتیں حرام ہیں	ناخن کترنا	**عدت**	یتیم کا حق	پڑھیے تا کہ آپ کسی کام میں فرق
باب الطہارات	نماز کے واجب	نماز مسافر	نفلی روزے	طواف کے مکروہات	شکار کرنا	عدت کا بیان	مسکین مسافر کا حق	نہ آئیگا اور ہر قدم موجب
وضو کا بیان	نماز کی سنتیں	سنن و نوافل	نذر کا روزہ	طواف و سعی کے مباحات	حرم کے جانوروں کو ایذا	سوگ کرنا، حق پرورش کی	بیوہ ہمسایہ، جہاد	ثواب ہوجائیگا۔
نواقض وضو	نماز کے مستحب	جماعت کی شرکت	احکام اعتکاف	سعی کی، دائمی [illegible]	حرم کے درخت	پرورش اطفال، نفقہ	زبان، احباب	
غسل کا بیان موجبات	احکام قرات	سورج گرہن اور چاند	متفرق مسائل	وقوف مزدلفہ کی [illegible]	احرام کے مسائل	حقوق بیوی، حقوق شوہر	مجلس، مریض	
غسل اور پانی	قرات کی غلطیاں	گرہن کی نماز	**کتاب الزکوٰۃ**	اور وقوف منیٰ	متفرقہ احکام	سوم، شادی، پیدائش	میت، قبر، دشمن	
جھوٹے پانی	احکام امامت	نماز استسقاء	چاندی سونے کی زکات	حج کی بقیہ باتیں	حج فوت ہونے کا بیان	دعوت ولیمہ، عقیقہ	وغیرہ	

مجلد جرمنی -/۳
پارچہ ۲/۸
پتہ حمیدیہ پریس دہلی

بیدار ہوجاؤ

اے نیند کے متوالو! اے سونے والو! آنکھیں کھولو۔ ہوشیار ہوجاؤ تم کو کہاں

خبر بھی ہے کل کیا ہونے والا ہے

وہ دن سر پر آگیا جس کے خوف سے انبیاء نے پناہ مانگی وہ وقت نزدیک آگیا جبکہ دجال نے روئے زمین پر خراب ہونا ہے اور وہ ساعت نزدیک ہے جب نفسی نفسی کا شور ہوگا جب کائنات کا ہر ذرہ نیست و نابود ہوجائے گا تم سوتے ہو تمہیں کیا خبر کہ اس کی علامتیں بہت سی پوری ہوچکی ہیں اور جو رہ گئی ہیں وہ بہت جلد پوری ہونے والی ہیں آج ہی

قیامت کا پروگرام منگالو!

جب تم اسکو پڑھ لو اور سمجھ لو اور یقین کرلو کہ جس منزل سے تم گذر رہے ہو اس کا ختم کتنا نزدیک ہے اور پھر اپنا پروگرام بناؤ اپنے حالات پر نظر کرو اپنے افعال کا جائزہ لو اپنی معصیتوں کا حساب کرو اپنے تعلقات پر اور اپنی غرض ہر چیز پر تبصرہ کرنے کے بعد فیصلہ کرو۔ لیکن نہیں بالکل ممکن ہے کہ ہم تم اپنی فرد گناہوں کا محاسبہ کرسکیں ہم کیونکر اپنے گناہ کا قیاس کرسکتے ہیں جبکہ ہر بڑے سے بڑا گناہ کو کرتے وقت ہم گناہ ہی نہیں تصور کرتے اگر یقینی ہوکر

دنیا ختم ہو جائے گی اور مرنے کے بعد ہر بات کا حساب دینا ہوگا

تو بھائی پہلے

تعزیرات دوزخ

پڑھ لو تاکہ ہر گناہ کرنے کے ساتھ یہ بھی تو معلوم ہوتا رہے کہ اس دفعہ میں یہ سزا ملیگی حضرت مولانا احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علمائے ہند کو خدا بے حساب جنت میں لیجائے اور یہاں بھی ان کی عمر دراز کرے کہ انہوں نے اعمال سیئہ کی فہرست بنا دی ہے ہر گناہ کی پاداش بھی بتلادی ہے تعزیرات دوزخ میں حسب ذیل گناہوں کی تفصیلی سزا ہے۔

(۱) شرک (۲) ریا (۳) سوء ظن بالمسلم (۴) غضب کینہ حسد (۵) تکبر خود بینی (۶) عجب عادت عمل (۷) تقدیر سے ناراض (۸) اہل اللہ سے عداوت اور صحابہ سے بغض (۹) بد عہدی اور امانت میں خیانت (۱۰) فحش اور لغو کلام کی کثرت (۱۲) قرآن اور درود سے استغناء (۱۳) بول و براز سے غفلت (۱۴) وضو اور غسل اور حیض کی فرد گذاشتیں (۱۵) نماز بے جماعت اور جمعہ سے بے پروائی (۱۶) سفر اور بدفالی (۱۷) غیر شرعی زینت (۱۸) نوحہ ماتم نوحہ گر اور قبروں کا احترام (۱۹) زکوٰۃ صدقہ نفقہ سوال اور بخل (۲۰) روزہ کی فرد گذاشتیں (۲۱) حج اور اسکے متعلقات (۲۲) جانوروں سے بدسلوکی (۲۳) ناموں میں تفاخر (۲۴) بیع اور نشہ اور حرام کمائی (۲۵) سود اور اسکے متعلقات (۲۶) قرض اور اسکے متعلقات مال یتیم (۲۸) حقوق ہمسایہ (۲۹) فخر اور اونچے مکان بنوانا (۳۰) زمین کو غصب کرنا (۳۱) جھوٹ جھوٹی قسم جھوٹی گواہی (۳۲) زنا اور اسکے متعلقات (۳۳) مسلم کی آبرو ریزی (۳۴) منافقت (۳۵) تجسس اور جھوٹا خواب (۳۶) میاں بیوی کو لڑوانا (۳۷) حلالہ کرانا (۳۸) اسی طرح ۷۲ مضامین ہیں اور آخر میں توبہ کا بیان ہے قیمت قیامت کا پروگرام ۴ر اور تعزیرات دوزخ کی قیمت ۸ر ملنے کا پتہ:- منیجر حمیدیہ پریس دہلی

علامہ شبلی کی کتابیں

سب سے زیادہ سستی کہاں سے دستیاب ہوسکتی ہیں؟ جس سے پوچھئے صرف یہی جواب ملیگا۔ کہ

حمیدیہ پریس دہلی سے

سیرۃ النبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات غزوات اور اخلاق و عادات کے متعلق بہت سے رطب و یابس واقعات تاریخ و سیر کی کتب میں مذکور ہیں لیکن اس کتاب کی اصلی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں اس قسم کی تمام روایتوں سے قطع نظر کرلی گئی ہے اور صرف وہ واقعات بیان کئے گئے ہیں جو قرآن مجید اور احادیث میں مذکور ہیں اور جن کی صحت میں کسی قسم کے شک و شبہ کی گنجائش نہیں تاریخ و سیر سے بھی وہی واقعات لئے گئے ہیں جن کی صحت روایت کے لحاظ سے مشکوک نہ ہو۔

حصہ اول۔ از ولادت تا ختم سلسلہ غزوات مع مقدمہ اصلی قیمت چھ روپے رعایتی للعہ

حصہ دوم۔ از سنہ ۸ تا وفات مع مفصل و مکمل حالات اصلی قیمت ۵ر رعایتی ہے ۱۲

الفاروق یعنی حضرت فاروق اعظم کی لائف اور زمانہ حکومت صحابہ کی فتوحات طریقہ جنگ عراق و شام و مصر و ایران کی فتح کے واقعات حضرت عمر کی سیاست اخلاق زہد، عدل اور اسلام کی عملی تعلیم کا شاندار منظر مولانا شبلی کی یہ بہترین تصنیف ضخامت ۴۳۲ صفحات قیمت دو روپے رعایتی صرف ۱۲ر

المامون یعنی خلیفہ مامون الرشید عباسی کے عہد سلطنت کے حالات مولانا شبلی مرحوم کی یہ پہلی تصنیف ہے جس میں ممدوح نے تاریخ اسلام کے پر فخر عہد کے سیاسی علمی مذہبی اخلاقی تمدنی حالات قلمبند کئے ہیں جن سے دولت عباسیہ کے عروج و کمال کے زمانہ کا صحیح فوٹو سامنے پھر جاتا ہے ضخامت ۳۴۴ صفحے قیمت ۱ر رعایتی صرف ۹ر

الغزالی امام غزالی کی سوانح عمری اور ان کا فلسفہ اور علم کلام اور اخلاق اور تصوف میں ان کے مجددانہ کارنامے علمائے اسلام میں امام غزالی کی اہمیت سے کوئی شخص ناواقف نہیں مگر ان کے حالات خیالات اور تحقیقات سے کم لوگ واقف ہیں ضرورت ہے کہ مسلمان اسکو پڑھکر فائدہ اٹھائیں ضخامت ۲۰۸ صفحے قیمت اصلی عہ رعایتی صرف ۸ر

سیرۃ النعمان امام ابو حنیفہ کی سوانح عمری اور ان کے اجتہادات اور مسائل فقہ حنفی کی تاریخ اور اس کی تدوین کے حالات فقہ حنفی کی خصوصیات علم حدیث علم فقہ کی تاریخ اور اسلامی قانون پر تبصرہ ضخامت ۲۴۴ صفحہ اصلی قیمت عہ رعایتی ۸ر

مولانا روم اسلام کے مشہور صوفی متکلم جلال الدین رومی کی مفصل سوانح عمری فضائل و مناقب ان کے تصوف کے اسرار علم کلام کے رموز اور مثنوی شریف پر مبسوط تبصرہ اور اسکے منتخب مضامین پر تبصرہ قیمت ۱۲ر رعایتی ۸ر

سفرنامہ روم و مصر و شام ۱۸۹۲ء علامہ شبلی مرحوم کا سفرنامہ ہے اسکے حالات و واقعات یہ سفرنامہ بہت مقبول ہوچکا ہے اردو میں ممالک اسلامیہ کا پہلا سفرنامہ ہے جس میں ٹرکی مصر و شام کے علمی تعلیمی تمدنی حالات قیمت ۱۲ر رعایتی ۱۰ر مقالات شبلی ۱۲ر رعایتی ۸ر اغاز اسلام ۸ر رعایتی ۴ر حیات سعدی ۸ر رعایتی ۴ر حیات حافظ ۸ر رعایتی ۴ر

تمام کتابیں منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ

دُعا

جب انسانی عزائم غیا یہ ت ہو جائیں، دست بازو کی کارفرمائیاں شل ہو جائیں، مادی طاقتوں کا چراغ گل ہو جائے، یا جب انسان اس درجہ درماندہ اور لاچار ہو جائے کہ اس کو اپنی کوشش فضل ایزدی کے سامنے ہیچ نظر آنے لگے، تب وہ منادی وہ دُعا مانگی وہ مانگی ذوی معلق کے دربار میں نوازی جاتی اور یہی قبولیت دعا ہے، یہ بالکل یقینی ہے کہ خاصان خدا کے طریق پر اگر دعا مانگی جائے تو ضرور مقبول ہوتی ہے خواہ بظاہر اس کا حسب خواہش ترتیب نہ ہو کیونکہ کبھی اپنے بندہ کی برائی نہیں چاہتا، اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کی دعائیں در اجابت وا کریں تو پھر قرآن پاک کی وہ دعائیں جو خدا نے انبیا کو تلقین فرمائیں یا رسول کریم کی دعائیں جو آنحضرت نے صحابہ کو بتلائیں یا خاصان خدا کی بتلائی ہوئی دعاؤں کو اپنا شعار بنائیں

قرآنی دعائیں

اس کتاب میں وہ طریقے دعا کے آداب، استجاب دعا کے اوقات کا تذکرہ ہے اس کے ان تمام دعاؤں کے اثرات اور ترجمات جو قرآن پاک میں وارد ہیں ضخامت ۸۰ صفحے قیمت ۸ر کاغذ بہت عمدہ سفید چکنا ولایتی

پیغمبری دعائیں

یہ ۹۰ صفحہ کی کتاب ہے بہت موٹا سا ورق ہے جس میں احادیث سے فلسفہ دعا بتلایا ہے اس کے بعد محل دعا اور اوقات و اثرات دعا لکھے ہیں، اس کے بعد تمام وہ دعائیں ہیں جو رسول کریم نے ہر موقعہ کے لیے صحابہ کرام کو تلقین فرمائی ہیں، بہت زبردست اور مفید کتاب ہے قیمت ۸ر

دعائے مقبول

یہ علامہ حکیم الامت مولوی اشرف علی صاحب قبلہ کی مرتب کردہ کتاب ہے اور اس میں تقریباً ہر ضرورت کے لیے دعا ہے اول سات دنوں کی علیحدہ علیحدہ دعائیں ہیں اس کے بعد سات دن کی اردو مناجاتیں ہیں، پھر صلوٰۃ الاکبر اور حزب البحر ہے، اور آخر میں کوئی ضرورت ایسی نہ ہو گی جس کی دعا اس میں نہ ہو، آخر میں ہفت احزاب از حضرت مولانا محمد رومی اور دعائے حزب البحر کے اعمال مجرب حضرت مولانا اشرف علی صاحب بہت مقبول و بے نظیر کا اضافہ ہوا ہے ضخامت تقریباً ۴۰۰ صفحات قیمت مجلد ایک روپیہ

رسول کی دعائیں

یہ دعاؤں کا مجموعہ جدید ابھی حال میں تیار ہوا ہے اس میں قرآن شریف سے رسول کی دعائیں اور احادیث نبوی صلعم اور آثار سلف اور بزرگان دین کے مستند و مجرب معمولات سے پر اثر وظائف لکھے گئے ہیں جن کے مقبول ہونے میں آج تک کسی کو شک و شبہ ہوا اور نہ ہو گا، کیونکہ اس میں ایسی دعائیں درج ہیں جنہیں خود باری تعالیٰ نے اپنے مقرب رسولوں اور نیک بندوں کو تعلیم فرمائی ہیں، ظاہر ہے کہ اس کی موثر دعائیں اجابت میں کیا درجہ رکھتی ہوں گی، قیمت صرف ۸ر

اردو دعائیں

حضرت خواجہ حسن نظامی کی آسان انشاء پردازی کا ایک زمانہ کو اعتراف ہے حضرت ممدوح نے زیارت حبیب کے چلہ میں سرور کائنات کے اشارہ سے اردو زبان میں ہر ضرورت کے لیے دعائیں لکھی ہیں، اپنی زبان میں چونکہ ہر لفظ سمجھ کر دل کی گہرائی سے نکلتا ہے اس لیے ہر ہر جملہ عرش عظیم سے ٹکراتا ہے اور چونکہ اپنی زبان میں دعا مانگنے کی وجہ سے قلب تحریر الفاظ کے ساتھ ساتھ رہتا ہے اس لیے قدرتاً خشوع پیدا ہو جاتا ہے، نیا اڈیشن ابھی حال میں تیار ہوا ہے، قیمت ۸ر

سب کتابیں منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

جمعیۃ علمائے ہند کی مقدس تجویز کے تحت

بہت سستا بہت صحیح

قرآن شریف چھپ کر طیار ہو گیا اور ہزاروں ہدیہ ہو گیا

ایک پونڈ انعام

اس شخص کو دینے کا انعام اس قرآن شریف کے لیے مشتہر ہے جو ایک حرف کی بھی غلطی اس قرآن پاک میں نکال دے، لیکن حفاظ کو یقین کر لینا چاہیے کہ یہ اشتہار کسی قسم کی بنیاد پر ورنہ تنگ لگ جائیگا اس لیے کہ غلطی نکالنے کا انعام تب ملے کہ قرآن شریف میں غلطی ہو۔

اتنا موٹا ہجے خوشنما چھپا ہوا ہے!

اس کا نام

طلائی طمغہ والا قرآن شریف

ہے

سفید کاغذ ہے، ابتدا میں ایک مقدمہ ہے جس میں قرآن شریف کے متعلق بہت ضروری معلومات ہے، کتابت کشادہ، چھپائی صاف و سیاہ ہے، ہر پارہ کے اول و آخر اور ہر منزل کے اول و آخر نہایت خوشنما بیل اور عمدہ نقش و نگار ہیں۔

تازہ اڈیشن مسلمہ علما کا پسندیدہ ہے۔

ضخامت مع مقدمہ قرآن شریف ۵۵۱ صفحات

ھدیہ چونکہ حمیدیہ پریس سب سے سستا فروخت کرتا ہے اس لیے فی جلد مجلد چرمی عمر مجلد پارچہ صرف ایک روپیہ، دس قرآن شریف منگائیں تو مجلد پارچہ نو روپے اور مجلد چرمی میں کوئی رعایت نہیں، کیونکہ بعض اوقات ڈیڑھ روپے سے زیادہ لاگت آتی ہے، محصول ذمہ خریدار

ریل کے ذریعہ منگانے والے نصف قیمت ضرور ہی پیشگی روانہ کریں

ملنے کا پتہ حمیدیہ پریس دہلی پوسٹ بکس نمبر ۶۰

پاکٹ سائز سستی معراج حمائل

ایسی کتابت گویا موتی جڑے ہوئے ہوں، نہایت شفاف کاغذ، اعلیٰ چھپائی سہ رنگی سرورق، کپڑے کی جلد، نہایت آب و تاب کے ساتھ تیار ہوئی ہے، قلم ہی خامہ جلی ہے، ہدیہ ایک جلد ۱۲ر دس جلد ساتھ روپیہ، محصول ذمہ خریدار

حمیدیہ پریس پوسٹ بکس نمبر ۶۰ دہلی

بیوی بھی بدل ڈالی

گروانہ دو وقت کھانا ہی خب کانا ملا ایک بابا بد تو بتلاؤں جیسے

جمید و بابا بابلی اور بدلی کی بالآخر بیوی تک دوسری کرلی لیکن کھانا ہی اچھا نہ ملا۔ شوقین جب کہ کھانا ہی آتا ہو، نزاکت بہت بیسی سال اور دیکھی بچہ سے کچھ بن جاتا ہے، اچھا کھانا اور دوست [illegible] منظور ہو تو حمیدیہ پریس کی جدید کتاب

دہلی کا باورچی خانہ

منگائیے جس میں دہلی کے مشاق باورچیوں [illegible] اور مستند ہندوستانی کھانوں کی تفصیل اور ان کے پکانے کے آسان طریقے ہیں جو دہلی [illegible] مشاق خاتون کے مشورے سے درج کئے گئے ہیں [illegible] ذیل مضامین ہیں

[illegible] باورچی خانہ [illegible] برتنوں کی قسمیں، صفائی کھانا پکانے کی تدبیر [illegible] مختلف قسم کی روٹی، روٹی پکانے کی ترکیب، مسالہ پیسنے کی تعلیم [illegible] پکانے کی تعلیم، گوشت چھاننے کی تعلیم [illegible] سالن پکانے کے مسالہ [illegible] بنانے اور گوشت کے سالن، ۳۰ قسم کے سالن، خالی ترکاریاں پکانا، اس میں ستر ہ قسم کی بنا بیاں ہیں، دال پکانے کی تعلیم [illegible] کی قسم کی دالیں ہیں۔ دال اور بیسن کا سالن اس میں [illegible] سالن بغیر گوشت کے ہیں۔ چٹنی اور اچار بنانے کی تعلیم، اس میں [illegible] کے [illegible] ہیں، کھچڑی پکانے کی تعلیم، [illegible] قسم کی کھچڑیاں، پلاؤ اور طاہری کی تعلیم ۱۳۰ اقسام [illegible] بریانی پکانے کی تعلیم ۳۰ اقسام میٹھے کھانے پکانے کی تعلیم ۲۰ اقسام کے کباب [illegible] ۲۲ اقسام کے [illegible]

اس کتاب میں صرف ۵۰ کھانے پکانے کا انتخاب کیا ہے جو دہلی کے مشاق گھرانوں کا معمول ہیں یا مختصر دعوتوں پر تیار ہوتے ہیں، ۵۰ کھانے نہیں ہیں جو قلعہ معلی کے شاہی دسترخوان پر ہوتے تھے۔ کیونکہ وہ کھانے بہلا کب پکے، اور کہاں سے کہا جاسکتے ہیں ضخامت ۱۱۲ صفحہ قیمت ۸

سلیقہ شعار بیوی

کون ایسا شخص ہے جو یہ نہیں چاہتا کہ اس کی بیوی تعلیم یافتہ ہو ہنر مند اور خانہ داری سے واقف ہو۔ لیکن سوال یہ ہے کہ اس خواہش عامہ کی تکمیل کے لئے خاوندوں نے کونسا عملی قدم اٹھایا اور کتنے ماں باپ ہیں جنہوں نے شادی سے پہلے بیٹیوں کو ان کے بیوی بننے کے فرائض بتلائے، خیر شادی سے پہلے تو لڑکیوں کو اس قسم کی باتیں بتانا یا ان کے سامنے اس طرح کا لٹریچر لانا مفروضہ شرم و حیا کے خلاف ہے۔ لیکن شادی ہونے کے بعد ان کو فرائض زوجیت سے آگاہ نہ کرکے ان سے سلیقہ مندی کی توقع رکھنا فضول ہے اس سلسلہ ایک کتاب جو بہت ہی مفید ثابت ہوئی ہے وہ "بیوی کے فرائض" کے نام سے چھپی ہے جو مولانا وحشی اڈیٹر تجلی کی بے مثل کتاب ہے جو اپنے اندر اثرات کی بجلی پنہاں رکھتی ہے، ناممکن ہے کہ کتاب اپنا اثر نہ دکھلائے۔ کتاب کے چند مضامین یہ ہیں۔ ازدواجی تعلقات کی ابتدا مزاجداری، محبت، خدمت، احترام جذبات، رشتہ داروں سے برتاؤ، رازداری، آپس میں شکر رنجی، اپنی اصلاح، کفایت شعاری، گھر کی دیکھ بھال، افلاس کی حالت، پردہ و عفت بچوں کی پرورش، بیوی کیسی ہونی چاہئے، سگھڑ بیوی جس کو کہتے ہیں، سلیقہ شعار بیوی، بچی بیوی قیمت صرف ۸

حمیدیہ پریس دہلی

شہیدان کربلا پر کیا گذری

دیکھتے دیکھتے ہوئے ریتیلے میدان میں ان حق پرستوں کا خون کس طرح بہایا اور کس بیدردی سے بچوں کو ذبح کیا گیا اور کس طرح عورتوں کو حالت بیکسی میں تڑپایا گیا، یہ یاد دینے والی سرگذشت اگر پڑھنی ہے تو ظلم یزید معروف بہ مجموعہ کربلا پڑھئے اس میں ظالم یزید نے جس بیدردی سے آل رسول کا خون بہایا ہے اس کی غمناک داستان بھی ہے اور ظالموں کی ستم آرائیوں کے افسانے بھی اور ساتھ ہی یزید کے عیش و عشرت کے وہ حالات بھی ہیں جو عام لوگوں کو بہت کم معلوم ہیں، اور آخر میں یزید کا عبرتناک انجام بھی دکھایا گیا ہے کہ اس ظالم کا دنیا میں کیا حشر ہوا۔ کتاب کی دلچسپیاں اس بات سے بہت بڑھ گئی ہیں کہ واقعات کے ساتھ ساتھ حسن و عشق کی داستان بھی ہے۔ الغرض یہ کتاب تاریخ بھی ہے اور افسانہ بھی اور ہر طرح کی دلچسپیوں کا ایک قابل قدر مجموعہ بھی۔ جو جی زیدان کی مشہور تصنیف حادثہ کربلا کا اردو ترجمہ ہے۔ قیمت صرف ۱۲

لیلائے نجد

حسن کی ستم آفرینیاں جہاں یورپ کے ہوٹلوں میں افسانہ ساز ہیں وہاں صحرائے لق و دق میں بھی اپنی ستم رانیوں سے نہیں چوکتیں لیلائے نجد، مجنوں عامری کی دلربا نہیں ہے سلطان نجد والی حجاز ابن سعود کی دلربا ہے جو اپنے حسن عالمتاب کی ملکہ ہونے کے ساتھ ہی سیاست کی حکومت بھی کرتی ہے۔ ابن سعود نے جو مظالم طائف اور مکہ میں کئے ہیں ان کا بھی اس کتاب میں جزو کل حال درج ہے یہ کتاب جہاں دلشکن حالات کا مجموعہ ہے وہاں ظلم و تعدی کی بھی داستان گو ہے، اور عرب و نجد کی جدید الشیوع تاریخ بھی ہے قیمت صرف ایک روپیہ

عروس و نوشاہ

میاں بیوی کے تعلقات پر نہایت مفید دلچسپ اور پر از معلومات کتاب ہے جس کا مطالعہ شادی سے پہلے اور شادی کے بعد نوجوان مرد و عورت دونوں کے لئے نہایت ضروری ہے، کیونکہ اس کتاب میں جو راز بتائے گئے ہیں، ان سے واقف ہوکر میاں بیوی عیش و راحت کی زندگی بسر کریں گے اور صحیح معنوں میں خانہ آبادی ہوگی اور زندگی کا لطف آجائیگا، بیوی محبوبہ نظر آئے گی، اور گھر جنت کا نمونہ بن جائیگا، کتاب اس قدر دلچسپ ہے کہ شروع کرکے ختم کئے بغیر ہاتھ سے نہیں چھوٹتی۔

اس کتاب میں ۸۰ عنوان ہیں جنمیں سے چند یہ ہیں

ال دل کے جذبات میں تلاطم، ریاض حسن کی نو شگفتہ کلیاں، جو شیلے متاہل و غیر متاہل کو مشورہ امور خانہ داری اور سلیقہ، حسن کی بے تکلفی، پرہیزگاری و عصمت شعاری، واردات قلب، معصوم غنچہ، نہال تمنا کی پرورش، میاں بیوی کی دلچسپ گفتگو، حسن کنار شوق میں، خواہش دل دوشیزگی کا دلکش چہرہ، شباب کی بہاریں، عروس کے ضروری اوصاف، شادی سے بیزاری سادگی اور عشرت، محبت سے لبریز دل کا جواب، راز کی باتیں، عروس کی خوشی پر ایک نگاہ، سسرال میں شب اول، دور شباب کا مصرف، عشرت میں بارش مسرت، امنگوں میں ضبط و تحمل، شوہر کے دل پر قبضہ، نوشہ کا عروس کے ساتھ برتاؤ، خلش حسن، تقاضائے محبت، عصمت کا روشن تاج، خاموشی کا پہلا خیمہ، محبت میں بدگمانی، سرود شادمانی، ریاض حسن کی کلیاں، فطرت کا فیض عام، تمول میں مسرت کا فقدان، شباب کا صحیح مصرف، نسوانی خوبیوں کا اثر، سادگی کی برکتیں دوشیزہ اور نئے حجلہ نشین، نہال حسن میں نازک کلیاں، غنچہ نو رس کی دستبرد، جذبات محبت میں تحریک شادی کے بعد کیا ہوتا ہے، تخلیہ میں واردات شب، قیمت صرف ۱۲ حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

قرآن شریف کے بعد

جس کتاب کا سب سے بلند مرتبہ ہے وہ مجموعہ احادیث مسدقہ **بخاری شریف**
ہے عربی کی بخاری کے پڑھنے والے اور اس کی تشریح سے واقف چند ہی مولوی نظر آتے ہیں حالانکہ
احادیث سے واقفیت ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے ۔

خدا جزائے خیر دے حضرت خواجہ حسن نظامی کو جنہوں نے بہت ہی سہل و آسان اردو
میں بخاری شریف کا ترجمہ اور تشریح و تفسیر شروع کردی اور اس بے بہا گنجینہ سے معمولی اردو
پڑھے لکھے مسلمان آشنا ہو گئے ، ترجمہ سلسل ایک علما کی جماعت کے زیر نگرانی ہو رہا ہے اور اب
تک اس کے پانچ پارے مہیا ہو چکے ہیں ، ہر پارہ کی قیمت ایک روپیہ ہے ، گو قیمت زیادہ ہی
لیکن اگر اس پہلو پر نظر رکھا جائے کہ کیسا مفید کام ہو رہا ہے تو بیرا زاد قیمت کا سوال باقی
نہیں رہتا ، چونکہ ہمیں کمیشن بہت ہی کم ملتا ہے اس لئے کسی رعایت کی گنجائش نہیں ، پانچ پارے
طیار شدہ کا ہدیہ پانچ روپے محصول ڈاک ۸ مرکل **میجر حمیدیہ پریس دہلی** سے منگائیے

جب مصیبت کا تیر کلیجہ کے پار ہو

سہارے ٹوٹ چکے ہوں ، آنکھیں کسی مونس و یاور کو ڈھونڈتی ہوں اپنے بگڑے ہوئے
کاموں کو بنانے کے لئے کوئی صورت نظر نہ آتی ہو تو خاصان خدا کے راستہ پر چلئے ، دیکھئے کہ
وہ کس طرح خدا کے فضل حاصل کرتے تھے ، وہ دعائیں مانگتے تھے اور کامیاب ہوتے تھے ، وہ
دعا مانگنے اور حاجتیں پوری کرانے کے طریقے سے آگاہ تھے ، یہ طریق کامیاب آپ کو کتاب لاجواب
عملیاتِ باقی میں ملیں گے جو سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے گل سرسبد حضرت خواجہ باقی باللہ
دہلوی کے ان مجرب اعمال وظائف ، اوراد و طریقہ حاجت براری کا مجموعہ ہے ، جو آج بھی جبکہ
دنیا مصائب کی آماجگاہ بنی ہوئی ہے ، ویسے کامیاب ہے ، خدا کا فضل ان دعاؤں اور اعمال سے
بٹتا رہتا ہے ، شاید ہی کوئی متنفس ہو جو فائز المرام نہ ہوا ہو ، قیمت صرف ۸ر حمیدیہ پریس دہلی

عبد و معبود کے تعلقات

بندہ اپنے خالق کے حضور میں انتہائی عاجزی کے ساتھ گڑگڑاتا یوں ہی بہت کچھ تسکین قلب کا
باعث ہوتا ہے لیکن اگر یہ معلوم ہو جائے کہ اس طرح گڑگڑانے کی اصلیت اور حقیقت کیا ہے اور اس
میں کیا کیا عجیب و غریب حکمتیں پوشیدہ ہیں تو ظاہر ہے کہ عبادتوں کا لطف دس گنا بڑھ جائیگا
دوسرے کی طرح چند لفظ رٹ لینے میں بھی اگرچہ ایک راحت اور لذت ہے لیکن اگر عبادتوں کا اصلی مقصد
اور مفہوم بھی معلوم ہو ، تو یقیناً وہ بہت زیادہ پر کیف و مسرت بخش بن جائے گی **اسلام
اور عبادات** کے نام سے ڈاکٹر نشاط احمد صاحب نے ایک کتاب لکھی ہے اس میں نماز روزہ حج
زکوٰۃ کے اصلی مقاصد بیان کئے گئے ہیں ، اور بہت ہی مدلل طریقے پر یہ ثابت کیا گیا ہے کہ عبادت
الٰہی کے ان سے بہتر طریقے اور کوئی نہیں ہو سکتے کیونکہ جہاں ان کے ذریعے ایک طرف عبد و معبود
خالق و مخلوق کے درمیان راز و نیاز کی باتیں ہوتی ہیں اور بندہ اپنے مولا کے حضور میں جا کھڑا ہوتا ہے
وہاں ساتھ ہی ان سے عبادت کرنے والوں کو طرح طرح کے مادی فائدے بھی حاصل ہوتے ہیں
اس کو پڑھ کر نماز روزہ میں دوگنا لطف آئے گا ، قیمت صرف آٹھ آنے

یہ سب کتابیں میجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

اُمت کی مائیں

آج جبکہ شادیاں کے سلسلہ میں مسلمانوں کا جم غفیر اس کی تنسیخ کے درپے ہے اسی زمانہ میں ہر مسلمان
کے لئے یہ بھی بہت ہی ضروری ہے کہ ازواج مطہرات رسول کریم کے حالات اور شادیوں کے مصالح
سے بھی واقف ہو جائے ، یہ کتاب علامہ راشد الخیری مرحوم کی لاجواب تالیف ہے اور انشاء
پردازی ، واقعہ نگاری اور استناد تاریخی کے لحاظ سے اس بحث پر سب سے بہتر کتاب ہے
سب سے پہلے اسلام کی ابتدا اور رسول کریم کی تالیف کا مبسوط تبصرہ ہے اس کے بعد معترضین
کے اس اعتراض کا کہ رسول کریم نے اتنی بیویاں کیوں کیں اس کا جواب ہے اور واقعات و حقائق
ثابت سے واضح کیا ہے کہ حضور کی یہ شادی اسلام اور مسلمانوں کے فائدے کو ملحوظ رکھ کر کی گئی تھی
پھر ہر ام المومنین جداجدا بہ تفصیل ہر ایک کے حالات اور شادی کی غرض اور مذہبی ضرورت کو بتایا ہے ، سب سے
زیادہ مکمل مبسوط اور دلچسپ وقائع حیات حضرت عائشہ صدیقہ کے ہیں ضخامت ۱۹۲ صفحات
قیمت صرف بارہ آنے چھپائی کاغذ بہت اعلیٰ حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

خاموش تبلیغ

حضرت مولانا مولوی حاجی احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علمائے ہند طرطی شیریں مقال کا لکھا ہوا
تبلیغی افسانہ جس میں شریفانہ زندگی کے اصول بتلائے گئے ہیں ، اس کے ساتھ ہندو مسلم
تعلقات پر مذہبی روشنی ڈالی گئی ہے ، اور بتلایا ہے کہ مسلمانوں کو اس کشمکش کے زمانہ
میں کیونکر زندگی بسر کرنی چاہئے خصوصاً تجارت کی زندگی پیدا کرنے کے موثر ذریعے بتلائے
گئے ہیں ، حقیقت میں یہ افسانہ مشعل ہدایت ہے جس سے اس دور صعوبت میں مسلمانوں
کی زندگی آرام دہ اور آسان ہو جاتی ہے ،

یہ وہی افسانہ ہے جس کا بعض حصہ الجمعیۃ میں بھی شایع ہو چکا ہے اور جس سے
شدھی و سنگھٹن کے منصوبے شکست ہو جاتے ہیں ضخامت ۱۲۶ صفحے قیمت دس آنے

بے کس اور مظلوم عورت

کے حقوق کی حفاظت کا اگر مذہب نے بیڑا اٹھایا تو وہ اسلام ہے اور یہ زبانی دعوے نہیں ہے
بلکہ یہ ، واضح حقیقت ہے جسے کلام الٰہی اور احادیث کے ذریعے معلوم کیا جا سکتا ہے
اسلام اور عورت میں مختلف آیات و احادیث نقل کرکے یہ بتایا گیا ہے
کہ اسلام نے دنیائے انسانی میں عورت کا کیا درجہ رکھا ہے ، مرد پر عورت کے حقوق کیا کیا ہیں
اور کس طرح وہ انسانی دنیا کی تکمیل میں مرد کے برابر کا حصہ لیتی ہے ، ضمناً یہ بھی آگیا ہے کہ دوسرے
مذاہب نے عورت کی کیا حیثیت مقرر کی ہے نیز یہ کہ مذہب سے الگ ہو کر بھی جن قوموں نے عورت کی
حالت کو بہتر بنانے کی کوشش کی ہے وہ بھی مردوں کی خود غرضی کی وجہ سے عورت کو اس
بلندی تک نہ پہنچا سکے جہاں اسلام نے اسے پہنچا دیا ہے کتاب حد سے زیادہ دلچسپ ہے ، اور فاضل
مصنف نے انتہائی طرز تحریر اور جانفشانی سے کام لے کر ایک بہت ہی دلفریب
طریقہ پر لکھا ہے ، عورت کے متعلق اتنی صحیح اور مفید معلومات دوسری کتاب نہیں مل سکتی
قیمت صرف دس آنے

میجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

قابل شوہروں کی بہترین رہنما

جو عورت کی فطرت کو اچھی طرح سمجھنے اور محبوبہ سے لطف اندوز ہونے کا صحیح طریقہ جانتا ہو۔ ازدواجی زندگی کی نازک ذمہ داریوں کو سمجھتا ہو۔

شب عروسی

(رنگین تصویریں) قیمت ایک روپیہ

پڑھ لینے کے بعد آپ کو سب کچھ معلوم ہو جائے گا۔ اور آپ کی زندگی بہشت کا نمونہ بن جائے گی۔

یہ کتاب مشرق و مغرب کی تمام تازہ ترین جنسی تحقیقاتوں کا نچوڑ ہے۔ ازدواجی زندگی کی اہم ضروریات، لطف و مسرت کے اوقات، جسم نسوانی کی مکمل تشریح، استقرار حمل، وضع حمل کے آسان طریقے، غرضکہ ہر ایک وہ بات جس کا جاننا ہر شادی شدہ عورت و مرد کو ضروری ہے نہایت آسان پیرایہ میں بیان کی گئی ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ ایک مرتبہ شروع کرکے آپ کتاب ختم کئے بغیر ہاتھ سے نہیں رکھیں گے۔ کتاب کی عبارت ایسی ہے کہ اخلاقی پیرایہ میں صنفی معلومات پر ہندوستان میں اس سے پہلے شائع نہیں ہوئی۔ ضخامت ... صفحات قیمت صرف ایک روپیہ علاوہ محصول ڈاک

فہرست مضامین کتاب شب عروسی

پہلا باب — شب عروسی کی صبح، ٹوٹے ہوئے دل کی صدا، نوجوانوں کی ابتدائی باتیں، جنسیات کی ضرورت، ازدواجی زندگی کی خاموش نگاہیں، لڑکی کا نازک دور، زینت آغوش کی شرمساری، عورت کی نسائیت

دوسرا باب — آغوش محبوب میں حسن کی تڑپ، شرم و حیا کا طلسم، شب عروسی کی اہمیت، پہلی ملاقات کے نتائج، شب مواصلت کی جنگ، رحم کی ساخت

تیسرا باب — باغ نسائیت سے لطف اندوزی، انداز نسائیت کی ضرورت، اعضائے نسائی، لطف اندوزی کا بہترین طریقہ، اوقات مواصلت، پیکر نسائیت کی تفسیر، دنیا میں بہترین عورت

چوتھا باب — لطف اندوزی کے اصول، ازدواجی زندگی کی شروعات، جذبات نفسانی، حسن و جمال کی قدرتی حالت

پانچواں باب — حمل و بار آوری، عورت کی فطرت، بار آوری کے آثار، بچہ کی پیدائش، نومولود بچے کی نگہداشت

چھٹا باب — حمل کی بار آوری کی نگہداشت، استقرار حمل کی کیفیت، سوء ہضمی کی خرابیاں، مکان کی صفائی

ساتواں باب — ازدواجی زندگی کا تجربہ، اس باب میں حمل کی احتیاطیں اور بچہ کی پیدائش وغیرہ کے لئے ضروری ہدایتیں ہیں

آٹھواں باب — زچہ کی پرورش، لطف اندوزی کا اثر صحت جسمانی پر

نواں باب — گلشن ازدواج میں عروس بہار، عورت میں شان الوہیت، محبت کی تسخیر کا فن، زن و مرد کی محبت

دسواں باب — ازدواجی زندگی کے چند پوشیدہ راز، مرد و عورت کی مخصوص بیماریاں، بے ثمری کے اسباب

۱۶۰ صفحے ضخامت
قیمت صرف ایک روپیہ

ملنے کا پتہ: منیجر حمیدیہ پریس پوسٹ بکس نمبر ۲۰ دہلی

M. ALI ARTIST

لذت شباب یا ایرانی کوک شاستر

شباب جاودانی کی جستجو ہو تو لذت شباب یا ایرانی کوک شاستر کا مطالعہ کیجئے اس کے مطالعہ سے آپ کو معلوم ہوگا کہ شباب کو عرصہ دراز تک کس طرح قائم رکھ سکتے ہیں عورت کے تاثرات کیا ہیں حسن کی ملکہ سے کس طرح لطف اندوز ہونا چاہیئے گلزار شباب کس طرح دقف خزاں ہوتا ہے شباب کی سوکھی ہوئی ندی کس طرح بہتی ہے عورت اگر جوان ہے اور مرد اگر مرد سے اپنی خواہش پوری کرے تو کیسے خطرناک نتائج پیدا ہوتے ہیں لذت شباب میں سرستان شباب کو حیات تازہ بخشنے کیلئے نامداران بنگال اور دھا دھام پور کے درباری طبیبوں کے سینکڑوں سہل الحصول صدری مجربات ہیں جو مبتلا شیوں کو لاکھوں روپیہ خرچ کرنے پر بھی اللہ کی بسیار تلاش نہیں ملتے لذت شباب کے مطالعہ میں عمر خضر اور شباب جاوداں کا راز پوشیدہ ہے۔ ضخامت قریباً ڈیڑھ سو صفحے آٹھ نہایت بہترین بلاک کی تصاویر۔ قیمت ایک روپیہ۔ فہرست مضامین حسب ذیل ہے:—

لذت شباب پر ایک نظر
شباب کی قدر و قیمت
...
میری دلی تمنا

پہلا باب

دوسرا باب

تیسرا باب

چوتھا باب

پانچواں باب

چھٹا باب

ساتواں باب

آٹھواں باب

نواں باب

دسواں باب

گیارہواں باب

بارہواں باب

تیرہواں باب

چودھواں باب

[illegible]

قیمت ایک روپیہ
حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

مرنے کے بعد کیا ہوتا ہے

یہ ایک سوال ہے جس کا صحیح جواب سننے کے لئے ہر انسان بے چین ہے اور وہ اس کے درپے رہتا ہے کہ کسی طرح یہ باتیں آنکھوں سے دیکھ سکے۔ یہ سب تماشا ہے، کیونکہ دوسری اقوام یہ کہتی ہیں کہ مرنے کے بعد وہی ہوتا ہے جو مسلمانوں کے خدا اور اس کے رسول نے بتلایا ہے اور مسلمان اس کا یقین رکھتا ہے کہ جو کچھ خدا اور اس کے رسول نے بتلایا ہے وہ عین الیقین ہے اس کے علاوہ صد ہا صاحبان خدا نے بلاشبہ بات وہ سب ولی کو خواب میں بتلائے ہیں یہ سب کتاب **حیات بعد الموت** میں مفصل درج کر دی ہیں تاکہ ہر مسلمان اس دنیا سے جانے کے بعد عقبیٰ کے راستہ سے واقف ہو جائے۔ یہی وہ کتاب ہے جو صحیح معنی میں عالم برزخ اور عالم عقبیٰ کی گائیڈ ہے۔ اگر آپ اپنی کامل یقینی آیندہ منزل کے حالات معلوم کرنے چاہتے ہیں تو اس کتاب کو منگا لیجئے۔ یہ حضرت مولانا مولوی محمد عبد الشکور صاحب فاضل دیوبندی کی تصنیف ہے اس میں حسب ذیل مضامین ہیں فلسفہ روح انسانی، دین دنیا، جسم و روح، حقیقت روح انسانی، روح انسانی کا دخول عہد میثاق، روح حیوانی اور روح انسانی، تناسخ، آواگون، حقیقت موت، عیادت، سکرات موت، تلقین، مومن ہے یا کافر جسم فانی ہے روح کا انتقال، حضرت آدم کی وفات، حضرت ادریس کی وفات، حضرت سلیمان کی وفات، رسول کریم کا وصال، ایمان و کفر، نیک روحیں، ملک الموت اور مومن، علیین، ابرار و مقربین، بُرا خاتمہ، بُری روحیں، سجین، کفار کی ارواح، منافق سے سوال، مومن کی نیک روح، نیک عمل، عذاب و ثواب، عالم برزخ، قبر کا عذاب، قبر عذاب و ثواب، تجہیز و تکفین، غسل میت، غسل کا پانی، کفن میت کی تفصیل، نماز جنازہ کی، نماز جنازہ کی امامت، جنازہ کے ساتھ چلنا، دفن میت، اور قبر توبہ و استغفار، درود و فاتحہ، ایصال ثواب، تلاوت قرآن کا ثواب، قبرستان، زیارت قبور، تعزیت و تسلی، کھانا کھلانا، نجات اُخروی، مردوں کو کیا کیا چیز پہنچتی ہے۔

دوسرے حصہ میں ۳۴۳ اصحاب کرام صوفیائے عظام اور اولیا کے روئے صالحہ کے حال ہیں جنہوں نے حسب وعدہ مرنے کے بعد اپنے دوستوں کو عالم برزخ کے جزوی و کلی حالات بتائے ہیں اس حصہ میں عجیب و غریب مکاشفات ہیں جس سے آنکھیں کھل جاتی ہیں اور انسان زندگی کی نیکیوں کی دل سے قدر کرنے لگتا ہے۔ یہ وہ کتاب ہے جس کا مطالعہ ہر انسان کے لئے بہت ضروری ہے یہی وہ کتاب ہے جس سے اپنے منتہیٰ وغیرہ کے حالات معلوم ہوتے ہیں اور جس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ ہم ان کی کیونکر مدد کر سکتے ہیں۔ قیمت ہر دو حصہ ۱۲

روح المعانی یعنی تفسیر سورہ فاتحہ

یہ کتاب اگرچہ بظاہر سورہ فاتحہ کی تفسیر ہے لیکن فی الحقیقت مذہب اسلام کے متعلق ایک جامع تصنیف ہے اس کو پڑھ کر آپ پورے طور سے اسلامی زندگی سے آگاہ ہو سکتے ہیں اور ان تمام مسائل سے واقف ہو سکتے ہیں جن کو آپ پہلے بھولے خواب کی طرح جانتے تھے لیکن ان کی حقیقت سے بے خبر تھے میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ یہ کتاب آپ کے اندر مذہبی روح پیدا کر دیگی اور آپ کے عقائد و اعمال کو درست کر کے سچا مسلمان بنا دے گی۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ اسلامی حقیقت سے واقف ہو کر آسانی سے نجات کا راستہ تلاش کریں تو کتاب **روح المعانی** کو ملاحظہ کیجئے بلاشک یہ تفسیر نہایت جامع اور تمام فائدات قرآنی پر حاوی ہے اور خصوصیت کے ساتھ ان لوگوں کے لئے اس کا مطالعہ بہت مفید ہے جو کم وقت میں اسلام اور مطالب قرآن سے آگاہ ہونا چاہتے ہیں۔ ایک امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ یہ تفسیر بالکل نئے انداز میں لکھی گئی ہے جس کو پڑھ کر دلوں پر عجیب و غریب اثر ہوتا ہے اور میں وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ یہ حسن معانی کے اعتبار سے اور مطلب کے لحاظ سے آپ اپنی نظیر ہے اگرچہ بصیرت عربی فارسی اور اردو میں بہت سی تفسیریں موجود ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ ایسی جامعیت اور ایسی سلاست کسی ایک تفسیر میں بھی موجود نہیں ہے۔ آیتوں کا ترجمہ، سبب نزول، مطالب کی تشریح غرض ہر چیز کو عام فہم انداز میں لکھا ہے۔ ضخامت ۱۴۴ صفحے قیمت صرف دس آنے ۱۰/

مختصر فہرست مضامین کتاب روح المعانی تفسیر سورہ فاتحہ

نئی روشنی میں قرآن کی تفسیر، سائنس اور شیطان، خدا کی ہستی کے عقلی دلائل، اسلام کے عقائد نئی روشنی میں، ملائکہ اور جنات، انسان فانی ہے اور مجبور ہے، انبیائے کرام کی فطری صداقت، عذاب قبر کا عقلی ثبوت، مرنے کے بعد زندہ ہونا، وحی اور سائنس، وحی کی حقیقت، نجات کا مسئلہ، صداقت رسول کے عقلی دلائل، قرآن مجید آج تک کیوں محفوظ ہے، بسم اللہ کی تفسیر، خدا پر بے جا نارواگذشتہ کے علما و صوفیہ، اسلام اور وحدت، عبادت کی غرض و غایت، رسول عربی کا خلق کریم، تفسیر سورہ فاتحہ، اسرار کے مکاشفات، سورہ فاتحہ قرآن مجید کا خلاصہ ہے، بعض اسرار و معانی، وحدت و محبت کی تعلیم، آجکل مسلمانوں کا امتیازی نشان اسلام کا مقصد، اولین نشانوں کا ذکر اسلام ہے باقی اصل کتاب میں دیکھئے قیمت صرف دس آنے ۱۰/

یہ سب کتابیں مینیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگایئے

اب سے چھ سو برس پہلے ہندوستان میں پہلا مسلمان سیاح

یعنی ۷۲۳ھ کے حالات سفر ہندوستان، مالابار، چین، برہما، ایران، عراق، عرب، سوڈان، اسپین وغیرہ کے حالات دیکھنے ہوں تو سفرنامہ **ابن بطوطہ** ملاحظہ کیجئے جس میں مصنف کے ۲۵ برس کے حالات سیر و سفر درج ہیں۔ یہ پہلا مسلمان سیاح ہے جو ہندوستان میں آیا ہے اس کے پڑھنے سے آج سے چھ سو برس پہلے کی ہندوستانی معاشرت شاہان اسلام کی بے نظیر رواداری اور اولوالعزمی اور ہندوؤں کے ساتھ بہترین برتاؤ کی تاریخ دیکھنی ہو تو یہ کتاب پڑھیے جس کے پڑھنے سے آپ کی آنکھوں کے سامنے آج سے چھ سو برس پہلے کی اسلامی شان و شوکت کا نظارہ آجائے گا۔ آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ مسلمانوں نے مذکورہ مقامات پر کس طرح بادشاہی کی۔ اس کتاب کے مترجم جناب خان بہادر پیرزادہ محمد حسین صاحب ایم اے سی آئی ای ہیں جن کی اعلیٰ قابلیت سے کتاب کو چار چاند لگ گئے ہیں۔ کتاب نہایت دلچسپ اور سبق آموز ہے۔ نہایت مختصر فہرست مضامین یہ ہے۔ حالات سندھ، ملتان، دہلی کا سفر، سلطان محمد تغلق، بطور سفیر دہلی سے چین کا سفر، جوگی اور جوگن، چین کے جہاز، تجنگ لکڑی، لونگ، کالی مرچ، جاوا، ساٹرا، تاچینوا الگھوڑا، چینی کے برتن، چین کی دیوار، چین کے شیخ، فن مصوری، شجرہ یا زعرب، ایران، شام، مسقط، اصفہان، طیونس، اندلس، جزائر سوڈان، درخت میں جلانا، حبشیوں کی رسمیں، دریائی گھوڑا، آدم خور حبشی، ضخامت سوا پانچ سو صفحے، قیمت صرف تین روپے ۳/ محصولڈاک ۱۰/ حمیدیہ پریس دہلی سے منگایئے

لذت شباب یا ایرانی کوک شاستر

شباب جاودانی کا نتیجہ ہے لذت شباب یا ایرانی کوک شاستر کا مطالعہ کیجئے اسکے مطالعہ سے آپکو معلوم ہوگا کہ شباب کو عرصہ دراز تک کس طرح قائم رکھ سکتے ہیں عورت کے ناتمامت کیا ہیں حسن کی ... سے کس طرح لطف اندوز ہو ... لذت شباب کی ... ہوئی دیوی کس طرح مہتی ہے عورت اگر عورت ہے اور مرد اگر مرد ہے اپنی خواہش پوری کرے ... لذت شباب ... [illegible] ... لذت شباب کے مطالعہ ... شباب جاوداں کا راز پوشیدہ ہے ضخامت قریباً ایڈیشن ... قیمت ایک روپیہ ... فہرست مضامین ...

پہلا باب

دوسرا باب

تیسرا باب

چوتھا باب

پانچواں باب

چھٹا باب

ساتواں باب

آٹھواں باب

نواں باب

دسواں باب

گیارھواں باب

بارھواں باب

تیرھواں باب

چودھواں باب

روح پرور انجام

قیمت ایک روپیہ

حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

اُجِیبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ

دُعا

جب انسانی تدابیر ناکام ہوجاتی ہیں، ہمت ہار دی جاتی ہے، خواہشیں شل ہوجاتی ہیں، مادی طاقتوں کا چراغ گل ہوجاتا ہے، یا جب انسان ہر طرف سے مجبور اور لاچار ہوجاتا ہے کہ اس کو اپنی کوشش اور تدبیروں کے سلسلے میں کوئی نتیجہ نظر نہیں آتا، تب وہ مجبوراً خدا کی طرف رجوع کرتا ہے اور اپنی درماندگی و عاجزی کا اقرار کر کے خالق کے دربار میں ہاتھ پھیلاتا ہے۔ یہ وہ حالت ہے جس میں دعا کی قبولیت کا دروازہ کھلتا ہے۔ اگر دعا مانگی جائے تو ضرور قبول ہوتی ہے، خواہ ظاہر میں اس کا اثر نظر نہ آئے، کیونکہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ دعا قبول تو ہوجاتی ہے مگر اس کی مصلحت بندے پر ظاہر نہیں ہوتی۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کی دعائیں درجۂ اجابت تک پہنچیں تو ذیل کی کتابیں قرآن پاک کی دعاؤں اور رسول اکرم کی دعاؤں کا مجموعہ ہیں جو بزرگوں نے صحت کے ساتھ بتلائی ہیں۔ ان کا اردو ترجمہ بھی ساتھ دیا گیا ہے تاکہ دعا کرنے والوں کو آسانی ہو۔

قرآنی دعائیں — اس کتاب میں دعا کے معنی، دعا کے آداب، استجابت دعا کے اوقات کا تذکرہ ہے اس کے بعد تمام دعاؤں کے اثرات اور ترجمہ بھی جو قرآن پاک میں وارد ہیں۔ ضخامت ۵۰ صفحے، قیمت ۸ر، کاغذ بہت عمدہ سفید چکنا ولایتی۔

پیغمبری دعائیں — ۹۶ صفحہ کی کتاب ہے بہت عمدہ سرورق ہے۔ اس میں احادیث سے فلسفۂ دعا پر بحث ہے، اس کے بعد فضائل دعا اور اوقات و لوازمات دعا درج ہیں۔ اس کے بعد تمام وہ دعائیں ہیں جو رسول کریم نے ہر موقع کے لیے صحابہ کرام کو تعلیم فرمائی ہیں۔ بہت موثر اور مفید کتاب ہے۔ قیمت ۸ر

دعائے مقبول — علامہ حکیم الامت مولوی اشرف علی صاحب قبلہ کی مرتب کردہ کتاب ہے اور اس میں تقریباً ہر ضرورت کے لیے دعا ہے۔ اول عربی مقبول و دعائیں ہیں، اس کے بعد ساتھ ان کی اردو مناجاتیں ہیں، پھر صلوٰۃ ذاکرین اور حزب البحر ہے۔ غرض کوئی ضرورت ایسی نہ ہوگی جس کی دعا اس میں نہ ہو۔ آخر میں ہفت احزاب از حضرت مولانا روم اور دعائے حزب البحر کے اصول بحکم حضرت مولانا اشرف علی صاحب بہت مقبول ہیں۔ جدید کا اضافہ ہوا ہے۔ ضخامت تقریباً ۴۰۰ صفحات، قیمت مجلد ایک روپیہ۔

رسولؐ کی دعائیں — دعاؤں کا مجموعہ جدید ابھی حال میں تیار ہوا ہے۔ اس میں قرآن شریف سے رسول کی دعائیں اور احادیث نبوی صلعم اور آثار سلف اور بزرگان دین کے مستند و مجرب معمولات سے پراثر وظائف جمع کئے ہیں جن کے مقبول ہونے میں آج تک کسی کو شک و شبہ ہوا اور نہ ہوگا، کیونکہ اس میں ایسی دعائیں درج ہیں جو خود باری تعالیٰ نے اپنے مقرب رسولوں اور نیک بندوں کو تعلیم فرمائی ہیں۔ ظاہر ہے کہ اس کی دعائیں اجابت میں کیا درجہ رکھتی ہوں گی۔ قیمت صرف ۸ر

اردو دعائیں — حضرت خواجہ حسن نظامی کی آسان انشاپردازی کا ایک زمانہ کو اعتراف ہے۔ حضرت ممدوح نے زیارت حبیب کے چالیس سرور کائنات کے بحضور حاضری میں ہر ضرورت کے لیے دعائیں لکھی ہیں۔ اپنی زبان میں چونکہ ہر لفظ دعا مانگنے کی وجہ سے سب کچھ الفاظ سے بڑھ کر سوز عظیم سے گزرتا ہے اور چونکہ اپنی زبان ہوجاتی ہے، نیا اڈیشن ابھی حال میں تیار ہوا ہے۔ قیمت ۸ر

سب کتابیں منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگایئے

جمعیۃ علمائے ہند کی مقدس تحریک

بہت سستا، بہت صحیح

قرآن شریف چھپ کر تیار ہوگیا اور ہزاروں ہدیہ ہوگیا

ایک پونڈ انعام

اس شخص کو دینے کا اعلان اس قرآن شریف کے بے مشتہر ہے جو ایک حرف کی غلطی قرآن پاک میں نکالے۔ یقین حفاظ کو یقین کرلینا چاہئے کہ اندرونی کسی کی صحت کی ذمہ داری اس کو یونہی تنگ لگے جو نکالا اس بے لاگ غلطی نکالنے کا انعام جیب میں نہ ڈالیں قرآن شریف میں غلطی ہو۔

اتنا موٹا بجید خوشنما چھپا ہوا ہے!

اس کا نام

طلائی طمغہ والا قرآن شریف

ہے

سفید کاغذ، ابتدا میں ایک مقدمہ ہے جس میں قرآن شریف کے متعلق بہت ضروری معلومات ہیں۔ کتابت گٹ دار، چھپائی صاف و سیاہ ہے۔ ہر پارہ کے اول و آخر اور ہر منزل کے اول و آخر نہایت خوشنما بیل اور عمدہ نقش و نگار ہیں۔ تازہ اڈیشن صدہا علما کا پسند کردہ ہے۔

ضخامت مع مقدمہ قرآن شریف ۵۵۲ صفحات

ہدیہ چونکہ حمیدیہ پریس سب سے سستا فروخت کرتا ہے اس لئے فی مجلد مجلد چرمی عہ مجلد، پارچہ صرف ایک روپیہ، دس قرآن شریف منگائیں تو مجلد پارچہ نو روپے اور مجلد چرمی میں کوئی رعایت نہیں کیونکہ بعض اوقات ڈیڑھ روپے سے زیادہ لاگت آتی ہے۔ محصول ذمہ خریدار

ریل کے ذریعہ منگانے والے نصف قیمت ضروری پیشگی روانہ کریں

ملنے کا پتہ — حمیدیہ پریس دہلی پوسٹ بکس نمبر ۶۰

پاکٹ سائز سستی معر احمائل

ایسی کتابت گویا موتی جڑے ہوئے ہوں، نہایت شفاف کاغذ، اعلیٰ چھپائی، سہ رنگی سرورق، کپڑے کی جلد، نہایت آب و تاب کے ساتھ تیار ہوئی ہے۔ قطر بہی خاص عجلی ہے۔ ہدیہ ایک جلد ۱۲ر، دس جلد سات روپے، محصول بذمہ خریدار

حمیدیہ پریس پوسٹ بکس نمبر ۶۰ دہلی

(مطبوعہ محبوب المطابع برقی پریس دہلی)

The Maulvi Delhi Regd No L 1866

بسم اللہ الرحمن الرحیم — ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا او اخطانا — نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مولوی

ایک ماہوار مذہبی رسالہ

جو ہر اسلامی مہینے کی بارہ تاریخ کو حمیدیہ پریس دہلی سے شایع ہوتا ہے

چندہ سالانہ صرف ایک روپیہ عہ	مدیر مسئول عبد الحمید حسان	قیمت فی پرچہ صرف دو آنے (۲ر)

جلد دہم	دہلی، ماہ ذی قعدہ سنہ ۱۳۴۸ھ	نمبر ۵

ایک قرآن شریف اور تین کام

معریٰ قرآن شریف پڑھنا چاہیں تو واللہ کہ اس سے بہتر کتابت کا قرآن شریف ہندوستان بھر میں نہیں ہے۔ اگر اس کے ہر صفحہ کو تزئین اور آرائش یا تاریخی یادگار کے لیے چوکھٹوں میں لگایا جائے تو زیبا ہے، ایک ایک حرف ایک ایک اعراب اپنی اپنی جگہ پر علیحدہ علیحدہ ہے!

مترجم ترجمہ کا مقصد یہ ہے کہ اپنی زبان میں غیر زبان کا مفہوم ادا ہو جائے، لیکن قرآن پاک کا ترجمہ اس سے زیادہ تر ہے، وہ یہ چاہتا ہے کہ اس کے حقائق دقائق، معارف اور لطائف الفاظ اپنی زبان میں ترجمہ ہو کر آ جائیں، یہ بڑے معرکہ کا کام تھا، اس لیے جماعت علماء نے اس کو سبقاً سبقاً لااو سب نے اپنی اپنی معلومات کے دریا بہائے، ان سب میں سے مرحوم میرزا حیرت صاحب دہلی کے خوش نگار اور سہل نگار انشا پرداز عالم نے بہت ہی عام فہم انداز میں ان تمام تراجم کے عطریات سے ایک ترجمہ طیار کیا جس میں جس قدر خوبیوں کا امکان تھا وہ سب بھر دیں۔ ایسے ترجمہ کا یہ قرآن ہے، اگر صحیح، صاف، شستہ، برجستہ، مدلل، عام فہم، بالتشریح، زیر حروف مع قواعد قرأت کوئی ترجمہ پڑھنا اور سمجھنا چاہیں تو یہ قرآن شریف منگائیں، اور ضرور منگائیں

بالتفسیر کامل اول تو عام فہم تفسیریں ناپید ہیں، اور جو ہیں بھی ان کے لیے مزید تفسیر کی ضرورت رہتی ہے اس قرآن شریف میں ایک ایسی مکمل تفسیر ہے جو کم و بیش پندرہ عربی تفسیروں کا عطر ہے، اور مختصر نہیں مفصل ہے۔ ایک تفسیر میں جو ضروری باتیں ہوتی ہیں یا جن ضرورتوں نے علما اور محدثین کو تفسیر کے لیے مجبور کیا وہ یہ تھیں کہ یہ آیت کیوں نازل ہوئی، ہمیں کیوں اس کے حکم پر عمل کرنا چاہیے، اور کس بنا پر اس کا نزول ضروری تھا، اور آج بھی اس کی تعمیل اتنی ہی ضروری کیوں ہے جتنی تیرہ سو برس پہلے تھی، یہی وہ ضرورتیں ہیں جن کا اس تفسیر میں کافی لحاظ ہے، اس لیے یہ تفسیر عدیم النظیر ہے

اب حساب کیجیے ایک معریٰ قرآن شریف جو بہت خوشخط ہو، علیحدہ اور برجا اعراب والا ہو اور سفید کاغذ پر ہو، مجلد چرمی ہو، تو کم از کم تین روپے کا ہو گا، اس کی تقطیع بڑی ہے۔ ایک ترجمہ والا قرآن شریف جو عام فہم ہو، مستند، بامحاورہ ہو (ایسا ترجمہ صرف ایک ڈپٹی نذیر احمد کا ہے جس کا ہدیہ آٹھ روپے سے کم نہیں ہے) کم از کم پانچ روپے کا سمجھئے، اب تفسیر لیجیے کوئی معمولی سے معمولی اور کم سے کم ہدیہ کی تفسیر پانچ روپے کی ہو سکتی، یہ قرآن شریف جب تیرہ روپے کا کام دے، اور پھر آپ سے یہ کہوں کہ یہ قرآن شریف مترجم

حمیدیہ پریس دہلی سے مجلد چرمی پشتہ صرف سوا تین روپے میں ملتا ہے جس پر ایک روپیہ محصول ڈاک کا اور لگتا ہے، تو آپ حیرت زدہ ہو جائیں گے، اسی بنا پر اس قرآن

جب جلال و جبروت والے شہنشاہ کا دربار ہوگا

جب نیک اور بدوں میں امتیاز ہونے کا ۔۔۔ وَامْتَازُوا الْيَوْمَ أَيُّهَا الْمُجْرِمُونَ ۔۔۔ نیکیاں ۔۔۔ ظالموں اور ۔۔۔ [illegible]

مسلمانوں ۔۔۔ کافروں ۔۔۔ جب عدالت عام میں ذرہ ذرہ اور تنکے تنکے کا حساب ہوگا اس وقت

۔۔۔ قانون شہنشاہی ۔۔۔ ناواقف ۔۔۔ کوئی بتانے والا نہیں تھا ۔۔۔ مذہبی معلومات کی فرصت ہی نہیں تھی کیونکہ

قانون سے ناواقفیت سزا کی نوعیت کو کم یا ہلکا نہیں کرسکتی

اگر جب اس کا فیصلہ ہو جائے ۔۔۔ لیکن ۔۔۔ کہ سب کچھ کرتے ہیں اور نہیں واقفیت پیدا کرتے تو مذہبی معلومات سے ۔۔۔

۔۔۔ مذہبی کتابیں ۔۔۔ مطالعہ ۔۔۔ احکام ۔۔۔ مسلمان ہو کر اسلام کے ۔۔۔

۔۔۔ ذوق ۔۔۔ منطقی کتابوں کی ۔۔۔ افسانوں ۔۔۔ اگر دن کے چوبیس گھنٹوں میں سے ایک گھنٹہ اور وہ

۔۔۔ مذہبی معلومات ۔۔۔ دونوں میں ہماری مذہبی تعلیم اس درجہ

تک ضرور پہنچ جائے گی کہ اوامر و احکامات سے واقف ہو جائیں ۔۔۔ آخرت کی زندگی کا انحصار ہے اس کے لیے خدارا کچھ تو وقت نکالو ۔۔۔ ضخیم عربی کی

کتابیں ۔۔۔ اردو کی کتابوں ۔۔۔ تو ایسی کتاب پڑھو جو سہل زبان کی ہو مختصر بھی ہو اور جامع بھی جس میں اسلامی قانون کا

پورا ذخیرہ ہے ۔۔۔ ایسی کتاب کا نام **اسلامی تعلیم** ہے ۔۔۔ ہزاروں مذہبی کتابوں کا نچوڑ ہے اور اس

کی اردو زبان ۔۔۔ اگر اس کتاب کو آپ نے ایک دفعہ بھی پڑھ لیا تو ارکان اسلام کا کوئی بھی ایسا مسئلہ باقی نہیں رہیگا جو آپ کے

ذہن نشین نہ ہو ۔۔۔ مسلمانوں کی مذہبی تعلیم ۔۔۔ ضروری ہے یہ کتاب خالص حنفی عقائد کا مجموعہ ہے

اسلامی تعلیم ۔۔ صفحوں کی مجلد کتاب ہے اسکی بہت ہی مختصر فہرست مضامین حسب ذیل ہے۔ قیمت مجلد چرمی تین روپے مجلد بارہ آنہ

باب العقائد: ایمان کی ۔۔۔، اللہ تعالیٰ ۔۔۔، انبیاء، کتب الٰہیہ، صحابہ کی تعلیم، تقلید، صحابہ کرام، تدوین مسائل، صحابہ کے اصول فقہ، کس قدر مسائل، فرشتے، ملائکہ، کفر و ایمان، قضا و قدر، قیامت، حشر، حساب کتاب، جنت دوزخ، پل صراط

باب الطہارت: وضو کا بیان، نواقض، غسل کا بیان، موجبات غسل اور پانی، چھوٹے پانی، تیمم کا بیان

۔۔۔ سنتیں، ۔۔۔، اعضائے وضو، ۔۔۔ کا بیان، نجاستیں، نجاستوں سے پاک کرنا، استنجے کا بیان، حیض و نفاس کے احکام

کتاب الصلوٰۃ: اذان کا بیان، نماز کی شرطیں، نماز کے فرائض، نماز کے واجب، نماز کی سنتیں مستحب، اذکار و قرأت، قرأت کی غلطیاں، احکام امامت، لائق امامت، مسائل نماز

اسلام ۔۔۔، نماز ۔۔۔، جماعت ۔۔۔، نماز ۔۔۔، جمعہ کے احکام، جمعہ کی شرطیں، نماز عید کا بیان، عیدین کی نماز، سجدہ سہو، سجدہ تلاوت، نماز قضا، نماز مسافر، سنن و نوافل، جماعت کی شرکت، کسوف و خسوف

نماز استسقاء، نماز ۔۔۔، نماز جنازہ، میت، جنازہ کے مسائل، نماز کے ۔۔۔ قبر اور دفن کا طریقہ، مسائل تعزیت، مکروہات نماز، احکام شہید

کتاب الصوم: روزہ توڑنے والی چیزیں، روزہ میں ضائع ۔۔۔، مکروہات روزہ، بیان رویت و افطار، روزہ ۔۔۔، جائز معذرت روزہ، نفلی روزے، نذر کا بیان، احکام اعتکاف

کتاب الزکوٰۃ: زکوٰۃ واجب ہونے کی شرائط، جانوروں کی زکوٰۃ، سونے کی زکوٰۃ، بکریوں کی زکوٰۃ، زراعت اور پیداوار کی زکوٰۃ، زکوٰۃ کے مستحق، صدقہ فطر، صدقہ نفل

کتاب الحج: احکام حج، میقات، احکام احرام، احرام کے مکروہات، حرام میں ۔۔۔، طواف حرم و طواف ۔۔۔، طواف میں ۔۔۔، طواف کے مکروہات

طواف وسعی کے مسائل، حرم ۔۔۔، حج فوت ہونے کا بیان، حج قران، حج بدل، حج کی قربانی، احکام حج میں ۔۔۔، ہر ۔۔۔، قربانی کے ۔۔۔، ۔۔۔، ۔۔۔، سعی میں قصور، ۔۔۔، خوشبو و تیل لگانا، احرام ۔۔۔، ناخن کترنا

شکار کرنا، حرم کے ۔۔۔، وقوف ۔۔۔، مسائل ۔۔۔، حج کی قربانی، ۔۔۔، مسائل کفالت، وکالت، ۔۔۔ نکاح کے مسائل

محرمات: ۔۔۔ عورتیں جن سے نکاح ۔۔۔، ۔۔۔، مسائل کفالت، وکالت، نکاح، مہر

طلاق: طلاق صریح، طلاق کنایہ، طلاق بائن، مریض کی طلاق، طلاق رجعی، احکام ایلا

ظہار، کفارہ، لعان، احکام لعان، عدت کا بیان، سوگ، ۔۔۔ نفقہ، پرورش اطفال، حقوق ۔۔۔، رسوم شادی، پیدائش ۔۔۔

ذبائح: جانوروں کا ذبح کرنا، حرام اور حلال جانور، مسائل شکار، قربانی، نشہ والی اشیاء، مہمان نوازی

لباس: لباس کا بیان، چاندی سونے کے برتن، ۔۔۔، مسائل

حقوق: حقوق والدین

حقوق انسان، حقوق اولاد، میاں بیوی کا حق، رشتہ داروں کا حق، یتیم کا حق، مسکین و مسافر کا حق، ۔۔۔ ہمسایہ، مہمان، میزبان، مجلس، مریض، میت، ۔۔۔ ان کے حقوق جن کے ۔۔۔ کامل ذکر اس کتاب میں ہے۔

ایک کامل و مکمل مولوی جو بیٹھے ہر نشین کر کیا مسلمان اور ۔۔۔ بنادیتی ہے۔

قیمت مجلد چرمی تین روپے

مجلد بارہ آنہ

بلا جلد اب نہیں ہے

مینیجر حمیدیہ پریس دہلی سے طلب فرمائیے

ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا او اخطانا

مولوی

جلد ۱ | بابت ماہ ذیقعدہ ۱۳۴۰ ہجری | نمبر ۵

خطبہ

الحمد للہ حمداً کثیراً طیباً کما امر، واشہد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہ واشہد ان محمداً عبدہٗ ورسولہ الذی ارسل الی الناس کافۃ بشیراً ونذیراً۔ وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ وبارک وسلم۔ اما بعد قال اللہ تعالیٰ وتبارک فی القرآن المبارک: لا تخف انک انت الاعلیٰ، لا تہنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین۔

اما بعد۔ برادران اسلام۔ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ خوف زدہ مت ہو تم ہی سربلند ہوگے پھر ارشاد ہوتا ہے کہ سست نہ ہو محزون و غمگین نہ ہو اگر تم سچے مومن ہو تو تمہیں فتحمندی و ظفریابی ہوگی۔ حضرات! آج کے خطبہ کا موضوع جد و جہد اور جفا و خطرات سے بے نیاز و بے پروا ہو کر زندگی کی کشمکش میں حصہ لینا ہے۔ ڈاکٹر اقبال کے دو شعر ہیں ؎

میاسا بر لب ساحل کہ آنجا — نوائے زندگانی نرم خیز است
بدریا غلط و با موجش درآویز — حیات جاوداں اندر ستیز است

ان اشعار میں یہ سبق مسلمانوں کو دیا گیا ہے کہ اگر وہ دین اور دنیا میں سربلندی و سرفرازی حاصل کرنا چاہتے ہیں تو یہ آرام و راحت کی زندگی سے حاصل نہیں ہو سکتی بلکہ اس مقصد کے حصول کے لئے سخت سے سخت جد و جہاد اور ریاضت و مجاہدہ ہی سے حاصل ہو سکتا ہے اسلئے مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ راحت طلبی کا راستہ چھوڑ کر محنت و مشقت، ریاضت و مجاہدہ، جد و جہد و جانفشانی و جاں فروشی کی راہ اختیار کریں۔

اگر وہ چاہتے ہیں کہ دین کی برکات سے ان کا دامن حیات معمور ہو اور خدا کا قرب و وصال اور اس کی رضا و خوشنودی حاصل ہو تو اس کا راستہ بھی آرام طلبی اور عیش و راحت سے نہیں مل سکتا بلکہ اس عیش دوام کا راستہ بھی بڑا کٹھن اور دشوار گذار ہے اس میں ہزار قسم کی نفس کشی کرنی پڑتی ہے اور سینکڑوں اخلاق رذیلہ کو چھوڑ کر اخلاق فاضلہ کے لئے نفس سے جنگ کرنی ضروری ہوتی ہے، غرور و تکبر کو ترک کر کے عجز و نیاز کا راستہ اختیار کرنا پڑتا ہے حظ نفس کی تمام باتیں چھوڑ کر ریاضت و مجاہدہ کرنا ہوتا ہے راتوں کا خواب نوشیں اور گہری نیند کو بیداری سے بدلنا پڑتا ہے مسرت و خوشی کے قہقہوں کی جگہ آنکھ کے گرم آنسو اور دل کی سرد آہیں لے لیتی ہیں۔ لذیذ کھانے اور خوش ذائقہ غذاؤں کی بجائے روکھی سوکھی پر گذر کرنا پڑتا ہے اور مکلف اور قیمتی کپڑوں کی جگہ پیوند لگے ہوئے کپڑے پہننے پڑتے ہیں غرضکہ عیش و عشرت کی زندگی یکسر تکلیف و مصیبت کی زندگی بن جاتی ہے تب کہیں جا کر اللہ تعالیٰ کا قرب و وصال اور اس کی رضا و خوشنودی کا پروانہ ملتا ہے۔

حضرات! آپ کے سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ سے لیکر صحابہ کرام اور اولیاء و اتقیا اور اقطاب و اوتاد کی زندگیاں ہیں جن کے مطالعہ سے آپ کو معلوم ہو سکتا ہے کہ مدارج قرب و وصال الٰہی کس طرح ان بزرگوں نے طے کئے۔ سب سے پہلے ہمیں اپنے آقا و مولا کی زندگی اور سرکار دو عالم کا اسوۂ حسنہ دیکھنا چاہیئے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کے حصول کے لئے آنحضرت نے کیا طریقے بتلائے ہیں۔ حضور کا اسوۂ حسنہ دیکھنے سے ہم کو معلوم ہوتا ہے کہ آپ برسوں غار حرا میں معتکف و مراقب رہے بعثت نبوت کے بعد قریب ترین اعزہ و اقارب کی مخالفتوں کو اور ان کی ایذا دہی اور تکالیف رسانیوں کو برداشت فرمایا اور ہزار ہا مصائب و آلام کو خندہ پیشانی کے ساتھ سہا اور سخت سے سخت دکھ اور مصیبت پہنچنے پر بھی کبھی زبان اقدس سے کبھی دشمنوں کے لئے بددعا نہ نکلی اور جب کبھی کوئی کلمہ نکلا تو یہ کہ "اللھم اھد قومی فانھم لا یعلمون" اے اللہ ان کو جنہوں نے سنگباری کر کے لہولہان کر دیا ہے نیک ہدایت کر یعنی ان کو صحیح راستہ دکھلا کیونکہ یہ لوگ مجھکو نہیں جانتے اور میرے مرتبہ کو نہیں پہچانتے یہاں تک کہ شعب ابوطالب میں آپ کو مع آپکے رفقاء کے محصور کر دیا اور آپ کا نہایت سخت مقاطعہ اور بائیکاٹ کیا کسی کو کوئی چیز تک نہیں لیجانے دیتے تھے تا ممکن تھا کہ آپ کی کوئی کچھ بھی مدد کر سکے اس کے بعد آپ کو اپنے وطن مقدس سے ہجرت کرنے پر مجبور کر دیا اس پر بھی صبر نہیں بلکہ جب آپ مدینہ منورہ چلے آئے تو وہاں بھی چین سے نہ بیٹھنے دیا اور برابر لڑاتے رہے غرضکہ سکھ کی زندگی نصیب نہ ہوئی اس کے بعد بھی آپ ہمیشہ زندگی حضور کی دیکھیے کبھی آرام و راحت کے پاس بھی گذر نہ ہوا فاقوں پر فاقے کرتے تھے اور زبان اقدس پر شکر الٰہی کے سوا کبھی کوئی حرف شکایت نہیں آیا۔ ذرا مرتبہ کو دیکھو اور اس کی زندگی کو دیکھو کہ گھر میں بستر اور تکیہ تک نہ ہوتا تھا اور اگر ہوتا تھا تو ٹاٹ کا بستر اور چمڑے کا تکیہ۔ کھجور کی چٹائی کپڑوں کا یہ حال تھا کہ کئی کئی پیوند لگے رہتے تھے اور پیوند بھی اپنے ہاتھ سے لگا لیتے تھے اپنی جوتی اپنے ہاتھ سے گانٹھ لیتے تھے اپنے کپڑے اپنے ہاتھ سے دھو لیتے تھے گھر کی حالت یہ تھی کہ ایک حجرہ تھا جس کی چھت سے سر لگ جاتا تھا اور کھجور کی ٹہنیوں سے چھت پٹی ہوئی تھی ساری عمر چند وقت مسلسل سیر ہو کر کھانا نہیں کھایا جو کی روٹی کے سوا عمدہ غذا شاید ہی کبھی ملی ہو آٹا ہمیشہ بغیر چھنا ہوا ہوتا تھا اور فاقوں کی یہ حالت تھی کہ پیٹ پر پتھر باندھے رہتے تھے ایک طرف یہ مصائب انگیزی تھی اور دوسری طرف عبادت و ریاضت کی یہ کیفیت تھی کہ طاعت الٰہی میں کھڑے کھڑے آپ کے پائے مبارک ورم کر آتے تھے آنکھوں سے آنسوؤں کی ندیاں جاری ہو جاتی تھیں۔

یہی کیفیت مصائب انگیزی میں صحابہ کرام کی تھی اور یہی حال اولیاء اللہ کا تھا اور چونکہ اولیاء اللہ کو عہد رسالت کی برکات حاصل نہیں تھیں اور فیض نبوت بلا واسطہ سے وہ محروم ہو چکے تھے اس لئے قرب الٰہی و رضائے حق کے

حصول کے لئے ان بزرگوں کو اور بھی زیادہ اپنے نفس پر سختی کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی چنانچہ اولیائے کرام کے حالات میں مرقوم ہے کہ بیس بیس برس تک ان بزرگوں نے ایسی ایسی سخت ریاضتیں کی ہیں کہ بظاہر انسان کے بس کی معلوم نہیں ہوتیں حضرت بایزید بسطامی فرماتے تھے کہ چالیس سال سے میرا نفس ایک پیالہ ٹھنڈے پانی کا طالب رہا ہے مگر میں نے نفس کی یہ خواہش پوری نہیں کی سینکڑوں بزرگوں نے صرف جنگل کے خودرو پھلوں پر گذارہ کیا ہے حضرت صابر کلیری رحمۃ اللہ علیہ گولر ابال کر بغیر نمک ملائے کھایا کرتے تھے حضرت سلطان الاولیاء جو کی روٹی سے روزہ افطار فرمایا کرتے تھے۔

غرض یہ کہ دین کی سرفرازی کے لئے بزرگان دین کو طرح طرح کے مصائب برداشت کرنے پڑے وہ شب و روز عبادت و ریاضت میں مشغول رہتے تھے اور کوئی لمحہ تعطل و بیکاری اور یاد حق سے غافل ہو کر نہیں گذارتے تھے۔

سلاطین اسلام: یہ ایک ادنیٰ نمونہ تھا دینی برکات کے حصول کی جدوجہد کا اب ذرا دنیاوی کامرانی و کامیابی کے لئے جو جدوجہد اور سعی و عمل بزرگان سلف نے کی ہے اس پر بھی غور کیجئے میں نے دنیاوی کامیابی کا لفظ غلط کہا کیونکہ مسلمان کی دنیا اس کے دین سے ہرگز جدا نہیں ہے اور انہوں نے مادی ترقیاں اور سربلندیاں حاصل کیں وہ عین منشائے دین کے مطابق تھیں تاہم غور کیجئے کہ بزرگان سلف نے کیسی عظیم جدوجہد اور کس قدر بیخوفی کے ساتھ خطرات سے بے پرواہ ہو کر سعی و عمل کا نمونہ ہمارے لئے چھوڑا ہے۔

سب سے پہلے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اسوۂ حسنہ ملاحظہ فرمایئے کہ کفار کے مقابلہ پر کس قدر کم طاقت تھے۔ مگر حضور نے جہاد کیا ہے اور اس میں کامیابی حاصل کی۔ کوئی غزوہ ایسا نہیں ہے جس میں مسلمانوں کی تعداد کفار کے مساوی بھی رہی ہو مگر باوجود کمی تعداد اور کمی ساز و سامان کے فتح مندی حضور کے آگے آگے بطور نقیب کے چلتی تھی۔ غزوہ بدر میں مسلمانوں کی تعداد کفار سے نصف سے بھی کم تھی مگر اسی جنگ نے مشرکین کی ریڑھ کی ہڈی توڑ کر رکھ دی تھی یہ کیوں؟ محض اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کی نصرت غیبی پر توکل کر کے آگ کے سمندر میں بھی وہ کود پڑتے تھے۔

عہد رسالت کے بعد خلفائے راشدین کے عہد کے واقعات کو سامنے لایئے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ پچیس سال کی مختصر مدت میں تمام عرب شام فلسطین عراق ایران بلوچستان وغیرہ جو مسلمانوں کے زیر نگین آگئے تھے اس کی وجہ اس کے سوا کچھ نہ تھی کہ اس عہد مبارک کے مسلمان غفلت و جمود پر لعنت بھیجتے تھے اور اللہ پر توکل رکھ کر ہر قسم کے خطرات کی طرف سے آنکھ بند کر کے جدوجہد میں کود پڑتے تھے قلت و کثرت کی بھول بھلیوں میں کبھی نہیں پڑتے تھے بلکہ اپنے اوپر اعتماد رکھتے تھے اور سمجھتے تھے کہ خدا نے وعدہ نصرت فرمایا ہے اور اس کا ارشاد ہے کہ لا تھنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مومنین اور ان کو خیر امت کا لقب دیا ہے اور کم من فئۃ قلیلۃ غلبت فئۃ کثیرۃ باذن اللہ پر ان کا ایمان تھا چنانچہ اسی قوت ایمانی کے اسلحہ سے وہ ہر موقع پر دشمن پر فتحیاب ہوتے تھے خواہ دشمن کی تعداد اور دشمن کا ساز و سامان کتنا ہی زیادہ کیوں نہ ہوتا تھا مگر باوجود بے سرو سامانی اور تعداد کی کمی کے اور ظاہری اسباب ضعف کے ہمیشہ انہوں نے کامیابی حاصل کی کیونکہ ان کے دل خوف و خطر سے نا آشنا تھے انہوں نے کبھی اس پر غور نہیں کیا کہ دشمن کی تعداد زیادہ ہے اور اس کے پاس ساز و سامان بافراط ہے کے ذریعے وسیلے اور وسائل غیر محدود ہیں ان کو اپنی خدا داد قوت و طاقت اور عزم و حوصلہ پر بھروسہ تھا یہی وجہ تھی کہ وہ اپنے سے دس گنی فوج پر اس طرح ٹوٹ پڑتے تھے جس طرح شاہباز چڑیوں کے جھنڈ پر ٹوٹ پڑتا ہے۔

جنگ یرموک جنگ قادسیہ اور شام و مصر و ایران کی دوسری جنگوں کا حال تاریخوں میں پڑھیئے آپ کو معلوم ہوگا کہ ہر جگہ مجاہدین اسلام کی تعداد کم تھی مگر ہر جگہ فتح و ظفر مندی نے ان کے پیر چومے محض اس لئے کہ انہوں نے اندیشہ خطرات کو دل میں انہوں نے جگہ نہیں دی اور اللہ پر بھروسہ کر کے جدوجہد میں مشغول رہے۔

حضرت خالد ابن ولید کی جرأت و شجاعت اور ان کی بے خوفی و بے پروائی اور خطرات سے بے پروائی کے واقعات تاریخ کے صفحات میں محفوظ ہیں اگر وہ بزدلانہ طور پر خوف و خطر کو دل میں جگہ دیتے اور سوچتے کہ ہماری تعداد کم اور کفار کی تعداد زیادہ ہے اس لئے ہمیں جہاد میں اقدام نہ کرنا چاہیئے تو جو فتوحات انہوں نے حاصل کیں ان میں سے ایک بھی نہ حاصل کر سکتے بلکہ دشمن ہی ان پر غالب آ جاتے مگر انہوں نے کبھی بھی اپنی فوج کی کمی کا خطرہ محسوس نہیں کیا اور نہ دشمن کی کثرت تعداد و زیادتی ساز و سامان جنگ سے خائف ہوئے نتیجہ یہ نکلا کہ ان کا دامن جہاد ہمیشہ گلہائے فتح و مرادت سے مالامال رہا۔

عہد صحابہ کے بعد شاہان اسلام کے عہد کے کارناموں پر غور کرو یہاں تم کو نظر آئے گا کہ جن بادشاہوں نے عظیم فتوحات حاصل کیں وہ وہی تھے جن کی زندگیاں ہمیشہ جد و جہد و جوش در آمیختہ کی مجسم تفسیر تھے سلطان محمود نے سترہ حملے ہندوستان پر کئے اور کسی حملہ میں بھی ناکام نہیں رہا حالانکہ اس کے ساتھ مٹھی بھر فوج کے سوا اور کچھ نہ ہوتا تھا لیکن یہ ضرور ہے کہ اس مختصر فوج کے سینوں میں ایسے دل ہوا کرتے تھے جن میں خوف و بزدلی کے لئے کوئی گنجائش نہ تھی وہ خطرات کے سمندر میں اس طرح کود پڑتے تھے جیسے مرغابیاں طوفان خیز سمندر میں بے خوف و خطر کود پڑتی ہیں۔

برادران اسلام! غور فرمایئے کہ غزنین سے سینکڑوں میل دور سے تھوڑی سی فوج لیکر سلطان محمود غزنوی اس ملک پر حملہ کرنے کے لئے آیا کرتے تھے جو انسانوں کا اس وقت بھی جنگل تھا اپنے ملک میں ہر ایک ملک کے آدمیوں اور حکومتوں کو ہر قسم کی آسانیاں ہوا کرتی ہیں اور باہر سے جو اس سے لڑنے کے لئے آئے اس کے لئے قدم قدم پر مشکلات اور خطرات ہوتے ہیں مگر سلطان محمود ان پر غالب آئے کیوں؟ اس لئے کہ خود ان کا اور ان کے مجاہدین کا دل خوف و خطر سے بے نیاز تھا وہ اس وہم میں کبھی نہیں پڑا کہ اس کے ساتھ کتنے آدمی ہیں اور دشمن کے ساتھ لاکھوں کروڑوں کی انسانی آبادی اور اس کی دولت ہے نتیجہ ظاہر ہے کہ اسلامی سلطنت کی بنیادیں اس نے مستحکم کر دیں۔

سلطان محمود کے بعد سلطان شہاب الدین کو دیکھو کہ اس مرد مجاہد نے بہت متعدد حملے کئے اور بعض حملوں میں شکست بھی کھائی مگر اس کی ہمت اور حوصلہ پست نہ ہوا اور کبھی وہم و گمان میں بھی یہ خطرہ نہیں گذرا کہ بار بار جس ملک پر وہ حملہ آور ہو رہا ہے وہاں کی آبادی کا ایک خودرو جنگل ہے اور اگر سب مل کر ایک ایک مٹھی خاک بھی ہم پر اور اس کی فوج پر ڈال دیں گے تو وہ اس کے

دفن ہو جائے گا۔

سلطان شہاب الدین کے بعد بابر ہمایوں اور اکبر کے حالات وواقعات پر چشم بصیرت سے غور کرو ہمایوں کس قدر بے سروسامان رہا اور بابر کی تو عمر ہی بے سروسامانی میں گذر گئی مگر ان تاجداروں نے ہمت نہیں ہاری اور کسی خطرہ کو خطرہ محسوس نہیں کیا اور آہ جس وقت تخت پر بیٹھا تھا تو صوبہ سرحد سے لیکر آگرہ ہی تک اس کو وراثت میں حکومت ملی تھی مگر اس کے عزم واستقلال اور حوصلہ اور ہمت نے سارے ہندوستان کو فتح کر لیا حالانکہ اس کے ساتھ اتنی فوج بھی نہ تھی جتنی آج ایک بڑے شہر کی آبادی ہوتی ہے اور یہ ہر یہ کہ اس وقت آج کی طرح رعایا غیر مسلح ہی نہ تھی بلکہ جن اسلحہ سے اکبری فوج مسلح تھی انہی اسلحہ سے رعایا بھی یعنی ہندوستان کی آبادی بھی مسلح تھی مگر اکبر کا یہ حال تھا کہ آندھی اور مینہ کی طرح دشمن پر ٹوٹ پڑتا تھا جینوں کا راستہ ہفتوں میں اور ہفتوں کا راستہ دنوں میں طے کر کے مٹھی بھر فوج کو لاکھوں آدمیوں پر ببر شیر کی طرح حملہ کر دیتا تھا اس نے کبھی یہ غور نہیں کیا کہ اس کے ساتھ فوج کم اور دشمن کے پاس فوج زیادہ ہے وہ کبھی وہمی خطرات میں نہیں پڑا۔ نتیجہ جو نکلا وہ ہم سب کے سامنے ہے۔

یہ مثالیں تو عہد گذشتہ کی تھیں۔ دور موجودہ کی مثالیں بھی آپ کے سامنے ہیں ٹرکی مریض نیم جاں کی موت کا فتویٰ صادر کر دیا گیا تھا اس کی سرزمین پر جوع الارض رکھنے والی حکومتوں نے قبضہ کر لیا تھا سلطان ٹرکی کی حیثیت ایک قیدی سے زیادہ نہ تھی مگر مصطفےٰ کمال حوصلہ ہمت اور بے جگری کے ساتھ اٹھے اور آخر کار انہیں قلموں سے جن سے ٹرکی کی موت کا حکم صادر ہوا تھا ٹرکی کی زندگی جاوید کا محضر لکھوالیا اس طرح؟ اسی طرح کہ خوف وخطر کو دل سے دور کر دیا اور خطرات بے پایاں سمندر میں مجبوراً دم رستا ہا کہ کر ڈال دیا۔

دوسری مثال شاہ امان اللہ خاں اور غازی نادر خاں کی ہمارے سامنے ہے امان اللہ خاں نے خطرات میں پڑنے سے جی چرایا اور تخت وتاج سے ہاتھ دھونا پڑا۔ نادر خاں نے اپنے آپ کو خطرات میں ڈال دیا اور افغانستان کی بادشاہت ان کے حصہ میں لکھدی گئی۔

برادران اسلام! ان تمام مثالوں سے معلوم ہوتا ہے کہ جدوجہد اور کشمکش حیات میں بڑی فتح بلکہ کامیابی کی کلید ہمت ہے اور جمود وخمول اور تعطل و بیکاری موت کا پیش خیمہ ہے جو قومیں آج زندگی کی جدوجہد اور سعی عمل میں سرگرم ہیں وہ برابر ترقی کرتی چلی جاتی ہیں مگر ایک ہم ہندوستانی مسلمان ہیں جن کے سامنے نہ کوئی مقصد حیات ہے اور نہ اس مقصد کے لئے کوئی جدوجہد۔

اس کے مقابلہ پر ہندوؤں کی یہ حالت ہے کہ وہ ہمہ وقت زندگی کی جدوجہد میں مشغول رہتے ہیں اور اسی مشغولیت کا نتیجہ ہے کہ وہ آج اس قدر طاقتور ہیں۔ مگر ہمارے رہنما ہم کو مشورہ دیرہے ہیں کہ خبردار کانگرس کے پاس بھی نہ جانا اور ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہنا وہ کہتے ہیں کہ پہلے حقوق کا تصفیہ کر لو حالانکہ یہ خود غرض رہنما اتنی سی بات نہیں سمجھتے کہ تمہارے پاس طاقت نہ ہوگی تو یہ کاغذی میثاق وتصفیہ کس کام آئے گا فرض کرو ہندو سبھا آج تمہارے تمام مطالبات مان لے لیکن جب آزادی حاصل ہوگی اس وقت اس نے ان کو ٹھکرا دیا تو تم کیا کرو گے ظاہر ہے کہ اس وقت لڑنا پڑے گا مگر جب تم آج ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہو گے تو وہ طاقت تم میں کیونکر پیدا ہوگی جس سے جنگ کر سکو۔ طاقت تو قوموں کے اندر جدوجہد میں حصہ لینے اور کشمکش حیات میں پڑنے سے پیدا ہوتی ہے۔

برادران اسلام! اچھی طرح سمجھ لیجئے کہ جو لوگ مسلمانوں کو یہ مشورہ دیرہے ہیں کہ خبردار کانگرس کی جنگ میں شامل نہ ہو وہ خودکشی کا مشورہ دیتے ہیں اور کھلا ہوا تباہی اور ہلاکت کا راستہ ہے یاد رکھو زندگی

"دریا غلط و باموجش درآویز"

میں ہے جو ساحل کے کنارے پڑے رہتے ہیں ان کا دامن گوہر مراد کر سفینہ خالی رہتا ہے جھولیاں انہیں کی موتیوں سے بھرتی ہیں جو سمندر کی موجوں کا خوف دل سے نکال کر غوطہ لگاتے اور صدف نکالتے ہیں

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین بارک اللہ لنا ولکم فی القرآن العظیم ونفعنا وایاکم بالآیات والذکر الحکیم انہ تعالیٰ جواد کریم ملک بر رؤف رحیم۔

خطبہ ثانیہ

الحمد للہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونؤمن بہ ونتوکل علیہ ونشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ ونشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ صلی اللہ تعالیٰ علیٰ محمد وآلہ وصحبہ وسلم۔

اما بعد۔ درود وسلام بھیجو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جس ذات مقدس نے رہبر کو سعی وجہاد کی تعلیم دی اور شجاع وغیور بنایا اور سراپا عمل رہنے کی اور اپنے اسوۂ حسنہ سے ہماری ہدایت کی۔

اور درود وسلام بھیجو آنحضرت کے آل واصحاب خاندان اطہار خصوصاً حضرت ابوبکر صدیق حضرت عمر فاروق حضرت عثمان غنی حضرت علی حضرت امام حسن حضرت امام حسین حضرت فاطمہ حضرت خدیجہ حضرت عائشہ حضرت حفصہ حضرت حمزہ وحضرت عباس پر اور بقیہ اصحاب عشرہ مبشرہ پر اور جملہ صحابہ وتابعین وتبع تابعین وائمہ اہلبیت وائمہ اربعہ اور اولیائے کرام ومشائخ عظام اور شاہان اسلام پر۔

اے اللہ ہم سب مسلمانوں کو عمل اور جدوجہد کی توفیق عطا فرما اور ہمارے دلوں کو خوف وبزدلی سے پاک کر دے اور ہمارے اندر طاقت وقوت پیدا کر اور ذوق جدوجہاد مرحمت فرما۔

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

عباد اللہ اوصیکم بتقوی اللہ ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربیٰ وینہیٰ عن الفحشاء والمنکر والبغی وعن امام المسلم یعظکم لعلکم تذکرون اذکروا اللہ یذکرکم وادعوہ یستجب لکم ولذکر اللہ تعالیٰ اعلیٰ واولیٰ واعز واجل واہم واعظم واکبر!

شذرات

مہاراجہ کپورتھلہ کی رواداری

حال میں ریاست کپورتھلہ کے صدر مقام کپورتھلہ

ایک جامع مسجد کا افتتاح نواب صاحب بہاولپور نے کیا ہے۔ یہ مسجد مہاراجہ صاحب کپورتھلہ نے ریاست کے صرف سے چار لاکھ روپیہ خرچ کر کے بنوائی ہے اور تین ہزار روپے سالانہ ریاست کے خزانہ سے اس کے خرچ کے لئے مقرر فرمائے ہیں۔ مہاراجہ کپورتھلہ ان والیان ریاست میں سے ہیں جو بیحد روشنخیال اور غیر متعصب ہیں مسجد سے پہلے ہندوؤں کے لئے ایک مندر اور سکھوں کے لئے ایک گوردوارہ بنوا چکے ہیں چونکہ آپ کی رعایا میں مسلمان بھی کافی تعداد میں ہیں اسلئے آپ نے ایک شاندار مسجد بھی بنوانے کا ارادہ کیا مگر اسی کے ساتھ آپ کو یہ خیال ہوا کہ مسجد فن تعمیر کے لحاظ سے اپنے طرز کی ایک ہونی چاہیئے ہندوستان میں مساجد جو خوبصورت ہیں وہ مغلیہ طرز کی ہیں اور سارے ہندوستان میں یہی ایک طرز تعمیر رائج ہے اور مہاراجہ صاحب کی خواہش یہ تھی کہ ہندوستان میں نیا طرز تعمیر سے متعارف کریں چنانچہ آپ نے اسپین کی مسجد کو دیکھکر اس کو پسند فرمایا اور اسی نمونہ کی مسجد کی تعمیر شروع کی جو خالص عربی طرز تعمیر کا نمونہ ہے یہ مسجد کئی سال سے بن رہی تھی اس سال وہ بالکل بنکر تیار ہوگئی اور مہاراجہ صاحب نے اسکے افتتاح کی رسم بھی نہایت شاندار طریقہ پر ادا کرائی یعنی بہت سے والیان ریاست اور عمائد ملک کو مدعو کیا اور بڑے پیمانہ پر اہتمام و انتظام کر کے نواب صاحب بہاولپور سے مسجد کا افتتاح کرایا اس دن لنگر خانہ بھی کھولا گیا اور تقریباً دس ہزار مسلمانوں کو کھانا کھلایا گیا اور معزز مہمان مہاراجہ صاحب کے مہمان رہے۔

مہاراجہ صاحب نے یہ مسجد تعمیر کر کے اپنے نیک نام کو دوام زندگی بخشدی ہے اور مسلمانوں کے قلوب میں ہمیشہ کے لئے اپنے اور اپنی ریاست کیلئے خیر خواہی اور وفاداری کے جذبات و احساسات پیدا کر دیئے ہیں اگر تمام والیان ریاست کے اندر اسی قسم کی رواداری اور تالیف قلوب کا ذہنیت پیدا ہو جائے تو ریاستوں کے متعلق جو آئے دن شکایات سننے میں آتی ہیں ہمیشہ کے لئے ان کا خاتمہ ہو جائے۔

ایک مہاراجہ کپورتھلہ ہیں جنہوں نے اپنی مسلمان رعایا کیلئے مسجد بنوادی اور ایک مہاراجہ جودھپور ہیں جن کی ریاست میں اذان پر بھی بعض مقامات پر بندش ہے اور بقرعید پر مسلمان بھیڑ بکری کی بھی قربانی نہیں کرسکتے۔ ع ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

ہم مہاراجہ کپورتھلہ کا تمام مسلمانوں کی طرف سے شکریہ ادا کرتے ہیں کہ انہوں نے مسجد تیار کرا کے ایک طرف مسلمانوں کی اہم ضرورت کو پورا کیا اور دوسری طرف تمام مسلمانوں کو اپنا گرویدہ بنالیا اور ان کے قلوب کو اپنے احسان کی زنجیر میں جکڑ لیا۔

مہاراجہ پٹیالہ کے خلاف الزامات

مہاراجہ پٹیالہ کے خلاف

عرصہ سے بعض حلقوں کی طرف سے سخت اور سنگین قسم کے الزامات لگائے جارہے تھے مگر خیال ہوتا تھا کہ شاید ذاتی رنجش کی بنا پر بعض خودغرض اشخاص نے یہ وطیرہ اختیار کیا ہو مگر گذشتہ سال ریاستوں کی رعایا کی کانفرنس کی طرف سے ایک تحقیقاتی کمیٹی کا تقرر ہوا جس میں ملک کے نہایت ممتاز اصحاب بطور ارکان منتخب کئے گئے مثلاً مسٹر چنتامنی اڈیٹر انگریزی روزنامہ الہ آباد اور سرونٹس آف انڈیا سوسائٹی کے بعض ذمہ دار اصحاب۔

ان حضرات نے کھلے اجلاس میں شہادتیں قلمبند کر کے تحقیقات کی اور اپنی رپورٹ مرتب کر کے شائع کی ہے اس رپورٹ کو دیکھنے کے بعد ایک انسان انگشت بدندان رہ جاتا ہے کہ خدایا اس بیسوی صدی میں بھی ایسے والیان ریاست موجود ہیں جو ایسے اخلاق کے مالک ہیں۔

اس رپورٹ میں قتل زنا بالجبر ظالمانہ طریق پر مظلوم رعایا کی قید و بند کے متعدد الزام مہاراجہ پر لگائے گئے ہیں اور ایسے وحشیانہ افعال پر روشنی ڈالی گئی ہے کہ اگر وہ صحیح ہیں تو اس سے زیادہ اس روشنخیالی کے زمانہ میں سمجھ میں ہی نہیں آسکتے اس رپورٹ میں یہ بتلایا گیا ہے کہ مہاراجہ کے ہاتھوں کسی شخص کی خوبصورت بہو بیٹی اور بیوی محفوظ نہیں ہے متعدد ہندو مسلمان اور سکھوں کی بہو بیٹیاں جو ان اور نہیں مہاراجہ کی دست شہوت پرست کی شکار بن گئیں اور جس نے ذرا دم مارا تو یا تو قتل کر دیا گیا یا جیل کی کوٹھری میں ٹھونس دیا گیا۔

ممکن ہے کہ یہ الزامات غلط ہوں مگر جب ایک رپورٹ ذمہ دار اصحاب کی مرتب کی ہوئی ملک کے سامنے موجود ہے تو جب تک اس کی باضابطہ تردید نہ ہو اس وقت تک عوام کے لئے سخت دشوار ہے کہ وہ اس کو غلط تصور کریں اس لئے حکومت ہند کا فرض ہے کہ وہ بھی ایک تحقیقاتی کمیٹی مقرر کر کے ان الزامات کی صحت و عدم صحت کی جانچ کرے اگر الزامات غلط ہیں تو اس رپورٹ کی تردید کر دے اور اگر صحیح ہیں تو ایسے ظالم وحشی نفس پرست والی ریاست سے ریاست کی مظلوم رعایا کو نجات دلائے ورنہ جب تک کوئی تحقیقاتی کمیٹی اس رپورٹ کی تردید نہ کرے گی اس وقت تک عوام اس کو صحیح سمجھنے میں بالکل حق بجانب ہوں گے اور اسی کے ساتھ وہ یہ بھی سمجھیں گے کہ حکومت سب کچھ جانتی ہے اور دانستہ چشم پوشی کر رہی ہے کیونکہ مہاراجہ نے اپنی بداعمالیوں کی پاداش سے بچنے کے لئے ہمیشہ حکومت کی جا و بیجا چاپلوسی کرنے کو اپنا شعار بنالیا ہے اور قومی جد و جہد کی مخالفت ہر موقع پر کر کے حکومت ہند کی وفاداری کا مظاہرہ کرنا اپنی خصوصیت میں داخل کر لیا ہے اور یہ صرف اس غرض سے کہ یہ طرز عمل بداعمالیوں کی سپر کا کام دے۔

یہ رپورٹ اگر صحیح ہے تو بیحد خطرناک اور حد درجہ افسوسناک ہے اور ہرگز ہرگز قابل برداشت نہیں ہے اور جس قدر جلد ایسے والی ریاست سے اس کی مظلوم رعایا کو نجات مل جائے اسی قدر بہتر ہے۔

بہر حال حکومت ہند کا فرض ہے کہ وہ جلد سے جلد ایک آزاد و غیر جانبدار تحقیقاتی کمیشن مقرر کرے اور اس امر کا بندوبست کرے کہ آزادانہ شہادتیں لگ دیسکیں اگر ایسا نہ کیا گیا تو ایک طرف بٹیالہ میں بے چینی پھیل جائے گی اور دوسری طرف حکومت سے لوگ بدظن ہوں گے کہ وہ ایسے والی ریاست کے اعمال پر پردہ ڈالنا چاہتی ہے۔

انتہائی وطن دشمنی

ڈاکٹر سر تیج بہادر سپرو نے پچھلے دنوں جو آل پارٹیز کانفرنس طلب کی تھی ان کے ابتدائی اجلاس ہونے پائے تھے اور اس نے جو کمیٹی مقرر کی تھی اس نے ابھی اپنا کام شروع ہی کیا تھا کہ ہندو سبھائیوں نے اڑنگا لگا کر اس کو چھ اپریل تک کے لئے ملتوی کر دیا۔

آج ۱۴ مارچ سے اور ابھی سے متعصب و بہ باطن ہندو سبھائیوں کی جانب سے یہ کوشش شروع ہو گئی ہے کہ جس طرح ممکن ہو اس کانفرنس کو معرض التوا میں ڈال دیا جائے اور کسی طرح ہندو مسلم نزاعی مسائل کا حل نہ ہونے پائے

چنانچہ اس سلسلہ میں چند وطن دشمن متعصب ہندو سبھائی اسمبلی کے ممبران اور لالہ دلیپ سنگھ جی ہیڈ ڈاکٹر تیج نے ایک کھلی چٹھی مالوی جی کے نام لکھی ہے جس میں ان سے استدعا کی گئی ہے کہ وہ اپنا اثر و رسوخ صرف کر کے اس کانفرنس کو چھ ماہ کے لئے ملتوی کرا دیں اور اگر ملتوی نہ ہو تو پھر وہ خود اس کانفرنس کا بائیکاٹ کر دیں۔

اس کے لئے ان منافقین متعصبین نے یہ دلائل دیئے ہیں کہ مہاتما گاندھی نے سول نافرمانی کی تحریک شروع کر دی ہے اس سے جو فضا ملک میں پیدا ہو رہی ہے اور پیدا ہو گی اس کو اس کانفرنس سے سخت نقصان پہنچے گا کیونکہ ان دشمنان اتحاد نے پہلے ہی سے یہ فرض کر لیا ہے کہ اس کانفرنس میں ان مسائل کا حل نہ ہو سکیگا اور اس سے اور زیادہ نا اتفاقی کی خلیج وسیع ہو گی اور مسائل کا تصفیہ اس وجہ سے نہ ہو سکیگا کہ مالوی جی مہاراج کو ان فرقہ پرست مسلمانوں سے سابقہ پڑے گا جو بقول ان متعصب کے چیلوں کے محب وطن نہیں ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ ہندو سبھائیوں کی ذہنیت سے ہم آج سے نہیں بلکہ سالہا سال سے واقف و آگاہ ہیں اور ہمارے وہم و گمان میں بھی کبھی یہ بات نہیں آئی کہ یہ طبقہ کبھی بھی انصاف و عدل کی شاہراہ پر گامزن ہو گا اور ہندو مسلم اتحاد کو اپنے رویہ سے کچھ بھی فائدہ پہنچائے گا ہمیں یقین تھا کہ یہ وطن دشمن طبقہ ہمیشہ اس راستے میں روڑے اٹکائے گا اور کبھی انصاف پر مائل ہو کر نزاعی مسائل کا تصفیہ نہ ہونے دیگا مگر اسی کے ساتھ ہم یہ بھی سمجھتے تھے کہ وہ دیدہ دانستہ اپنے اوپر یہ الزام نہیں لیگا کہ اس کی وجہ سے مفاہمت نہ ہو سکی مگر معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح عدل و انصاف سے اس طبقہ کا دل خالی ہو چکا ہے اسی طرح تعصب و تنگ نظری نے اس کی عقلوں پر بھی پردہ ڈال دیا ہے اور اب اس قدر تعصب کی زیادتی ہو گئی ہے کہ علانیہ اس الزام کو بھی اس کو پرواہ نہیں ہے کہ تمام دنیا اس کو ملزم ٹھیرائے گی اور متعصب کہیگی۔

اصل یہ ہے کہ اس طبقہ کو اس کا احساس ہے کہ چونکہ اس کی پوزیشن فرقہ وارانہ مسائل میں سراسر نا جہیت پر ہے اس لئے جس قدر مواقع ان مسائل پر گفت و شنید کے نکلینگے اسی قدر اس کی اتحاد دشمنی کی تشہیر ہو گی لہذا وہ اسی کو بہتر سمجھتا ہے کہ مہاتما جی کی تحریک سول نافرمانی کے دامن میں اپنے تعصب کو چھپا کر اس کانفرنس کو ختم کر دیں۔

مالوی جی بیوقوف نہیں ہیں

لیکن ہم ان علمبرداران تعصب کو بتلا دینا چاہتے ہیں کہ مالوی جی ان سے زیادہ دانشمند ہیں گو تعصب و تنگ نظری کے لحاظ سے وہ ان سب کے گرو ہیں اور یہ سب ان کے چیلے چانٹے ہیں مگر وہ کبھی اس قسم کی حماقت نہ کرینگے کہ اس سپرو کانفرنس کا مقاطعہ کر کے اپنے اوپر یہ الزام لگائیں کہ ان کی وجہ سے کانفرنس ناکام رہی بلکہ وہ نہایت ہی ہوشیاری و عقلمندی کے ساتھ کانفرنس میں شریک ہونگے اسی کے اندر ایسے حالات پیدا کر دینگے کہ کانفرنس کا جاری رہنا ناممکن اور بے سود ہو جائے گا اور یہ کانفرنس بے نتیجہ ہو کر ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے گی اس لئے مالوی جی کے چیلوں کو مطمئن رہنا چاہئے کہ انہیں جس بات کا اندیشہ ہے کہ کہیں مسلمانوں کے ساتھ وہ انصاف کرنے پر آمادہ یا مجبور نہ ہو جائیں تو ان کا یہ اندیشہ بالکل لغو اور فضول ہے کیونکہ مالوی جی مہاراج نے ایسی کچی گولیاں نہیں کھیلیں کہ سپرو کانفرنس کی قربانگاہ پر اپنی اس متاع تعصب و تنگ نظری کو بھینٹ چڑھا دیں جو شاید وہ ماں کے پیٹ سے اپنے ساتھ لائے ہیں اور جس کو وہ جان عزیز کی طرح اپنے سینہ میں ہمیشہ لگائے رہتے ہیں۔

اس لئے ہمیں یقین ہے کہ مالوی جی مہاراج اس کانفرنس میں ضرور شریک ہوں گے مگر قدم قدم پر موانع و مشکلات پیدا کرینگے بلکہ خود تو نہایت میٹھی اور شیریں تقریریں کرینگے ہندو مسلم اتحاد کو نہ صرف ضروری بلکہ اس کے لئے سب کچھ کرنے کو قربانی لیقین دلائینگے مگر اپنے دائیں بائیں بازوؤں سے ان تمام امور کی مخالفت کرائینگے جن سے کوئی صورت مفاہمت و اتحاد کی پیدا ہوتی ہو۔

جب صورت حال یہ ہے تو خواہ مخواہ ان کے چیلوں کو اندیشہ پیدا ہو گیا ہے کہ اس کانفرنس میں کہیں صورت اتحاد کی نہ نکل آئے ان کو مطمئن رہنا چاہئے کہ جب تک مالوی جی مہاراج اور ان کے گرگے کیلکر جیکر منجے وغیرہ موجود ہیں اس وقت تک اگر اس قسم کی ایک نہیں دس ہزار کانفرنسیں ہونگی تب بھی کوئی مفاہمت کی سبیل نہیں نکل سکتی اسلئے مالوی جی کو جو کھلا مکتوب لکھا گیا ہے وہ تحصیل حاصل سے کچھ زیادہ نہیں۔

لیکن ہم اس قدر ضرور کہیں گے کہ ان دشمنان اتحاد کو مہاتما جی کے دامن سست گرہ میں پناہ لینے کی فریب کاری کا طلسم کھڑا کرنے کی ضرورت نہ تھی ان کے منہ سے یہ اچھا نہیں معلوم ہوتا کہ وہ یہ کہیں کہ اس کانفرنس سے اس تحریک کو نقصان پہنچے گا بلکہ ان کے لئے تو یہ زیب دیتا ہے کہ خواہ کچھ ہو خواہ آزادی ملے یا نہ ملے مگر ہم مسلمانوں کے ساتھ ہرگز ہرگز انصاف نہ کرینگے اور کوئی حل قبول نہ کرینگے کیونکہ وہ خوب اچھی طرح سے جانتے ہیں کہ مہاتما جی سے زیادہ کسی کی یہ خواہش نہ ہو گی کہ خواہ کسی ذریعہ سے ہو ہندو مسلم اتحاد ہو جائے تو ان سے زیادہ اور کوئی خوش نہ ہو گا اور ہندو مسلم اتحاد ہو جائے تو ان کی تحریک سیلاب کی روانی کی طرح آگے بڑھے گی مگر یہ دشمن وطن ہیں کہ کہتے ہیں کہ سپرو کانفرنس سے گاندھی کی تحریک کو نقصان پہنچیگا۔

اصل چیز یہ ہے کہ یہ متعصب و تنگ نظر ابھی طرح اس حقیقت سے واقف و آگاہ ہیں کہ جو ہندو اس کانفرنس میں شریک ہیں مع پوجیہ پاد مالوی جی کے سب کے سب اس کانفرنس کو ناکام رکھنے کی کوشش کریں گے اور دنیا پر ایک مرتبہ پھر ان سب ہندوؤں کے تعصب و تنگ نظری کا منظر پھر دیکھنے میں کامیاب ہو جائیں گے اور یہ بات کہ اگر کانفرنس کامیاب ہو جائے اور اس کی کامیابی بالکل ہمارے ہندوؤں کے ہاتھ میں ہے تو اس سے مہاتما گاندھی کو اور ان کی تحریک کو بھی فائدہ پہنچ سکتا ہے مگر چونکہ اس طبقہ نے فیصلہ کر لیا ہے کہ وہ اس فرقہ کی کسی مبارک تحریک کو کامیاب ہونے دے گی اس لئے گاندھی کے دامن میں منہ چھپانا چاہتی ہے۔

کیا کوئی منصف مزاج انسان کہہ سکتا ہے کہ مسلمانوں کے مطالبات حق و انصاف پر مبنی نہیں ہیں اگرچہ ہم نہیں چاہتے تاہم حضرات ان کو مسلمانوں کے لئے مفید نہیں سمجھتے بلکہ مضر خیال کرتے ہیں کیونکہ اس سے مصنوعی خلافت پر بھروسہ کرنے کی فرسودہ عادت کو نشو و نما ہوتی ہیں اور خود اعتمادی کی جڑیں کھوکھلی ہوتی ہیں لیکن ہندوؤں کے موجودہ متعصبانہ اور غاصبانہ طرز عمل کو دیکھتے ہوئے کون کہہ سکتا ہے کہ مسلمان اگر مستقبل میں اپنے حقوق کی ضمانت چاہتے ہیں تو یہ طرز عمل ان کا غیر منصفانہ ہے بہر یہ کہ جو ضمانت وہ چاہتے ہیں اس سے کسی قوم کی ذرہ برابر حق تلفی نہیں ہوتی۔

بہرحال افسوس ہے کہ ہندو کانفرنس کو ناکام رکھنے کی منظم کوششیں ہندوؤں کی طرف سے جاری ہیں اور یہ مفاد وطن کے سخت خلاف ہیں۔

پھر وہی خوئے گدایانہ

اللہ تعالیٰ مسلمانوں پر رحم فرمائے کہ جس طرف کو بھی وہ رخ کرتے ہیں اور جس سمت بھی وہ کوئی قدم اٹھاتے ہیں وہ خوئے گدایانہ ہی کے ماتحت ہوتا ہے ہندوؤں کی طرف رخ کرتے ہیں تو وہاں حقوق حقوق کی پکار کرتے رہتے ہیں اور وہی انداز گدایانہ برقرار رہتا ہے اور حکومت کی طرف متوجہ ہوتے ہیں تو سوائے بھیک مانگنے کے ان سے اور کچھ بن نہیں پڑتا یعنی جہاں جاتے ہیں کشکول گدائی ان کے ہاتھ میں ہوتا ہے اور جس کے سامنے جاتے ہیں بھیک کے لئے دست سوال دراز کر دیتے ہیں گویا انہوں نے اپنی زندگی صرف اسی کام کے لئے وقف کر دی ہے کہ جس کسی کے پاس جا بیٹھے اور جس وقت بھی کوئی قدم اٹھائیں گے بھیک ہی مانگیں گے اور قوت بازو پر نہ کبھی بھروسہ کریں گے اور نہ کبھی اپنے اوپر اعتماد کر کے سعی و عمل اور جد و جہد سے حاصل کریں گے اس کا قدرتی نتیجہ یہ ہے کہ جدھر جاتے ہیں ادھر ہی سے جواب ملتا ہے۔

چنانچہ حال ہی میں دہلی کے چند گداصفت اور بھیک مانگنے کے عادی مسلمانوں کا ایک وفد جناب وائسرائے کی خدمت میں حاضر ہوا تھا اور اس نے ایک عرضداشت یا سپاسنامہ کہئے پیش کیا تھا اس میں پہلے تو ترقی عمر و اقبال کی دعا کی گئی تھی اس کے بعد حکومت کو یقین دلایا گیا کہ ہم سے زیادہ وفادار آپ کو کوئی دوسرا نہ ملے گا اور ہم نے کبھی کسی قسم کی کوئی شورش نہیں کی اور نہ کریں گے اور جو کوئی بھی حکومت کے خلاف کوئی سر اٹھائے گا اس کا سر کچلنے میں ہم آپ کے دست و بازو بنیں گے یعنی گویا قومی تحریک آزادی کے خلاف حکومت کی امداد کرنے کا یقین دلایا گیا تھا۔

اس کے بعد حرف مطلب زبان پر لایا گیا کہ حضور ہم بیکس و بے بس ہیں آپ ہی کے رحم و کرم پر ہماری قومی زندگی کا انحصار ہے آپ ہی ہمارے مائی باپ ہیں دیکھئے کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ گھر کے ہمسایات کے کہنے سے ہم بیچارے غریب اولادوں کو بے گھر کر جائیں ہمارے حقوق کا بھی لحاظ رکھئے گا اور اپنی غلامی میں قبول کر کے وقت اور اپنی خدمت گذاری میں لیتے وقت ہم کو نظر انداز نہ کر دیجئے گا۔

جناب نواب مستطاب وائسرائے بہادر نے جو جواب مرحمت فرمایا اگر چشم بصیرت بالکل کور نہیں ہو گئی اور عقل کچھ بھی باقی ہے تو اس سے ہمیں عبرت و نصیحت حاصل کرنی چاہئے۔

وائسرائے نے ابتدائی حصہ عرضداشت کو تو خوب سراہا ہے اور اس کی خوب تعریف کی اور امید ظاہر کی کہ جس طرح آپ ہمیشہ حکومت کا ساتھ دیتے رہے ہیں اسی طرح آئندہ بھی دیتے رہیں گے اور حکومت آپ کی ان خدمات کی بڑی قدر کرتی ہے آپ بڑے وفادار ہیں اور حکومت کو امید ہے کہ آپ ہر ایک تحریک آزادی کو کچلنے میں اس کا ہاتھ بٹائیں گے۔

مگر دوسرے حصہ کا جس میں بھیک مانگی گئی تھی یہ جواب دیا کہ دہلی میں ٹھیک طور پر نوکریاں تقسیم ہیں اور اگر آپ ملک کی ملازمتوں میں کافی حصہ لینا چاہتے ہیں تو اپنے اندر تعلیم حاصل کر کے اس کی قابلیت حاصل کیجئے۔ مطلب یہ کہ وفاداری آپ کی قبول مگر بندہ پرور نوکریاں تو اسی وقت مل سکتی ہیں جب آپ قابلیت پیدا کریں گے یہ نہیں ہو سکتا کہ وفاداری کے صلہ میں نوکریاں آپ کو دیدی جائیں۔

کیا اس جواب سے بھی مسلمانوں کی آنکھیں نہ کھلیں گی اور یہ کوئی نیا جواب نہیں ہے بمبئی اور مدراس کے مسلمانوں نے بھی اسی قسم کی عرضداشتیں پیش کی تھیں اور ان کا جواب بھی وائسرائے نے یہی دیا تھا کہ قابلیت پیدا کرو۔

افسوس ہے کہ باربار کے جھنجھوڑنے پر بھی مسلمانوں کی غفلت دور نہیں ہوتی اگر کبھی ذرا آنکھ کھلی تو فوراً بھیک مانگنے کے لئے دوڑ پڑتے ہیں اور وہاں سے واپس آکر پھر اسی خواب غفلت میں پڑ رہتے ہیں یہ قصور ہے ان کی اس ذہنیت کا کہ بھیک مانگنے ہی سے سب کچھ ملیگا حالانکہ بھیک مانگنے سے بھیک ہی ملے گی اس سے زیادہ کچھ نہیں اگر ملکی حقوق میں ہم حصہ لینا چاہتے ہیں تو وہ صرف اپنے اندر طاقت ہی پیدا کرنے سے حاصل ہو سکتا ہے۔

وہی اختلاف کی لعنت

بدقسمتی مسلمانوں کا ساتھ کہیں نہیں چھوڑتی سارد ایکٹ کے خلاف مسلمانوں نے جس قدر ایجی ٹیشن کیا ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں قطع نظر اس کے کہ ایجی ٹیشن صحیح تھا یا غلط اور یہ قانون مذہب میں فی الواقع مداخلت ہے یا نہیں یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ عوام کی بھاری اور اکثریت اس کے خلاف ہو گئی ہے مگر یہ کس قدر بدقسمتی ہے کہ اس قانون کے مخالفین میں جو اختلاف اول دن محض ذاتی وجاہت اور ذاتی نام و نمود کی بنا پر پیدا ہو گیا تھا وہ کسی طرح ختم ہونے کو نہیں آتا جمعیت العلماء اپنے امکان بھر اس قانون کے خلاف مظاہرہ کیا ہڑتال کرائی جلوس نکلوانے

جلسے کرائے اور ابتدا میں یہی کیا جاسکتا تھا مگر مولانا محمد علی اور ان کے چند ساتھیوں نے صدارت نہ ملنے پر جمعیت سے اختلاف کرکے ایک علیحدہ کانفرنس کرڈالی جس کا نام موتمر اسلامی رکھا اس میں کوئی موثر پروگرام تجویز نہ کیا اور صرف وائسرائے کو خط لکھنے کی مسلمانوں کو ہدایت کی۔

پہلا قدم اس طرح ختم ہوگیا دوسرا قدم جمعیت العلماء نے یہ اٹھایا کہ اس قانون کو منسوخ کرانے کے لئے سول نافرمانی شروع کی جائے اور سول نافرمانی کے متعلق طے کیا کہ اس قانون کی بھی سول نافرمانی کی جائے اور ساتھ ہی دوسرے قوانین کی بھی نافرمانی کی جائے۔

یہ فیصلہ بھی جمعیت العلماء کا بالکل مناسب ہے اگر اس قانون کو منسوخ کرانا ہے تو تنہا اسی قانون کی خلاف ورزی موثر ثابت نہیں ہوسکتی کیونکہ اول تو بہت کم لوگ ایسے نکلیں گے جو بلا ضرورت اپنے بچوں کی شادیاں کرنے پر رضامند ہوں گے اور اگر کچھ لوگ نکل ہی آتے تو حکومت ان کے خلاف کوئی سخت کارروائی نہ کرے گی کیونکہ ابتدائی حالت میں کوئی سخت قدم اٹھانا مناسب نہ ہوگا اول تو سزا ہی نہ دے گی اور اگر دیگی تو برخاست عدالت کی سزا دیگی اس سے نہ تو ملک میں ہیجان پیدا ہوگا اور نہ تحریک ترقی کرے گی اس لئے مقصد بھی حاصل نہ ہوگا اس لئے مجبوراً کوئی دوسرا قانون نافرمانی کے لئے منتخب کرنا پڑے گا چنانچہ جمعیت العلماء نے اجازت دی ہے کہ اگر مقامی حالات مقتضی ہوں تو دوسرے قوانین کی اجازت دی جاسکتی ہے مثلاً شراب کی دوکانوں پر پہرہ لگاکر کپڑے کی دوکانوں پر پہرہ بٹھاکر نمک کے قانون کو توڑ کر ضبط شدہ لٹریچر کو چھاپ کر اور تقسیم کرکے یہ ایسی خلاف ورزیاں ہیں کہ حکومت ان کو برداشت نہ کرے گی اور گرفتاری اور سزا دہی کا سلسلہ چل پڑے گا اور مسلمانوں کو موقع ملیگا کہ وہ یہ ثابت کریں کہ ہم اس قانون کے کس درجہ مخالف ہیں مگر بدقسمتی ملاحظہ فرمایئے کہ جمعیت کے اس فیصلہ کی بھی اسی جماعت نے مخالفت شروع کردی جس نے ابتدا ہی میں اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد الگ بنالی تھی یعنی مولانا محمد علی اور مولوی منظر الدین اور شفیع داؤدی وغیرہ نے محض اس لئے اس فیصلہ کی مخالفت شروع کردی کہ اگر بچپن کی شادی کے علاوہ کسی اور قانون کی خلاف ورزی کی جائے گی تو اس سے گاندھی کی عدم تشدد قانون کی تحریک کو تقویت حاصل ہوگی اور کانگریس کی تحریک کو فائدہ پہنچے گا۔

اس ضد اور ہٹ دھرمی کو ملاحظہ فرمایئے کہ گو سارداقانون کو منسوخ کرانا چاہتے ہیں اور سول نافرمانی کے بھی حق میں ہیں مگر چونکہ آجکل کانگریس بھی سول نافرمانی ملک کی آزادی کے لئے کررہی ہے اور یہ حضرات کانگریس کے مخالف ہیں لہٰذا ارشاد ہوتا ہے کہ سارداقانون کو منسوخ کرانے کے لئے بھی دوسرے قوانین کی خلاف ورزی نہ کرو یعنی کانگریس کی مخالفت اس قدر ضروری ہے کہ مداخلت فی الدین کو برداشت کرلو مگر وہ کام نہ کرو جو کانگریس اپنے مقصد کے حصول کے لئے کررہی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان لوگوں کا سارداایکٹ کے خلاف سارا جوش وخروش نمائشی تھا اور محض اسلئے تھا کہ عوام میں اپنی ہر دلعزیزی کو قائم رکھیں ورنہ ظاہر ہے کہ مداخلت فی الدین تو ایسی چیز ہے کہ اس کو کسی حالت میں بھی برداشت نہیں کیا جاسکتا اور ایسے قانون کو منسوخ کرانے کے لئے جو قیمت بھی ادا کرنی پڑے وہ دیکر اس کو منسوخ کرانا چاہیئے۔

مسلمانوں کو غور کرنا چاہیئے کہ کیا یہ صحیح پوزیشن ہے جو مولانا محمد علی اور ان کے اخوان نے اختیار کی ہے صورت حال یہ ہے کہ حکومت کو مجبور کرکے اس سے اس قانون کو منسوخ کرانا ہے اور یہ منسوخ نہیں ہوسکتا جب تک ایسے قوانین کی خلاف ورزی نہ کی جائے جن کی خلاف ورزی کو حکومت برداشت کرنے کو تیار نہ ہو اتفاق سے ملک میں اس وقت ایک اور جماعت ایسی ہے جو اپنا دوسرا مقصد حاصل کرنے کے لئے یہی ذریعہ اختیار کررہی ہے تو کیا یہ دانشمندی ہے کہ چونکہ ہمیں اس جماعت سے کسی وجہ سے اختلاف ہے اس لئے ہم اپنے فائدہ کے لئے بھی وہ کام نہ کریں جو وہ کررہی ہے اس کے معنے تو یہ ہوئے کہ ایک مسافر کو کہیں پہنچنا ہے اس کا رستہ متعین ہے مگر اس رستہ پر ایک ایسا شخص بھی گامزن ہے جس سے ہمیں اختلاف ہے اس لئے ہم نے سفر ملتوی کردیا کیا اس صورت میں ہم کبھی منزل مقصود کو پہنچ سکتے ہیں۔

اصل یہ ہے کہ صحیح احساس ہی نہیں ہے اور ہمارے لیڈروں کا یہ حال ہے کہ وہ اپنے وقار اور اقتدار کے آگے ملک و مذہب سب پر لعنت بھیجتے ہیں چونکہ علی برادران کو آجکل کانگریس سے سخت اختلاف ہے اس لئے وہ اس رستہ پر بھی نہیں چلنا چاہتے جس پر کانگریس چل رہی ہے۔

ہمارے نزدیک جمعیت العلماء کا فیصلہ بالکل صحیح ہے بلکہ صحیح ترتیب یہ ہوتا کہ بچپن کی شادیوں کو بالکل نظر انداز کیا جاتا اور صرف دیگر ملکی قوانین کی خلاف ورزی کی جاتی اگر اس سے کسی جماعت کو فائدہ پہنچتا ہے تو کوئی حرج نہیں آخر کار کانگریس کی جدوجہد بھی آزادی ہی کے لئے ہے کسی ایسے مقصد کے لئے تو نہیں جس پر چلنا ناجائز ہو۔

ریاست حیدرآباد کی فیاضیاں

خبر موصول ہوئی ہے کہ اعلیٰحضرت اقدس نے مسلم یونیورسٹی علیگڈھ کے ماہانہ وظیفہ میں ایک ہزار روپے ماہانہ کی اضافہ کردیا ہے یعنی آیندہ بجائے دو ہزار ماہوار کے تین ہزار ماہوار ملیں گے اور اسی کے ساتھ دس لاکھ روپیہ کی امداد یکمشت عطا ہوئی ہے۔

اسی طرح کچھ عرصہ ہوا جامعہ ملیہ اسلامیہ کے متعلق بھی یہ اطلاع آئی تھی کہ پچاس ہزار یکمشت اور ایک ہزار روپے ماہوار کی امداد منظور کی گئی ہے۔

اول الذکر کے متعلق تو کوئی شبہ ہی نہیں ہوسکتا کیونکہ جب خود حکومت نے اس کی چند روز لاکھ سے امداد کی ہے تو حضور نظام کی گورنمنٹ کو کیا عذر ہوسکتا ہے اور ہم خوش ہیں کہ اس سب سے بڑی اسلامی درسگاہ کی بروقت امداد فرماکر نظام گورنمنٹ نے مسلمانوں کی تعلیمی ترقی میں بڑی مدد دی ہے اور اب چونکہ مسلم یونیورسٹی کا انتظام بالکل صحیح ہاتھوں میں آگیا ہے اور سید راس مسعود کے آنے سے وہ تمام نقائص دور ہوگئے ہیں جو ڈاکٹر ضیاء الدین کی گندی پالیٹکس کی وجہ سے پیدا ہوگئے تھے اس لئے امید ہے کہ پندرہ لاکھ گورنمنٹ ہند اور دس لاکھ حکومت نظام کے عطیہ سے مسلم یونیورسٹی بہترین کام لے گی اور یونیورسٹی میں جن چیزوں کی کمی ہے وہ دور ہوجائے گی اگر وہ ایک عمدہ اور مفید تعلیمی ادارہ ملک کو بنجائیگی اور مسلمانوں کو اس سے زیادہ سے زیادہ

نفع پہنچے گا۔

اب رہی غریب جامعہ ملیہ اسلامیہ اگرچہ رقم وغیرہ کا اعلان ہو گیا ہے مگر ہمیں معلوم ہوا ہے کہ ابھی تک قطعی فیصلہ نہیں ہوا بلکہ چیف کمشنر صاحب دہلی سے جامعہ ملیہ کے متعلق دریافت کیا گیا ہے کہ کیا وہ اس قابل ہے کہ اس کی امداد کی جائے چیف کمشنر صاحب جو رائے ظاہر فرمائینگے اس کا اندازہ اس امر سے ہو سکتا ہے کہ دہلی کی میونسپلٹی نے دو سو روپے ماہوار امداد منظور کی تھی مگر چیف کمشنر صاحب نے اس کو نامنظور کر دیا جب وہ دہلی میونسپلٹی سے امداد دیے جانے کے مخالف ہیں تو پچاس ہزار یکمشت اور ہزار روپے ماہوار کی گرانقدر رقم کی تائید کیوں کرنے لگے وہ تو صاف لفظوں میں لکھ دینگے کہ وہ ایک مخالف حکومت درسگاہ ہے اسلئے اس کو امداد نہ ملنی چاہیئے خصوصاً اگر کہیں سول نافرمانی کی تحریک میں جامعہ کے لڑکوں اور استادوں میں سے کچھ لوگ شریک ہو گئے تب تو اس تعلیمی ادارہ کو بالکل ہی باغیوں کی جماعت فرض کر لیا جائے گا اور یہ کسی کے بس کی بات نہیں کہ کسی کو روکا جا سکے اگر جامعہ سے کچھ لوگ سول نافرمانی کی تحریک میں حصہ لینے پر ٹھان لینگے تو کون ان کو روک سکتا ہے اگر روکنے کی کوشش کی جائے گی تو زیادہ بے چینی پھیل جانے کا اندیشہ ہے اسلئے بہتر یہی ہے کہ جو جانا اور تحریک میں شامل ہونا چاہیں ان کو خوشی سے اجازت دیدی جائے۔

مگر خواہ کچھ ہو اگر دو چار طلبہ بھی اس درسگاہ سے نکل گئے تو اس کو جہاد کا اڈا سمجھ لیا جائے گا اور چیف کمشنر صاحب فتویٰ صادر کر دینگے کہ اس کو ہرگز امداد نہ دی جائے اسلئے ہمیں تو جامعہ کے متعلق جو عطیہ کی خبر ملی ہے اس کی امید نہیں کہ سب مرحلوں سے گذر کر جامعہ کے ہاتھ میں پہنچ جائے گی اگرچہ ہم مسلم یونیورسٹی علیگڈھ سے بھی زیادہ اس کو مستحق سمجھتے ہیں۔

نمکین ستیہ گرہ

حسب اعلان سابق مہاتما گاندھی نمک کے قانون کی خلاف ورزی کے لئے ۱۲ مارچ کو احمدآباد سے روانہ ہو گئے آپ کے ساتھ آپ کے آشرم کے ۸۰ رضاکار ہیں جن میں دو مسلمان بھی ہیں۔ آپ روزانہ دس میل چلتے ہیں یہ سفر پیدل ہو رہا ہے پانچ بجے صبح کو چلتے اور ایک گاؤں میں ٹھہرتے ہیں اور وہاں جو لوگ جمع ہوتے ہیں ان کے سامنے تقریر کرتے ہیں اسی طرح شام کو میل چلتے ہیں اور رات کو جلسہ میں تقریر کرتے ہیں راستہ میں ہزارہا لوگ آپ کا خیر مقدم کرتے ہیں آپ ۵ اپریل کو ڈانڈی ضلع سورت میں پہنچکر ۶ اپریل کو ساحل سمندر پر نمک بنائینگے۔ ڈانڈی میں ایک مسلمان کے بنگلہ پر آپ کا قیام ہو گا۔

جس وقت مہاتما جی نے سول نافرمانی کا اعلان کیا تھا تو ظاہر آثار ہر طرف سرد مہری ہی چھائی ہوئی تھی اور معلوم ہوتا تھا کہ اس تحریک کا ملک میں کچھ بھی خیر مقدم نہ ہوگا اور ملک قطعی سول نافرمانی کے لئے تیار نہیں ہے مگر مہاتما جی کے آشرم سے قدم باہر نکالتے ہی تمام ملک میں آگ سی لگ گئی اور ہر ایک صوبہ اور ہر ایک ضلع میں سینکڑوں کی تعداد میں جیل جانے کے لئے رضاکار بھرتی ہو رہے ہیں اور تقریباً ہر ایک ضلع سول نافرمانی کی مہم شروع کرنے کے لئے ہمہ تن تیار ہے اور روز بروز جوش اور ہیجان میں ترقی ہو رہی ہے۔

اس دفعہ اس تحریک کی یہ خصوصیت ہے کہ ۱۹۲۱ء کی طرح یہ غیر منظم اور ہنگامہ پرور نہیں ہے بلکہ منظم اور گمبھیر ہے اور نہایت خاموشی مگر ٹھنڈے جوش کے ساتھ یہ تحریک آگے بڑھ رہی ہے۔

خوشی کی بات یہ ہے کہ علی برادران اور ان کے چند ساتھی جو مسلمانوں کو اس تحریک سے علیحدہ رکھنا چاہتے ہیں اور اس طرح مسلمانوں کی قومی ہستی کو مجروح بنانے کی انتہائی کوشش کر رہے ہیں اس کا کچھ زیادہ اثر نہیں ہو رہا اور آہستہ آہستہ مسلمان اس تحریک میں شامل ہوتے جا رہے ہیں۔ گاندھی جی کے پاس سب سے پہلی رقم جو ستیہ گرہ فنڈ میں آئی ہے وہ ایک مسلمان کی ہے جس کی تعداد پچاس ہزار روپیہ ہے۔ گاندھی جی کے دوران سفر میں جو دیہات کے سرکاری ملازم مستعفی ہو رہے ہیں ان میں مسلمان بھی ہیں ہر جگہ جو رضاکار بھرتی ہو رہے ہیں ان میں مسلمانوں کی تعداد کافی ہے۔

صوبہ بہار میں جمعیت العلماء صوبہ بہار کی جو کانفرنس ابھی حال میں منعقد ہوئی ہے اس میں یہ تجویز اتفاق رائے سے پاس ہوئی ہے کہ کانگریس کی اس مہم میں مسلمانوں کو ضرور شریک ہونا چاہیئے۔ یہ کانفرنس مولانا حسین احمد صاحب جانشین حضرت شیخ الہند کی صدارت میں منعقد ہوئی تھی۔ مولانا انور شاہ صاحب۔ ابن شیخ الحدیث مدرسہ دیوبند نے بھی فتوےٰ دیا ہے کہ نمک پر آنحضرت نے بھی کوئی ٹیکس اور محصول نہیں لگایا تھا اور ہوا اور پانی کی طرح اس کو آزاد رکھا تھا اس لئے نمک کے قانون کی خلاف ورزی شرعاً ضروری ہے۔

بہرحال یہ نمکین سول نافرمانی کی تحریک خوب زور پکڑ رہی ہے اور غالباً ۶ اپریل سے سارے ہندوستان میں شروع ہو جائے گی۔

معلم الاطفال

اس وقت اردو کی حفاظت ہر مسلمان کے لئے اتنی ہی ضرورت ہے جس قدر اسلام کی کیونکہ اگر آج خدانخواستہ برادران وطن اپنی اس کوشش میں جو وہ اردو کو نیست و نابود کرنے کیلئے کر رہے ہیں کامیاب ہو جائیں تو پھر مسلمانوں کی ایک بہت بڑی جماعت جو مذہب سے اردو ہی کے واسطے سے واقف ہے قطعاً اسلامی تعلیم سے علیحدہ ہو جائے لیکن اردو کی حفاظت صرف اسی صورت سے ہو سکتی ہے کہ اردو رسم الخط کی ان مشکلات کو دور کر دیا جائے جو ابتدائی اردو پڑھنے والوں کو پیش آتی ہیں مولانا مولوی عبد الہادی خان صاحب بریلوی فاضل و منشی فاضل فخر جہاں پوری پروفیسر اردو کمرشل کالج دہلی مستحق صد آفرین و تحسین ہیں کہ انہوں نے اس مرحلہ کو ایک اردو قاعدہ بنام **معلم الاطفال** لکھکر بڑی حد تک آسان کر دیا ہے اس قاعدہ کی مفصل خوبیاں تو خود مطالعہ سے معلوم ہونگی اجمالاً یہ بتایا جا سکتا ہے کہ آپ نے الفاظ کے ٹکڑے کر کے بچہ کو اردو الفاظ کی ترکیب سے روشناس کرا دینے کی بہت کامیاب کوشش کی ہے حروف کی تقسیم سائنٹفک طریقہ پر حروف کی شکلوں کے لحاظ سے کی ہے۔ لفظوں کی تقسیم تعداد حرکات کے اعتبار سے کی ہے تمام قاعدہ بھر میں کوئی مہمل لفظ نہیں۔ کوئی ایسا لفظ نہیں بتایا جو ضابطہ کے ماتحت نہ ہو ہر نئی بات بتلاتے ہوئے کثرت سے مثالیں دی ہیں۔ لکھائی چھپائی کاغذ نہایت اعلیٰ اور قاعدہ ۴۸ صفحات پر ختم ہوا ہے۔ قیمت صرف ۲ ر ہے اگر ایک قاعدہ منگانا ہو تو کسی دوسری کتاب کے ساتھ منگایئے ۱۰ر کے دس قاعدے

پتہ حمیدیہ پریس - دہلی

کتاب الاسلام

(سلسلہ گذشتہ)

تکبیر تحریمہ کے مسائل

اور نفل نماز میں قیام فرض نہیں بلا عذر بھی بیٹھکر نماز پڑھنا جائز ہے لیکن یاد رکھو بلا عذر بیٹھکر نفل نماز پڑھنے میں آدھا ثواب ملتا ہے۔

اور فرض نمازوں کے علاوہ نماز وتر اور نماز عیدین اور فجر کی نماز سنت میں بھی قیام فرض ہے اور اگر کوئی شخص بلا عذر ان نمازوں میں بیٹھکر پڑھے گا تو نہ ہونگی اور نماز پڑھتے وقت ایک پاؤں پر کھڑا ہونا یعنی دوسرے کو زمین سے اٹھا لینا مکروہ تحریمی ہے ہاں اگر کسی عذر صحیح کی وجہ سے ایسا کیا جائے تو کچھ حرج نہیں۔ اور اگر کوئی شخص قیام پر قدرت رکھتا ہے لیکن کسی مرض کی وجہ سے یا کسی اور سبب سے سجدہ نہیں کرسکتا تو اس کو یہ چاہیئے کہ وہ بیٹھکر اشاروں سے نماز پڑھے اور اگر کھڑے ہوکر بھی اشاروں سے نماز پڑھے گا تو بھی ہو جائے گی۔

اور جو شخص سجدہ کرنے پر قادر ہے لیکن سجدہ کرنے کی وجہ سے مرض بڑھ جانے یا زخم کے پھٹ جانے کا اندیشہ ہے یا زخم بہتا ہے تو ان تمام صورتوں میں بھی بیٹھکر اشاروں سے نماز پڑھنا جائز ہے اور اگر کھڑے ہوکر اشاروں سے پڑھنا چاہے تو بھی کچھ حرج نہیں اگر کسی شخص کو جریان کا عارضہ ہے یا سلسل البول کا عارضہ ہے اور کھڑے ہونے سے قطرہ آتا ہے اور بیٹھنے سے قطرہ نہیں آتا تو بیٹھکر نماز پڑھنا جائز ہے۔

اور اگر کوئی شخص اس قدر کمزور ہے کہ اگر وہ اپنے گھر سے چلکر مسجد تک جائے گا تو کھڑے ہوکر نماز نہیں پڑھ سکے گا اور اگر وہ مسجد تک نہ جائے تو بآسانی کھڑے ہوکر نماز پڑھ سکیگا اس کے لئے یہ حکم ہے کہ وہ مسجد میں نہ جائے بلکہ گھر میں کھڑے ہوکر نماز پڑھے اگر گھر میں جماعت میسر ہو تو جماعت کے ساتھ نماز پڑھے ورنہ تنہا نماز پڑھے۔ اور محض سستی اور کاہلی کی وجہ سے بیٹھکر نماز پڑھنا جائز نہیں اور کھڑے ہوکر ذرا سی تکلیف ہونا عذر صحیح نہیں۔ . . . اور رکھو قیام اس وقت ساقط ہوگا جبکہ کھڑے ہونے کی بالکل طاقت نہ ہو یا کھڑے ہونے میں سخت تکلیف ہو یا کھڑے ہونے اور سجدہ کرنے سے زخم بہتا ہو یا قطرہ آتا ہو یا مرض میں زیادتی کا اندیشہ ہو اگر ان صورتوں میں سے کوئی صورت نہیں ہے تو قیام ساقط نہ ہوگا۔

اور اگر کوئی شخص سخت بیمار ہو یا اس قدر کمزور ہو کہ کھڑے ہوکر نماز نہ پڑھ سکے اور وہ اپنے کسی عزیز یا دوست یا خادم کی امداد سے یا لکڑی یا دیوار کے سہارے سے کھڑے ہوکر نماز پڑھنا چاہے تو پڑھ سکتا ہے بلکہ بعض فقہا تو یہ لکھتے ہیں کہ اگر خادم کی اعانت سے یا لکڑی یا دیوار کے سہارے سے کھڑا ہو سکتا ہو تو اس پر فرض ہے کہ وہ کھڑا ہوکر نماز پڑھے بہرحال حق تعالیٰ نے کسی شخص پر اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالا ہے۔

اور اگر کسی شخص میں اتنی طاقت نہ ہو کہ وہ نماز کے پورے وقت میں یعنی نماز کے ختم کرنے تک کھڑا رہ سکے تو اس کے لئے جائز ہے کہ کچھ نماز کھڑے ہوکر پڑھے اور کچھ نماز بیٹھکر پڑھے اور اگر صرف اتنی ہی طاقت ہے کہ کھڑے ہوکر اللہ اکبر کہہ سکتا ہے تو اس پر فرض ہے کہ کھڑے ہوکر اللہ اکبر کہے پھر بیٹھ جائے۔

ان تمام تصریحات پر غور کرنے سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ بلا عذر صحیح بیٹھکر نماز پڑھنا جائز نہیں اور آجکل عام طور پر یہ بات دیکھی جاتی ہے کہ جہاں ذرا نزلہ آیا یا ذرا سر میں درد ہوا یا ذرا طبیعت ناساز ہوئی اور خفیف سی تکلیف محسوس ہوتی تو بیٹھکر نماز شروع کر دی اور جب نماز سے فارغ ہوئے تو دس دس بیس بیس منٹ تک بلاتکلف کھڑے ہوکر ادھر ادھر کی باتیں کرتے رہے یہ ایک عجیب افسوسناک مشاہدہ ہے کس قدر شرم کی بات ہے کہ ہم اپنے ذاتی کاموں کے لئے اور دوست احباب سے باتیں کرنے کے لئے بیس بیس منٹ تک کھڑے رہیں اور جب نماز کا وقت آئے تو اپنی خفیف سی تکلیف کو غیر معمولی اہمیت دیکر بیٹھکر نماز پڑھتے ہیں کیا دوستوں سے باتیں کرنے اور اپنے ذاتی کاموں کے لئے کھڑے ہونے میں بیماری کے بڑھنے یا تکلیف کے زیادہ ہونے کا اندیشہ نہیں اور نماز کے لئے کھڑے ہونے میں ہر طرح کے اندیشے پیدا ہو جاتے ہیں درحقیقت یہ نفس کی شرارت اور کاہلی اور سستی کی رعایت ہے ہم اپنے تساہل نواز دوستوں سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ عبادت کی اہمیت و عظمت کو محسوس کریں اور کھڑے ہوکر نماز پڑھا کریں اور جو نمازیں وہ قدرت قیام بیٹھکر پڑھ چکے ہیں ان کا اعادہ کریں باری تعالےٰ توفیق عطا فرمائے اور دینی امور میں تساہل اختیار کرنے سے محفوظ رکھے آمین

اور اگر کوئی شخص ریل میں سوار ہے اور وہ چل رہی ہے یا جہاز میں سوار ہے یا کشتی میں سوار ہے اور وہ چل رہی ہے اور ایسی حالت میں اگر کوئی شخص کھڑے ہوکر نماز پڑھے تو چکر آنے یا گر پڑنے کا گمان غالب ہے تو بیٹھکر نماز پڑھ سکتا ہے ہاں اگر ریل کسی اسٹیشن پر اتنی دیر کھڑی ہو کہ اطمینان کے ساتھ نماز پڑھ سکے تو اسٹیشن پر اترکر کھڑے ہوکر نماز پڑھنی چاہئے۔

قرات کے مسائل

"قرات" قرآن مجید پڑھنے کو کہتے ہیں۔ نماز میں قرآن مجید کی کم از کم ایک آیت پڑھنا فرض ہے اور سورہ فاتحہ پڑھنا واجب ہے اور فرض کی پہلی دو رکعتوں اور نماز وتر اور نماز سنت اور نماز نفل کی تمام رکعتوں میں سورہ فاتحہ کے بعد کوئی اور سورت یا بڑی آیت یا چھوٹی تین آیتیں پڑھنا بھی واجب ہیں اور یاد رکھو فرض نمازکی تیسری رکعت اور چوتھی رکعت کے علاوہ ہر نماز کی ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ قرآن کریم پڑھنا واجب ہے اور اگر کسی شخص کو قرآن شریف کی ایک آیت بھی یاد نہ ہو تو اس کو چاہیئے کہ سبحان اللہ یا الحمد للہ بجائے قرات کے پڑھے لیکن ایسا کرنا دو چار دفعہ کے لئے جائز ہے ہمیشہ کے لئے یہ حکم نہیں ہے جس شخص کو قرآن شریف کی ایک آیت بھی یاد نہ ہو اس پر بہت جلد قرآن مجید سیکھنا اور یاد کرنا فرض ہے اور اگر کوئی شخص چاہے تو زیادہ سے زیادہ دو دن میں بقدر ضرورت یاد کرسکتا ہے قرآن مجید کا یہ معجزہ ہے کہ وہ بہت جلد ذہن نشین ہو جاتا ہے اور بہ آسانی یاد ہو جاتا ہے اگر ان آسانیوں کے

باوجود بھی کوئی شخص سستی اور کاہلی اختیار کرے تو یہ اس کی انتہائی بدقسمتی ہے اور یہ جو مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ جس شخص کو قرآن مجید کی ایک آیت بھی یاد نہ ہو اور وہ نماز پڑھنا چاہتا ہے تو سبحان اللہ والحمد للہ کہہ کر جائے قرات کے پڑھ سکتا ہے اور قرات فرض کی مقدار یاد کرنا فرض ہے اور واجب کی مقدار یاد کرنا واجب ہے اور اگر کوئی شخص سستی اختیار کرے اور نہ سیکھے تو وہ سخت گناہگار ہوگا۔

اور جب نماز جماعت کے ساتھ پڑھی جائے تو امام پر واجب ہے کہ نماز مغرب اور عشا کی پہلی دو رکعتوں میں قرات جہر یعنی آواز سے پڑھے اور فجر کی دو رکعتوں میں بھی آواز سے پڑھے اور جمعہ اور عیدین کی نمازوں میں بھی آواز سے پڑھے اور رمضان شریف کے مہینے میں تراویح اور وتر کی نمازوں میں بھی آواز سے پڑھے۔

اور نماز ظہر اور نماز عصر میں امام کو اور منفرد کو سب کو قرات آہستہ کرنی چاہیے اور نماز وتر میں منفرد کو قرات آہستہ کرنی چاہیے۔

اور نماز مغرب اور عشا اور فجر اور جمعہ وغیرہ میں قرآن مجید آواز سے پڑھنے کا مطلب یہ ہے کہ قاری کی آواز پاس والے اشخاص بآسانی سن سکیں اور جن نمازوں میں آواز سے قرات کی جاتی ہے انھیں جہری نمازیں کہتے ہیں کیونکہ جہر کے معنی زور سے پڑھنے کے ہیں اور جن نمازوں میں آہستہ قرات کی جاتی ہے انھیں سری نمازیں کہتے ہیں کیونکہ سر کے معنی آہستہ پڑھنے کے ہیں

اگر کوئی شخص حالت نماز میں قرآن شریف کے الفاظ زبان سے نہ کہے بلکہ صرف خیال میں پڑھ لے تو صرف خیال میں پڑھ لینے سے نماز نہ ہوگی بلکہ زبان سے پڑھنا ضروری ہے اور جو شخص یہ کہتا ہے کہ صرف خیال میں پڑھ لینا کافی ہے زبان سے الفاظ کہنے کی ضرورت نہیں وہ جاہل ہے بے وقوف ہے اس کا قول ٹھکرا دینا چاہیے۔ آجکل صوفیوں کی جماعت میں ایک فرقہ ایسا پیدا ہوا ہے جو یہ کہتا ہے کہ حقائق شناس بزرگوں کے لئے نماز پڑھنا ضروری نہیں اور اگر وہ نماز پڑھنے کا ارادہ کریں تو صرف خیال میں پڑھ کر فرض سے سبکدوش ہوسکتے ہیں ان کے لئے رکوع و سجود اور قیام و قعود ضروری نہیں اور ان کو زبان سے الفاظ کہنے کی ضرورت نہیں۔ ہم بلاخوف یہ کہتے ہیں کہ جس فرقہ کا یہ عقیدہ ہے وہ مسلمان نہیں گمراہ ہے بے دین ہے کیا حضور سرور عالم اور صحابہ کرام اور اہلبیت اطہار سے بڑھ کر کوئی حقائق شناس ہو سکتا ہے ہرگز نہیں پھر جب انھوں نے صرف خیال میں نماز پڑھ لینا کافی نہیں سمجھا تو کسی اور کی کیا مجال ہے جو وہ حقائق شناسی کا دعوی کرکے نماز سے بے نیاز ہو سکے۔

اور آداب قرات میں یہ لکھا ہے کہ تمام حروف مخارج سے ادا کرے اور صاف صاف پڑھے تاکہ سامعین کو سمجھنے میں دشواری محسوس نہ ہو اور جب تنہا نماز پڑھے تب بھی یہ ضروری ہے کہ الفاظ اور حروف صفائی سے ادا کرے تاکہ خود سنے اور سمجھے اگر کوئی شخص اس قدر آہستہ پڑھے گا کہ خود بھی نہ سن سکے تو نماز نہ ہوگی۔ مطلب یہ ہے کہ آہستہ پڑھنے میں بھی اس بات کا لحاظ ہونا چاہیے کہ خود سن سکے۔

اور سورتوں کے شروع میں بسم اللہ الرحمن الرحیم ایک پوری آیت ہے علماء نے اس کو ایک آیت تسلیم کیا ہے مگر صرف اس کے پڑھنے سے فرض ادا نہ ہوگا یعنی یہ جو حکم ہے کہ نماز میں قرآن مجید کی ایک آیت پڑھنا فرض ہے یہ فرض بسم اللہ الرحمن الرحیم کے پڑھنے سے ادا نہ ہوگا بلکہ اس کے ساتھ اور آیت پڑھنے کی ضرورت ہے۔

رکوع و سجود

رکوع و سجود بھی ارکان نماز میں سے ہیں رکوع کے معنے ہیں جھکنا رکوع کی ادنیٰ مقدار اس قدر جھکنا ہے کہ ہاتھ گھٹنوں تک پہنچ جائیں اور رکوع کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ اس قدر جھکنا چاہیے کہ سر اور کمر برابر ہوں اور ہاتھ پسلیوں سے جدا رہیں اور گھٹنوں کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ لیا جائے اور اگر بڑھاپے کی وجہ سے کسی شخص کی کمر اس قدر جھک جائے کہ رکوع کی شکل ہو جائے یا کوئی شخص اتنا کبڑا ہو کر رکوع کی شکل ہو جائے تو وہ صرف سر سے اشارہ کرے یعنی صرف سر کو جھکا دینے سے اس کا رکوع ادا ہو جائے گا۔

اور سجدے کے معنی ہیں پیشانی کو زمین پر رکھنا حقیقت سجدہ این است کہ پیشانی را بزمین رسانیدن۔

صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے زیادہ قرب بندے کو اس حالت میں ہو جبکہ وہ سجدہ میں ہو۔ اس حدیث کی شرح میں امام صالح جزائری نے لکھا ہے کہ فی الحقیقت باری تعالےٰ کو اپنے بندے کی یہ ادا بہت پسند ہے کہ وہ اس کے حضور میں سر جھکائے اور اپنی بلند پیشانی کو زمین پر رکھدے اس کے یہ معنے ہیں کہ بندہ اپنے عجز کا اظہار کرتا ہے اور اپنی تمام فضیلتوں اور عظمتوں اور طاقتوں کے ساتھ سر جھکاتا ہے بندہ کی یہ ادا پسندیدہ ہے اگر سجدہ کی حالت میں خیالات میں انتشار نہ ہو اور صرف باری تعالےٰ ہی کی عظمت پیش نظر ہو تو یقیناً بندہ کو ایک خاص قرب حاصل ہو جاتا ہے اسی قرب کے متعلق حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب کوئی مومن نماز پڑھتے ہوئے سجدہ کو جاتا ہے تو اپنے رب سے بہت ہی نزدیک ہو جاتا ہے تو اس کے لئے ابواب رحمت کھول دئیے جاتے ہیں۔ یاد رکھو یہ فضیلت صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کے لئے ہے کسی دوسری امت کا اس فضیلت میں کچھ حصہ نہیں ہے کاش مسلمان اپنی فضیلتوں پر غور کرکے اپنی ذمہ داریوں کو محسوس کریں اور اپنے فرائض کو ادا کریں۔ اور سجدہ کی حالت میں پیشانی کو زمین پر رکھنا اور پاؤں کی انگلیوں کو پورے طور پر زمین پر رکھنا شرط ہے اگر کسی شخص نے اس طرح سجدہ کیا کہ دونوں پاؤں زمین سے اٹھے رہے تو نماز نہ ہوگی بلکہ بعض فقہا نے کہا اگر صرف انگلی کی نوک زمین سے لگ جائے تب بھی نماز نہ ہوگی پاؤں کی انگلیوں کا پیٹ زمین سے لگنا شرط ہے اس مسئلہ سے بہت لوگ غافل ہیں۔

اگر کوئی شخص کسی عذر کے سبب پیشانی زمین پر نہیں لگا سکتا تو صرف ناک پر سجدہ کرے اور اگر کسی عذر کے سبب ناک زمین پر نہیں لگا سکتا تو صرف پیشانی پر سجدہ کرے یاد رکھو صرف حالت عذر میں ایسا کرنا جائز ہے بلا عذر جائز نہیں اگر کوئی شخص بلا عذر پیشانی پر سجدہ کرے گا تو سجدہ تو ہو جائے گا لیکن مکروہ ہے اور بلا عذر صرف ناک پر سجدہ

معارف القرآن

(بسلسلہ گذشتہ)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تُطِيْعُوا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَرُدُّوْكُمْ
عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ ۝ بَلِ اللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ وَهُوَ
خَيْرُ النّٰصِرِيْنَ ۝ سَنُلْقِيْ فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ
بِمَآ اَشْرَكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا وَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ
وَبِئْسَ مَثْوَى الظّٰلِمِيْنَ ۝ وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعْدَهٗٓ اِذْ
تَحُسُّوْنَهُمْ بِاِذْنِهٖ حَتّٰٓى اِذَا فَشِلْتُمْ وَتَنَازَعْتُمْ فِي الْاَمْرِ وَ
عَصَيْتُمْ مِّنْ بَعْدِ مَآ اَرٰىكُمْ مَّا تُحِبُّوْنَ مِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الدُّنْيَا
وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ثُمَّ صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ لِيَبْتَلِيَكُمْ
وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ اِذْ
تُصْعِدُوْنَ وَلَا تَلْوٗنَ عَلٰٓى اَحَدٍ وَّالرَّسُوْلُ يَدْعُوْكُمْ فِيْٓ
اُخْرٰىكُمْ فَاَثَابَكُمْ غَمًّا بِغَمٍّ لِّكَيْلَا تَحْزَنُوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ
وَلَا مَآ اَصَابَكُمْ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝

(ترجمہ) اے ایمان والو اگر تم کہنا مانوگے کافروں کا تو وہ تم کو الٹا پھیر دینگے پھر تم ناکام ہو جاؤ گے بلکہ اللہ تعالیٰ تمہارا دوست ہے اور وہ سب سے بہتر مدد کرنے والا ہے ہم ابھی ڈالے دیتے ہیں ہول کافروں کے دلوں میں بسبب اس کے کہ انہوں نے اللہ کا شریک ایسی چیز کو ٹھہرایا ہے جس پر کوئی دلیل اللہ تعالیٰ نے نازل نہیں فرمائی اور ان کی جگہ جہنم ہے اور وہ بری جگہ ہے بے انصافوں کی اور یقیناً اللہ تعالیٰ نے تم سے اپنے وعدہ کو سچا کر دکھایا تھا جس وقت کہ تم ان کفار کو بحکم خداوندی قتل کر رہے تھے یہانتک کہ جب تم خود ہی کمزور ہو گئے اور باہم حکم میں اختلاف کرنے لگے اور تم نے کہنا نہ مانا بعد اسکے کہ تم کو تمہاری دلخواہ بات دکھلا دی تھی تم میں سے بعض تو وہ شخص تھے جو دنیا چاہتے تھے اور بعض تم میں سے وہ تھے جو آخرت کے طلبگار تھے اس سے اللہ تعالیٰ نے آیندہ کے لئے اپنی نصرت کو بند کر لیا اور پھر تم کو ان کفار سے ہٹا دیا تاکہ خدا تعالیٰ تمہاری آزمائش فرمادے اور یقین سمجھو کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو معاف کر دیا اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والے ہیں مسلمانوں پر وہ وقت یاد کرو کہ جب تم چڑھے چلے جاتے تھے اور کسی کو مڑ کر بھی تو نہ دیکھتے تھے اور رسول تمہارے پیچھے کی جانب سے تم کو پکار رہے تھے سو خدا تعالیٰ نے تم کو پاداش میں غم دیا بسبب غم دینے کے تاکہ تم مغموم نہ ہوا کرو نہ اس چیز پر جو تمہارے ہاتھ سے نکل جاوے اور اس چیز پر جو تم پر مصیبت پڑے اور اللہ تعالیٰ سب خبر رکھتے ہیں تمہارے سب کاموں کی۔

جب میدان احد میں حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی شہادت کی افواہ اڑی تو بعض منافقوں نے یہ کہنا شروع کیا کہ اب بہتر یہ ہے کہ اپنے قدیم مذہب کو اختیار کر لیا جائے ایسے بدبخت اشخاص کی صلاح نہ ماننے کی تنبیہ میں حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی جس میں ارشاد ہے کہ:۔

اے مسلمانو! اگر تم کافروں کا کہنا مانوگے تو وہ تم کو کفر کی طرف الٹا پھیر دینگے اور تم کو اسلام سے برگشتہ کر دینگے پھر تم ہر طرح ناکام ہو جاؤ گے اور یاد رکھو یہ اہل کفر و نفاق تمہارے خیر خواہ نہیں ہیں بلکہ بدخواہ ہیں اور تم کسی کی مدد کے محتاج نہیں ہو بلکہ اللہ تمہارا مددگار ہے اور وہ سب مددگاروں سے اچھا مددگار ہے۔ اور اے مسلمانو تم پریشان کیوں ہوتے ہو عنقریب ہم کافروں کے دلوں میں تمہارا رعب جما دیں گے اور عنقریب ان کے دلوں میں تمہاری ہیبت قائم کر دینگے اور یہ اس لئے کہ انہوں نے ان چیزوں کو اللہ کا شریک بنایا ہے جن کے شریک ہونے کی کوئی دلیل اللہ نے نہیں بھیجی اور کوئی سند نہیں اتاری اور ان کا ٹھکانا دوزخ ہے اور اے مسلمانوں بعض منافق جو تم کو یہ طعنہ دیتے ہیں کہ واقعہ احد میں اللہ تعالیٰ نے تمہاری مدد نہیں کی اور اپنا وعدہ پورا نہیں کیا یہ ان کی بیہودہ سرائی ہے بیشک خدا نے سچا وعدہ کیا تھا دیکھو پہلے تم کو فتح ہوئی تھی مگر تم لوگوں نے دنیا یعنی مال غنیمت کی خواہش میں ہمارے رسول کی نافرمانی کی پس تم کو ناکامی ہوئی ہمارے رسول نے تم سے کہا تھا کہ اپنی جگہ کو نہ چھوڑنا مگر تم نے اس حکم کو نہیں مانا اور اس نافرمانی کی سزا میں تم کو شکست دیگئی اور پھر جب تم نے معفرت طلب کی تو تمہارے قصوروں کو معاف کر دیا گیا اور تم سے درگذر کی اور اللہ تعالیٰ ایمان والوں پر اپنا فضل و کرم رکھتا ہے اور وہ واقعہ بھی قابل ذکر ہے کہ جب تم کافروں پر چڑھے جاتے تھے اور رسول عربی تمہاری پس پشت والی جماعت میں کھڑے ہوئے تم کو بلا رہے تھے اور تم کسی کی طرف مڑ کر بھی نہ دیکھتے تھے تو اللہ نے تم کو غم پر غم دیا یعنی تم کو شکست کا غم دیا تاکہ جب کبھی تم سے کوئی مطلب فوت ہو جائے یا تم پر کوئی مصیبت پڑے تو تم صبر کی عادت رکھو اور اس کا رنج نہ کرو اور اللہ کو تمہارے کام معلوم ہیں یعنی جو کچھ بھی تم کرتے ہو اللہ کو سب کی خبر ہے۔

ان آیات کی تفسیر بیان کرتے ہوئے امام شیخ احمد صالح جزائری رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ حق تعالیٰ نے واقعہ احد کا ذکر کرتے ہوئے جو بار بار ملامت آمیز تنبیہ کیا ہے اس کی غایت یہ تھی کہ صحابہ میں اسلامی جوش پیدا کیا جائے یہ مقصد پایۂ تکمیل کو پہنچ گیا اور حق تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق صحابہ نے حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی ہمرکابی میں اور نیز آپ کے بعد آپ کے خلفاء کے ساتھ ہو کر دشمنان دین سے ایسی ایسی سخت لڑائیاں کیں کہ اگلے انبیاء کی امت میں اس کی نظیر نہیں مل سکتی۔ واقعہ خندق۔ فتح مکہ واقعہ بدر واقعہ طائف یہ سب لڑائیاں صحابہ کرام کی مستعدی اور دلیری اور جانبازی اور سرفروشی کی سچی شہادت دے رہی ہیں اور حق تعالیٰ نے جو یہ ارشاد فرمایا ہے کہ اے

مسلمانو! تم کافروں کی کہنا نہ مانو اگر تم ان کا کہنا مانو گے تو وہ تم کو کفر کی طرف لوٹا دیں گے اور تم کو اسلام سے برگشتہ کر دیں گے پھر تم ہر طرح ناکام ہو جاؤ گے۔ اس ارشاد کا یہ مطلب ہے کہ اے مسلمانو اگر تم کافروں کی اطاعت کرو گے تو سخت نقصان اٹھاؤ گے وہ تم سے دین کی باتیں کریں گے وہ تم سے اسی وقت خوش ہوں گے جب تم ان کے دین کو قبول کر لو گے اور اگر تم نے ان کے دین کو قبول نہیں کیا تو وہ تم سے خوش نہیں ہوں گے بلکہ ناراض رہیں گے ان حالات میں تمہارے لئے بہتر یہ ہے کہ ان کی کسی بات کو نہ مانو اور ان کی رضامندی کا خیال نہ کرو صرف اللہ تعالیٰ کی رضامندی کو پیش نظر رکھو

واضح رہے کہ یہ حکم ان کافروں کے متعلق ہے جو مسلمانوں کے دشمن ہیں مقصد یہ ہے کہ جن کافروں سے صلح ہو چکی ہو یا وہ مسلمانوں سے کسی قسم کی پرخاش نہ رکھتے ہوں ان کے ساتھ احسان کرنا یا ان کی کسی معقول بات کو مان لینا جائز ہے اور آیات مذکورہ بالا میں حق تعالیٰ نے بعض صحابہ کو ان کی لغزش پر جو تنبیہ کی ہے اس پر عام مسلمانوں کو تبصرہ کرنا جائز نہیں یعنی ان محترم بزرگوں کی لغزش پر ہم کو ہرگز نہ چاہیئے کہ ہم ان کو برا کہیں یا ان پر اعتراض کریں۔ خطائے بزرگاں گرفتن خطاست خصوصاً جبکہ حق سبحانہ تعالیٰ ان کی خطائیں معاف فرما چکا ہو جیسا کہ ارشاد ہے ولقد عفا عنکم اور بیشک ہم نے تم سے درگزر کی اس کے ان کی شان میں گستاخانہ الفاظ کہنا یا ان پر اعتراض کرنا یا ان کو حرف ملامت بنانا کفر ہے۔

صحیح بخاری میں روایت ہے کہ ایام حج میں دمشق سے ایک معزز شخص حج کرنے آیا صحن کعبہ میں اس وقت بہت سے اصحاب رسول تشریف رکھتے تھے ایک طاف سے اس نے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں مطوف نے جواب دیا کہ یہ سب اصحاب رسول ہیں پھر اس نے پوچھا یہ بوڑھے کون ہیں؟ مطوف نے جواب دیا کہ یہ خلیفہ دوم حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کے بیٹے عبد اللہ ابن عمر ہیں اس قدر معلومات حاصل کر لینے کے بعد وہ شخص حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے سلام کے بعد کہا کہ میں آپ سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں حضرت ابن عمر نے فرمایا شوق سے دریافت کرو دمشقی نے کہا میں آپ کو اس عظمت والے گھر یعنی بیت اللہ کی حرمت کا واسطہ دیکر پوچھتا ہوں کہ کیا آپ کو یہ معلوم ہے کہ حضرت عثمان جنگ احد سے بھاگ گئے تھے ابن عمر نے کہا کہ ہاں پھر اس نے کہا کہ کیا آپ کو معلوم ہے کہ وہ جنگ بدر میں بھی شریک نہیں ہوئے تھے آپ نے کہا ہاں پھر اس نے کہا کہ کیا آپ جانتے ہیں کہ وہ بیعت رضوان میں بھی حاضر نہ تھے آپ نے کہا ہاں" اس کے بعد حضرت عبد اللہ ابن عمر نے فرمایا اے رئیس دمشق تم نے مجھ سے جو سوالات کئے ہیں میں نے ان کے جواب صحیح عرض کر دیئے اب میں چاہتا ہوں کہ تم چند جملے اور بھی سن لو! میں تمہیں بتانا چاہتا ہوں کہ حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ بڑی شان اور عظمت کے بزرگ تھے وہ فرشتے نہ تھے بلکہ انسان تھے ان میں بشریت موجود تھی جنگ احد کی لڑائی میں ان کے قدم اکھڑ گئے اور نہ ٹھہر سکے لیکن اللہ تعالیٰ گواہ ہے کہ ان کا وہ قصور معاف ہو چکا رہ گیا بدر میں شریک نہ ہونا اس کی وجہ یہ تھی کہ حضور سرور عالم کی صاحبزادی ان کے نکاح میں تھیں اور وہ سخت بیمار تھیں بس خود حضور سرور عالم نے ان کو روک دیا تھا اور بیعت رضوان میں وہ حضور

سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے سفیر قاصد بنکر گئے تھے لہذا کسی لحاظ سے وہ ہدف ملامت نہیں بن سکتے اور یاد رکھو ان بزرگوں پر اعتراض کرنا ہرگز ہرگز جائز نہیں

ثُمَّ أَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِنْ بَعْدِ الْغَمِّ أَمَنَةً نُعَاسًا يَغْشَىٰ طَائِفَةً مِنْكُمْ ۖ وَطَائِفَةٌ قَدْ أَهَمَّتْهُمْ أَنْفُسُهُمْ يَظُنُّونَ بِاللَّهِ غَيْرَ الْحَقِّ ظَنَّ الْجَاهِلِيَّةِ ۖ يَقُولُونَ هَلْ لَنَا مِنَ الْأَمْرِ مِنْ شَيْءٍ ۗ قُلْ إِنَّ الْأَمْرَ كُلَّهُ لِلَّهِ ۗ يُخْفُونَ فِي أَنْفُسِهِمْ مَا لَا يُبْدُونَ لَكَ ۖ يَقُولُونَ لَوْ كَانَ لَنَا مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ مَا قُتِلْنَا هَاهُنَا ۗ قُلْ لَوْ كُنْتُمْ فِي بُيُوتِكُمْ لَبَرَزَ الَّذِينَ كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ إِلَىٰ مَضَاجِعِهِمْ ۖ وَلِيَبْتَلِيَ اللَّهُ مَا فِي صُدُورِكُمْ وَلِيُمَحِّصَ مَا فِي قُلُوبِكُمْ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ۝ إِنَّ الَّذِينَ تَوَلَّوْا مِنْكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعَانِ إِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطَانُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوا ۖ وَلَقَدْ عَفَا اللَّهُ عَنْهُمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ حَلِيمٌ ۝

(ترجمہ) پھر اللہ تعالیٰ نے اس غم کے بعد تم پر چین بھیجی یعنی اونگھ کہ تم میں سے ایک جماعت پر تو اس کا غلبہ ہو رہا تھا اور ایک جماعت وہ تھی کہ ان کو اپنی جان ہی کی فکر پڑ رہی تھی وہ لوگ اللہ تعالیٰ کے ساتھ خلاف واقع خیالات کر رہے تھے جو کہ محض حماقت کا خیال تھا وہ یوں کہہ رہے تھے کیا ہمارا کچھ اختیار چلتا ہے آپ فرما دیجئے کہ اختیار تو سب اللہ ہی کا ہے وہ لوگ اپنے دلوں میں ایسی بات پوشیدہ رکھتے ہیں جس کو آپ کے سامنے ظاہر نہیں کرتے کہتے ہیں کہ اگر ہمارا کچھ اختیار چلتا تو ہم یہاں مقتول نہ ہوتے آپ فرما دیجئے کہ اگر تم لوگ اپنے گھروں میں بھی رہتے تب بھی جن لوگوں کے لئے قتل مقدر ہو چکا تھا وہ لوگ ان مقامات کی طرف نکل پڑتے جہاں وہ گرے ہیں اور جو کچھ ہوا اس لئے ہوا تاکہ اللہ تعالیٰ تمہارے باطن کی آزمائش کرے اور تاکہ تمہارے دلوں کی بات کو صاف کر دے اور اللہ تعالیٰ سب باطن کی باتوں کو خوب جانتے ہیں یقیناً تم میں جن لوگوں نے پشت پھیر دی تھی جس روز کہ دونوں جماعتیں باہم مقابل ہوئیں اس کے سوا اور کوئی بات نہیں ہوئی کہ ان کو شیطان نے لغزش دیدی ان کے بعض اعمال کے سبب سے اور یقین سمجھو کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو معاف فرما دیا واقعی اللہ تعالیٰ بڑے مغفرت کرنے والے ہیں"

عین معرکہ احد میں جبکہ مسلمانوں کے دلوں میں کافروں کا رعب طاری تھا حق سبحانہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر نیند غالب کر دی تھی اور اس نیند کا اثر اس قدر نمایاں تھا کہ بعض صحابہ سے مروی ہے کہ ہاتھ سے تلوار گر پڑتی تھی۔ بعد رفع ہونے اس نیند کے مسلمانوں کے دلوں سے کافروں کا رعب نکل گیا اور پریشانی دور ہوگئی اور مسلمانوں میں جو اہل نفاق شامل تھے ان کو قطعاً نیند نہیں آئی وہ بدستور پریشانی کے عالم میں رہے اور پریشان ہو ہو کر یہ کہتے رہے کہ اگر ہمارا کچھ اختیار ہوتا اور ہمارے مشورے قبول کر لئے جاتے اور مدینے کی چار دیواری میں

محفوظ ہو کر جنگ کی جاتی تو اس خوفناک صحرا میں کیوں ہلاکت میں پڑتے۔ منافقین یہ جملے اس قدر آہستہ آہستہ کہتے تھے کہ مسلمان اچھی طرح نہ سن سکتے تھے آخر حق سبحانہ تعالے نے ان منافقوں کا نفاق ظاہر کرنے کی غرض سے آیت نازل کی جس میں ارشاد فرمایا کہ:-

اے مسلمانو! اللہ نے شکست کے غم کے بعد تم پر اطمینان کی حالت طاری کر دی اور وہ اونگھ تھی جو تم میں سے ایک گروہ کو گھیر رہی تھی اور ایک گروہ منافقوں کا تھا جن کو اس وقت بھی اپنی جانوں کی فکر پڑ رہی تھی اور وہ لوگ اللہ کے ساتھ خلاف واقعہ خیالات ظاہر کرتے تھے یعنی اللہ کی طرف زمانہ جاہلیت کا سا گمان کرتے تھے اور یوں کہتے تھے کہ آیا ہمارے لئے بھی اس امر سے کچھ حصہ ہے؟ اے رسول! ان سے کہدو بیشک سب کام اللہ کے اختیار میں ہیں اور ان منافقوں کے دلوں میں ایسی باتیں مخفی ہیں جو وہ تم پر ظاہر نہیں کرتے وہ آپس میں ذکر کرتے ہیں کہ اگر ہمارے لئے اس امر سے کچھ حصہ ہوتا یعنی اگر ہمارا کچھ بس چلتا اور ہمارے مشوروں پر عمل کیا جاتا تو ہم یہاں قتل نہ کئے جاتے۔ اے رسول ان سے کہدو کہ اگر تم اپنے گھروں میں بھی ہوتے تب بھی جن لوگوں کے لئے قتل مقدر ہو چکا تھا وہ ضرور اپنے قتل ہونے کی جگہ نکل کر آجاتے یعنی جن کی تقدیر میں جس مقام پر مارا جانا لکھا گیا تھا وہ آپ ہی اپنے گھروں سے نکل نکل کے اپنے مقتل میں آموجود ہوتے اور اے لوگو یاد رکھو جو کچھ ہوا محض اس لئے ہوا کہ اللہ تمہارے ایمان کی آزمائش کرے اور تمہارے دلوں میں جو کچھ ہے اس کو صاف کر دے یعنی جو کچھ تمہارے دلوں میں شبہ پیدا ہو گیا ہے اس کو بالکل صاف کر دے اور دلوں کی باتوں سے اللہ تعالے خوب واقف ہے اور جس دن میدان احد میں مسلمانوں اور کافروں کی دو جماعتیں باہم مقابل ہوئیں اس دن تم مسلمانوں میں سے بہت سے لوگ جو بھاگ کھڑے ہوئے تو ان کا بھاگنا اس وجہ سے نہ تھا کہ وہ اسلام کی صداقت کے قائل نہ تھے یا اسلام سے بیزار تھے بلکہ اس کی وجہ صرف یہ ہوئی کہ ان کی بعض کوتاہیوں یعنی حکم رسول کی مخالفت کے باعث ان کو شیطان نے لغزش دیدی تھی اور یقین رکھو اب اللہ نے ان کو معاف کر دیا کچھ شک نہیں کہ اللہ بخشنے والا اور حلیم ہے مطلب یہ ہے کہ احد کی لڑائی میں جو بعض مسلمان شکست کھا کے پیچھے ہٹ گئے تھے اس میں اعتقاد کو دخل نہ تھا بلکہ ان کی بعض نا عاقبت اندیشانہ حرکات کے باعث شیطان نے ان کو لغزش دی تھی بہرحال اللہ نے ان کی عذر معذرت ان سے درگذر کی اور بالیقین حق سبحانہ تعالے بخشنے والا بردبار ہے اس آیت میں سچے مسلمانوں کے لئے مغفرت کی بشارت ہے اور معافی

محبت کے دو عمل عظیم الشان رعایت کا اعلان

عمل ۱ سفلی ہر مذہب والا عامل بن سکتا ہے

مسلمانوں کے لئے مناسب نہیں۔ عمل ۲ علوی صرف مسلمانوں کے لئے مخصوص ہیں کامل بیس سال کا تجربہ کبھی کسر و خطا نہیں گئے جب تلاش تھی ہزاروں روپے برباد کئے اب میں خدا کو حاضر و ناظر جانکر اور گواہ بنا کر بے کر دکھاست قلیل ہدیہ پر ان کا اعلان کرتا ہوں جن بھائیوں کو میری گذارش پر اعتبار ہو اور سائے ہی ایک حلف نامہ اس قرار کا ارسال کریں کہ اپنی ذات کے سوا کسی دوسرے کو نہ بتائینگے طلب فرمائیں۔

عمل ۱ اس عمل کے پڑھنے میں پندرہ منٹ صرف ہوتے ہیں اس کا عامل ایک سال اس پر عمل کرتا ہے دوسری سال کے لئے دوبارہ پندرہ منٹ صرف کر کے پڑھنا ہوتا ہے اسی طرح تمام عمر اس سے کام لیا جاسکتا ہے۔ صرف تین منٹ میں تین مرتبہ پڑھکر مطلوب کو تابعدار بنایا جاسکتا ہے پہلے اس کا ہدیہ پانچ روپیہ تھا اب صرف دو روپے۔ عمل ۲ یہ ایک آیت قرآنی ہے جو صرف ایک سطر کی ہے اکتالیس سیاہ مرچوں پر اکتالیس اکتالیس بار پڑھی جاتی ہیں اور مرچیں آگ میں جلائی جاتی ہیں سات دن میں انشاء اللہ معشوق مسخر ہو جائے گا۔ ہدیہ صرف دو روپیہ تھا۔

عمل ۳ برائے ترقی روزگار عجیب و غریب عمل ہے ہفتہ میں صرف چہارشنبہ کو پڑھا جاتا ہے پڑھنے میں صرف آدھ گھنٹہ صرف ہوتا ہے اس کی برکت سے روزی روزگار میں اس قدر ترقی ہوتی ہے کہ اللہ کی قدرت کا کرشمہ نظر آتا ہے ہدیہ ۱ ایک روپے چار آنے میں دس آدمی پڑھنے کی اجازت لے سکتے ہیں۔

ان ہر سہ عملیات کے پڑھنے میں نہ کسی قسم کا خوف نہ خطرہ نہ پرہیز نہ وقت نہ اٹھنے مکان سے کہیں باہر جانا پڑتا ہے جو صاحب تینوں عمل طلب کریں گے ان سے صرف پانچ روپے لئے جائینگے اور جو صاحب روپیہ بذریعہ منی آرڈر ارسال فرمائینگے ان سے محصول ڈاک بھی نہیں لیا جائے۔ ناظرین مولوی کے لئے بہت ہی نایاب موقع ہے کہ اس رعایت سے فائدہ حاصل کریں یہ رعایت صرف چند روزہ ہے درخواست کرتے وقت مولوی کا اور رعایت کا حوالہ ضرور دیا جائے

صرف یہ پتہ لکھئے:- فضل شاہ۔ عامل۔ دہلی

سانپ کاٹے کا عمل

برادران اسلام! یہ عمل میرے پاس ایک مدت سے ہے ایک بہت بڑے عامل کامل سے کثیر خدمت کے صلہ میں دستیاب ہوا تھا بہر خوبی یہ ہے کہ نہایت آسان اور اسلامی شریعت کے عین مطابق خواہ مریض کو کیسے ہی زہریلے سانپ نے کاٹا ہو اور خواہ مریض بے ہوش ہو یا ہوش میں ہو حالت نازک سے نازک ہو مگر اس عمل پاک کی برکت سے پانچ منٹ میں مریض تندرست ہو جاتا ہے ایک عجیب خاصیت اس عمل کی یہ ہے کہ جس مکان میں اس عمل کا جاننے والا رہتا ہے اس مکان میں سانپ نہیں آتا اور اگر پہلے سے موجود ہو تو بھاگ جاتا ہے اور اس عمل کا جاننے والا ہمیشہ سانپ سے محفوظ رہتا ہے

ہدیہ ۱۲ پتہ:- سید لطف اللہ نمبر ۲۷۳ دہلی

ایک عمل اور دنیا بھر کے کام

اسلامی بھائیو! یہ عمل عجیب غریب اور پر تاثیر عمل ہے دنیا میں انسان کا کوئی بھی دنیاوی مقصد ہو یا دینی صرف چار دن کے پڑھنے میں پورا ہو جاتا ہے۔ یہ عمل خاندانی اور سینہ بسینہ چلا آتا ہے خصوصیت کے ساتھ ذیل کے چار کاموں کیلئے تو عجیب و غریب خاصیت دیکھی گئی ہے یعنی ترقی روزگار و ترقی تجارت دوسرے بندش دشمن تیسرے وصل محبوب اور مطلب چوتھے کشود حاجات کے لئے یہ عمل صرف چار روز شب دوشنبہ سے شب پنجشنبہ تک پڑھا جاتا ہے نذرانہ ۱۲ محصول ڈاک ۴ فیس منی آرڈر کل ۱۲ میں آپ تک پہنچے گا۔ ملنے کا پتہ:

سید لطف اللہ نمبر ۲۷۳۔ دہلی

لطائف الحدیث

الدال علی الخیر کفاعلہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص کسی نیک کام کو بتلائے اور نیکی کی طرف کسی کو متوجہ کرے تو اس کے کہنے سے جو شخص نیک کام کرے گا جس قدر ثواب اور اجر اس نیک کام کا نیک کام کرنے والے کو ملیگا اسی قدر ثواب اس شخص کو بھی ملیگا جس نے نیکی کی طرف اس کو راغب کیا ہے۔

مثلاً ایک دولتمند تاجر کو کوئی غریب مسلمان اس امر پر آمادہ کرے کہ اپنی دولت میں سے دس یا پانچ لاکھ روپیہ کسی شفاخانہ یا مسافرخانہ یا مسجد و مدرسہ کے لئے وقف کردے تاکہ اس کی آمدنی سے ہمیشہ یہ نیک کام جاری رہے تو اس کارِ خیر اور عمل صالح کا اجر و ثواب دولتمند تاجر کو ہوگا اسی قدر اس غریب اور مفلس کو بھی اجر ملیگا جس نے تاجر کو اس عمل صالح پر آمادہ کیا تھا۔

دیکھئے ان مسلمانوں کے لئے جو افلاس اور غربت کی وجہ سے صدقات و خیرات نہیں کر سکتے بڑے سے بڑے دولتمندوں کے برابر اجر و ثواب حاصل کرنے کا کیا عمدہ طریقہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے بتلا دیا ہے کیا اس کے بعد بھی مسلمانوں کا فرض نہیں ہے کہ وہ ایک دوسرے سے اچھے کاموں کے لئے کہتے سنتے رہیں اور نیک کاموں کی ترغیب ایک دوسرے کو دلاتے رہیں۔

استعینوا علی انجاح الحوائج بالکتمان

اپنی حاجتوں اور اپنے مقاصد کے حصول کے لئے پوشیدہ مدد طلب کرنے کا حکم اس حدیث میں دیا گیا ہے اس حدیث میں زندگی کا ایک اہم اصول بیان کیا گیا ہے بات یہ ہے کہ یہ ناپاک دنیا شر اور خبث سے بھری ملتی ہے شریر اور حاسد خواہ مخواہ ایک دوسرے کے کاموں میں روڑے اٹکانے والوں کی کمی نہیں ہے بعض اوقات بلا وجہ اور بلا سبب محض حسد اور تنگ سے دوسرے کے کام کو بگاڑ دیتے ہیں خواہ اس میں ان کا کچھ بھی فائدہ نہ ہو مگر طبیعتی کی وجہ سے وہ یہ نہیں چاہتے کہ کسی کو نفع پہنچے یا کوئی اپنے مقصد میں کامیاب ہو اس کیفیت کو ملحوظ رکھکر حضور نے فرمایا کہ حاسدوں کے شر سے بچنے کے لئے اپنی حاجتوں کے لئے پوشیدہ تدابیر اختیار کرو اور اللہ سے مدد طلب کرو تاکہ حاسد کو موقع ہی دراندازی کا نہ ملے۔

عدۃ المومن کاخذ الکف

مومن کا وعدہ ایسا ہے کہ گویا اس نے اپنی مٹھی میں ایک چیز لے لی۔

اس حدیث میں وعدہ کی اہمیت اور اس کے ایفا کی ضرورت جتائی گئی ہے اور بتلایا گیا ہے کہ ایک مومن اور مسلم کی شان یہ ہے کہ وہ وعدہ کے خلاف کبھی نہیں کرتا اس کا وعدہ کر لینا اس امر کی ضمانت ہے کہ وہ ضرور پورا ہو کر رہے گا یعنی مومن کے وعدہ میں شک و شبہ کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

ایفائے عہد کی تاکید قرآن مجید میں بھی آئی ہے متعدد جگہ وعدہ اور عہد کی اہمیت مذکور ہے اور اس کے ایفا کو ضروری اور لازمی ٹھیرایا گیا ہے کہیں لا یخلف المیعاد کہا گیا ہے کسی جگہ ان العہد کان مسئولا سے اس کی اہمیت ذہن نشین کی گئی ہے اور کہیں صادق الوعد کہکر انبیاء کی تعریف کی گئی ہے حقیقت یہ ہے کہ وعدہ کا ایفا پیغمبرانہ صفت ہے اور ایمان کا نشان ہے۔ وعدہ کرنا اور اسے ایفا نہ کرنا انسان کو رسوا ذلیل، حقیر اور بے اعتبار کر دیتا ہے اور لوگوں کا اعتماد اس پر سے اٹھ جاتا ہے جس کی وجہ سے دنیا میں بھی اس کو نقصان اٹھانا پڑتا ہے کیونکہ بے اعتباری و بے اعتمادی کی وجہ سے لوگ اس سے معاملہ کرتے ہوئے بچا کرتے ہیں اور عقبیٰ میں بھی اس سے نقصان ہے کہ خدا اس سے عہد اور وعدہ کے تخلف کی بازپرس کرے گا۔ پس مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ وعدہ کے ایفا کا ہر وقت لحاظ رکھیں۔

الید العلیا خیر من ید السفلیٰ

فرمایا کہ اوپر کا ہاتھ نیچے کے ہاتھ سے بہتر ہے یعنی دینے والا ہاتھ لینے والے ہاتھ سے افضل ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جود و عطا بخشش و کرم اور صدقات و خیرات کرنے والا ہاتھ اس شخص سے اچھا ہے جو صدقات و خیرات لیتا ہے۔ اس حدیث میں صدقات و خیرات کی مدح فرمائی ہے اور صدقات و خیرات کرنے والے کا ہاتھ اوپر ہوتا ہے اور لینے والے کا نیچے اس لئے کانا اوپر کے ہاتھ کو افضل فرمایا اس حدیث کی رو سے بظاہر ہر موقع پر دینے والے کا ہاتھ بہتر ثابت ہوتا ہے مگر شارع کا مقصد صرف خیرات کرنے والے ہاتھ کی تعریف سے ہے واجب مطالبات ادا کرنے والا اس حدیث کے مفہوم سے خارج ہے مثلاً مقروض کا قرض ادا کرنے والا ہاتھ اس میں شامل نہیں کیونکہ وہ اس کے ذمہ واجب مطالبہ ہے۔

خیرکم من تعلم القرآن وعلمہ

تم سب میں بہتر وہ شخص ہے جو قرآن سیکھے اور سکھلائے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس ارشاد نبوی میں ذرہ برابر کوئی شبہ نہیں ہو سکتا کہ سب سے افضل اور سب سے بہتر مسلمان وہی ہے اور وہی ہو سکتا ہے جو قرآن اور معانی القرآن سیکھے اور دوسروں کو سکھائے قرآن کے سیکھنے اور سکھانے کا مطلب صرف اسی قدر نہیں ہے کہ اس کے الفاظ اور عبارت کا پڑھنا سیکھ لے یا دوسرے کو سکھلا دے کیونکہ مجرد الفاظ و عبارت کا سیکھ لینا تو غیر مسلم کے لئے بھی آسان ہے اور اگر کوئی غیر مسلم قرآن کی عبارت اور اس کے الفاظ پڑھنے لگے تو وہ افضل الناس نہیں بن سکتا قرآن کے سیکھنے اور سکھلانے کا مطلب یہ ہے کہ نہ صرف اس کے الفاظ و عبارت کو سیکھے اور سکھلائے بلکہ اس کے معانی و مطالب اور اس کے اسرار و غوامض کو بھی سیکھے اور اس کے اندر جو معارف و حقائق کے دریا موجزن ہیں ان کو معلوم کرے اور پھر جو اوامر و احکام اس میں بیان کئے گئے ہیں ان پر عمل پیرا ہو اور اپنی زندگی کو قرآن کے احکام کے سانچے میں ڈھال لے کیا اس شخص سے بہتر کوئی دوسرا ہو سکتا ہے جس کی زندگی قرآنی سانچہ میں ڈھلی ہوئی ہو اور اس کے اعمال و افعال بحسب قرآن حکیم کے احکام کے مطابق ہوں جن اعمال کے کرنے کا وہ حکم دے صرف وہی کرے اور جن سے باز رہنے کا حکم دے ان سے باز رہے

قرآن حکیم انسانی رشد و ہدایت اور اس کی اخروی نجات اور دنیوی بہبود و فلاح ہی کے لئے نازل کیا گیا ہے اور مشیت ایزدی انسان کو جس مرتبہ پر پہنچانا

جانتی ہے اور انسان کو اس دنیا میں پیدا کرنے کی جو غرض و غایت اور جو اصلی اور حقیقی مقصد ہے اس مقصد تک پہنچنے کے ذرائع اور وسائل سب قرآن حکیم میں موجود ہیں ظاہر ہے کہ جو شخص اپنی زندگی احکام الٰہی کے مطابق گذاریگا وہ اس مقصد تک ضرور پہنچیگا جو انسان کی پیدائش کا ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہؐ کے اخلاق کے متعلق کسی نے سوال کیا آنحضرت ام المومنین نے فرمایا کان خلقہ القرآن یعنی آپ کا خلق قرآن حکیم تھا اس کا مطلب یہ ہے کہ قرآن جن محاسن اخلاق اور مکارم اوصاف کی تعلیم دیتا ہے وہی اخلاق حمیدہ آپ کے اندر تھے۔ جب رسول اللہ کے اخلاق و مکارم قرآن سے مستفاد تھے تو ظاہر ہے کہ قرآن ایک مسلم کو کس پایہ پر پہنچا سکتا ہے۔

بہرحال قرآن کے سیکھنے اور سکھانے کا یہی مطلب ہوگا اسکے علوم و حقائق اور معارف و اسرار سے واقفیت و آگاہی حاصل کی جائے اور اس کے اوامر و احکام پر عمل کیا جائے اور نواہی و منکرات سے اجتناب کیا جائے اور اس ترتیب سے دوسروں کو بھی اس چشمہ علوم و ہدایت سے مستفید کیا جائے یہ تو قرآن سیکھنے اور سکھانے کا اعلیٰ مرتبہ ہے اور ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ اسکی عبارت پڑھنی آجائے تاکہ اس کی تلاوت ہوسکے صرف الفاظ قرآنی کی تلاوت بھی فوائد سے خالی نہیں کم از کم اس سے اللہ تعالیٰ کے کلام کے ساتھ ایکطرح کی نسبت تو پیدا ہو جاتی ہے یقیناً الفاظ قرآنی کی تلاوت بھی برکات رحمت الٰہیہ کا موجب ہے اس لئے اگر سمجھکر قرآن نہ پڑھ سکے تو کم از کم اسکے الفاظ ہی کی تلاوت کو لازم کر لینا چاہیئے۔

عبداللہ ابن عمرو رسول اللہ سے روایت کرتے ہیں:۔

القرآن احب الی اللہ تعالیٰ من السموات والارض ومن فیہن

اللہ تعالیٰ کے نزدیک قرآن زمین اور آسمان اور جو کچھ ان کے اندر ہے سب سے زیادہ پسندیدہ ہے۔

جب قرآن کلام الٰہی ہے اور رشد و ہدایت کا سرچشمہ ہے تو ظاہر ہے کہ اس سے زیادہ خدا کے نزدیک اور کونسی چیز پسندیدہ ہو سکتی ہے اور جو چیز خدا کو سب سے زیادہ پسندیدہ ہو اگر ہم بھی اس کی عزت کریں اور اس کو دل میں جگہ دیں روح میں سرایت کر لیں اور زبان سے ادا کریں تو یقیناً خدا کی خوشنودی حاصل کرنے میں اس سے زیادہ اور کوئی ذریعہ نہیں ہو سکتا۔

ابوذر غفاری سے مروی ہے علیک بتلاوۃ القرآن فانہ نور لک فی الارض وذخر لک فی السماء قرآن کی تلاوت کو اپنے اوپر لازم کرلو کیونکہ زمین میں تمہارے لئے نور ہے اور آسمان میں ذخیرہ ہے مطلب یہ ہے کہ دین اور دنیا دونوں میں قرآن حکیم مسلمانوں کی ہدایت و سعادت کا ضامن و کفیل ہے اس لئے اس کی تلاوت کو لازم کر لینا چاہیئے۔

نعمان بن بشیر سے روایت ہے کہ افضل عبادۃ امتی تلاوۃ القرآن میری امت کے لئے بہت بڑی عبادت تلاوت قرآن ہے تلاوت قرآن کو افضل عبادت اس لئے فرمایا کہ تمام عبادتوں اور ہر قسم کی طاعت و بندگی کا سرچشمہ قرآن حکیم ہی ہے۔

رسول اللہ کا ارشاد ہے:۔

ثلاث من کن فیہ استکمل ایمانہ لا یخاف فی اللہ لومۃ لائم ولا یرائی بشیء من عملہ واذا عرض لہ امران احدہما للدنیا والآخر للآخرۃ

یعنی جس شخص میں یہ تین باتیں ہوں گی وہ مومن کامل ہے ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں کسی کی ملامت سے نہ ڈرے دوسرے یہ کہ کوئی کام لوگوں کے دکھلانے کے لئے نہ کرے تیسرے یہ کہ جب اس کو دو کام پیش آئیں ایک دنیا کا ہو دوسرا آخرت کا تو آخرت کے کام کو دنیا کے کام پر ترجیح دے گویا مومن کامل بننے کے لئے یہ تین شرطیں ہیں اور واقعہ میں یہ ایسی شرائط ہیں کہ اگر آدمی ان پر کاربند ہو جائے تو ایمان کامل کی دولت یقیناً اس کو حاصل ہو جائے گی اور ایمان کامل کی دولت سے دنیا میں زیادہ کوئی دولت نہیں ہے اس کے حصول کے لئے اگر سب کچھ کھو دینا پڑے اور سخت سے سخت مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑے اور تلوار کی دھار کے نیچے ساری زندگی بسر کرنے کے بعد بھی یہ دولت نصیب ہو جائے تو مفت سمجھنا چاہیئے اسلئے ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ ارشاد نبوی کے مطابق ان ہر سہ امور پر عمل پیرا ہو۔

خدا کے بارے میں لومۃ لائم سے نہ ڈرنے کے یہ معنے ہیں کہ حقوق اللہ کے ادا کرنے میں مخلوق کی پروا نہ کرے خواہ اس کی وجہ سے مخلوق کی طرف کیسی ہی تفریق و ملامت کی جائے اور اس سے کسی قسم کا بھی نقصان پہنچے امر حق کے اظہار میں بیباک ہو خواہ بادشاہ کی خفگی و ناراضی کا خطرہ برداشت کرنا پڑے یا مخلوق میں ہردلعزیزی کم ہو جائے اور بدنامی کے سوا اس کے حصہ میں کچھ نہ آئے

دوسری چیز نمود و نمائش اور ریاکاری ہے اس سے اجتناب کرنے کی تاکید کیگئی ہے۔ اگر ہماری عملی زندگی نمود و نمائش اور ریا سے خالی ہو جائے تو اس کے یہ معنے ہوئے کہ یکسر اخلاص سے ہمارا دامن عمل معمور ہو جائے گا ریا ایسا برا مرض ہے کہ عمر بھر کی عبادت ایک دم میں نسیاً منسیا ہو جاتی ہے اور اس سے رتی بھر قلب و روح کو فائدہ نہیں پہنچتا اور سچ یہ ہے کہ خدائے علام الغیوب کی غیرت اس چیز کو کیونکر گوارا کر سکتی ہے کہ اس کی تمام حمد اور اس کی ذات کی عبادت محض دکھانے کے لئے کی جائے اس کو تو انسان بھی برداشت نہیں کرتے اگر ایک عاشق اپنے معشوق کے ساتھ ریاکارانہ سلوک کرے تو جونہی اس کو اس کا علم ہوگا اسی وقت سے ہمیشہ کے لئے تعلقات منقطع ہو جائیں گے اس لئے کہ وہ اس منافقت کو ایک لمحہ کے لئے برداشت نہیں کر سکتا کہ عاشق دم تو بھرے اس کے عشق و محبت کا مگر دل میں اس کے سوا دوسرے کا بھی خیال ہو جب انسانوں کا یہ حال ہے تو خداوند عالم الغیب اس امر کو کیونکر پسند فرما سکتا ہے کہ بظاہر تو طاعت و عبادت اس کی کی جائے مگر مقصود یہ ہو کہ لوگ اس کو زاہد و عابد کہیں خلق میں مشہور ہو اور لوگوں کے اندر اس کی نیک نامی ہو حقیقتاً یہ شرک خفی ہے اس لئے اس سے اجتناب کرنا حصول تکمیل ایمان کے لئے ضروری ہے۔

تیسری بات یہ ہے کہ کار آخرت کو کار دنیا پر ترجیح دے اگر ایسا نہ کریگا اور دنیاوی کاموں کو دینی اور آخرت کے کاموں پر مقدم رکھیگا تو ظاہر ہے کہ ایمان کامل کی دولت نصیب نہیں ہو سکتی۔

بہرحال یہ تین باتیں ہیں جن پر عمل کرکے ایک مسلمان ایک کامل کی دولت سرمدی کا سرمایہ دار بن سکتا ہے۔

تردید شرک

(از حضرت مولانا مولوی شیخ ریاست علی صاحب [illegible] اکبرآبادی)

کس قدر افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اللہ اور اس کے سچے رسول صلعم تو صرف استعانت بالحکم دیں اور زمانہ کے مسلمانوں کا یہ حال ہے کہ ذرا بال بچے بیمار ہو گئے یا ان پر کسی قسم کی تکلیف آن پڑی یا کوئی مقدمہ پیش ہو گیا تو اللہ کو تو الگ کیا اور غیر اللہ سے مدد مانگنے لگے نذریں منتیں ان کی ماننے لگے اور پھر ان دعویٰ مسلمانی کا اگر کوئی اعتراض کرتا ہے یا ان کو اللہ اور رسول کے یہ احکام سناتا ہے تو اس کو وہابی اور غیر مقلد کہتے ہیں کبھی کبھی کافر بھی بنا ڈالتے ہیں اور اگر بہت مہربانی سے پیش آئے تو یہ جواب دیتے ہیں کہ ہم شرک تو نہیں کرتے شرک تو جب ہوتا کہ ہم ان کو خدا یا خدا کی برابر سمجھتے ہم تو یوں سمجھتے ہیں کہ یہ بزرگ لوگ اللہ تعالیٰ کے پیارے اور خاص بندے ہیں نذر اور منت ماننے سے یہ ہم سے خوش ہو جاوینگے اور ہمارے واسطے اللہ پاک سے دعا کرینگے ان کی دعا سے اللہ تعالیٰ ہم پر مہربان ہو جائیگا اور ہماری دلی مرادیں پوری کر دے گا۔ ان نادان مسلمانوں کو آیات قرآن پاک میں غور کرنا چاہئیے کہ پہلے مشرک اور کافر بھی اپنے بتوں کو خدا نہیں کہتے تھے بلکہ یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ ان کو کچھ بھلے یا برے کا اختیار نہیں ہے۔ چنانچہ اس کی خبر قرآن پاک کی سورہ مومنون کے پانچویں رکوع میں اللہ پاک نے اس طرح دی ہے کہ قل من بیدہ ملکوت کل شیء وھو یجیر ولا یجار علیہ ان کنتم تعلمون سیقولون للہ قل فانی تسحرون ہ یعنی (اے نبی) ان مشرکوں سے پوچھئیے کہ وہ کون ہے جس کے ہاتھ میں ہر ایک چیز کا اختیار ہے اور وہ دوسرے کے بچھڑے ہوئے کو بچا سکتا ہے اور اس کے پکڑے ہوئے کو کوئی نہ بچا سکے اگر تم جانتے ہو تو بتاؤ (اے نبی) قریب ہے کہ یہ مشرکین یہی جواب دیں گے کہ اللہ ہی کو سب اختیارات ہیں۔ تو (اے نبی) تم کہو کہ پھر کہاں سے تم پر یہ جادو پڑ گیا ہے کہ تم غیر خدا کو اپنی ضرورتوں اور حاجتوں کے وقت مدد کے واسطے پکارتے اور انہیں کی پوجا کرتے ہو۔ یعنی جب تم یہ جانتے ہو کہ ہر نفع اور ہر نقصان کے پہنچانے اور اولاد و روزی و رزق دینے اور نہ دینے کے بلکہ تمام جزو کل کے اختیارات اس واحد و یکتا خدا کے ہاتھ میں ہیں جس کی ذات و صفات میں کسی کو مطلق شرکت حاصل نہیں ہے تو تم پر یہ کس نے جادو کر دیا ہے کہ تم سوا خدا کے جو تمہارا ہر حال میں معین و مددگار ہے غیروں سے اپنی مرادیں مانگتے ہو کیا خدا تمہاری مرادیں پوری کرنے میں مجبور و لاچار ہے یا وہ خود تمہاری دعائیں قبول نہیں کرتا یا اس نے تم پر کوئی وحی نازل کی ہے کہ میں تمہاری دعائیں قبول نہ کروں گا وہ تو صاف الفاظ میں قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے کہ ادعونی استجب لکم یعنی تم مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعا کو قبول کروں گا یہ اور بات ہے کہ وہ تمہاری بعض دعا کو کسی مصلحت سے قبول نہ کرے ممکن ہے کہ اس قبول نہ کرنے میں کچھ تمہاری ہی بھلائی ہو اور تمہاری کوتاہ عقل اس مصلحت اور بھلائی تک نہ پہنچ سکی ہو۔

برادران اسلام! میں یہاں ایک یہ سوال کرنا چاہتا ہوں کہ کسی پیر یا ولی یا شہید یا کسی نبی اور رسول نے اپنی حیات میں کبھی یہ دعویٰ کیا کہ میں تمہارا مقدمہ جتا سکتا ہوں یا تم کو اولاد دے سکتا ہوں یا مجکو تمہیں نفع یا نقصان پہنچانے کا اختیار ہے یا مجھ میں یہ قدرت ہے کہ میں یہ کر سکتا ہوں اور دور کر سکتا ہوں؟ میرے خیال میں کبھی کسی نے یہ دعویٰ نہیں کیا بلکہ ہمیشہ اپنا عجز ہی ظاہر کرتے رہے اللہ تعالیٰ نے جس قدر انبیا و رسل صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین دنیا میں بھیجے ان کا مقصد حیات یہی تھا کہ وہ اپنی قوم کو راہ راست پر لا دیں مگر کیا مجکو کوئی یہ بتا سکتا ہے کہ وہ اپنے مقصد میں کما حقہ کامیاب ہوئے اور اپنی قوم کو راہ راست دکھا سکے اگر ان انبیا و رسل علیہم السلام میں اتنی قدرت ہوتی تو کبھی ناکامیابی کا منہ نہ دیکھتے۔ ان تمام انبیا علیہم السلام نے جس قدر اپنے معجزات قوم کے سامنے پیش کئے وہ سب ان کو منجانب اللہ عطا ہوئے تھے اور جس قدر معجزات جس پیغمبر کو عطا ہوئے اس سے زیادہ اپنی طاقت اور قدرت سے ایک معجزہ بھی نہ پیش کر سکے خود ہمارے آقا سردار انبیا تاج الاولیا حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم جو تمام عالم کے واسطے نبی اور رسول ہو کر دنیا میں تشریف لائے تھے خود اپنے چچا حضرت ابوطالب کو جنکی گود میں پلے راہ ہدایت پر نہ لا سکے اور یہ کیونکر ہو سکتا تھا جبکہ یہ خدا ہی کو منظور نہ تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ابوجہل لعین معجزہ شق القمر طلب کرتا ہے مگر آپ بذات خود اسکے دکھلانے سے عاجز ہیں درگاہ باری تعالیٰ میں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتے ہیں حکم ہوتا ہے کہ اے پیارے حبیب تم اپنی انگلی سے چاند کی طرف اشارہ کرو ہم اس کے دو ٹکڑے کر دینگے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اگر خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ قدرت اور طاقت ہوتی تو درگاہ باری تعالیٰ میں دعا کرنے کی ضرورت نہ تھی دشت کربلا میں آپ کے نور العین حضرت سیدنا امام حسین علیہ السلام معہ اپنے عزیزوں پیارے بیٹوں اور بھانجوں و بھتیجوں و بھائیوں اور رفیقوں کے تین دن بھوک و پیاس کی تکلیفیں اٹھا کر دسویں محرم کو شہید ہو گئے کیا اس واقعہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روح پاک کو یا حضرت شیر خدا علی مرتضیٰ یا حضرت بی بی فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہم کی روح کو تکلیف نہ پہنچی ہوگی مگر پھر کسی نے بچا نہیں لیا یا خود حضرت امام حسین علیہ السلام جو سلطان الاولیا رہیں کیوں نہ بچے اور کیوں نہ اپنے ساتھیوں کو بچایا اس کی وجہ یہی ہے کہ ان میں سے کوئی بھی یہ قدرت اور طاقت اپنے میں نہیں پاتا تھا اور نہ خلاف مرضی معبود برحق کچھ کرنا چاہتا تھا وہاں تو یہ مضمون تھا کہ،

سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے

پھر جب پیغمبروں اور اس قدر بلند اور بالا ہستیوں کی یہ حالت ہے تو یہ پیر اور ولی کہاں سے اس قدر قدرت اور طاقت لائے جو دوسروں کی مدد کرینگے یا نفع اور نقصان پہنچاوینگے۔ آجکل بھی اگر تم کسی پابند شرع درویش سے جا کر یہ کہو کہ میاں میں بے اولاد ہوں مجکو اولاد دیجئے یا مجھ پر فلاں مصیبت آن پڑی ہے اس کو میرے سر سے ٹال دیجئے تو وہ پابند شرع درویش یہی جواب دیگا کہ میں بھلا کیا کر سکتا ہوں مجھ میں

یہ طاقت کہاں کہ میں تم کو اولاد دوں کیا اولاد میری بغل میں دبی ہے جو تم کو نکال کر دیدوں یا مجھ میں یہ قدرت کہاں کہ میں تمہارے سر سے مصیبت ٹال سکوں یہ قدرت اور طاقت تو صرف ایک اور برتر خدا میں ہے اس سے دعا مانگو وہی تم کو اولاد دے گا وہی تمہارے سر سے مصیبت کو ٹالے گا میں بھی تمہارے واسطے اللہ سے دعا کرتا ہوں قبول کرنا بیشک اس کے اختیار و قدرت میں ہے پس جب زندہ بزرگوں کی یہ حالت اور عجز و انکساری کی یہ کیفیت ہو تو میری سمجھ میں نہیں آتا کہ بعد ان کے وصال کے ان میں اولاد دینے اور اپنی بر لانے کے نفع اور نقصان پہنچانے کی کہاں سے قدرت اور طاقت آگئی جو یہ بجا طور سے وہ تم کو اولاد دیں گے اور تمہاری ہر دلی مراد بر لا دینگے البتہ ان بزرگوں اور اولیاء اللہ سے راہ سلوک اور فقر میں باطنی فیض حاصل کرسکتے ہو۔ یہ بزرگ اور اولیاء اللہ علیہم السلام خواہ زندہ ہوں خواہ وصال کر گئے ہوں اپنی روحانیت کے زور سے ظہور تمہاری مدد کرینگے مگر اس میں بھی سرفرازی اسی کو حاصل ہوگی جسکو خدا چاہے گا۔ اگر کوئی بزرگ انتقال کر گیا ہو تو اس کی قبر پر جا کر فیض حاصل کرنے کی حدیث میں بھی اجازت ہے مگر شرط یہ ہے کہ قبر کو سجدہ نہ کرے اور اگر قبر کو بوسہ دے تو صرف اپنے مرشد کی قبر کو وہ بھی ایسے موقع پر جبکہ عام طور پر جاہلوں اور دیہاتوں کا مجمع موجود نہ ہو کیونکہ جب تم ان کے سامنے قبر کو بوسہ دوگے تو وہ یہی سمجھیں گے کہ قبر کو سجدہ کیا ہے پھر وہ تمہاری ریس میں قبر کو سجدہ کرنے لگیں گے اور یہ گناہ تمہاری وجہ سے ان لوگوں سے سرزد ہوگا جس کی قیامت میں تم سے پرسش ہوگی یہ جاہل قیامت کے دن تمہیں کو پیش کر دینگے کہ ہم نے ان بڑے بڑے لکھوں کو دیکھکر ایسا کیا تھا ورنہ ہم کبھی ایسا خلاف شرع کام نہ کرتے جیسا کہ اللہ تعالے نے سورۂ ابراہیم کے تیسرے رکوع میں ارشاد فرماتا ہے کہ وبرزوا للہ جمیعا فقال الضعفؤا للذین استکبروا انا کنا لکم تبعا فھل انتم مغنون عنا من عذاب اللہ من شیء قالوا لو ھدنا اللہ لھدینٰکم سواء علینا اجزعنا ام صبرنا ما لنا من محیص (یعنی بروز قیامت سب چھوٹے بڑے اللہ تعالے کے سامنے حاضر ہوں گے پھر جب عذاب کو دیکھیں گے تو چھوٹے (یعنی جاہل اور غربا) لوگ بڑے لوگوں (یعنی امیر اور پڑھے لکھوں) سے کہیں گے کہ ہم نے تمہاری پیروی اور تابعداری میں شریعت کو چھوڑکر (غیر خدا جیسے قبروں وغیرہ کو سجدہ کیا) تھا تو آج تم بھی کچھ ہمارے کام آسکتے ہو؟ (اور ہم کو عذاب الٰہی سے بچا سکتے ہو یا نہیں) وہ جواب دیں گے کہ ہم اگر راہ اسلام پر ہوتے تو تم کو بھی راہ راست پر لگا دیتے مگر جب ہم خود ہی گمراہ تھے تو تم ہماری اتباع کرکے کیونکر خلاصی پا سکتے ہو (لوگو!) آج ایسا عذاب ہے کہ (تم اور ہم) چاہے صبر کریں یا بے صبری کرکے روئیں اور چلائیں مگر کسی طرح نجات ملتی نظر نہیں آتی۔

اور سورہ نحل کے بارہویں رکوع میں ارشاد باری تعالی ہے کہ واذا رأ الذین اشرکوا شرکاءھم قالوا ربنا ھٰؤلاء شرکاؤنا الذین کنا ندعوا من دونک فالقوا الیھم القول انکم لکٰذبون ۝ والقوا الی اللہ یومئذ ن السلم وضل عنھم ما کانوا یفترون۔ الذین کفروا وصدوا عن سبیل اللہ زدناھم عذابا فوق العذاب بما کانوا یفسدون ۝ (ور جب (قیامت کے دن) مشرک لوگ ان کو کہ جن کو (خدا کا) شریک ٹھیرایا تھا دیکھیں گے تو اس وقت کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار یہ ہیں وہ جن کو ہم نے تیرا شریک ٹھیرایا تھا۔ ....

.... پس وہ (کہ جن کو مشرکوں نے خدا کا شریک گردانا تھا) ان مشرکوں کو الزام دینگے (اور کہیں گے) تم لوگ بالکل جھوٹے ہو (ہم سے تم سے کیا واسطہ) اور اللہ تعالے سے صلح کی بات کریں گے (یعنی صاف طور پر کہدیں گے) کہ یا اللہ ہم تو تجھ سے بہت ہی ڈرتے ہیں اور تیری ہی رضا مندی چاہتے ہیں ان مشرکوں سے ہم کو کچھ سروکار نہیں اور اس وقت مشرکوں کی تمام افترا پردازی بھول جائیگی (اور) جو لوگ (ان احکام شریعت اسلام سے انکار یا چشم پوشی کرکے) کافر ہوگئے (اور دوسروں کو ان احکام شرعی سے آگاہ نہ کرکے) اللہ کے (صحیح) راستے سے روکا تو ہم ایسے فسادیوں کو عذاب پر عذاب دینگے۔

اس موقع پر بعض آدمی یہ کہنے لگتے ہیں کہ قرآن پاک میں جو ایسا بیان ہے اس میں بتوں کا ذکر ہے۔ پیر اولیا انبیاء کا پکارنا یا ان سے مراد مانگنی وغیرہ باتیں ان آیات قرآنی میں داخل نہیں ہیں یہ کہنا ان کا سراسر غلط ہے کیونکہ جتنے بت ہیں سب بزرگوں ہی کے ناموں پر بنائے گئے ہیں چنانچہ لات۔ منات۔ عزا و نائلہ۔ ود۔ سواع۔ یغوث۔ یعوق ونسر وغیرہ یہ سب بزرگ لوگ تھے جن کا ذکر صاف طور پر تفاسیر اور احادیث کی کتابوں میں موجود ہے اگر آپ کو اس کی تحقیق مطلوب ہے تو ایک چھوٹا رسالہ اصنام العرب ہے اور جو اطلبا و دفتر رسالہ مولوی سے مل سکتا ہے منگا کر ملاحظہ فرمایئے اور فی الحال مثال کے واسطے ہندوستان کے بتخانوں میں جا کر دیکھ لیجئے کہ کسی میں مہادیو کی صورت رکھی ہے کسی میں کرشن کی کسی میں رامچندر اور سیتا کسی میں گوتم بدھ کی یہ سب ہندو قوم میں بہت بڑے بزرگ گذرے ہیں اب فرق صرف اتنا ہے کہ مشرکین نے ان بزرگوں کے مجسمے تیار کرکے نصب کرلئے اور ان کو پوجنے اور حاجت کے وقت پکارنے اور قسم قسم کی چیزیں ان پر چڑھانے لگے اور تم چونکہ اپنے کو مسلمان کہتے ہو اور اسلام میں کسی صورت کی بلکہ یوں کہنا درست ہوگا کسی غیر خدا کی عبادت کرنا اسلام سے خارج کرتا ہے اسلئے مجسمے تو بنا کر رکھے نہیں مگر بزرگوں کی قبروں کے آگے سجدہ کرنے اور منتیں ماننے لگے مصیبت کے وقت خدا کو چھوڑ کر انہیں کو پکارنے لگے اور قبروں پر تم بھی قسم قسم کی مٹھائیاں چڑھانے لگے۔ کاش تم ایسا کرتے کہ ان بزرگ و با اکستیل کے صدقے میں اللہ پاک سے اپنی حاجتیں طلب کیا کرتے اور پھر ان کی نیاز کسی چیز پر دلا کر محتاجوں کو وہ چیز کھلاتے اور اس میں سے خود بھی ذرا سا تبرک لے لیتے تو کچھ مضائقہ نہ تھا مگر افسوس ہے کہ ایسا نہیں ہوتا ہے بلکہ جو کچھ کیا جاتا ہے وہ بالکل شرک ہوتا ہے۔

اللہ تعالے ہم کو اور ناظرین مولوی اور سب مسلمانوں کو شرک کی گندگی سے بچائے رب ذو الجلال کی درگاہ میں تمام گناہ معاف ہو جائینگے لیکن یہ شرک ایسا گناہ ہے کہ یہ معاف نہیں ہوتا مسلمانوں کو چاہیے کہ آئندہ تمام ایسے افعال سے باز رہیں جن میں ذرا سا بھی شرک کے شائبہ ہونے کا شبہ ہو۔

خطبات جمعہ

(از حضرت مولانا آزاد صاحب ؔ بوی)

جمعہ کا اجتماع اور حکم خطبہ مسلمانوں کے فلاح دارین کا وسیلہ عظمیٰ تھا اس سے مقصود یہ تھا کہ ہفتہ میں ایک بار لوگوں کو ان کی حالت اور ضرورت کے مطابق ہدایت وارشاد کی جائے اور یہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا ایک دائمی ذریعہ ہو۔

خطبہ دراصل ایک وعظ تھا جو ہفتہ وار ہوتا تھا۔ آنحضرت صلعم کے بعد خلفائے راشدین اور صحابہ کا بھی یہی حال رہا اور تمام عربی حکومتیں جو اس کے بعد قائم ہوئیں ان میں بھی خلفاء وسلاطین کو ہم ایک منبروں پر وعظ کرتے ہوئے تاریخ میں دیکھا جا سکتا ہے حقیقت خطب کے لئے صحاح کے ابواب متعلق جمعہ وخطبہ کی احادیث دیکھنی چاہئیں۔

لیکن ہماری اصلی مصیبت ہمارے اعمال میں نہیں ہے کہ وہ نتائج ہیں اس کا اصلی منبع ہمارے اعمال کے تحریف وتسخ ہیں جن کے بہی علل واسباب ہیں شخصی حکومتوں کے قیام جبن سلاطین کی کثرت سلطنت خلفاء راشدین کے ضیاع اور جہل وغفلت کے استیلا نے ہر اسلامی عمل کو ایک لباس ظاہر دیکر اس کی روح حقیقت سلب کر لی ہے خطبہ جمعہ اور عیدین ونکاح کا بھی یہی حال ہے۔

اب خطبے کے معنے یہ رہ گئے ہیں کہ عربی زبان میں ایک چھپی ہوئی کتاب جو بازار سے خرید لی جائے اور الف لیلہ کی طرح اس میں سے ایک خطبہ غلط سلط پڑھکر سنا دیا جائے آواز بشدت کریہہ ہو اور لب ولہجہ میں عربیت پیدا کرنے کے لئے ہر چند تفخیم وثقالت سے کام لیا جائے بعض لوگ قرآن شریف کی حاصل کردہ قرات کو اس میں بھی صرف کرتے ہیں اور پھر جو شخص ہر لفظ کے آخری حرف کو پوری سانس میں کھینچکر پڑھے وہ سب سے بڑا قاری ہو۔

بسا اوقات غریب پڑھنے والا ہی نہیں جانتا کہ میں کیا پڑھ رہا ہوں الف لیلہ کی ایک رات کا افسانہ ہے قلیوبی کی کوئی حکایت ہے یا ارشاد وہدایت امت کا وہ عظیم وجلیل عمل اقدس، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر پر کھڑے ہوکر انجام دینا پڑتا ہے بچارے سننے والوں کی مصیبت کا کیا پوچھنا؟ کوئی اونگھتا ہے کوئی اپنی ساتھیوں سے صبح کے بازار کا بھاؤ پوچھتا ہے۔

یہ تمسخر انگیز تذلیل وتحقیر ہے اس مذہب کے اعمال دینیہ کی جس کے داعی اول نے اپنے خطبات ومواعظ سے ایک بادیہ نشین قوم کو روم وایران کے تمدن کا مالک بنا دیا تھا وما کان اللہ لیظلمھم ولکن کانوا انفسھم یظلمون۔ یقین کرو کہ جب حضرت مسیح نے بنی اسرائیل کی ذلت وہلاکت پر ماتم کیا تو شریعت موسوی کے احکام واعمال کا بعینہ یہی حال تھا جو آج تم نے خدا کی شریعت کا بنا رکھا ہے مسیح اگر ان فریسیوں اور صدوقیوں پر روتا تھا جو کہ بڑی بڑی آستینوں کے جبے پہنتے، ہر وقت وعائیں بکتے اور بڑی بڑی جیب تسبیحیں اپنے ہاتھوں میں رکھتے تھے پھر شریعت کے

حکموں کو انہوں نے مسخ اور اعمال صالحہ کو بے اثر کر دیا تھا، تو ہمیں بھی اپنے عالموں اور صوفیوں پر ماتم کرنا چاہیئے جو ان کی طرح یہ سب کچھ کرتے ہیں پھر انہی کی طرح حقیقت سے یکسر خالی ہیں۔

میں سرے سے اس امر کا ہی اعدعدو دشمن ہوں کہ خطبے لکھے ہوئے پڑھے جائیں یہ ایک بدعت ہے جس کا نہ تو قرون مشہود لہا بالخیر میں ثبوت ملتا ہے اور نہ علت حکم اس کا موید۔ خطبہ ایک وعظ ہے پس مسجدوں میں ایسے خطیب ہونا چاہئیں جن کو یہ قابلیت حاصل ہو کر جمعہ کے خطبہ کے لئے تیار ہو کر آئیں اور نہ پانی مثل عام مواعظ کے وعظ کہیں۔ ضرور ہے کہ قوم کی موجودہ حالت ان کے پیش نظر ہو جو بیماریاں آج ہمیں لاحق ہیں انہی کا علاج بتلائیں نہ ان کا جو آج سے پانچ برس پیشتر تھیں۔

جو خطبات عربیہ آجکل رائج ہیں میں نے سب کو پڑھا ہے وہ تو اس وقت کے لئے بھی موزوں نہ تھے جس وقت کے لئے لکھے گئے تھے پھر آجکل کی حالت کا کیا ذکر ہے۔

خطبہ کا یہ مطلب کس نے بتلایا ہے کہ صرف جمعہ وعیدین کے چند مسائل بیان کر دیئے جائیں اور کہہ دیا جائے کہ ایک دن مرنا ہے۔ پس ڈرو اور موت کو یاد کرو بیشک موت کو یاد کرنے سے بڑھکر انسان کے لئے دنیا میں کوئی نصیحت نہیں ہو سکتی کفاک بالموت واعظا یا عمر! لیکن صرف یہ کہدینا لوگوں کو ڈرانے کے لئے کافی نہیں ہے موت کی یاد کے ساتھ ان کو اس زندگی کا طریقہ بھی بتلانا چاہیئے جو تذکرہ آخرت کے ساتھ مل کر انسانوں کو دونوں جہانوں میں نجات دلا سکتی ہو۔

بڑا مسئلہ زبان کا ہے اور ضرور ہے کہ ایک مختصر سے خطبہ ماثورہ عربیہ کے بعد وعظ اسی زبان میں ہو جو سامعین کی زبان ہے ورنہ سمجھ میں نہیں آتا کہ حاصل کیا؟

شریعت نے کیسی عمدہ مصلحت اس میں رکھی ہے کہ جمعہ کے خطبے کو نماز فرض کا قائم مقام قرار دیا اور اس کی سماعت کو فرض بتلایا امام ابوحنیفہ کے نزدیک دونوں خطبوں کا سماع واجب ہے اور امام شافعی کے نزدیک صرف پہلے کا اس وقت نماز پڑھنا جائز نہیں۔ اس سے مقصود یہی تھا کہ لوگ عمل عبادت کی طرح مصالح وہدایت کو بھی سنیں پھر ان نصائح کو ایسا اہم ہونا چاہیئے کہ مصروفیت نماز سے بھی اقدم واولیٰ ہوں کیا یہ خطبات جو آجکل دیئے جاتے ہیں اور لوگ بیٹھے بیٹھے اونگھتے ہیں یہی وہ مواعظ ہیں جن کی سماعت فرض اور ان کی موجودگی میں نماز تک ممنوع ہے فاین تذھبون۔ عقل وشریعت کے لئے ماتم ہے کہ موجودہ علماء خود اس طریق کے عامل اور اس پر پوری طرح قانع ہیں فمالھؤلاء القوم لا یکادون یفقھون حدیثا بڑی مصیبت یہ ہے کہ مساجد کی امامت عموماً جہلاء کے ہاتھوں میں ہے اور یہ کام ایک ذریعہ معاش بن گیا ہے وہ بچارے کہاں سے لیاقت لائیں کہ برجستہ خطبہ دیں اور اس کے تمام شرائط کو پورا کریں۔ خطبہ کے معنے تو یہ ہیں کہ نظر عام حالت کی اس میں رعایت کی جائے بلکہ گذشتہ جمعہ کے بعد جو نئے حالات وحوادثات دنیا میں گذرے ہیں اور ان کی بنا پر مسلمانوں کو جو کچھ تعلیم کرنا ضروری ہو اس کی بھی رعایت اس میں ملحوظ رہے۔

احکام عید الاضحےٰ

عید الاضحےٰ کے احکام بھی وہی ہیں جو عید الفطر کے ہیں البتہ اتنا فرق ہے کہ عید الفطر میں روزہ افطار کرکے عیدگاہ میں جانا مستحب ہے اور عید الاضحیٰ میں نماز سے فارغ ہونے کے بعد افطار کرنا چاہئیے اگر کسی نے نماز عید سے پہلے ہی کچھ کھایا تو کچھ حرج نہیں ہے۔

عید الفطر میں راستہ سے تکبیر آہستہ پڑھنے کا حکم ہے اور عید الاضحےٰ میں آواز سے خطبہ میں تکبیرات تشریق اور قربانی کے احکام بتلائے جاتے ہیں۔

کسی عذر سے عید الاضحیٰ کے دن کی نماز نہ پڑھی جائے تو دوسرے دن تک نماز عید ادا کرنا جائز ہے۔

عرفہ کے دن صبح سے ہر فرض نماز کے بعد جماعت والوں اور مقیم پر تکبیرات تشریق پڑھنا واجب ہے یعنی اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد تکبیرات تشریق واجب و سنت ہونے میں اختلاف ہے بعضوں نے اس کا پڑھنا سنت بتلایا ہے لیکن اکثر واجب قرار دیتے ہیں تکبیرات عرفہ کی صبح سے عید کے دن عصر کی نماز کے وقت تک ہر فرض نماز کے بعد پڑھی جائے۔ بعضوں کے پاس ایام تشریق کے آخری دن عصر کے وقت تک تکبیرات پڑھنے کا حکم ہے اور وہ اس حدیث کی بنا پر ہے جس کو ابن ابی شیبہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ آپ عرفہ کی صبح سے ایام تشریق کے آخری دن یعنی عصر کی نماز کے وقت تک تکبیرات پڑھا کرتے تھے اور ابن ابی شیبہ کی دوسری حدیث سے حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ استدلال کرتے ہیں جو یہ ہے ثنا ابو الاحوص عن ابی اسحاق عن الاسود قال کان عبد اللہ یکبر من صلوۃ الفجر یوم عرفۃ الی صلوۃ العصر من یوم النحر یقول اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد یعنی عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرفے کی صبح سے عید کے دن عصر کے وقت تک تکبیرات پڑھا کرتے تھے۔

صاحبین کے نزدیک عرفہ کی صبح سے آخر ایام تشریق یعنی ذی الحجہ کے تیرھویں دن عصر کے وقت تک تکبیرات پڑھنا واجب ہیں اور اسی پر عمل و فتویٰ ہے اور اس عورت پر بھی تکبیرات پڑھنا واجب ہیں جو مرد کے ساتھ اقتدا کرے اور اس مسافر پر جو مقیم کا مقتدی ہو۔

اگر امام تکبیرات تشریق ترک کردے تو مقتدی ہرگز ترک نہ کرے کیونکہ امام کی اتباع مقتدی پر نماز کے اندر واجب ہے نماز ختم ہو جانے کے بعد امام کی اتباع مقتدی پر واجب نہیں۔

احکام قربانی

قربانی اپنی ذات کی طرف سے واجب ہے نابالغ لڑکے کی جانب سے اس کے باپ پر واجب نہیں جب نابالغ کی جانب سے باپ پر قربانی دینا یا ولی پر واجب نہیں ہے تو بالغ کی جانب سے باپ پر قربانی دینا یا ولی پر بھی واجب نہیں ہے لیکن حضرت ابو حنیفہ کے پاس باپ پر طفل نابالغ کی طرف سے قربانی دینا واجب ہے مثل صدقہ فطر کے لیکن فتوے پہلے قول پر ہے۔

اگر نابالغ مالدار و صاحب جائداد ہے تو اس کی جانب سے اس کا باپ یا وصی قربانی دیوے شیخین کا بھی اسی پر اتفاق ہے لیکن امام محمد و امام شافعی کے نزدیک نابالغ کی طرف سے باپ پر قربانی واجب ہے اور اس کا مال سے اور در مختار میں بھی ایسا ہی لکھا ہے کہ بیٹے کے مال سے باپ قربانی کا مجاز نہیں۔

جو جانور عید الاضحیٰ کے دن قربانی کیا جاتا ہے تو اس کو اضحیہ کہتے ہیں چونکہ چاشت کے وقت کو عربی میں ضحیٰ کہتے ہیں اس لئے اور قربانی بھی چاشت کے وقت کی جاتی ہے اس لئے عید قربانی کا نام عید الضحیٰ قرار پایا قربانی میں ایک بکری صرف ایک آدمی کی طرف سے دی جاتی ہے اور گائے بیل یا اونٹ میں ایک آدمی سے لیکر سات آدمی تک شریک ہو سکتے ہیں۔

بکری میں ایک سے زائد اس وجہ سے شریک نہیں ہو سکتے کہ حضرت ابو سعید سے روایت ہے کہ آنحضرت ایک مینڈھے کی قربانی کرتے تھے جس کے پاؤں آنکھیں اور منہ سیاہ ہوتے تھے پس اسی حدیث شریف کی بنا پر ایک آدمی کے لیے ایک مینڈھا یا بکرا ہی چاہئیے چاہے نر ہو یا مادہ۔

اور گائے یا اونٹ میں سات آدمیوں کی شرکت کی اجازت حدیث ذیل سے ثابت ہے جس کو ابو داؤد و مسلم نے حضرت جابر سے روایت کیا ہے آنحضرت نے فرمایا ہے کہ گائے اور اونٹ میں سات آدمیوں کی طرف سے قربانی ہو سکتی ہے ان حدیثوں میں کسی کا اختلاف نہیں ہے اس لئے ایک شخص کے لئے ایک بکری اور سات آدمیوں کے لئے ایک گائے یا اونٹ قربانی دینا واجب ہے لیکن گائے کی قربانی میں یہ شرط ہے کہ کوئی ساتویں حصہ سے کم کا حصہ دار نہ ہو ورنہ کسی کی بھی قربانی قبول و درست نہ ہوگی۔

ایک شخص نے ایک گائے فربہ یا سستی ملنے کی وجہ سے قربانی کیلئے خریدی بعد اس کے چھ آدمی اس میں شریک ہو گئے تو یہ جائز ہے۔ زفر رح کہتے ہیں کہ جائز نہیں ہے کیونکہ جب اس نے اللہ کے تقرب کے لئے گائے خریدی ہے تو اس کی بیع کس طرح جائز ہو سکتی ہے لیکن یہ قول اس وجہ سے مقبول نہیں ہے کہ آدمی مناسب موقع کے لحاظ سے خرید لیتا ہے اور وقت پر شرکاء نہیں ملتے اور بعد کو ایک ایک کرکے شریک ہو آتے ہیں تو ایسی صورت مجبوری میں استحساناً جائز ہے لیکن خریدنے سے پہلے شرکا پورے ہو جائیں تو بہتر ہے۔ امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک بھی قربانی کا جانور ایک شخص کے خرید لینے کے بعد اس میں دوسرے لوگوں کا شریک ہونا مکروہ ہے۔

قربانی واجب ہے اور حضرت امام ابو حنیفہ رح کے پاس قربانی واجب ہونے کی حدیث ذیل میں درج کی جاتی ہے۔ بمسند امام احمد اور ابن ماجہ نے حضرت ابو ہریرہ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت نے ارشاد فرمایا ہے کہ جس کو قربانی کرنے کی حیثیت ہو اور وہ قربانی نہ کرے تو وہ ہمارے مصلے کے قریب نہ ہو" اس حدیث سے یہ دلیل لی گئی ہے کہ ایسی وعید ترک واجب پر ہوا کرتی ہے ترک سنت پر نہیں اور یہی قول معتبر ہے جمہور کے پاس کہ قربانی واجب ہے۔

قربانی اس شخص پر واجب ہے جس پر صدقہ فطر واجب ہے یعنی جس کے

پاس بقدر نصاب شرعی اور حالت اصلی سے زائد جائداد ہو اگرچہ اس جائداد کو حاصل ہوئے ایک سال نہ گزرا ہو لیکن طحاوی میں مذکور ہے کہ جس کے پاس کتابیں ہوں وہ غنی اور صاحب نصاب نہیں سمجھا جائے گا۔ البتہ کسی کے پاس ایک ہی کتاب کے دو نسخے یا ایسی کتابیں جو علم ادب و نجوم یا طب کی ہوں تو ان کا شمار نصاب میں ہو سکے گا۔

اگر شہر میں قربانی کی جائے تو اول وقت قربانی کا بعد نماز عید ہے اور امام شافعیؒ و مالکؒ کے پاس تاوقتیکہ بعد نماز عید امام قربانی نہ کرے تب کسی کو قربانی کرنا روا نہیں ہے۔ عید کی نماز سے پہلے قربانی کسی حال میں کہ نہیں ہے اسلئے کہ آنحضرت نے فرمایا ہے کہ جو شخص نماز عید سے پہلے قربانی کرے وہ گویا اس کے نفس کے لئے ہے اور جو بعد نماز قربانی دے وہ مقبول خدا ہوتی ہے گویا اس نے مسلمانوں کی سنت کو ادا کیا۔

دوسری حدیث بخاری و مسلم میں براء بن عازب رضی اللہ تعالے عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے نماز عید سے پہلے قربانی کر لی ہے تو اس کو چاہیے کہ اس کے بدلے دوسرا جانور قربانی کرے بخاری اور مسلم میں اور ایک روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ عید کے دن پہلی عبادت ہماری نماز ہے اور دوسری قربانی۔ انہیں احادیث کی بنا پر نماز عید سے پہلے قربانی درست نہیں ہے۔

اگر دیہات وغیرہ کا موقع ہے جہاں نماز عید نہیں ہوتی ہے تو وہاں اول وقت قربانی کا بعد طلوع فجر ہے۔

قربانی دسویں ذی الحجہ کے طلوع آفتاب کے بعد سے بارہویں ذی الحجہ کے غروب آفتاب کے پہلے تک کر سکتے ہیں لیکن امام شافعی رح کے نزدیک تیرہویں کے دن غروب آفتاب سے قبل تک قربانی کرنا روا ہے کیونکہ آنحضرت نے فرمایا ہے ایام تشریق قربانی کے دن ہیں اور امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک بارہویں تاریخ تک قربانی کے دن ہیں اور ان کا استدلال ان روایات پر ہے جو قربانی کے بارے میں حضرت عمرؓ و علیؓ اور ابن عباسؓ نے کہا ہے کہ قربانی کے تین دن ہیں اور تین دنوں میں افضل پہلا روز ہے یعنی دسویں تاریخ ذی الحجہ" اور امام مالکؒ اپنی موطا میں نافع سے اور انہوں نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ قربانی کے ایام یوم النحر کے دو دن بعد تک ہیں۔

قربانی کے وجوب کے بارے میں آخری دن کا لحاظ ہے یعنی اگر کوئی شخص قربانی کے پہلے روز مالدار تھا اور آخر روز مفلس ہو جائے تو اس پر قربانی واجب نہ ہوگی برعکس اسکے اگر کوئی پہلے روز مفلس تھا آخر روز صاحب نصاب ہو جائے تو اس پر قربانی واجب ہو جائے گی۔

رات کو قربانی ذبح کرنا مکروہ ہے۔

کسی نے معین بکری کی قربانی دینے کی نذر مانی ہو لیکن قربانی نہ کرے اور ایام قربانی گزر جائیں تو اس پر لازم ہے کہ وہ زندہ قربانی کے جانور کو صدقہ کر دے اگر کوئی فقیر تھا اس نے قربانی خرید بھی کر لی تھی لیکن ایام قربانی گزر گئے تو اس کو بھی لازم ہے کہ قربانی زندہ صدقہ دیدے۔

اگر کوئی غنی تھا اور قربانی کے دن گزر گئے تو اس پر لازم ہے کہ قربانی کی قیمت صدقہ دیدے خواہ وہ قربانی کا جانور خرید کر چکا ہو یا نہ کر چکا ہو۔

قربانی کا دنبہ کم از کم چھ مہینے کی عمر کا ہونا چاہیے اور ایسا فربہ ہو کہ سال بھر کی عمر کے بھیڑ بکریوں میں وہ بھی سال بھر کا معلوم ہو۔ چھ مہینے کی عمر کا دنبہ دینے کی قید حدیث ذیل سے لگائی گئی ہے۔

ابوداؤد نسائی و ابن ماجہ نے مجاشع سے روایت کی ہے کہ آنحضرت فرماتے تھے کہ چھ مہینہ کا دنبہ سال بھر کی بھیڑ بکری سے کچھ کم نہیں ہوتا اور ترمذی نے حضرت ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت کا ارشاد ہے کہ کیا اچھی ہے قربانی چھ مہینے کے دنبہ کی۔ قربانی کے اونٹ کی عمر پانچ سال کی چاہیئے اور گائے بیل بھینس دو برس کی عمر کے اور بھیڑ بکری ایک برس کی عمر کی ہونی چاہیئے۔

ایک اور حدیث سے ظاہر ہے کہ کم از کم عمر کی قربانی دینے سے بڑی عمر کے جانور کی قربانی دینے میں افضلیت ہے۔

بے سینگ کے جانور کی قربانی جائز ہے اور دیوانے و خصی جانور کی بھی جائز ہے اس لئے کہ سینگ سے کوئی غرض متعلق نہیں ہے اور دیوانی سے مراد یہ ہے کہ جو چارہ کھائے اور پانی پیئے اور جو چارہ نہ کھائے اور پانی نہ پیئے اس کی قربانی درست نہیں اور خصی جانور کا گوشت تو عمدہ ہی ہوتا ہے۔

ابن ماجہ میں حضرت عائشہ اور حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے نمکین رنگ کے دو مینڈھوں کی قربانی دی لیکن وہ دونوں بھی خصی تھے۔

ایسی قربانی جائز نہیں جو اندھی کانی اور اس قدر دبلی کہ اس کی ہڈیوں میں گودا نہ ہو اور ایسی لنگڑی کہ مقام ذبح تک نہ جا سکے اور یہ مسئلہ حدیث ذیل سے مستنبط ہے۔ مسند امام احمد مالک ترمذی ابوداؤد نسائی۔ ابن ماجہ اور دارمی میں براء بن عازب سے روایت ہے کہ آنحضرت سے سوال کیا گیا کہ یارسول اللہ جن قربانیوں سے ہم کو بچنا چاہیئے ظاہر فرمایئے ارشاد ہوا کہ لنگڑی جس کا لنگڑا پن ظاہر ہو کانی کہ اس کا کانا پن ظاہر ہوا بیمار جس کی بیماری صاف ظاہر ہو اور دبلی اس قدر کہ اس میں گودا نہ ہو۔"

ایسی قربانی جائز نہیں ہے کہ جس کے ہاتھ پیر کٹے ہوئے ہوں یا تیسرے حصے سے زیادہ دُم یا کان کٹے ہوئے ہوں مگر فقہا نے یہ طے کیا ہے کہ نصف یا نصف سے کم کان یا دم کٹے ہوئے ہوں تو ایسے جانور کی قربانی درست ہو سکتی ہے۔ لیکن جبکہ اللہ تعالے کے تقرب کے لئے قربانی دی جاتی ہے تو کیوں نہیں اچھی قربانی دینی چاہیئے جو بظاہر بے عیب ہو۔

اگر سات شخصوں نے ایک قربانی خریدی اور ان میں سے ایک مر جائے مرنے والے کے وارثان باقی چھ شخصوں سے کہیں کہ تم اپنی جانب سے بھی اور مرنے والے کی طرف سے بھی قربانی کراؤ تو ایسی قربانی استحساناً درست ہو جائیگی قربانی سب کی طرف سے دینا درست ہے۔ تو سمجھا جائے گا کہ اس مرنے والے کی طرف سے بھی قربانی دی گئی۔

اگر قربانی کے شرکاء کافر ہوں یا ان کو صرف گوشت کی خریداری منظور ہے تو ایسی حالت میں کسی کی بھی قربانی جائز نہ ہوگی۔

قربانی کا گوشت خود بھی کھائیں اور دوسروں کو بھی کھلائیں چاہیں دوسرے

غنی ہوں یا فقیر۔ مگر افضل یہ ہے کہ جملہ گوشت کے تین حصے کریں ایک حصہ فقرا میں تقسیم کریں یا ان کی دعوت میں صرف کریں اور ایک حصہ اپنے لئے رکھیں تہائی گوشت خدا کی راہ میں صدقہ دینا مستحب ہے قربانی کے گوشت میں تین تقسیمیں اس لئے قرار دی گئی ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے واطعموا القانع والمعتر یعنی تم کھاؤ اور قناعت کرنے والوں کو کھلاؤ اور سوال کرنے والوں کو بھی ۔ تو اس طرح پورا گوشت برابر تقسیم ہو جاتا ہے ذات کے لئے ایک حصہ اقربا کے لئے ایک اور فقراء کے لئے ایک اسی آیت گرامی کے مفہوم کے موافق یہ تقسیم کی گئی۔

اگر کوئی شخص صاحب عیال ہو تو قربانی کا گوشت مساکین میں تقسیم نہ کرکے عیال کے لئے رکھ چھوڑے تو درست ہے اس لئے کہ اگر ذوی القربیٰ محتاج ہو تو وہ مساکین پر مقدم ہیں اور آنحضرت نے بھی فرمایا ہے کہ آدمی جو چیز اپنی اور اپنی عیال کے لئے خرچ کرتا ہے تو اس کو اللہ تعالیٰ کے پاس صدقہ دینے والے کے برابر ثواب ملتا ہے اور مسلم شریف میں بھی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت نے فرمایا ہے کہ زیادہ ثواب والا وہ صدقہ ہے جس کو تو اپنے عیال پر صرف کرے۔

اور بخاری۔ ترمذی۔ نسائی مسلم میں بھی ابو مسعود بدری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے عیال پر ثواب کی نیت سے کچھ صرف کرے تو اس کو صدقہ دینے والے کے برابر ثواب ملتا ہے۔

ان احادیث شریف کا یہ مطلب نہیں ہے کہ غنی لوگ بھی ان حدیثوں سے اٹھا کر پورا کا پورا گھر کے لئے رکھ چھوڑیں اور فقراء میں تقسیم نہ کریں یہ تو ان لوگوں کے لئے ہے جو اپنی اہل و عیال کی پرورش میں کچھ فکر و تردد بھی رکھتے ہوں۔

اگر ذبح کرنا جانتا ہو تو خود ذبح کرے ورنہ دوسرے کے ہاتھ سے ذبح کرائے لیکن اگر ہو سکے تو خود سامنے موجود رہے۔ خود ذات سے قربانی ذبح کرنے کی نسبت اس وجہ سے افضلیت اور حکم ہے کہ آنحضرت اپنی طرف کی قربانی اپنے دست مبارک سے ذبح کرتے تھے لیکن غیر کے ہاتھ سے اپنی طرف کی قربانی ذبح کرانا بھی حدیث ذیل سے ثابت ہے چنانچہ حاکم نے مستدرک میں عمران بن حصین سے روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بی بی فاطمہ سے فرمایا کہ فاطمہ تم کھڑی ہو اور دیکھو اپنی قربانی کو اس لئے کہ جب اس کے خون کا پہلا قطرہ نکلیگا تو تمہارے سب گناہ معاف ہو جائینگے ۔ اسی حدیث کی بنا پر اپنی قربانی کو دوسرا شخص بھی ذبح کر سکتا ہے۔

کسی اہل کتاب سے قربانی ذبح کرانا مکروہ ہے اگر کسی نے ذبح کرا ہی دیا ہے تو درست ہے۔

قربانی کی کھال اللہ کے نام پر خیرات کر دینا چاہیے کیونکہ آنحضرت نے حضرت علی کو فرمایا ہے کہ قربانی کی کھالیں مساکین کو دے دینی چاہئیں یا اس کو فروخت کرکے اس کی قیمت فقیروں میں تقسیم کر دینا چاہئے۔ قصاب کی اجرت اپنی ذات سے ادا کریں۔

اگر کسی شخص نے غلطی سے اپنے ساتھی کی بکری کو ذبح کر ڈالا ہے تو دونوں کی قربانی درست ہو جائے گی لیکن معلوم ہونے پر ہر ایک معاف کرا لے۔

اگر کسی نے غیر کی بکری غصب کرکے قربانی کرے تو اس کی قربانی درست ہو جائے گی کیونکہ غصب سے وہ چیز غاصب کی ملک ہو جاتی ہے بخلاف اس کے کہ کسی نے ایک شخص کے پاس اپنی بکری امانت رکھائی اور وہ شخص اس بکری کی قربانی کرے تو جائز نہیں ہے۔ کیونکہ امانت ملک نہیں ہوتی ذبح سے پہلے قربانی کے جانور سے فائدہ اٹھانا مکروہ ہے جیسے دودھ دوہ لینا۔ یا بال کاٹ لینا وغیرہ۔

اگر کسی نے ذبح کے وقت ذبح کرنے والے کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ اعانت کیلئے رکھا تو دونوں کو بسم اللہ کہنا لازم ہوگا۔ اگر ایک کہیگا اور دوسرا نہیں تو وہ ذبیحہ حرام

(باقی آئندہ)

ہر کام شروع کرنے سے پہلے اس کا انجام معلوم کرو

ہر کام شروع کرنے سے پہلے مسنون طریقہ یہ ہے کہ استخارہ کر لیا جائے تاکہ اگر اس کام کا انجام ٹھیک نہ ہو تو اسے ترک کر دیا جائے بزرگان دین نے محض اس خیال سے کہ مسلمان نجومیوں اور رمالوں اور کاہنوں کے پھندے میں پھنسکر اپنے ایمان کو ضایع نہ کریں بزرگان دین نے اپنے صحیح فالنامے ایسے لکھے ہیں کہ جس سے انسان کو کام کا انجام معلوم ہو سکتا ہے۔ ان بزرگوں میں حضرت شیخ محی الدین اکبر ابن عربی بڑے پایہ کے صوفی عالم گزرے ہیں جنہوں نے ایک فالنامہ بنام استخارہ قرآنیہ لکھا تھا جس سے ہر کام کا انجام قرآن مجید کی آیت سے معلوم ہو سکتا ہے ہم نے اس کا ترجمہ کرکے اس کے ساتھ قرعۃ الانبیا یعنی فالنامہ پیغمبران اور فالنامہ اولیائے کرام فالنامہ حضرت غوث الاعظم فالنامہ دیوان حافظ اور فالنامہ نپولین اعظم شامل کر دیا ہے۔

یہ تمام فالنامے ایسے صحیح ہیں کہ ان سے ہر ایک غیر معلوم کام کا انجام معلوم ہو سکتا ہے ان تمام فالناموں کے مجموعہ کا نام

فالنامہ صدیقی

ہے ہمارا دعویٰ ہے کہ ایسی اصلی اور مستند فالناموں کی کتاب اس سے پیشتر شایع نہیں ہوئی لکھائی چھپائی کاغذ اعلیٰ ٹائٹل رنگین قیمت ۸ر

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

عید اضحیٰ

(از حضرت علامہ محی الدین صاحب کلکتہ)

اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر وللہ الحمد

فلما اسلما وتلہ للجبین وناديناه ان يا ابراهيم قد صدقت الرؤيا انا كذلك نجزى المحسنين. ان هذا لهو البلاء المبين وفديناه بذبح عظيم وتركنا عليه فى الآخرين سلام على ابراهيم پ ع

پھر جب ابراہیم و اسمٰعیل دونوں اللہ کے آگے جھک گئے اور ابراہیم نے اسمٰعیل کو ذبح کرنے کے لئے ماتھے کے بل گرا دیا تو ہم نے پکارا کہ اے ابراہیم بس کرو تم نے اپنے خواب کو سچ کر دکھایا ہم ایسا ہی نیک بندوں کو ان کے ایثار نفس اور خلوص نفس و جان کا بدلہ دیا کرتے ہیں بیشک یہ ایک نہایت کھلی ہوئی یعنی ظاہری آزمائش تھی اور ذبح اسمٰعیل کے فدیہ میں ہم نے ایک بڑی قربانی (یعنی سنت ابراہیمی کی یادگار میں تا قیامت جاری رہنے والی قربانی) دیدی اور تمام آنے والی امتوں میں اس واقعہ عظیمہ کے ذکر کو قائم کر دیا پس سلام ہو راہ الٰہی میں اپنی قربانی کرنے والے ابراہیم خلیل پر!

ٹھیک اب سے پانچہزار دو سو ستر برس ۵۲۷۰ پیشتر دنیا کے ایک گوشے میں کیا عجیب و غریب انقلاب ہو رہا تھا ایک ہولناک اور وحشت انگیز بیابان ریگ زار تھا جس کی مہلک ریگ اور خشک سرزمین پر ہر طرف موت و ہلاکت پھیلی ہوئی تھی ایک بنجر "وادی غیر ذی زرع" تھی جس کی سطح بے نمو پر زندگی کی سبزی و شگفتگی کا نام و نشان تک نہ تھا لیکن رب السموات والارض کے دو مخلص بندے تھے جنہوں نے انسانی زندگی کے لئے اسی صحرائے ہلاکت کو اسی بیابان وحشت کو فلاحت و زراعت کے لئے اسی سرزمین خشک منال کو اور خدائے واحد کی پرستش و عبادت کے لئے اسی صحرائی قربانگاہ کو منتخب کیا تھا ان کے چاروں طرف صحرائے وحشت تھا مگر ان کے اوپر وہ خدائے حکیم و قدیر تھا جو آبادیوں کا بخشنے والا اور زمینوں کی وراثت تقسیم کرنے والا ہے ان کے ہاتھ میں پتھروں کے ٹکڑے تھے جن کو ایک دیوار کی صورت میں جمع کرتے جاتے تھے اور زبان پر یہ دعائیں تھیں جو ادھر زبان سے نکل رہی تھیں اور ادھر قوموں اور ملکوں کا فیصلہ ہو رہا تھا۔

ربنا تقبل منا انك انت السميع العليم ربنا واجعلنا مسلمين لك ومن ذريتنا امة مسلمة لك وارنا مناسكنا وتب علينا انك انت التواب الرحيم ربنا وابعث فيهم رسولا منهم يتلوا عليهم آياتك ويعلمهم الكتاب والحكمة ويزكيهم انك انت العزيز الحكيم پ ع

الٰہی! یہ ہمارے ہاتھ تیری پرستش اور تیرے جلال و قدوسیت کے نام پر جو کچھ کر رہے ہیں اسے قبول کرلے بیشک تو ہی دعاؤں کا سننے والا اور نیتوں کا دیکھنے والا ہے الٰہی ہم کو اپنا مسلم اطاعت شعار بنا اور پھر ہماری نسل میں سے بھی ایک ہی امت پیدا کر جو ہماری طرح مسلم اور مومن ہو الٰہی ہم کو اپنی عبادت و بندگی کے مقبول طریقے سکھا دے اور ہمارے قصوروں سے درگذر کر کہ تو ہی بڑا درگذر کرنے والا اور تو ہی اپنے عاجز بندوں پر مہربان ہے الٰہی ہماری اس دعا کو بھی ان گھڑیوں میں قبول کرلے کہ جو قوم ہماری نسل سے پیدا ہو ان میں ایک ایسا برگزیدہ رسول بھیجو جو ان کو تیری آیتیں پڑھکر سنائے علم و حکمت کی تعلیم دے اور ان کے نفوس و قلوب کی اصلاح کرے۔ الٰہی ان تمام باتوں کا تجھی کو اختیار ہے اور تیری ہی تدبیر اصلی تدبیر اور تیری ہی حکمت اصلی حکمت ہے؟

اللہ اکبر وہ کیا وقت تھا جبکہ صدیوں اور ہزارہا برسوں کا فیصلہ چند لمحوں اور منٹوں کے اندر ہو گیا اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد۔

یہ دعائیں ان زبانوں سے نکل رہی تھیں جن میں سے ایک راہ الٰہی میں اپنے جذبات اور ارادے کی قربانی کر چکا تھا اور دوسرا اپنی جان و نفس کی دونوں نے اپنے محبوب ترین متاعوں کو راہ الٰہی میں لٹا دیا تھا ایک نے اپنے فرزند عزیز کو اور دوسرے نے اپنی جان عزیز کو دونوں مجاہد فی سبیل اللہ تھے اور اس لئے دونوں مسلم تھے خدا نے ان دونوں کی دعا کو قبول کیا اور اس طرح قبول کیا کہ دنیا کے پانچہزار برس کے انقلابات بھی ان کی قبولیت کی صداقت کو دھبہ نہ لگا سکے وہ چند پتھروں سے چنی ہوئی چار دیواری جس کے چاروں طرف انسانی ہستی کی کوئی علامت نہ تھی کروڑہا انسانوں کا پرستش گاہ اور قبلہ وجوہ بنی اور خدا کے جلال اور قدوسیت نے تمام عالم میں صرف اس کی چھت کو اپنا نشیمن بنایا داؤد اور سلیمان کا وہ عظیم الشان ہیکل جس کو ہزاروں انسانوں کی سالہا سال کی محنت و مشقت نے لبنان کے صنوبر کے کندوں کا ایک شہر بنا دیا تھا چند صدیوں تک بھی وہ زندہ نہ رہ سکا اور وحشی حملہ آوروں نے بار بار اس کی عظیم الہیبۃ دیواروں کو غبار بنا کر اڑا دیا لیکن چند پتھروں سے چنی ہوئی اس چار دیواری کے گرد دعائے ابراہیمی نے ایک ایسا آہنی حصار کھینچ دیا تھا کہ پانچہزار برس کے اندر انقلابات ارضیہ و سماویہ نے سمندروں کو جنگل اور انسانی آبادیوں کو سمندروں کے طوفانوں کی صورت میں بدل دیا لیکن آج تک اس کی بنیادوں کو کوئی حادثہ اور کوئی مادی قوت صدمہ نہ پہنچا سکی یہاں تک کہ تاریخ عالم میں وہی ایک سرزمین ہے جس کی نسبت تاریخ دعویٰ کر سکتی ہے کہ اس کی مقدس و محترم خاک آج تک غیر قوموں کے گھوڑوں کی ٹاپوں سے محفوظ و مصئون ہے۔

اولم يروا انا جعلنا حرما آمنا ويتخطف الناس من حولهم افبالباطل يؤمنون وبنعمة الله يكفرون پ ع کیا ہماری اس قدرت کی نشانی کو لوگ نہیں دیکھتے کہ ہم نے حرم مکہ کو جو ایک غیر معروف و بے رونق خطہ تھا، امن اور حفاظت کا گھر بنا دیا اور ایک عالم نے اس کے گرد ہجوم کیا پھر کیا لوگ باطل پر ایمان لاتے اور اللہ کی نعمتوں کو جھٹلاتے ہیں؟

اور اگر کسی قوم نے اس کی عزت کو مٹانا چاہا تو خدائے قدوس کے دست کبریائی نے خود اس قوم کو صفحۂ ہستی سے مٹا دیا۔

الم تر كيف فعل ربك باصحاب الفيل الم يجعل كيدهم فى تضليل وارسل عليهم طيرا ابابيل ترميهم بحجارة من سجيل فجعلهم كعصف ماكول پ ع۔ اے پیغمبر کیا تم نے نہیں دیکھا کہ تمہارے پروردگار نے اس لشکر کے ساتھ کیا سلوک کیا جو ہاتھیوں کا ایک غول

لیکر مکہ پر حملہ آور ہوا تھا؟ کیا خدا نے ان کے تمام داؤ غلط نہیں کر دیئے؟ اور ان پر عذاب کے مخمس تون کے غول نازل کئے جنہوں نے ان کو سخت بربادی میں مبتلا کر دیا جو ان کے لئے کھدی گئی تھی یہانتک کہ پامال شدہ بیت کی طرح تباہ ہوگئے؛

یہ اس دعا کے پہلے ٹکڑے کی قبولیت تھی۔ باقی دو التجاؤں کو جس طرح خدا نے قبولیت بخشی اس کی صداقت بھی اس بیت خلیل کی صداقت سے کم نہیں۔

لقد من اللہ علی المومنین اذ بعث فیھم رسولا من انفسھم یتلوا علیھم آیاتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین پ ع۔ بیشک اللہ نے مسلمانوں پر بڑا احسان کیا کہ دعائے ابراہیمی کو قبول فرما کر انہی میں سے ان کی طرف اپنا رسول بھیجا جو ان کو احکام الٰہی پڑھکر سناتا ہے ان کے نفوس کا تزکیہ کرتا ہے اور ان کو علم و حکمت کی تعلیم دیتا ہے حالانکہ اس سے پہلے وہ سخت جہل و گمراہی میں مبتلا تھے۔

اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد

قرآن کریم میں ایک بڑا حصہ انبیائے سالفین کے قصص و اعمال کا ہے اس کا عام انداز بیان یہ ہے کہ وہ پہلے ایک خاص تعلیم پیش کرتا ہے اور پھر اس تعلیم کی صداقت کے لئے امم گذشتہ اور اعمال انبیائے سابقہ کے حالات و واقعات سے ایک خطابی استدلال کرتا ہے تاکہ امت مرحومہ کے سامنے تعلیم اور اس کے عملی نمونے اور نتائج دونوں موجود ہو جائیں۔

لیکن تمام قرآن میں اگر مسلمانوں کے سامنے کوئی کامل زندگی اور کسی زندگی کے اور سرتاپا اعمال بطور نمونہ کے پیش کئے گئے ہیں اور ان کے اتباع کی دعوت دی گئی ہے تو وہ صرف دو لوگ ہیں، خود شریعت اسلامیہ کے داعی کرام علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی نسبت سورۂ احزاب میں فرمایا کہ :-

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ لمن کان یرجوا اللہ والیوم الاخر وذکر اللہ کثیرا پ ع بیشک رسول اسکی زندگی میں تمہارے لئے ذکر اللہ اور یوم آخرت سے ڈرتے ہو اور کثرت کے ساتھ اس کا ذکر کرنے والے ہو پیروی و اتباع کے واسطے ایک بہترین نمونہ ہے؛

اور پھر سورۂ ممتحنہ، ملت حنیفی کے داعی اول حضرت ابراہیم خلیل اللہ علی نبینا وعلیہ السلام کی نسبت ارشاد ہوا۔

قد کانت لکم اسوۃ حسنۃ فی ابراھیم والذین معہ پ ع

بیشک تمہارے لئے ایک بہترین نمونۂ عمل حضرت ابراہیم اور ان کے ساتھیوں کے اعمال زندگی میں ہے۔

پھر اسی رکوع میں حضرت ابراہیم اور ان کے ساتھیوں کی تعلیم کی تشریح کرکے مکرر کہا۔

لقد کان لکم فیھم اسوۃ حسنۃ لمن کان یرجوا اللہ والیوم الآخر ومن یتول فان اللہ ھو الغنی الحمید پ ع

بیشک تمہارے لئے کہ اللہ اور یوم آخرت سے ڈرتے ہو ان لوگوں کی زندگی میں ایک بہترین نمونۂ عمل ہے اور جو شخص اس کی طرف سے منہ موڑے تو اللہ تو انسانوں کے اعمال کا کچھ محتاج نہیں ہے۔

میں نے جب اس امر پر غور کیا ہے کہ :-

(۱) تمام قرآن کریم میں بیسیوں انبیائے سالفین کے حالات و اعمال بیان کئے گئے ہیں لیکن کسی کی تمام تر زندگی کو بطور نمونے کے مسلمانوں کے سامنے پیش نہیں کیا ہے الا حضرت ابراہیم کی۔

(۲) تمام قرآن میں اسوۂ حسنہ کا لفظ صرف تین مقامات میں آیا ہے اول سورۂ احزاب میں آنحضرت صلعم کی نسبت اور سورۂ ممتحنہ میں دو مرتبہ حضرت ابراہیم کی نسبت اس کی علت کیا ہے۔

(۳) سورۂ احزاب اور سورۂ ممتحنہ دونوں سورتیں زیادہ تر احکام جہاد و قتال فی سبیل اللہ اور بعض مقالات کے نتائج اور خود ابتلاء آزمائش و عجائبات نصرت الٰہیہ کے بیان سے معمور ہیں پھر یہ دونوں آیتیں جن رکوعوں میں آئی ہیں وہ بھی تمام تر ذکر جہاد پر مبنی ہیں ضرور ہے کہ اس میں بھی کوئی علت ہو

(۴) دونوں مقامات میں پوری مماثلت حتیٰ کہ اشتراک جزئیات بیان بھی موجود ہے سورۂ احزاب میں اس آیت کا وہ موقعہ ہے۔ جہاں تک جنگ احزاب یا جنگ خندق کے واقعات کا تذکرہ کیا ہے اور زیادہ تر ان منافقین اور ضعیف القلب اشخاص کا حال بیان کیا ہے جو انہی تین ہزار کی جمعیت کے مقابلہ میں حملہ آور دس بارہ ہزار مسلح اور متحد قوت دیکھکر گھبرا اٹھے تھے پھر اس نصرت الٰہی کا حوالہ دیا ہے جس نے محصورین کو کامیاب کیا اور تمام حملہ آور ناکام و خاسر واپس گئے۔

ھنالک ابتلی المومنون وزلزلوا زلزالا شدیدا

ٹھیک یہی حال سورۂ ممتحنہ کے پہلے رکوع کا ہے فتح مکہ سے پیشتر جب آنحضرت نے چڑھائی کا ارادہ کیا تو حاطب بن ابی بلتعہ نامی ایک صحابی تھے جن کے اہل و عیال مکہ میں موجود تھے انہوں نے پوشیدہ طور پر ان کو اطلاع دیدی کہ اپنے تحفظ کا انتظام کر رکھیں وحی الٰہی سے یہ حال آنحضرت صلعم پر منکشف ہوگیا اور آدمی دوڑا کر وہ خط راہ سے واپس منگوالیا اس پر یہ سورہ نازل ہوئی۔

یا ایھا الذین امنوا لا تتخذوا عدوی وعدوکم اولیاء تلقون الیھم بالمودۃ وقد کفروا بما جاءکم من الحق پ ع

مسلمانو! ان کافروں اور دشمنان توحید کو اپنا دوست نہ بناؤ جو ہمارے اور تمہارے دونوں کے دشمن ہیں، یہ کیسی بات ہے کہ، تم ان سے نامہ و پیام جاری رکھتے ہو! حالانکہ تمہارے پاس جو حق و صداقت اللہ کی طرف سے آئی وہ اس سے انکار کر چکے ہیں"

حضرت ابراہیمؑ اور ان کے ساتھیوں کے "اسوۂ حسنہ" پر اسی رکوع میں توجہ دلائی گئی ہے۔ پھر آیات متعلق حرب و قتال و تشویق جہاد فی سبیل اللہ میں اس "اسوۂ حسنہ" پر توجہ دلانے کی کیا ضرورت تھی!

اصل یہ ہے کہ قرآن کریم اسلام کی جس حقیقت کو دنیا کے آگے پیش کرنا چاہتا تھا اس کے لحاظ سے اگر کوئی زندگی "اسوۂ حسنہ" ہو سکتی تھی تو وہ صرف حضرت ابراہیمؑ کی زندگی تھی اسلام ایک صداقت ہے اور اس لئے دنیا میں اس وقت سے موجود ہے جس وقت سے کہا جا سکتا ہے کہ دنیا میں صداقت ہے لیکن اس صداقت میں ہمیں کو ایک شریعت کی صورت میں سب سے پہلے حضرت ابراہیم ہی نے پیش کیا تھا اور یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم نے ان کو ہر جگہ ملت حنیفی کے اولین واعظ کی حیثیت سے پیش کیا ہے اور ان کی سب بڑی

خصوصیت یہ بتلائی ہے کہ:-

اذ قال له ربه اسلم قال اسلمت لرب العالمین پ ع

جب حضرت ابراہیمؑ سے ان کے پروردگار نے کہا کہ مسلم (یعنی سچے فرمانبردار) ہوجاؤ تو انہوں نے کہا کہ میں اسلام لایا تمام جہانوں کے پروردگار کے لئے"

چونکہ حضرت ابراہیم اسلام کے پہلے داعی تھے اس لئے ان کا وجود یکسر پیکر اسلام تھا اور اپنے ہر عمل حیات کے اندر اسلام کی حقیقت کا ایک عملی نمونہ رکھتا تھا وہ اسلام کے واعظ تھے اور واعظ کے لئے اولین شئے یہ تھی کہ اسلام کے ساتھ خود اپنی زندگی کا عملی نمونہ بھی پیش کرے اور جن حقیقتوں کی طرف دنیا کو دعوت دیتا ہے ان کو سب سے پہلے اپنے اوپر طاری کرے۔ حضرت ابراہیم نے ان حقائق کو اپنے اوپر طاری کیا اس لئے ان کا ہر عمل از سرتاپا مجسم اسلام تھا اور وہی پیروان اسلام کے لئے عملی نمونہ یا اسوۂ حسنہ ہوسکتا تھا یہی سبب ہے کہ خدا تعالیٰ نے ان کی زندگی کے تمام اعمال ہمیشہ کے لئے محفوظ کر دیئے اور ان کے ذکر کو بقائے دوام عطا فرمایا دنیا کے بڑے بڑے کشورستانوں عظیم الشان فاتحوں اور خشکیوں و سمندروں پر حکمرانی کرنے والی قوموں کو ہم آثار قدیمہ کے کھنڈروں اور بوسیدہ قبروں قومی سوانح عمری تاریخ کے کہنہ اوراق میں ضرور دیکھ سکتے ہیں مگر تمام مجمع اولین و آخرین میں ایک انسانی ہستی بھی ایسی نہیں مل سکتی جس کے اعمال حیات صفحوں اور مٹی کے ڈھیروں میں نہیں بلکہ کروڑہا زندہ انسانوں کے اعمال کے اندر سے اپنی حیات کا ثبوت دے سکتے ہوں ذی الحجہ کی نویں تاریخ کو دنیا کے سامنے اسوہ ابراہیمی کی لازوال زندگی کا کیا عجیب منظر ہوتا ہے جبکہ تاریخ کئی ہزار برس آگے بڑھکر پلٹتی ہے تاکہ اسلام کے واعظ اول کی زندگی کو ایک مرتبہ پھر دہرا دے لاکھوں انسانوں کا مجمع ہوتا ہے جن میں سے ہر وجود پیکر اسلام بن جاتا ہے اور تمام خلقت کی سلطنت، تعین اور تشخص کو فنا کر کے اس پورے مجمع کو ایک "ابراہیم خلیل" کی صورت میں نمایاں کردیتی ہے۔

ووهبنا لهم من رحمتنا وجعلنا لهم لسان صدق عليا اور ہم نے حضرت ابراہیم اور ان کی اولاد کو اپنی رحمت میں سے بڑا حصہ دیا اور ان کے لئے ایک اعلیٰ واشرف (طریق) ذکر خیر دنیا میں باقی رکھا۔

ذی الحجہ کی نویں تاریخ کو جب آپ چشم تصور سے دیکھیں گے تو آپ کے سامنے بندگان مخلصین کا ایک شہر آباد ہے لاکھوں انسان ایک ہی لباس اور ایک ہی صدا کے ساتھ ایک ہی کیلئے دیوانہ وار دوڑ رہے ہیں بیشک ابراہیم خلیل اللہ آج بھی زندہ ہے اور ہمیشہ زندہ رہے گا۔ جبکہ میدان حج میں لاکھوں انسانوں کی زبانوں سے صدائے لبیک اللہم لبیک نکلتی ہے تو اس ایک ہی ابراہیمؑ خلیل کی صدا ہوتی ہے جس نے آج سے پانچ ہزار برس پیشتر اپنے دوست کی صدائے یا عبدی کے جواب میں عاشقانہ محویت کے ساتھ لبیک کا نعرہ لگایا تھا وہ ایک ہی وجود کے اندر کب محدود نہ ہو کر فنا ہوجاتا وہ تو اپنے اندر ایک پوری امت رکھتا تھا اس لئے آج بھی اپنی امت کی صورت میں موجود ہے اور قیامت تک موجود رہے گا۔

ان ابراهيم كان امة قانتا لله حنيفا ولم يك من المشركين بیشک ابراہیم تھے ایک پوری اطاعت شعار امت تھا اور ایک ہی خدا کا ہو رہا تھا:

ليس على الله بمستنكر ان يجمع العالم في واحد خدا اس بات سے عاجز نہیں کہ ساری مخلوق کو ایک جگہ جمع کردے۔

اُسوۂ ابراہیمی و حقیقت اسلامی

ذہاب الی اللہ و جہاد فی سبیل اللہ

یہی سبب ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کی ہر بات اسلام تھی حقیقت اسلامی میں ان کا وجود اس طرح فنا ہوگیا تھا کہ خود ان کی کوئی ہستی باقی نہیں رہی تھی جبکہ ستاروں کی عجیب دلفریب روشنی ان کے سامنے آئی چاند کی دلفریبی نے ان کو آزمانا چاہا اور سورج اپنی سطوت و عظمت کو چمکاتا کہ ان کی فطرت کو مرعوب کرسکے تو اسلام ہی تھا جس نے اندر سے صدا دی انی لا احب الافلین میں فنا پذیر ہستیوں کو دوست نہیں رکھتا۔

انی وجهت وجهي للذي فطر السموات والارض حنيفا وما انا من المشركين میں ہر طرف سے کٹ کر صرف اس ایک ذات کا ہوگیا ہوں جس نے زمین و آسمان کو پیدا کیا الحمد للہ کہ میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔

وكذلك نري ابراهيم ملكوت السموات والارض وليكون من الموقنين اور اسی طرح ہم نے ابراہیم کو آسمان و زمین کے مناظر و عجائب دکھلائے تاکہ وہ کامل یقین کرنے والوں میں سے ہوجائے"

انہوں نے جب آنکھ کھولی تو ان کے چاروں طرف بت پرستی کے مناظر تھے انہوں نے خود اپنے گھر کے اندر جس کسی کو دیکھا اس کے ہاتھ میں سنگتراشی کے اوزار اور بتوں کے ڈھانچے تھے اور ہر طرف بازاروں میں پھرے مگر جس طرف دیکھا بتوں کے آگے جھکے ہوئے سر تھے اور جس طرف کان لگا یا خداوندی کی صدائیں آرہی تھیں پھر وہ کونسی چیز تھی جس نے تمام ان چیزوں سے بیزار جو آنکھوں سے دکھی اور کانوں سے سنی جاتی ہیں ان کے دل میں ایک ان دیکھے محبوب کے عشق کی لگن لگادی اور ایک ان سنے نغمے کی تلاش میں ان کے ساحر کو آوارہ کردیا؟ ان کے سامنے تو بتوں کی قطاریں تھیں جن کو ان کی آنکھیں دیکھتی تھیں پھر وہ کون تھا جو ان کے اندر بیٹھا ہوا خدائے قدوس کو دیکھ رہا تھا اور اس قدر قدرتی جوش و قوت کے ساتھ جو کسی بلندی سے گرنے والے آبشار یا کسی زمین سے ابلتے ہوئے چشمے میں ہوتا ہے ان کی زبان سے فاطر السموات والارض کی یہ شہادت دے رہا تھا۔

الذي خلقني فهو يهدين والذي هو يطعمني ويسقين واذا مرضت فهو يشفين والذي يميتني ثم يحيين والذي اطمع ان يغفر لي خطيئتي يوم الدين پ - وہ جس نے مجھکو پیدا کیا اور پھر ہدایت کی راہیں کھولدیں وہ کہ بھوکا ہوتا ہوں تو کھلاتا اور پیاسا ہوتا ہوں تو پلاتا ہے اور وہ جبکہ اپنی بداعمالیوں سے بیمار پڑتا ہوں تو اپنی رحمت کو شفا دیتا ہے جو موت کے بعد حیات بخشے گا اور جس کی رحمت سے امید رکھتا ہوں کہ قیامت کے دن میری خطاؤں سے درگزر کریگا۔

اور پھر یہ کیا تھا کہ جبکہ ان کا سنگتراش چچا پتھروں سے پرستش کی صورتیں بناتا تھا تو بے اختیار ان کی زبان سے نکلتا تھا کہ انني براء مما تعبدون

واذ قال ابراھیم لابیہ وقومہ اننی براء مما تعبدون الا الذی فطرنی فانہ سیھدین ﴿﴾ اور جب ابراہیمؑ نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا کہ تم جن بت پرستیوں میں مبتلا ہو مجھے اس سے کوئی سروکار نہیں البتہ مجھکو اس ان دیکھی ذات سے سروکار ہے جس نے میری خلقت بنائی اور یقین ہے کہ وہی مجھپر اپنی راہ کھول دیگا۔

دراصل یہ وہی "حقیقت اسلامیہ" تھی جس نے ان کے بعد کو آنے والی امتوں کے لئے اسوہ حسنہ بنا دیا تھا اور جس کی وصیت انہوں نے اسحٰق اور اسمٰعیل (علیہما السلام) کو کی اور پھر انہوں نے یعقوب کو اور اسکے بعد نسلاً بعد نسل سلسلہ ابراہیمی میں منتقل ہوتی رہی۔

ووصی بہا ابراھیم بنیہ ویعقوب یا بنی ان اللہ اصطفی لکم الدین فلا تموتن الا وانتم مسلمون ﴿﴾ اور یہی اسلام تھا جس کی وصیت ابراہیمؑ اپنی اولاد کو کر گئے اور پھر یعقوب بھی کہ اے فرزندو! رب نے تم کو دین اسلام سے ممتاز فرمایا پس تم زندگی بھر اسی کی تعلیم و نیاز پر رہنا تو اسی طریقہ پر مرنا۔ یہی حقیقت وہ روح اعظم تھی جو آدمؑ کے کالبد میں پھونکی گئی۔ ونفخت فیہ من روحی اور جو اس آدمؑ میں اپنی روح پھونکی اور یہی وہ روح الٰہی ہے جو شریعت ابراہیمی سے منسوب ہو کر سلسلہ ابراہیمی کی آخری امت یعنی امت مرحومہ میں ظہور کرنے والی تھی اور جس کے یوم ظہور کی ایک رات ایام الٰہیہ کے گذشتہ ہزار مہینوں پر فضیلت رکھتی تھی!

انا انزلناہ فی لیلۃ القدر وما ادراک ما لیلۃ القدر لیلۃ القدر خیر من الف شھر تنزل الملئکۃ والروح فیھا باذن ربھم من کل امر سلام ھی حتی مطلع الفجر ﴿﴾

ہم نے اسلام کو بصورت قرآن لیلۃ القدر میں نازل کیا اور تم جانتے ہو کہ لیلۃ القدر کیا ہے وہ ایک ایسی رات ہے جو ہزار مہینوں پر افضلیت رکھتی ہے اس رات ملائکہ اور "روح" کا نزول ہوتا ہے جو اپنے پروردگار کے حکم سے نظم روحانی کے تمام امور کے لئے آتے ہیں وہ رات امن اور سلامتی کی رات ہے طلوع صبح تک۔

اور یہی وہ حقیقت تھی جو ان تمام حقیقتوں سے جو یہودیت یا مسیحیت کر تعبیر کی جا سکتی ہیں۔ اعلیٰ و ارفع تھی کیونکہ یہ تمام شاخیں اسی حقیقت مطلق کی جڑ سے نکلی تھیں پس اصل کی موجودگی میں فرع میں اتر سے اور کل کے سامنے جزء بے حقیقت ہے یہی سبب ہے کہ جب اس اصل کا ظہور کی تکمیل کا آخری بروز ہوا تو کہا گیا کہ وقالوا کونوا ھودا او نصاری تھتدوا قل بل ملۃ ابراھیم حنیفا وما کان من المشرکین ﴿﴾

یہود و نصاریٰ کہتے ہیں کہ یہودی یا نصرانی بن جاؤ تاکہ ہدایت پاؤ لیکن ان سے کہدو کہ نہیں بلکہ ملت ابراہیمی جو تمام ادیان کی حقیقت ہے اور وہ تمہاری طرح مشرکوں میں سے نہ تھا!

اور یہی وہ انسان کی "فطرت اصلی" جس کو "اسلام" کے سوا قرآن کریم نے "قلب سلیم" کے لقب سے بھی یاد کیا ہے یعنی قلب انسانی کی وہ اصلی حالت جو خارجی اثرات ضلالت سے بالکل محفوظ ہو یا فطرت اصلی کا وہ ذوق صحیح جس کا ذائقہ کسی عارضی بیماری کے اثر سے بگڑ نہ گیا ہو کیونکہ انسان کے اندر جو کچھ ہے وہ اسلام ہے اور کفر جب آتا ہے تو باہر سے آتا ہے یہی سبب ہے کہ حضرت ابراہیم کی نسبت تصریح کر دی کہ اذ جاء ربہ بقلب سلیم ﴿﴾ جب حضرت ابراہیم اپنے رب کی طرف "قلب سلیم" کے ساتھ متوجہ ہوئے اور پھر سورہ شعراء کے چوتھے رکوع میں جب حضرت ابراہیمؑ نے آزر کی ضلالت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے دعا مانگی ہے تو اس میں بھی یہی فرمایا:-

یوم لا ینفع مال ولا بنون الا من اتی اللہ بقلب سلیم ﴿﴾

وہ آخری روز عدالت جبکہ نہ تو مال و دولت کام دیگی اور نہ اہل و عیال کام آئینگے یعنی کوئی مادی شے مفید ہوگی، مگر صرف وہ کامیاب ہوگا جس کے پہلو میں قلب سلیم ہے!

یہی وہ قلب سلیم تھا جس پر اصنام مادیہ کے بیشمار مناظر فتح نہ پا سکے اور اس نے ابراہیم کے دل کے اندر سے ناظر ملکوت السموات والارض کے وجود پر شہادت دی قال ربکم رب السموات والارض الذی فطرھن وانا علی ذالکم من الشاھدین ﴿﴾ ابراہیمؑ نے اپنی قوم کو جواب میں کہا کہ وہ آسمان و زمین کا ناظر جس نے ان کو پیدا کیا تمہارا بھی پروردگار ہے اور میں اس کے وجود پر شہادت دیتا ہوں۔

حقیقت اسلامی کی اصلی آزمائش

اور سب سے آخر یہ کہ جب حقیقت اسلامی کی آخری مگر اصلی آزمائش کا وقت آیا تو وہ اسلام ہی تھا جس نے ابراہیمؑ کے ہاتھ میں چھری دیدی تاکہ فرزند عزیز کو ذبح کر کے محبت ماسوی اللہ کی قربانی کرے اور اسلام ہی تھا جس نے اسمٰعیل کی گردن جھکا دی تاکہ اپنی جان عزیز کو اس کی راہ میں قربان کر دے جب کہ اس نے پوچھا یا بنی انی اری فی المنام انی اذبحک فانظر ماذا تری ﴿﴾ اے فرزند عزیز میں نے خواب دیکھا ہے کہ تجھے اللہ کے نام پر ذبح کر رہا ہوں پھر تیرے خیال میں یہ بات کیسی ہے؟

تو یہ صدا ابراہیمی کی نہیں بلکہ اسلام ہی کی صدا تھی اور پھر جب اس کے جواب میں اسمٰعیل نے کہا کہ یا ابت افعل ما تؤمر ستجدنی ان شاء اللہ من الصابرین اے باپ یہ تو خدا کی مرضی اور اس کے حکم کا اشارہ ہے جو اس کا حکم ہے اس کو بلا تامل انجام دیجئے اگر اسی خدا کی مرضی ہوئی تو آپ دیکھ لیں گے کہ میں صبر کرنے والوں میں سے ہوں گا"

تو یہ بھی اسمٰعیل کی نہیں بلکہ اسلام ہی کی صدا تھی پھر جب باپ نے بیٹے کو پیشانی کی طرف سے پچھاڑ کے زمین پر گرا دیا تو وہ اسلام ہی کا ہاتھ تھا جو ابراہیمؑ کے اندر سے کام کر رہا تھا اور جب بیٹے نے اس ذوق و شوق کے ساتھ جو ایک پیاسے کو آب شیریں سے ہوتا ہے اپنی گردن مضطرب ہو کر چھری سے قریب کر دی تو وہ حقیقت اسلامی ہی کی محویت کا اثر تھا جس نے نفس اسماعیل کو فنا کر دیا تھا اور اسی فنا سے مقام ایمان کو بقا کی سند ملی۔ سلام علی ابراھیم کذالک نجزی المحسنین انہ من عبادنا المومنین پس سلام ہو حقیقت اسلامی کی قربانی کرنے والے ابراہیم پر! ہم مقام احسان تک پہنچنے والوں کو (بقائے دوام) الہٰی بدلہ عطا فرماتے ہیں بیشک وہ ہمارے حقیقی مومن بندوں میں سے تھا۔ اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد

غافل مروکہ تا در بیت الحرام عشق
صد منزل است منزل اول قیامت است

الغرض اس نیرنگ ساز ازل کے کاروبار محبت کی بوقلمونی کو کیا کہئے کہ اس کے حریم محبت کی ساری آرائش دوستوں کے خون کے چھینٹوں اور مضطرب لاشوں کی تڑپ ہی سے ہے وہ دوستوں کو بلواتا ہے مگر دشمنوں کو جنت دیتا ہے باپ کے ہاتھ میں چھری دیتا ہے کہ بیٹے کو قتل کرے اور بیٹے سے کہتا ہے کہ خوش خوش گردن جھکا دے کہ یہاں جان دینا ہی نہیں بلکہ جان دینے کو روز عیش و نشاط سمجھنا بھی شرط ہے ؎

آہ این چہ دوستی است کہ سرہائے یکدگر
خویشاں بریدہ بردہ و قاتل نہادہ اند

ابراہیم کے دل میں اپنی محبت کے ساتھ بیٹے کی محبت گوارا نہ ہوئی اور اسمٰعیل نے بعد میں جب جگر کو دیکھا تو محبت غیر کی جان کی پرچھائیں نظر آئی کہ

عشق است و ہزار بدگمانی

غیرت الٰہی نے اس کو بھی منظور نہیں کیا حکم ہوا کہ محبت کے مکان کو ایک ہی مکین کے لئے خالی کر دو پھر اس طرف نظر اٹھا کر دیکھنا الغیرۃ من صفات حضرت الربوبیۃ محبت کی عشق آموزی کا پہلا سبق غیرت ہے اور یہی معنی اس آیت کریمہ کے ہیں کہ ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر ما دون ذلک لمن یشاء اللہ تمہارے تمام گناہوں سے درگذر کر سکتا ہے مگر اس کو کبھی معاف نہیں کر سکتا کہ تم اس کی محبت میں کسی دوسرے کو شریک کرو سلطان محبت تمام گناہوں کو معاف کر سکتا ہے مگر اس کی عدالت میں دل کی تقسیم کا کوئی قانون نہیں ہے آپ کا دوست ہزار طرح کی ادا نیاں کرے آپ کا دل محبت پرست اس کی شفاعت سے باز نہ آئیگا لیکن آپ اس گوشہ نظر سے بھی درگذر کر سکتے ہیں جو اپنی طرف نہیں بلکہ کسی دوسری جانب تھی! جو محبت غیر کی شب بیداریوں سے پیدا ہوا ہو؟ اگر کبھی اس کوچے میں گذر ہوا ہے تو اپنے دل سے پوچھ لیجئے کہ میں کیا کہہ رہا ہوں البتہ اس مسئلے کے سمجھنے کے لئے مدرسے سے باہر بھی کچھ سیکھنا ضروری ہے

کیں مسئلہ در نسخۂ محمود و ایاز است

عود الی المقصود

اب میں اپنے اصل مقصد سے بہت قریب آگیا ہوں یہی آخری حالت وہ حقیقت اصل تھی جس کو آغاز مضمون سے میں "حقیقت اسلامی" کے لفظ سے تعبیر کرتا آیا ہوں یہی دعوت اسلام کا وہ عملی نمونہ تھا جس نے اسوۂ ابراہیمی کی شکل میں ظہور کیا یہی لفظ "اسلام" کا وہ شاہد معنی تھا جس کے روئے مشاہدہ آرا کو دست خلیل اللہ نے بے نقاب کر دیا یہی وہ لیلائے حقیقت تھی جس کے حسن وصال پر نفس و جان کی قربانیوں کے پردے پڑے ہوئے تھے لیکن اس نجد خلت کے تاجدار محبت کے لئے مانع نہ ہو سکے اور عشاق حقیقت کے لئے اس کی جلوہ فروشیوں کو عام کر دیا اور یہی وہ اصل اسلام ہے جسے قرآن کریم اپنی اصطلاح میں "جہاد" فی سبیل اللہ تعبیر کرتا ہے اور کبھی "اسلام" کی جگہ جہاد اور مسلم کی جگہ "مجاہد" بولتا ہے اور پھر یہی وہ اسوۂ حسنہ ہے جس کی طرف وہ تمام پیروان ملت حنیفی کو دعوت دیتا ہے اور کہتا ہے کہ:-

قد کانت لکم اسوۃ حسنۃ فی ابراہیم والذین معہ (رتپ ع)

بیشک حضرت ابراہیم اور ان کے ساتھیوں میں پیروی و اتباع کے لئے ایک بہترین نصب العین اور ایک نمونہ زندگی ہے؛

پس قسم ہے اس خدائے اسلام کی جس نے ابراہیم اور اسمٰعیل کی قربانی کو بخشش اور اس کو ملت حنیفی کے لئے اسوۂ حسنہ بنایا (وانہ لقسم لو تعلمون) کہ اسلام اور جہاد ایک ہی حقیقت کے دو نام ہیں اور ایک ہی معنے کے لئے دو مرادف الفاظ ہیں اور اسلام کے معنی جہاد ہیں اور جہاد کے معنی اسلام۔ پس کوئی ہستی مسلم ہو نہیں سکتی جب تک وہ مجاہد نہ ہو اور کوئی مجاہد ہو نہیں سکتا جب تک کہ مسلم نہ ہو۔ اسلام کی لذت اس بدبخت کے لئے حرام ہے جس کا ذوق ایمانی لذت جہاد سے محروم ہو اور زمین پر گو اس نے اپنا نام مسلم رکھا ہو لیکن اس کو کہہ دو کہ آسمانوں میں اس کا شمار کفر کے زمرے میں ہے۔ فالجہاد الجہاد الجہاد فی سبیل اللہ! ایہا المسلمون الغافلون عن حقیقۃ الاسلام والجہاد! اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر وللہ الحمد!

جبکہ ایک دنیا "لفظ جہاد" کی دہشت سے کانپ رہی ہے جبکہ عالم مسیحی کی نظروں میں یہ لفظ ایک عفریت مہیب یا ایک حربۂ بے امان ہے جبکہ اسلام کے دعیان حمایت نصف صدی سے کوشش کر رہے ہیں کہ کفر کی رضا کے لئے اسلام کو مجبور کریں کہ اس لفظ کو اپنی لغت سے نکال دے جبکہ بنا بریں انہوں نے کفر و اسلام کے درمیان ایک راضی نامہ لکھ دیا ہے کہ اسلام لفظ جہاد کو بھلا دیتا ہے کفر اپنے توحش کو بھول جائے اور جبکہ آجکل ملحدین مسلمین متفرنجین مفسدین کا ایک "حزب الشیطان" بے چین ہے کہ بس چلے تو یورپ سے درجۂ تقرب حاصل کرنے کے لئے تحریف الکلم عن مواضعہ کے بعد اس سرے سے اس لفظ ہی کو قرآن سے نکال دے تو پھر یہ کیا ہے کہ میں نہ صرف "جہاد" کو ایک رکن اسلامی، ایک فرض دینی، ایک حکم شریعت بتلاتا ہوں بلکہ صاف صاف کہتا ہوں کہ اسلام کی حقیقت ہی جہاد ہے دونوں لازم ملزوم ہیں اسلام سے اگر جہاد کو الگ کر لیا جائے تو وہ ایک لفظ ہوگا جس میں معنی نہیں ہیں پھر کیا میں ان تمام عمال مصلحین متفرنجین کو غارت کرنا چاہتا ہوں جو انہوں نے تطبیق بین التوحید والتثلیث یا اسلام اور مسیحیت کے عقد اتحاد کے لئے انجام دی ہیں؟ وہ اصلاح جدید کی شاندار عمارتیں جو مغربی تہذیب و شائستگی کی ارض مقدس پر کبھی کی کھڑی کی گئی ہیں کیا دعوت جہاد دے کے میں جنود مجاہدین کو بلاتا ہوں کہ اسلام کی زندگی کا افق جو حرارت حیات کی گرد سے پاک کر دیا گیا تھا مجاہدین کی اڑائی ہوئی خاک سے پھر غبار آلود ہو جائے۔

ہاں اے غارتگران حقیقت اسلامی، اے دزدان متاع ایمانی اور اے مفسدین ملت سب کا استقصا ممکن نہیں، تاہم ہر ایک دو آیتوں پر نظر ڈالنے سے یہ امر بالکل واضح ہو جاتا ہے مثلاً احکام طلاق کی آیات میں ایک موقعہ پر فرمایا۔ وان اردتم ان تسترضعوا اولادکم فلا جناح علیکم اذا سلمتم ما اتیتم بالمعروف اگر تم چاہو کہ اپنے بچے کو کسی دایہ سے دودھ پلواؤ تو اس میں کچھ گناہ نہیں بشرطیکہ دستور کے مطابق ان کی ماؤں کو جو دینا کیا تھا وہ ان کے حوالہ کر دو۔

اس آیت میں سلمتم حوالہ کر دینے کے معنے میں صاف ہے اسی طرح بمعنی اطاعت وانقیاد و گردن نہادن کے بیسیوں جگہ فرمایا ہے:-

وللہ اسلم من فی السموات والارض طوعاً وکرہاً وقالت الاعراب آمنا قل لم تؤمنوا ولکن قولوا اسلمنا اس آسمان و زمین میں کوئی نہیں

جو چار و ناچار دین الٰہی کا حکمبردار اور مطیع و منقاد نہ ہو۔

اور یہ جو عرب کے دیہاتی کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے تو ان سے کہدو کہ تم ابھی ایمان نہیں لائے کیونکہ وہ دل کے اعتقاد کامل کا نام ہے جو تمہیں نصیب نہیں البتہ یوں کہو کہ ہم نے اس دین کو مان لیا۔

ہر شے کی اصل حقیقت وہی ہوسکتی ہے جو اس کے نام کے اندر موجود ہو دین الٰہی کی حقیقت لفظ اسلام کے معنے اطاعت، انقیاد، گردن نہادن، اور کسی چیز کے حوالہ کر دینے کے ہیں پس اسلام کی حقیقت یہی ہے کہ انسان اپنے پاس جو کچھ رکھتا ہے خدا تعالیٰ کے حوالے کر دے اس کی تمام قوتیں اسکی تمام خواہشیں اس کے تمام جذبات اس کی تمام محبوبات غرضکہ سر کے بالوں کی جڑ سے لیکر پاؤں کے انگوٹھے تک جو کچھ اس کے اندر ہے اور جو کچھ اپنے سے باہر اپنے پاس رکھتا ہے سب کچھ ایک لینے والے کے سپرد کر دے وہ اپنے تمام جسمانی و دماغی کے ساتھ خدا کے آگے جھک جائے اور ایک مرتبہ ہر طرف سے منقطع ہو کر اور اپنے تمام رشتوں کو توڑ کر اس طرح گردن رکھدے کہ پھر کبھی نہ اپنے نفس کی حکومت سے باغی ہو جائے اور احکام الٰہیہ کا مطیع و منقاد۔

یہی وہ حقیقت اسلامی کا قانون فطری ہے جو تمام کائنات عالم میں جاری و ساری ہے اس کی سلطنت سے زمین و آسمان کا ایک ذرہ بھی باہر نہیں ہر شے جو اس حیات کدۂ عالم میں وجود رکھتی ہے اپنے اعمال طبعی کے اندر اس حقیقت اسلامی کی ایک مجسم شہادت ہے کون ہے جو اس کی اطاعت و انقیاد سے آزاد اور اسکے سامنے سے اپنے سر کو اٹھا سکتا ہے اس نے کہا کہ میں کبیر المتعال ہوں پھر کونسی ہستی ہے جو اس کی کبریائی و جبروت کے آگے اپنے اندر اسلامی انقیاد کی ایک صدائے عجز نہیں رکھتی؟ زمین پر ہم چلتے ہیں اور آسمان کو دیکھتے ہیں لیکن دونوں اسی حقیقت اسلامی کی طرف داعی نہیں ہیں۔

ملکوت السموات والارض اور حقیقت اسلامی کا قانون عام

زمین کو دیکھیے جو اپنے گرد وغبار کے اندر ارواح نباتاتی کی ایک بہشت ہے جس کے الوان جمال سے اس حیات کرۂ ارضی کی ساری دلفریبی اور رونق ہے جس کی غذا بخشی انسانی خون کے لئے سر چشمۂ تولید ہے اور جو اپنے اندر زندگیوں اور ہستیوں کا ایک خزانہ لازوال رکھتی ہے کیا اس کی وسیع سطح حیات پر ہر ایک ذرۂ ہستی بھی ہے جو اس حقیقت اسلامی کے قانون عام سے مستثنیٰ ہو کیا اس کائنات نباتاتی کا ایک ایک ذرہ خدائے اسلام کے قائم کئے ہوئے حدود و نوامیس کا مسلم یعنی اطاعت شعار نہیں ہے۔

بیج جبکہ زمین کے سپرد کیا جاتا ہے تو فوراً لے لیتی ہے کیونکہ اس کے بنانے والے نے اس کو ایسا ہی حکم دیا ہے لیکن پھر اگر تم وقت سے پہلے واپس مانگو تو نہیں دے سکتی کیونکہ اس کا سر خدا کے آگے جھکا ہوا ہے اور خدا نے ہر بات کے لئے ایک وقت مقرر کر دیا ہے و لکل اجل کتاب پس محال ہے کہ اس کی خلاف ورزی کرے اور حقیقت اسلامی کے قانون عام کی مجرم ہو۔

قانون الٰہی نے زمین کی قوت نامیہ کے ظہور کے لئے مختلف وقت مقرر کر دیئے ہیں اور ہر وقت کے لئے ایک وقت خاص الگ دیا ہے زمین کی آمادگی کے بعد اس میں بیج ڈال دیا جاتا ہے۔ آفتاب کی تمازت اس کو حرارت پہنچاتی ہے اور ہوا اور موسم موافق کی رطوبت اس کی پرورش میں اعتدال پیدا کرتی ہے پانی کا بقدار مناسب حصول اس کے نشو و نما کو زندگی کی تازگی بخشتا ہے یہ تمام چیزیں ایک خاص ترتیب و تناسب کے ساتھ اس کو مطلوب ہیں پھر بیج کے گلنے اور مٹی کے اجزائے نباتاتی کی آمیزش کونپلوں کے پھوٹنے ان کے بتدریج بلند ہونے اور اس کے بعد شاخوں کے انشعاب اور پتوں اور پھولوں کی تولید ان تمام مرحلوں سے اس بیج کا درجہ بدرجہ گزرنا ضروری ہے اور ہر زمانے کیلئے ایک خاص حالت اور مدت مقرر کر دی گئی ہے یہی تمام مختلف مراحل و منازل زندگی پیداوار کے لئے ایک شریعت الٰہیہ ہیں جس کی اطاعت کائنات نباتات کی ہر روح پر فرض کر دی گئی ہے پھر کیا ممکن ہے کہ زمین ایک لمحہ یا ایک منٹ اور ایک مستثنیٰ مثال سکتے ہی اس شریعت کے مسلم ہونے یعنی اس کی اطاعت سے انکار کرے اور پھر اگر اس کی خلاف ورزی کی جائے تو کیا ممکن ہے کہ ایک دانہ بھی بار آور اور ایک پھول بھی شگفتہ ہو؟

ایک درخت ہے جو پانچ سال کے اندر پھل لاتا ہے پھر تم کتنی ہی کوشش کرو پانچ ماہ کے اندر وہ کبھی پھل نہیں دیگا۔ ایک پھول ہے جس کے پودے کو زیادہ مقدار میں حرارت مطلوب ہے پھر محال ہے کہ وہ سائے میں زندہ رہ سکے کیوں اس لئے کہ پانچ سال کے اندر اس کا بلوغ کو پہنچنا اور دھوپ کی تیزی میں اس کا نشو و نما پانا شریعت الٰہی نے مقرر کر دیا ہے پس وہ مسلم ہے اور حقیقت اسلامی کا قانون عام اس کو سرکشی و خلاف ورزی کا سر اٹھانے نہیں دیتا۔

وله من فی السموات والارض کل له قانتون اور جو کچھ آسمان میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے سب اسی کا ہے اور سب اسی کے حکم کے تابع اور منقاد ہیں۔

پس فی الحقیقت زمین کے عالم نظم و تدبیر میں جو کچھ ہے حقیقت اسلامی ہی کا ظہور ہے وفی الارض آیات للموقنین اور زمین میں ارباب یقین کے لئے ہزاروں نشانیاں بھری پڑی ہیں،

یہ سر بفلک پہاڑوں کی چوٹیاں جو اپنے عظیم الشان قامتوں کے اندر خلقت کائنات کی سب سے بڑی عظمت رکھتی ہیں! یہ شیریں اور حیات بخش دریا جو کسی مخفی تعلیم کے نقشے کے مطابق زمین کے اندر گاہ مستقیم اور گاہ پیچ و خم راہ پیدا کرتے رہتے ہیں! یہ خوفناک و قہار سمندر جس کی بے کنار سطح ہیبت کے نیچے طرح طرح کے دریائی حیوانات کی بیشمار اقلیمیں آباد ہیں غور کیجئے کہ کیا سلطان اسلام کی حکومت سے باہر ہیں پہاڑ کی چوٹیوں کے سر گو بلند ہیں مگر اطاعت کے اسلامی شعارانہ سر جھکے ہوئے ہیں۔ زمین کا جو گوشہ اور سمندر کا جو کنارہ ان کو دیدیا گیا ہے ممکن نہیں کہ وہ ایک انچ بھی اس سے باہر قدم رکھ سکیں ان کے ارتقائے جسمانی کے لئے جو غیر محسوس رفتار نمو شریعت الٰہی نے مقرر کر دی ہے محال ہے کہ اس سے زیادہ آگے بڑھ سکیں۔ انقلابات طبعیہ کا حکم الٰہی ان کو ریزہ ریزہ کر دے پر وہ اپنی جگہ سے ہل نہیں سکتے اسی طرح دریاؤں اور سمندروں کی طرف کان لگائیے کہ ان کی زبان حال سے حقیقت اسلامی کی کیسی عجیب شہادت ملے رہی ہے آپ نے سمندروں کے طوفانوں اور موجوں کی صورت میں دیکھا ہے کہ پانی کی سرکشیاں کیسی شدید ہوتی ہیں لیکن اس سرکشی اور شورش و دبدبہ پر جب حقیقت اسلامی کی اطاعت و انقیاد کا قانون نافذ ہوا تو اس عجز و تذلل کے

ساتھ اس کا سر جھک گیا ہے۔ ایک طرف میٹھے پانی کا دریا بہہ رہا ہے اور دوسری طرف کھاری پانی کا بحر زخار ہے۔ دونوں اس طرح ملے ہوئے ہیں کہ کوئی شے ان میں حائل نہیں مگر نہ تو دریائی پانی سمندر کی سرحد میں قدم رکھتا ہے اور نہ سمندر اپنی بے پناہ طاقت کے باوجود یہ جرأت کرتا ہے کہ اپنی سرکش موجوں سے اس پر حملہ کرے۔

مرج البحرین یلتقیان بینهما برزخ لا یبغیان فبای آلاء ربکما تکذبان
اس نے دو کھاری اور میٹھے پانی کے سمندروں کو جاری کیا کہ دونوں آپس میں ملے ہوئے ہیں تاہم پھر بھی ایک دوسرے سے مل نہیں سکتے کیونکہ دونوں کے درمیان اس نے ایک حد فاصل مقرر کر دی ہے۔

دوسری جگہ فرمایا۔

وهو الذی مرج البحرین هذا عذب فرات وهذا ملح اجاج وجعل بینهما برزخا وحجرا محجورا۔ اور وہی قادر مطلق ہے جس نے دو دریاؤں کو آپس میں ملایا۔ ایک کا پانی شیریں و خوش ذائقہ اور ایک کا کھارا کڑوا اور پھر دونوں کے درمیان ایک ایسی حد فاصل اور روک رکھ دی کہ دونوں باوجود ملنے کے بالکل الگ رہتے ہیں۔

اب نظر ذرا اوپر اٹھاؤ اور ملکوت السموات کے ان اجرام عظیمہ کو دیکھو جن کے مرتبات ہمیشہ سے یہ سطح نیلگوں ادراک انسانی کا سب سے بڑا منظر تعجب ہے۔ عظیم الشان نیر تاباں تجلی جو روز ہمارے سروں پر چمکتا ہے جس کی فیضان بخشی حیات تمیز قرب و بعد میں مانند ہے جس کی جذب و انجذاب کائنات عالم کے لئے مرکز قیام ہے جس کی چشمہ ضیا و نور اجسام سماویہ کے لئے تنہا وسیلہ منیر ہے اور جس کا قہر حرارت کسی تجلی گاہ حقیقی کا سب سے بڑا عکس جلال ہے غور کرو تو اپنے اندر حقیقت اسلامی کی کیسی موثر شہادت مبین رکھتا ہے! وہ جس کی جبروت عظمت کے آگے تمام کائنات کا سر جھکا ہوا ہے کیسے مطیعانہ انکسار کے ساتھ فاطر السموات کے آگے سر بسجود ہے کہ ایک لمحہ اور ایک عشر دقیقہ کے لئے بھی اپنے اعمال و افعال کے مقرر کردہ حدود سے باہر قدم نہیں رکھ سکتا۔

تبارک الذی جعل فی السماء بروجا وجعل فیها سراجا وقمرا منیرا۔ کیا مبارک ہے ذات قدوس اس کی جس نے آسمان میں گردش سیارات کے دائرے بنائے اور اس میں آفتاب کی مشعل روشن کر دی اور نیز روشن و منور چاند بنایا۔

پھر اسی طرح اور تمام اجرام سماویہ کو دیکھو اور ان کے افعال و خواص کا مطالعہ کرو۔ ان کے طلوع و غروب ایاب و ذہاب، حرکت و رجعت جذب و انجذاب اثر و تاثیر اور فعل و انفعال کے لئے جو قوانین رب السموات نے مقرر کر دیئے ہیں کس طرح ان کی اطاعت و انقیاد کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہیں! یہی قوانین ہیں جن کو قرآن کریم "حدود اللہ" کے لفظ سے تعبیر کرتا ہے اور یہی قیم ہے جو تمام نظام کائنات کے لئے بمنزلہ مرکز قیام و حیات ہے عالم ارضی و سماوی کا کوئی مخلوق نہیں جو اس دین الٰہی کا پیرو نہ ہو اور آفتاب سے لیکر خاک کے ذرے تک کوئی نہیں جو اس کی اطاعت سے انکار کرے۔

الشمس والقمر بحسبان والنجم والشجر یسجدان والسماء رفعها ووضع المیزان الا تطغوا فی المیزان۔ اسی کے حکم سے سورج اور چاند ایک حساب معین پر گردش میں ہیں اور تمام عالم نباتات کے سر اسی کے آگے جھکے ہوئے ہیں اور اسی نے آسمان کو بلندی قرار دیا اور قانون الٰہی کا میزان بنایا تاکہ تم اندازہ کرنے میں حد عدل سے تجاوز نہ کرو۔

پس نظام شمسی میں جس قدر نظم و تدبیر ہے سب اسی "حقیقت اسلامی" کا ظہور ہے۔ حقیقت اسلامی کی اطاعت و انقیاد نے ہر مخلوق کو اپنے دائرہ عمل میں محدود کر دیا ہے اور ہر وجود سرنگوں کئے ہوئے اپنے اپنے فرض کے انجام دینے میں مشغول ہے۔ اگر زمین اپنے محور پر حرکت کرتی ہے، اپنے دائرہ کا چکر لگاتی ہے، اگر آفتاب کی کشش اس کو ایک بال برابر بھی ادھر ادھر نہیں ہونے دیتی، اگر ہر شے اپنے اپنے دائرہ کے اندر محدود ہے، اگر تمام ستاروں کی باہمی جذب و کشش ہمیشہ اس قدر و میزان کے ساتھ قائم رہتی ہے کہ عظیم الشان قوتوں کے یہ پہاڑ آپس میں نہیں ٹکراتے، اگر ان کی حرکت و سیر کی مقدار اور اوقات مقررہ میں طلوع و غروب ایک ایسا ناممکن التبدیل قانون ہے جس میں کبھی کمی بیشی نہیں ہوتی اور اگر لا الشمس ینبغی لها ان تدرک القمر ولا اللیل سابق النهار وکل فی فلک یسبحون۔ نہ تو آفتاب کے اختیار میں ہے کہ چاند کو جا لے اور نہ رات کے بس میں ہے کہ دن سے پہلے ظاہر ہو جائے اور تمام اجرام سماویہ اپنے اپنے دائروں کے اندر ہی پھر رہے ہیں۔

تو پھر اس کے کیا معنے ہیں؟ کیا یہ اعمال کائنات اس امر کی شہادت نہیں ہیں کہ دنیا میں اصلی قوت صرف اسلام ہی کی ہے اور اس عالم کا ہر وجود صرف اس لئے زندہ ہے کہ وہ "مسلم" ہے اور حقیقت اسلامی اس پر طاری ہو چکی ہے۔ اگر ایک لمحہ کے لئے بھی اس حقیقت کی حکومت دنیا سے اٹھ جائے تو تمام نظام عالم درہم برہم ہو جائے۔

افغیر دین الله یبغون وله اسلم من فی السموات والارض طوعا وکرها والیه ترجعون۔ کیا دین الٰہی کو چھوڑ کر کسی اور کے آگے سر جھکانا چاہتے ہیں حالانکہ آسمان و زمین میں کوئی نہیں جو اس دین الٰہی کا مسلم یعنی مطیع و منقاد نہ ہو!

اور آسمان و زمین پر کیا موقوف ہے اگر خود اپنے اندر بھی دیکھئے تو جسم انسانی کا کون حصہ ہے جس پر حقیقت اسلامی طاری نہیں؟ خود آپ کو تو اس کے آگے جھکنے سے انکار ہے لیکن اس کی خبر نہیں کہ اپنے اندر جو کچھ ہے اس کا ایک ایک ذرہ کس کے آگے سربسجود ہے۔ دل کے لئے یہ شریعت مقرر کر دی گئی ہے کہ اپنے قبض و بسط سے جسم کے حصوں میں خون کی گردش جاری رکھے کہ اس کا اضطراب و التہاب ہی روح کے سکون و حیات کا ذریعہ ہے۔ نیز حرکت کی ایک مقدار مقرر کر دی اور خون کے دخول و خروج کے لئے ایک پیمانہ اعتدال بنا دیا۔ پھر ذرا اپنے بائیں پہلو پر ہاتھ رکھ کر دیکھئے کہ اس عجیب و غریب مضغہ گوشت نے کس استغراق و محویت کے ساتھ حقیقت اسلامی کے آگے سر جھکا دیا ہے کہ ایک لمحہ کے لئے بھی اس سے غافل نہیں ہے اور اگر ایک چشم زدن کے لئے بھی سرکشی کا سر اٹھائے تو نظام حیات بدن کا کیا حال ہو۔ اسی طرح کارخانہ جسم کے ایک ایک پرزے کے تشریحی فرائض پر نظر ڈالئے اور دیکھئے کہ آپ کے اندر سر سے لیکر پاؤں تک جس قدر زندگی ہے اس حقیقت اسلام ہی کے نظام سے ہے۔ آنکھوں کا ارتسام انعکاس، کانوں کی قوت سامعہ، معدے کا فعل انہضام اور سب

جو حکم طلسم سرائے دماغ کے عجائب و غرائب سب اسی لئے کام کر رہے ہیں کہ رسول ہیں اور حقیقت اسلامی کے اطاعت شعار آپ کے جسم کی رگوں کے اندر جو خون دوڑ رہا ہے کبھی آپ نے یہ بھی سوچا کہ کس کے حکم کی سطوت و جبروت ہے جو اس مہ نور دلیل و نہار کو دوڑا رہی ہے

وفی انفسکم افلا تبصرون اگر باہر کی طرف سے تمہاری آنکھیں بند ہیں تو کیا اپنے نفس کے اندر بھی نہیں دیکھتے اور یہی اشارہ ہے جو اس آیت کریمہ میں کیا گیا سنریہم آیاتنا فی الآفاق وفی انفسہم حتی یتبین لہم انہ الحق ہم اپنی نشانیاں عالم کائنات کے مختلف اطراف و جوانب میں دکھلائینگے اور خود ان کے نفس کے اندر بھی یہاں تک کہ ان پر ظاہر ہو جاوے گا کہ یہ دین الٰہی برحق ہے۔

اور یہی حقیقت اسلامی کی وہ اطاعت شعاری ہے جس کو لسان الٰہی نے عالم کائنات کے تسبیح و تقدیس سے تعبیر کیا ہے یعنی کائنات اس عالم کی سر درجدا اپنے فطرت اسلامی کے زبان حال سے اس تسبیح و تقدیس کی عبادت میں مشغول ہے۔

تسبح له السموات السبع والارض ومن فیهن وان من شیء الا یسبح بحمده ولکن لا تفقهون تسبیحهم انه کان غفورا حلیما۔

تمام آسمان اور تمام زمینیں اور جو کچھ اس کے اندر ہے سب کے سب اسی خدا کی تسبیح و تقدیس میں مشغول ہیں اور کائنات میں کوئی چیز نہیں جو زبان اطاعت سے اس کی حمد و ثنا اور تسبیح و تقدیس نہ کرتی ہو مگر ان کی اس آواز کو نہیں سمجھتے اور اس پر غور نہیں کرتے

احکام قربانی

قربانی ابراہیم علیہ السلام نے اللہ کی فرمانبرداری میں بیٹے کو ذبح کرنے سے بھی فرق نہ کیا تھا ہمیں تو صرف جانور کی قربانی کے لئے ارشاد نبوی ہے اس لئے ہر ذی وسعت کو لازم ہے کہ بطوع خاطر سنت ابراہیمی کو بجالائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ عید کے دن اہراق دم یعنی قربانی کرنے سے زیادہ محبوب اللہ کے نزدیک کوئی عمل نہیں۔ تمہاری قربانیاں قیامت کے دن اپنے سینگوں اور بالوں اور کھروں کے ساتھ آویں گی بلاشبہ قربانی کا خون زمین پر گرنے سے پہلے جناب الٰہی میں قبول ہوتا ہے پس اس کے ساتھ اپنے نفسوں کو خوش کرو یعنی دنیا میں جیسی بے عیب قربانی دی تھی ویسی ہی بغیر نقصان کے آوے گی تاکہ قربانی والے کے ہر عضو کا بدلا اور پل صراط پر اس کی سواری ہو علاوہ ازیں گائے بکری دنبہ بھیڑ اور اونٹ کی پشم کے ہر بال کے بدلے ایک ایک نیکی ملے گی۔

کس شخص کو قربانی کرنی چاہیے

جس میں ایک بکرا یا مینڈھا خریدنے کی طاقت ہو یا گائے میں سات آدمیوں سے مل کر ایک کامل حصہ لے سکتا ہو، صاحب طاقت ہو کر قربانی نہ کرنے والے کی نسبت رسول صلعم نے فرمایا ہے کہ وہ ہماری عیدگاہ کے قریب نہ آوے۔ غریب اگر قرض لیکر قربانی کرے تو قربانی ادا ہو جاوے گی اور ثواب ملیگا لیکن سودی قرضہ لیکر قربانی کرنا درست نہیں۔ سب گھر والوں کی طرف سے ایک قربانی کافی ہے جدا جدا بھی کر سکتے ہیں مرد یا عورت کسی اپنے متعلقہ مردہ کی طرف سے قربانی کر سکتی ہے نابالغ صاحب نصاب کی طرف سے اس کا ولی اس کے مال سے قربانی کر سکتا ہے۔

کس قسم کے جانور قربانی کرنے چاہئیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم التزاماً ہر سال ایک قربانی کیا کرتے تھے موٹا مینڈھا ابلق دیکھا جس کے ہاتھ پاؤں پیٹ اور آنکھیں کے گرد سیاہی ہوتی پسند فرماتے اپنی قربانیاں خوب موٹی تازی کرو کہ وہ پل صراط پر تمہاری سواریاں ہوں گی عمدہ و موٹی تازی سینگدار قربانی افضل ہے اور جس کے سینگ اگے ہی نہ ہوں اس کی بھی درست ہے

کتنی عمر کا جانور قربانی کے لائق ہے

دنبہ بھیڑ بکری بکرا گائے نر ہو یا مادہ مسنہ (دودانا) چاہیے لیکن دنبہ بھیڑ نر ہو یا مادہ ایک سال بکرا بکری اہلحدیث کے نزدیک دو دانتا اور فقہاء کے نزدیک ایک سال پورا ہو کر دوسرے سال میں ہو تو وہ بھی درست ہے نیز چھ ماہ سے زیادہ اور سال سے کم موٹا تازہ جو دیکھنے والوں کی نظر میں سال ہی کا نظر آتا ہو جائز ہے گائے بھینس نر ہو یا مادہ جو دو سال پورے کر کے تیسرے سال میں ہو اور اونٹ نر ہو یا مادہ جو پورے پانچ سال کا ہو کر چھٹے سال میں ہو۔

کس قسم کے جانور قربانی کرنے منع ہیں

لنگڑا، کانا جس کی ایک آنکھ سے بالکل دکھائی نہ دیتا ہو جس کی بینائی بظاہر ناقص ہو بیمار جس کی بیماری ظاہر ہو لاغر دبلا جس کی ہڈی میں گودا نہ ہو کان کٹا۔ اگلی طرف سے ہو یا پچھلی طرف سے یا کان چرا ہوا کان پھٹا ہوا نصف یا نصف سے زیادہ اور جس کا سینگ نصف یا نصف سے زیادہ ٹوٹا ہو۔

قربانی کا وقت نماز عید ادا کرنے کے بعد سے لیکر بارہویں تک بالاتفاق اور تیرہویں تک بالاختلاف جائز ہے۔ قربانی عید پڑھنے سے پہلے نہ کرے اگر کریگا تو اس کے بدلے اور قربانی کرنی پڑے گی۔

طریق قربانی اول چھری کو خوب تیز کرے پھر قربانی کو رو بقبلہ لٹا کر اپنے دائیں ہاتھ سے بسم اللہ اللہ اکبر پڑھتا ہوا ذبح کرے اور جو پکڑنے والے ہوں وہ بھی پڑھیں اگر خود ذبح نہیں کر سکتا تو اس کی اجازت سے اور کوئی بھی ذبح کر سکتا ہے ذبح سے پہلے یہ دعا پڑھے اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُكِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ اَللّٰهُمَّ مِنْكَ وَلَكَ اور ایک جانور کو دوسرے جانور کے سامنے ذبح نہ کرنا چاہیے قربانی کا چمڑا اتروانے اور گوشت کٹوانے کی مزدوری میں گوشت نہ دے بلکہ علیحدہ مزدوری دے۔ مزدوری کے علاوہ قصاب کو بطور تقسیم گوشت دینے میں مضائقہ نہیں۔

تقسیم گوشت قربانی کا گوشت بانٹنے کے لئے کوئی خاص ہدایت نہیں رسول اللہ صلعم فرماتے ہیں خود کھاؤ اور لوگوں کو بھی دو جب تک چاہو رکھو لو مناسب ہے کہ گوشت قربانی کے تین حصے کرے ایک حصہ فقراء مساکین اور یتامیٰ میں اور ایک حصہ ہمسایہ میں تقسیم کرے اور حصہ خود کھاوے اس میں سے بھی جسے چاہے دے سکتا ہے قربانی کا چمڑا اگر ضرورت ہو تو خود اپنے استعمال (مثلاً دسترخوان موزہ یا پوستین وغیرہ) میں لایا جا سکتا ہے قربانی کا چمڑا نہ خود فروخت کرے نہ اس کی قیمت خود صرف کرے بلکہ چمڑا بھی کسی کو بطور دے دینا چاہیے بعد قربانی حجامت بنوا دے اگر سہواً پہلے بنوالی تو مضائقہ نہیں اور عید کے دن خیرات بھی کرے۔ نوٹ جمعہ کے دن اگر عید آجاتی تو رسول صلعم نماز عید ادا کرتے اور جمعہ کی اجازت دیدیتے چاہے پڑھیں یا نہ پڑھیں مگر خود جمعہ ترک نہ کرتے لہذا عید کے دن نماز عید پڑھنی اور جمعہ کے

طعام سرکار نبوی

از جناب حاجی محمد خلیل صاحب انصاری

مذہب اسلام نے خورونوش کے متعلق جو آداب مقرر کئے ہیں اور جن غذاؤں کا استعمال جائز رکھا ہے ان میں کوئی نہ کوئی حکمت پوشیدہ پائی جاتی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم روحانی طبیب ہونے کے ساتھ ہی ساتھ جسمانی پرورش کا بھی خیال فرمایا کرتے تھے حضور کی عادت میں داخل تھا کہ جو کھانا مزاج کے موافق ہوتا اسے تناول فرماتے اور جس چیز سے رغبت نہ ہوتی اس کو ہاتھ بھی نہ لگاتے آپ حلوہ اور شہد کو نہایت شوق سے استعمال فرماتے تھے ہر روز ایک شہد کا پیالہ نوش جان فرماتے تھے کیونکہ شہد میں پانی ملاکر پینا طبی اصول سے نہایت مفید ہے شہد کو نہار منہ چاٹنے یا پینے سے بلغم دفع ہو جاتا ہے اور معدہ صاف رہتا ہے اور اس کی چپکنے والی رطوبت فضلات کو دور کر دیتی ہے معدہ سے خراب اجزا الگ ہو جاتے ہیں سدے کھل جاتے ہیں پانی صحت بدن کا محافظ حرارت کا دفع کرنے والا اور اثر کے اعتبار سے سرد ہوتا ہے آپ ہمیشہ شہد کو پانی میں ملاکر نوش فرماتے تھے اور بھوک کی حالت میں تھوڑی سی جو کی روٹی کبھی سالن کبھی بغیر سالن کے تناول فرماتے تھے۔

آپ نے بکری۔ اونٹ۔ مرغ۔ بھنی مچھلی۔ گورخر۔ سادہ مچھلی۔ کھجور۔ پانی میں ملا ہوا دودھ۔ خربزہ۔ چھوارہ۔ خیارین۔ کدو۔ پنیر۔ شوربے میں بھیگے ہوئے روٹی کے ٹکڑے۔ سرکہ۔ اور روغن زیتون کے ساتھ روٹی کھائی ہے کتب احادیث بخاری مسلم ابو داؤد ترمذی نسائی سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ آپ نے خرگوش بھی کھایا ہے لیکن ترمذی کی روایت میں راوی کو شک ہے کیونکہ جامع الاصول میں ابو داؤد سے جو حدیث مروی ہے اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے اسلئے خرگوش کو منع فرمایا کہ اس کی مادہ کو حیض ہوتا ہے۔

حضور سرور عالم کھانے پینے میں بڑی احتیاط سے کام لیتے تھے پاکیزہ کھانوں میں جو کچھ موجود ہوتا اس کو آپ کھاتے اور اگر کچھ نہ ہوتا تو صبر کرتے اور اشتہا کی شدت میں شکم مبارک سے پتھر باندھ لیتے اکثر ایسا ہوا ہے کہ تین تین ماہ گذر گئے ہیں اور حضور کے خانہ مبارک میں ٹھنڈا یا چولھا گرم نہیں ہوا ہے آپ چپاتی اور بے چھنے ہوئے جو کے آٹے کی روٹی کو نہایت ذوق شوق سے کھاتے تھے آپ نے جب کبھی کسی کھانے کی صفت بیان فرمائی ہے تو اس کے نفع اور خوبی سے خلق کو ضرور آگاہ فرمایا ہے۔

آپ ارشاد فرماتے ہیں کہ دنیا میں دودھ ہی کو یہ فضیلت حاصل ہے جو کھانے اور پینے دونوں چیزوں کا کام دیتا ہے ہمارا تین چیزیں رد نہیں کرنی چاہئیں خوشبو۔ تکیہ۔ دودھ جب گرم گرم کھانا آپ کے سامنے لایا جاتا تھا تو یہ ارشاد فرماتے کہ اللہ تعالیٰ نے آگ کھلانے کو نہیں فرمایا آپ سرد کھانے کو برکت کا موجب فرماتے تھے ہائے افسوس ہم لوگوں پر بعض کو یہ عادت ہے کہ توے پر سے اتری ہوئی روٹی بدون لقمہ نہیں لیتے گرم سالن گرم سے گرم روٹی کھاتے ہیں آپ باسی پانی کے بجائے آب تازہ استعمال کرتے تھے افسوس یہ عادت بھی ہماری نہ رہی ہندوؤں کو دیکھا جاتا ہے کہ وہ ہمیشہ تازہ پانی پیتے ہیں باسی پانی استعمال نہیں یہ تمام ارشادات حکمت اور طب سے علاقہ رکھتے ہیں اور ان کو برتنے سے نہ صرف جسمانی فوائد حاصل ہوتے ہیں بلکہ یہ سنہرے اصول سعادت دارین کا دستور العمل ہیں۔ مشرقی طب میں دودھ اور مچھلی کو ساتھ استعمال کئے جانے سے خوفناک امراض کا سبب بتایا گیا ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان دونوں چیزوں کو ساتھ کھانے سے منع فرماتے تھے اسی طرح دودھ اور ترشی کی بھی ممانعت کی ہے کسی گرم یا سرد غذا کے ساتھ دوسری غذائے گرم یا سرد کا استعمال بھی مضر قرار دیا ہے بعض غذاؤں کے ضرر کو اس کی اضداد سے زائل کر دیا گیا ہے کھانے کے بعد فوراً لیٹ کر راحت پر سو جانے سے بخارات پیدا ہوتے ہیں اس لئے آپ نے ارشاد فرمایا ہے کہ طعام کے بعد سو رہنا ٹھیک نہیں ہے بلکہ اس کو ریاضت اور عبادت کے شغل سے ہضم کرنا چاہیئے تاکہ تم پر خدا کی بے شمار برکتوں کا نزول ہو اگر مکھی کھانے میں گر جائے تو اس کو ڈبو کر پھینکنا چاہیئے کیونکہ مکھی کے ایک پر میں زہر ہوتا ہے جس کو وہ پہلے ڈبوتی ہے اور دوسرے پر میں شفا ہوتی ہے ان باتوں پر غور کئے جانے سے اچھی طرح ظاہر ہوتا ہے کہ اسلام کے احکام حکمت کا مجموعہ ہیں جو انسانی زندگی کی بھلائی کا ٹھیکہ لیتے ہیں یوں تو ہر گروہ ہر فرقہ میں کھانے کے آداب مروج ہیں مگر حضور نے جو سیدھا سادا طریقہ بتایا تھا اس پر بیسویں صدی کے ڈاکٹروں کو بھی حیرانی ہے اور جن تحقیقاتوں پر ان کو فخر ہے ان کو ساڑھے تیرہ سو برس کی ابتدائی اسلامی زندگی دنیا کے سامنے پیش کر چکی ہے آپ سفرہ زمین پر بچھا کر کھانا کھاتے تھے تاکہ سفر آخرت کی یاد دل سے فراموش نہ ہونے پائے حضور صلعم نے کھانے کو اونچا رکھ کر کبھی نوش نہ فرمایا اور اس کو مغرور اشخاص کی عادت متصور کیا پر تکلف خوان اور چھوٹے پیالوں کو سامنے رکھ کر کبھی کھانا طعام کھاتے وقت انگوٹھے انگوٹھے کے پاس والی انگلی وسطی انگلی سے کار برداری کی اکیلا قلل ہو کر سیدھے ہاتھ سے کھاؤ بائیں ہاتھ سے شیطان کھاتا ہے آپ معتدل خوراک کو بہتر جانتے تھے اور زیادہ پا کر کھانے کو مضر فرماتے تھے آپ طعام سے فراغت حاصل کرتے ہوئے انگلیوں کو چاٹتے اور کبھی پونچھ لیا کرتے تھے اور فرمایا ہے کہ انگلیوں کو چاٹنا اسلئے مفید ہے کہ طعام کے کسی نہ کسی جزو میں برکت ہوتی ہے برتن چاٹنے کو بھی فائدہ مند بتلایا ہے تکیہ لگا کر کھانا بدتہذیبی میں داخل ہے اس کو ممنوع قرار دیا ہے کھانے کی طرف متوجہ ہو کر بیٹھنا طعام سے پہلے اور آخر میں ہاتھ دھونا کھانے کے بعد ہاتھوں کو کہنیوں تک اور سر کو مسح کرنا اپنے ساتھ کسی کو کھلانا یہ تمام امور زیادتی رزق پر دلالت کرتے ہیں جو لوگ علم طب کے مسائل سے واقف ہیں وہ پانی کو تین سانس میں نوش کرتے ہیں اور منہ برتن سے الگ کر کے سانس لیتے ہیں یہ معمول اسلامی تہذیب کا ماخذ ہے حدیث شریف میں ہے کہ پانی بیٹھ کر پینا چاہیئے اور کھڑے ہو کر پینے سے انواع و اقسام کی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں حضور صلعم پانی نوش فرماتے وقت ہر مرتبہ اول میں بسم اللہ اور آخر میں الحمد پڑھا کرتے تھے آپ جب کبھی پانی یا دودھ پیتے تو اس کا بچا کھچا حصہ اسے دیا جاتا جو آپ کی داہنی طرف ہوتا آپ کھانا کھانے اور پانی پینے کے اول بسم اللہ کہتے اور دوسروں کو بھی اس کی ہدایت کی جاتی اگر کوئی شخص بھول جائے تو اس کو کھانے کے درمیان یا آخر میں بسم اللہ کہنے کی اجازت ہے کھانا کھانے کے اول یا آخر میں بہت سی دعائیں پڑھی جاتی ہیں جو اس فی نجاست کے علاوہ رزق کی ترقی میں اضافہ کرتی ہیں۔

ہماری تنزلی کے اسباب

(ایک خاموش بادی کے رشحات عالی)

ہندوستان میں آج مسلمانوں کی تعداد ہزاروں اور لاکھوں نہیں بلکہ سات اور آٹھ کروڑ کے درمیان ہے پھر ہندوستان کے مسلمان ہندوستان کی بعض دیگر اقلیتوں کی طرح ہمیشہ سے غلام اور محکوم نہیں تھے بلکہ اب سے کچھ قبل خود حاکم اور آقا تھے اور اس وقت بھی گو مسلمان قوم کے لحاظ سے مفلس اور تنگدست ہیں لیکن مسلمان افراد اب بھی بالدار اور دولتمند تھوڑی تعداد میں نہیں بلکہ بڑی تعداد میں ہیں اور دنیا کا کوئی شعبۂ زندگی ایسا نہیں ہے جس میں مسلمان داخل نہ ہوں بلکہ بعض کام تو اب بھی بڑی حد تک صرف مسلمانوں ہی کے ہاتھ میں ہیں مسلمانوں میں تجارت پیشہ بھی ہے مسلمان زراعت پیشہ اور کاشتکار بھی ہیں مسلمان صناع اور کاریگر بھی ہیں مسلمان مزدور اور ملازمت پیشہ بھی ہیں لیکن ان سب کے باوجود مسلمان برادران وطن ہندوؤں کی طرح ترقی نہیں بلکہ اس کے خلاف تنزل کی طرف مائل ہیں۔ ظاہر ہے کہ ان تمام ذرائع اور اسباب کے مہیا ہو جانے کے باوجود جو دنیاوی ترقی کے لئے ضروری ہیں مسلمانوں کا ترقی نہ کرنا یقیناً بعض امور کی بنا پر ہوگا جو مسلمانوں میں موجود ہیں اور جن کی طرف ان کی توجہ نہیں ہے۔

ہر شخص جانتا ہے کہ جسمانی صحت کے نہ صرف ترقی کرنے کے لئے بلکہ باقی رہنے کے لئے بھی جہاں عمدہ اور اعلیٰ غذا کی ضرورت ہے وہاں اس کی بھی ضرورت ہے کہ کوئی ایسی خرابی بھی درمیان میں حائل نہ ہو جس کا صحت پر برا اثر ہو سکتا ہے۔ انسان نشہ کا استعمال نہ کرتا ہو بہت زیادہ رنج و غم میں مبتلا نہ رہتا ہو تفکرات اور پریشانیوں میں مبتلا نہ ہو انتہا سے زیادہ دماغی یا جسمانی محنت نہ کرتا ہو کسی پوشیدہ اندرونی مرض میں مبتلا نہ ہو غرضیکہ تمام ان امور سے محفوظ ہو جن کا اثر صحت کے لئے مضر ہوتا ہے پھر اگر کوئی شخص ان تمام مضرت رساں امور سے محفوظ ہے اور ساتھ ہی اچھی غذا بھی کھا سکتا ہو تو اس کے تندرست اور توانا ہونے میں کوئی شک و شبہ نہیں ہو سکتا۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ مسلمانوں کے قومی نشو و نما، صحت و تندرستی طاقت و توانائی کے لئے جن غذاؤں اور جن اشیاء کی ضرورت ہے وہ ان کو حاصل ہیں یا نہیں اگر یہ اشیاء حاصل ہیں تو وہ موانعات رکاوٹیں جو قومی جسم کے لئے مضر ہیں ان میں سے کسی کا وجود تو نہیں ہے۔

ترقی اور کامیابی کے لئے آجکل ہمارے زمانہ میں تجارت اور تعلیم ہی وہ سب سے مقدم اور ضروری چیزیں ہیں اور جیسا کہ اوپر عرض کیا گیا ہے مسلمانوں میں تعلیمیافتہ افراد کا گھاٹا ہے نہ تجارت پیشہ لوگوں کی کمی ہے۔ چھوٹی سی چھوٹی اور ادنیٰ سے حقیر تجارت سے لیکر بڑی سے بڑی تجارت میں مسلمان کم و بیش مشغول ہیں اور کم و بیش ہر شعبۂ تعلیم میں مسلمان داخل ہیں لیکن باستثناء چند عام طور پر مسلمان نہ اپنی تجارتوں میں کامیاب ہیں اور نہ تعلیم میں دوسرے لفظوں میں یوں کہا جا سکتا ہے کہ مسلمانوں کے قومی جسم کی نشو و نما کے لئے جن غذاؤں کی ضرورت ہے وہ اس کو کسی نہ کسی حد تک ضرور حاصل ہیں لیکن جس مقدار میں کہ وہ غذائیں ان کو حاصل ہیں اس تناسب سے ان کے قومی جسم کی نشو و نما نہیں ہوتی جس کے معنے یہی ہو سکتے ہیں کہ جسم کے نشو و نما کرنے اور طاقت و تندرستی حاصل کرنے سے مانع اور باز رکھنے والی کچھ چیزیں ضرور ہیں اور یہ کہ یا تو وہ دوالقات معلوم نہیں ہیں اور اگر ہیں تو ان سے باز رہنے اور ان سے محفوظ رہنے کی کوئی کوشش نہیں کی جاتی اور اگر خدانخواستہ دیر تک یہی حالت قائم رہی تو اس کے نتائج مسلمانوں کے لئے کسی طرح اچھے نہیں ہوں گے کیونکہ اس وقت تمام دنیا میں عموماً اور ہندوستان میں خصوصاً ایک ایسی عجیب و غریب قسم کی کشمکش کا دور دورہ ہے جس کی نظیر اس سے قبل کی تاریخ پیش نہیں کر سکتی اور اس کشمکش میں جو قوم بھی اپنے وجود سے غافل ہو کر لایعنی اور غیر ضروری امور میں اپنے وقت کو ضائع کرے گی اس کی موت یقینی ہے مسلمانوں کا ایک طرف تو اس وقت حکومت سے مقابلہ اور دوسری طرف ان کو برادران وطن ہندوؤں سے عہدہ برآ ہونا ہے جن میں سے تقریباً ہر فرد نے گویا یہ عہد کر لیا ہے کہ وہ ہندوستان کو ہندوؤں اور صرف ہندوؤں کے لئے کر کے چھوڑے گا اور یہ کہ اگر کوئی غیر ہندو ملک میں رہے گا بھی تو اس کی خود من حیث القوم کوئی نمائندگی اور کوئی حیثیت نہ ہوگی لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ مسلمانوں نے اب تک دونوں میں سے کسی ایک کے مقابلہ کے لئے تیاری تو کجا اس کی ضرورت کو بھی محسوس نہیں کیا ہے اگر محسوس کیا ہے تو صرف اس قدر کہ بعض وقت مشتعل ہو کر خود اپنی قوم کو نقصان پہنچایا ہے حالانکہ اس وقت ہندو مسلمانوں دونوں میں سے جس کو سب سے زیادہ خاموش رہنے کی ضرورت ہے وہ مسلمان ہیں مسلمان سب سے پیچھے ہیں اور انھیں اپنی اس کمی کو دور کرنے کے لئے سب سے زیادہ سکون اور اطمینان کی ضرورت ہے اور لڑائی جھگڑے سے سکون کسی طرح حاصل نہیں ہو سکتا بلکہ اس سے تو مزید بے اطمینانی اور بے چینی پیدا ہوتی ہے جو انسان کی توجہ کو اور سب طرف سے ہٹا کر صرف اپنی طرف مائل کر لیا کرتی ہے۔

ملک میں اس وقت دو قسم کی تعلیم رائج ہے ایک پرانے طرز کی مذہبی پیشواؤں کے زیر اہتمام اور دوسری جدید طریق پر حکومت کی زیر نگرانی لیکن سچ پوچھئے تو مسلمانوں کی ضرورتوں کو دونوں میں سے ایک بھی پورا نہیں کر رہی ہے پیغمبر اسلام روحی فداہ ایک ہی وقت میں ایک طرف اگر دنیا کی مقدس ترین ہستی تھے تو دوسری طرف اسلامی حکومت کے اپنے وقت میں اعلیٰ ترین عہدہ دار بھی تھے عبادت کرتے تھے تو اس قدر کہ مبارک اور مقدس پاؤں ورم کر آتے تھے اور میدان جنگ میں تشریف لیجاتے تھے تو فوج کا تمام انتظام آپ کے احکام کے مطابق سرانجام پاتا تھا شجاعت اور دلیری کا یہ عالم تھا کہ ایک رات مدینہ منورہ میں کسی غنیم کے حملہ کا خطرہ محسوس کیا گیا تو صرف حضور ہی ایک ایسے شخص نکلے جنہوں نے یہ معلوم کرنے کے لئے خطرہ کی جگہ کو جاکر دیکھا کہ آیا اس خطرہ کی کوئی حقیقت بھی ہے یا نہیں ہماری کوئی سی تعلیم بھی ہم کو حضور روحی فداہ کے اسوۂ حسنہ کی پیروی نہیں سکھاتی بلکہ اس کے برخلاف اگر پہلی قسم کی طرز

تعلیم ہم کو اسکے سوا دنیا کے اور کسی کام کا نہیں رکھتی کہ ہم چند لفظ لکھ لیں پڑھ لیں اور اپنے ہی جیسے دنیا سے ناآشنا چند ہستیوں کو انھیں کتابوں کو پڑھا دیں جنکو ہم نے پڑھا ہے اور بس تو دوسری طرف جدید قسم کی تعلیم ہم کو بڑی حد تک اسلام اور احکام اسلام سے بھی لاپرواہ بنا دیتی ہے اور ضروریات دنیاوی امور میں گو سب کچھ ہو جاتے ہوں مگر اسلام کو ہمارے وجود سے کسی طرح کا فائدہ نہیں ہو سکتا۔ فرضکہ دونوں کیلئے ضرورت ہے کہ ہم نئے ہیں اور دونوں کو لیکر ہم نکلے ہیں اگر وقتی ضروریات کا اقتضا ہے کہ مسلمان انگریزی سیکھیں تو اسلام کو اس میں کچھ تامل نہیں ہے کیونکہ اسلام ہر شخص پر عالم دین ہونا فرض نہیں کرتا گو دنیا میں بیکار اور بہت سی باتیں جو نہایت ضروری ہے تاہم اسلام ہر شخص پر اس قدر ضرور فرض کرتا ہے کہ ہم اسلام کی ابتدائی اور بنیادی معلومات سے ناآشنا نہ رہیں۔ گو انگریزی سیکھیں گو انگریز بن جائیں اور اسلام کا یہ مقصد اس وقت تک حاصل ہونا ناممکن ہے جب تک اپنی انگریزی تعلیم کا انتظام مسلمان خود نہ کریں۔

مذہبی مدارس کے طلبہ اگر اپنی تعلیم میں ناکامیاب ہیں تو کوئی جائے تعجب نہیں کیونکہ اول تو ان کا انتظام ایسے ہاتھوں میں ہے جو وقتی ضروریات سے ناآشنا محض ہیں اور اس لئے وقتی ضروریات کے مطابق طریق تعلیم میں کوئی تغیر ہوتا ہے اور نہ نصاب تعلیم میں۔ دوسرے یہ کہ حکومت کی طرف سے ان کی سرپرستی ہونے کے بجائے ایک اپنے طریق تعلیم کی سرپرستی اور بیش از بیش ہمت افزائی ہو رہی ہے جو بدقسمتی سے اس طریق تعلیم کا مقابل بنا ہوا ہے۔ مگر افسوس تو اس کا ہے کہ مسلمان اس انگریزی تعلیم میں بھی کسی طرح کامیاب نہیں کہے جا سکتے جس کو حکومت وقت کی سرپرستی کا فخر حاصل ہے اس ناکامیابی کی ایک بہت بڑی وجہ تو یہ ہے کہ اول تو خود مسلمانوں کے قومی مدارس نہیں ہیں بلکہ ان کے بچے مشن کے آریہ اور گورنمنٹ کے اسکولوں میں تعلیم پاتے ہیں جہاں ظاہر ہے کہ ایک مسلمان بچہ اسلام کے وہ اصول اور بنیادی امور کسی طرح نہیں سیکھ سکتا جن کا اسلام کی طرف سے ہر ہر فرد کو سیکھنا فرض ہے۔ دوسرے یہ کہ اگر کچھ اسلامی قومی مدارس ہیں بھی تو ان کا انتظام عموماً ایسے ہاتھوں میں ہیں جن کو نہ تعلیم سے کوئی لگاؤ ہے اور نہ اسلام اور احکام اسلام سے وہ شیفتگی ہے جو ہر فرزند اسلام میں ضرور بالضرور ہونی چاہیئے۔ ہمارے انگریزی قومی مدارس کے یہ منتظمین نہ طلبا کی ضروریات کو سمجھتے ہیں نہ مدرسین کے ساتھ ان کو کوئی ہمدردی ہوتی ہے بلکہ ان کا برتاؤ کچھ ایسا حاکمانہ ہوتا ہے کہ نہ طلباء کو اپنی شکایات اور ضروریات ظاہر کرنے کے لئے ان کے پاس جانے کی جرأت ہوتی ہے اور نہ مدرسین اپنی مشکلات ان کے سامنے پیش کرنے کی ہمت کر سکتے ہیں اور ظاہر ہے کہ جس تعلیمی ادارہ کے منتظمین اور متعلقین کا یہ رویہ ہو اس سے کیا توقع ہو سکتی ہے کہ وہ کسی قومی ضرورت کو پورا کر سکے گا۔ چھوٹے جو کچھ سیکھتے ہیں سب بڑوں سے سیکھتے ہیں مدرسین اور طلباء اسکول کے بڑوں سے اس انانیت اور غیریت کا برتاؤ دیکھیں گے تو اس کے سوا اور کیا سیکھینگے کہ نہ مدرسین کو طلبہ سے کوئی ہمدردی ہوگی اور نہ طلبہ کو مدرسین کا کوئی لحاظ اور خیال ہوگا بلکہ ہر شخص نفسی نفسی میں مبتلا ہوگا اور پھر جب یہی آج کے بچے کل کے جوان بنیں گے اور یہی ان کی نفسی نفسی کی عادت مسلسل عمل

سے طبیعت ثانیہ بن چکی ہوگی تو ان میں سے کون فرد ایسا نکل سکیگا جو بندۂ شکم نفس پرست اور خودغرض ہونے کے بجائے خادم قوم وطن دوست اور مخلص مسلمان کہلائے جانے کا مستحق قرار پا سکیگا اور یہی دن رات کا مشاہدہ ہے اختلافات ہندوؤں میں بھی ہوتے ہیں لیکن ایک مشترکہ اور متحدہ مقصد کے لئے سب یکساں ساعی اور کوشاں ہیں۔ ایک مہاسبھائی ہندو کبھی کسی کانگرسی ہندو کو برا نہیں کہتا اور یک کانگرسی کسی مہاسبھائی کو برا نہیں کہتا حالانکہ دونوں کے خیالات میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ ہر ایک نہایت خاموشی سے اپنا کام کئے چلا جاتا ہے برخلاف ہم مسلمانوں کے کہ دو شخص باوجود اتحاد مقصد کے بھی مل کر مشکل ہی سے کام کر سکتے ہیں اور اس کی وجہ ہماری تعلیم کا نقص ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ تعلیم صرف اسی کا نام نہیں ہے کہ ہم نے بی اے پاس کیا یا ایم۔ اے کی ڈگریاں حاصل کر لیں خواہ ہم گدھے جن میں ایک جاہل سے زیادہ کامل ہو گئے ہوں بلکہ تعلیم اس وقت تک محض فضول ہے جب تک تربیت کے ذریعہ تعلیم کے استعمال کا صحیح طریقہ ہم کو نہ سکھا یا جائے اور یہ چیز اس وقت تک ہم کو حاصل ہونا ناممکن ہے جب تک کہ اسلامی قومی مدارس کا انتظام موجودہ منتظمین کے بجائے قوم کے سچے اور مخلص تعلیم یافتہ مسلمانوں کے ہاتھوں میں نہ ہو ہمارے ان اسلام سے شیفتگی نہ رکھنے والے منتظمین کے زیر انتظام قومی مدارس میں اسلامی روایات اور خصوصیات کو طلبہ کے ذہن نشین کرانے کا بھی کوئی خیال نہیں کیا جاتا ہے غیر اسلامی اور غیر قومی مدارس سے نہ تو ہم کو کوئی شکایت ہو سکتی ہے اور نہ ہے کیونکہ ان مدارس کا مقصد اور مطمح نظر مسلمانوں کو دین و دنیا سے باخبر مسلمان بنانا نہیں ہے بلکہ ان کے پیش نظر دوسرے مقاصد ہیں جن میں سے اکثر و بیشتر ہمارے خود مسلمانوں کے لئے انتہائی مضر ہیں شکایت جو کچھ ہو سکتی ہے وہ ہم کو اپنے اسلامی قومی مدارس سے ہے کہ یہ مدارس بھی مسلمانوں کو عملی انسان بنانے کی کوشش نہیں کرتے بلکہ بعض اوقات تو ان مدارس کی حالت غیر اسلامی مدارس سے زیادہ تکلیف دہ اور مسلمانوں کے لئے زیادہ مضرت رساں ہوتی ہے۔

اسلام نے بحیثیت علم کسی بات کے سیکھنے سے منع نہیں کیا بلکہ اگر قومی اور ملکی مفاد کا تعلق ہے تو ہمت افزائی کی ہے تاہم اسلام اس کی کسی وقت اجازت نہیں دیتا کہ مسلمان اسلامی احکام اسلامی خصوصیات اور اسلامی روایات کی خلاف ورزی کریں مسلمانوں کو غیر قوموں کے علوم سیکھنے کی اسلام اگر اجازت دیتا ہے تو صرف اسی شرط سے کہ مسلمان ہر حال اور ہر اعتبار سے مسلمان رہیں اور قومی خصوصیات کا ترک تو کسی حال اور کسی صورت میں جائز نہیں ہو سکتا بہت سی قومی خصوصیات ظاہر بیں اور سطحی نظر رکھنے والوں کو بظاہر ایک نہایت معمولی اور غیر ضروری شئے معلوم ہوتی ہیں لیکن قوموں کے بقاء و دوام کا انحصار بڑی حد تک صرف انھی پر موقوف ہوتا ہے مسلمان اپنی فتوحات کے زمانہ میں ایشیا افریقہ یورپ اور ہندوستان سب ہی جگہ گئے لیکن ایک یورپ اور دوسرے ہندوستان کے سوا کسی جگہ کوئی دوسری قوم من الحیث القوم باقی نہیں رہی بلکہ مسلمانوں میں جذب ہوگئی یورپ میں خود مسلمان نہ رہے اور ہندوستان میں گو مسلمان ہیں مگر ہندو ان میں جذب نہ ہو سکے ہندوستان میں ہندوؤں کے مسلمانوں میں جذب ہونے

کا باعث اگر کوئی شئی ہو سکتی ہے تو صرف ان کی چھوت چھات ہے جو ان کی ایک قومی خصوصیت ہے گو جس چیز کو مسلمانوں کی سعادتاری اور آٹھ سو سالہ حکومت حاصل نہیں کر سکی تھی اس کو وہ اب خود کر رہے ہیں اور انشاءاللہ مستقبل میں اسلام کے لئے چھوت چھات کا ترک ایک بہترین مددگار ثابت ہوگا قومی خصوصیات کی اہمیت کا اندازہ ایک مثال سے بخوبی ذہن نشیں ہو سکتا ہے فرض کیجیے کسی شخص کا ایک نہایت ناسمجھ بچہ کھو گیا ہے جس کو نہ اپنے شہر کا نام معلوم ہے نہ محلہ کا نہ اس کو یہ معلوم ہے کہ اس کے باپ کا کیا نام ہے شہر میں ایسے بھی بہت سے لوگ ہیں جن کا دن رات کا پیشہ یہی ہے کہ جب کبھی ان کو کوئی ایسا بھولا بھٹکا کا مل جائے فوراً اس کو اپنے قبضہ میں کرلیں اب بتلایے کہ ایسے بچہ کے کہیں واپس ملنے کی کوئی توقع ہو سکتی ہے ظاہر ہے کہ نہیں ہو سکتی اور اسی لئے نہیں ہو سکتی کہ بفرض اگر یہ بچہ پولیس کے قبضہ میں بھی چلا جائے تو پولیس ہی کو اس کے باپ اس کے گھر اس کے محلہ اور شہر کے علم کا کیا ذریعہ ہو سکتا ہے ممکن ہے کہ وہی پیشہ ور لوگ پولیس سے بھی اس کو اپنے قبضہ میں کرلیں اگر ایک شخص اپنی قومی و ملی خصوصیات اور معاملات کو ترک کر دیتا ہے تو اس کے معنے یہی ہوئے کہ اس کو اب اس کا کوئی علم نہیں رہا کہ وہ کس قوم اور کس ملت سے تعلق رکھتا ہے کیونکہ قومی خصوصیات اور روایات گویا وہ نام ہیں جن کے ذریعہ اس کے متعلق کوئی علم ہو سکتا ہے کہ وہ کس قوم اور کس ملت سے تعلق رکھتا ہے اور جب ان ناموں کا اس کو کوئی علم نہیں رہا تو پھر اب اس کی واپسی کی کیونکر کوئی توقع کی جا سکتی ہے یہی مصلحت تھی جس کی وجہ سے اسلام نے شعائر اور خصوصیات پر زیادہ سے زیادہ زور دیا ہے اذان گو ویسے ایک سنت ہے فرض نہیں واجب نہیں مگر چونکہ ایک اسلامی شعار ہے اس لئے حکم ہے کہ اگر کوئی ایک شخص اذان سے انکار کرے تو اس کو حاکم وقت قید کر دے اور جب تک توبہ نہ کرے نہ چھوڑے اور اگر کوئی پوری جماعت اذان سے انکار کرے تو امام وقت ان کو سمجھائے اگر وہ باز نہ آئیں تو جہاد کرے۔

لوگوں کو دکھانے کے لئے کم و بیش ہر اسلامی قومی انگریزی مدرسہ میں دینیات کی تعلیم کا انتظام ہے مگر اس طرح کہ اس ہونے سے نہ ہونا بدرجہا بہتر ہے کیونکہ اس طرح ناقص طریقہ سے تو طالب علموں کی دماغوں سے مذہب کی رہی سہی وقعت بھی نکل جاتی ہے اور شاید یہی وجہ ہے کہ اکثر دیکھا گیا ہے کہ اسلامی مدارس کی نسبت مشن اسکولوں اور کالجوں کے لڑکے نماز کے زیادہ پابند ہوتے ہیں اور علیگڈھ میں تو سنا گیا ہے کہ نماز میں شریک نہ ہونے کی بس صرف اس قدر سزا ہے کہ فی وقت ۲ جرمانہ ہو گیا لیکن کیا یہ جرمانہ کا خوف طلبہ کو نمازی بنا سکتا ہے؟

ہماری قومی مدارس میں اس خرابی کی سب سے بڑی وجہ تو خود منتظمین کا نقص ہے اسلئے کہ اگر ان کے ماتحت مدارس کی یہ صورت ہو تو کوئی جائے تعجب نہیں دوسری وجہ جو پہلی وجہ سے کچھ کم قابل نہیں ہے یہ ہے کہ ہمارے علمائے کرام کی جماعت نے افراد سے قطع نظر کر کے باعتبار جماعت ابتک اس طرف کوئی توجہ نہیں کی کیونکہ اس کی تباہی کی تلافی صرف ان کی شرکت ہی سے ہو سکتی ہے جس وقت انگریزی تعلیم کی ابتدا ہوئی تھی اسی وقت اس امر کی ضرورت تھی کہ ہمارے علمائے کرام ہوا کے رخ کو پہچان کر اس متوقع سیلاب کو روکنے کے لئے جس کے انگریزی کی تعلیم سے پیدا ہو جانے کا خطرہ تھا بجائے سیلاب کے راستے میں کھڑے ہونے کے اس کے کناروں کو اگر محفوظ کر دیتے تو یہ زیادہ صحیح طریقہ ہوتا کیونکہ سیلاب جب تک بہت زیادہ قوی نہ ہو اس وقت تک گو اس کے سامنے کھڑا ہو جانا کچھ عرصہ تک کے لئے اس کی رفتار کو روک دیتا ہے لیکن اگر جلد ہی اس کا سلسلہ منقطع نہیں ہو گیا ہے تو وہ کناروں سے ہٹ کر ادھر ادھر پھیل کر نقصان پہنچاتا ہے اور دوسرے ایک عرصہ تک رکے رہ کر اس شدت سے زور کرتا ہے کہ نہ صرف خود رواں ہو جاتا ہے بلکہ روکنی والی چیز کو بھی ساتھ میں بہا لیجاتا ہے ہمارے علما کے انگریزی کی تعلیم سے منع کرنے کا یہی نتیجہ نکلا کہ ابتداءً گو ایک عرصہ تک علما کی مخالفت اور ممانعت نے مسلمانوں کو اس طرف بہت زیادہ متوجہ نہ ہونے دیا گو وہ سیلاب کناروں سے ہٹا اور اس نے دوسری صورتوں سے نقصان پہنچایا مگر چونکہ وہ سیلاب مسلسل امداد کی بدولت بہت قوی ہو چکا ہے اس لئے اب یہ خطرہ بہت شدت سے محسوس کیا جا رہا ہے کہ انگریزیت کا یہ سیلاب اپنے ساتھ علماء کے باقیماندہ وقار کو بہا لیجائے گا اور اگر خدا نخواستہ علماء نے اس سیلاب کو روکنے کی صحیح تدابیر پر عمل نہ کیا اور تعلیم میں اصلاحات کے ذریعہ گذشتہ کوتاہی کی تلافی نہ کی تو خود ان کا اس سیلاب کے زور میں بہ جانا اگر نہ بھی کل یقینی امر ہے جیسکے آثار ہندوستان کے گوشہ گوشہ سے علماء کے خلاف ایک مسلسل کوشش کی صورت میں ظاہر ہونے لگے ہیں اور یہ واقعہ مسلمانوں کے لئے انتہائی رنج و تاسف کا واقعہ ہوگا۔

مسلمانوں کو تجارت میں بھی اسی طرح کامیاب نہیں کہا جا سکتا غلہ اور کپڑا اور جوتہ یہ تین چیزیں ایسی ہیں جن کی کم و بیش ہر شخص کو ضرورت ہوتی ہے غلہ کی سب سے زیادہ اور ہر شخص کو ضرورت ہوتی ہے اس کے بعد کپڑے کی اور اس کے بعد جوتے کی ہندوستان کی ۳۳ کروڑ آبادی میں دو چار دس پانچ سو دو سو ہزار دس ہزار نہیں بلکہ لاکھوں اور کروڑوں افراد ایسے ہوں گے جن کو مدۃ العمر کبھی جوتا پہننا نصیب ہی نہیں ہوا ہوگا، ایسے لوگ بھی لاکھوں ہوں گے جن کو سال بھر میں کپڑے کی صرف ایک دھوتی کافی ہوتی ہے مگر غلہ ایک ایسی چیز ہے کہ گیہوں چنا، جو چاول نہ سہی موٹھ اور لوبیا ہی سہی بہرحال شکم پری کے لئے سب کو چاہیئے ہے لیکن ان تین چیزوں میں سے غلہ کی تجارت میں تو مسلمان کا دخل بمنزلہ صفر کے ہے کپڑے میں ممکن ہے کچھ اس سے زیادہ ان کا تناسب ہو البتہ جوتے کی تجارت بڑی حد تک مسلمانوں کے ہاتھ میں ہے مگر اول تو اس کی غلہ اور کپڑے کے برابر نکاسی کہاں دوسرے جس قدر بھی تھی اس میں بھی اب برادران وطن بڑی تیزی سے شریک ہوتے چلے جا رہے ہیں اور جس عجلت سے وہ اس تجارت میں گھس رہے ہیں اس کے مقابلہ میں مسلمانوں نے کپڑے اور غلہ کی تجارت میں کوئی ترقی نہیں کی ہے۔

مسلمان تاجروں کی عموماً اس قسم کی تجارت میں بہت زیادہ فراوانی ہے جو ضروریات زندگی ہونے کے بجائے تعیشات اور فضولیات میں داخل ہیں بلساط خانہ کی تجارت بڑی حد تک مسلمانوں کے ہاتھ میں ہے لیکن

اس دیہاتی آبادی کو نکال کر جو ہندوستان کی زبردست اکثریت ہے جو شہری باشندے ہیں کتنے ایسے ہیں جو اس کو خرید سکتے ہوں بمشکل فی صد نیان، موزے جیسی روزانہ کی ضرورت کی چیزیں اور عطر اور تیل وغیرہ وہی خرید سکتے ہیں جن کے سر پر ٹوپی پاؤں میں جوتا بدن پر کپڑے اور ساتھ ہی جیب میں فاضل پیسے بھی ہوں۔

غلہ اور کپڑے کی سب سے اہم تجارتوں کو چھوڑ کر مسلمانوں کا بساط خانہ کی طرف زیادہ سے زیادہ متوجہ ہونے کی دو وجہیں ہیں سب سے پہلی وجہ تو یہ ہے کہ غلہ کی تجارت میں جو زیادہ ضروری ہے صاف ستھری چاندنی بچھی ہوئی اور گدے تکیے لگی ہوئی دوکان پر بیٹھ سکنا ناممکن ہے اور مسلمانوں کی نفاست کے نخرے خوش طبیعت اس میلے کام کو پسند نہیں کرتی دوسرے یہ کہ اس تجارت میں نفع بھی کم ہے اور مسلمان چاہتے ہیں کہ ان کو دن بھر میں ایک ہی روپے کا مال بیچنا پڑے مگر نفع بھی روپے سے کم نہ ہو ان کو یہ گوارا نہیں ہوتا کہ ایک پیسہ روپے کے نفع سے سولہ اور بیس روپے کا مال بیچیں اوسط کے اعتبار سے دونوں یکساں ہیں مگر اپنی اپنی طبیعت ہے ایک شخص کو سو جگہ سے ایک ایک پیسہ کر کے چار آنے لینا اچھا نہیں معلوم ہوتا کپڑے کی تجارت کرنے سے مسلمانوں کی نفاست پسند طبیعت کو کوئی وجہ نفرت نہیں ہے مگر اس کے لئے بہت بڑے سرمایہ کی ضرورت ہے تھوڑا سا سرمایہ اتنا منافع نہیں دیتا جو ان کی فضول خرچیوں کے لئے کافی ہو سکیں پھر چونکہ برادران وطن اس تجارت پر پہلے ہی سے حاوی اور قابض ہیں وہ اور نہیں جمنے دیتے اسی لئے ایک بساط خانہ رہ جاتا ہے جو ہر اعتبار سے ان کے مزاج کے موافق ہے نفع بھی زیادہ صاف ستھری دکان اور گدے تکئے پر نشست بھی حاصل ہے اور چونکہ برادران وطن اس پر قابض نہیں ہیں اس لئے کوئی مقابلہ بھی نہیں ہے یا پھر جوتے کی تجارت ہے۔

لیکن اب ان بڑی بڑی اور اہم تجارتوں سے لیکر چھوٹی سی چھوٹی تجارت تک میں جہاں دیکھو مسلمان کسی درجہ میں بھی کامیاب تاجر نہیں کہے جا سکتے مسلمانوں کے تجارت میں اس طرح ناکامیاب رہنے کی وجہ بھی بہت بڑی حد تک ان میں تعلیم کا نہ ہونا یا تعلیم کا نقص ہے ایک جاہل شخص کی نسبت ایک تعلیم یافتہ شخص ہر کام کو بہی کرے گا اچھی طرح کرے گا لیکن اس ناکامی کی بہت بڑی وجہ اصول تجارت سے ناواقفیت ہے راستبازی اور سچائی معاملہ کی صفائی اور دیانت داری خوش خلقی اور میٹھی زبان رواداری اور عالی حوصلگی یہ سب وہ امور ہیں جن کے بغیر کسی سوداگر کا ترقی کرنا قطعاً ناممکن ہے اگر ہماری دوکان سے کوئی چیز خرید کر کسی شخص کو ہمارے متعلق دھوکہ دہی کا شبہ ہو جائے گا تو دوبارہ وہ شخص ہماری دکان پر کبھی نہ آئے گا اگر ہمارا معاملہ صاف اور دیانتداری سے نہیں ہے تو کسی شخص کو کبھی ہماری طرف توجہ نہ ہوگی اگر ہمارے یہاں ہمارے گاہکوں سے برتاؤ اچھا اور خوش خلقی سے نہ ہوگا تو دوسرا گالیاں سننے کے لئے ہمارے یہاں کوئی نہ آئے گا اور اگر ہم اپنے گاہکوں کی بعض ناروا باتوں کی برداشت نہیں کر سکتے تو ان کو بھی ہمارے یہاں آنے کی کوئی ضرورت نہیں ہو سکتی کسی دوکان پر گھٹیا سے گھٹیا چیز کا ملنا تو کوئی عیب نہیں ہے اور نہ ایسی دوکان کی شہرت پر اس سے کوئی برا اثر پڑتا ہے ہاں عیب یہ ہے کہ شہرت تو یہ ہو کہ ہمارے ہاں اتنا اچھا مال ملتا ہے کہ شہر میں کسی دوسری جگہ ملنا مشکل ہے لیکن حالت یہ ہو کہ اس قدر خراب مال دوسری جگہ مشکل سے مل سکے۔ اس میں کوئی حرج نہیں اگر ہماری کوئی چیز عیب دار ہو گئی ہے تو ہم اس کا عیب اپنے گاہک کو بھی بتا دیں کہ اس سے ہماری ساکھ کو بہت زبردست فائدہ ہوگا مگر یہ صورت ہمارے کاروبار کو سخت نقصان پہنچانے والی ہوگی کہ گاہک کو ہم کوئی عیب دار چیز بغیر اس کے حوالے کر دیں ہماری چیز یقیناً نکل گئی لیکن آئندہ اس گاہک سے ہم نے ہاتھ ہی دھو لینا چاہئیے۔

کاروباری زندگی میں ساکھ ہی پر کسی کی کامیابی و ناکامیابی کا بڑی حد تک دارومدار ہوتا ہے جتنے سرمایہ کا مال دوکان میں بھرا ہوتا ہے وہ سارے کا سارا تو اپنا اسفاقی نہیں ہوتا ہے بلکہ ساکھ کی بدولت قسطوں پر مل جاتا ہے اور اس طرح ایک طرف تو ہم کو زیادہ سے زیادہ منفعت ہوتی ہے اور دوسری طرف اس شخص کو فائدہ ہوتا ہے جس سے ہم نے مال لیا ہے لیکن اگر خدانخواستہ ہماری ساکھ بگڑ جائے تو پھر ہم کو قرض مال ہرگز نہ مل سکے گا اور جس طرح کارخانوں کی نظر میں ہماری ساکھ ہونی چاہئیے اسی طرح ہماری ساکھ ہمارے گاہکوں کی نظر میں بھی ہونی ضروری ہے کہ نفع تو حقیقتاً ہم کو اپنے گاہکوں ہی سے وصول ہوتا ہے اب اگر ہماری بدمعاملگی سے وہی ہم سے بدظن ہو جائیں تو پھر ہم کو نفع کس سے وصول ہوگا۔

اہل یورپ ویسے تو تمام دنیا کا خون چوسے لے رہے ہیں ... اور خون چوسنے کی بہت سی نئی نئی تدبیریں روز بروز ایجاد کرتے ہیں لیکن معاملات میں کبھی دھوکہ دہی نہیں کرتے اور یہی وجہ ہے کہ جہاں کوئی چیز ایک مرتبہ بازار میں آئی اور لوگوں کو پسند آئی اور ہمیشہ کے لئے اس کی شہرت قائم ہو گئی اور کیا مجال ہے جو شروع سے لیکر آخر تک کبھی وہ چیز بیس سے انیس تو ہو جائے کیوں؟ محض اسلئے کہ وہ اس چیز کو خوب سمجھتے ہیں کہ غرض تو نفع سے ہے لہذا نفع اگر دیانت داری کے ساتھ ہمیشہ ہمیشہ کو ملتا ہے وہ اس سے اچھا ہے کہ بددیانتی سے کچھ دنوں مگر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے بند ہو جائے یورپ کی بعض بڑی بڑی کمپنیوں کا یہاں تک دستور ہے کہ ان کی تیار کی ہوئی چیز ایک معینہ مدت کے اندر اندر استعمال نہ کر لی جائے تو گاہک سے وہ استعمال نہ کی ہوئی چیز واپس لیکر بالکل نئی اس کے بدلے میں بغیر کسی مزید داموں کے دیدیتے ہیں ظاہر میں یہ نقصان معلوم ہوتا ہے مگر حقیقتاً یہ بہت بڑا نفع ہے دن رات ایسا ہوتا ہے کہ ہم کوئی چیز خرید لیتے ہیں لیکن اس کو استعمال کرنے کی مدت تک ضرورت نہیں پیش آتی اور رکھے رکھے یونہی خراب ہو جاتی ہے تو ظاہر ہے کہ ایسی حالت میں ہماری کوشش یہی ہوگی کہ ہم کسی ایسی دوکان کے بجائے جو اس چیز کو پھر واپس نہ کرے ایسی دوکان سے خریدیں جو واپس کرے اور یوں واپس کر لینے والی دکان کے گاہکوں میں دن دونا رات چوگنا اضافہ ہوتا رہے گا اور اس طرح اس دوکان کو کہو کر دیا دہ سے زیادہ نفع حاصل ہوگا۔

مسلمانوں کو چونکہ ابھی تجارت نہیں آتی ہے ساتھ ہی روپے کی ان کو کچھ بہت زیادہ محبت نہیں ہے اس لئے بعض اوقات بہت ممکن ہے کہ ایک مسلمان سوداگر کسی ہندو دوکاندار کی نسبت کم نفع پر یا بغیر نفع کے فروخت کرے تاہم یہ دیکھا جاتا ہے کہ مسلمان دوکانداروں کی نسبت ہندوؤں کے پاس لوگ بہت

زیادہ خریداری کے لئے جاتے ہیں اور ایسا محض اس لئے ہوتا ہے کہ مسلمان ایک ہندو کی طرح اپنے گاہک کو خوش نہیں کر سکتے۔ کسی ہندو بزاز کے یہاں آپ جائیے تو آپ کی صورت دیکھتے ہی اول تو زیادہ سے زیادہ آپ کی آؤ بھگت کرے گا اس کے بعد عموماً خود ہی آپ ایک قسم کا نمونہ طلب کریں گے اور وہ پچاس تھان آپ کے سامنے کھول کر ڈال دے گا اگر گھنٹہ دو گھنٹہ بھی آپ کے ساتھ مغز پاشی کرنے کے بعد بھی اگر آپ کچھ نہ لیں تو ہنس ہنس کر یہی کہے گا کہ کوئی مضائقہ نہیں پھر سہی لیکن اس کے برخلاف اگر آپ ایک مسلمان بزاز کی دکان پر جائیں اور کسی نمونہ کو طلب کریں تو اکثر ان کا یہی جہل اور لغو سوال ہوگا کہ لیجئے گا یا یونہی پریشان کرتا ہے اس کے بعد پھر دو ریشمی بجائے دو ریشمی اگر دو چار نمونے انہوں نے دکھائے اور آپ کو ناپسند ہوئے تو پھر آپ کے لئے عزت و آبرو سے وہاں سے واپس آنا مشکل ہے اب بتائیے اور سینہ پر ہاتھ رکھ کر بتائیے کہ اگر مسلمان ناکامیاب ہیں تو کس کا قصور ہے ایک شخص اگر آپ کی دکان پر کپڑا خریدنے آتا ہے اور وہ کپڑے کا حاجتمند ہے تو ظاہر ہے کہ اسی قدر آپ گاہک کے حاجتمند ہیں وہ آپ سے کچھ مفت نہیں مانگتا ہے خیرات نہیں لیتا ہے وہ خوش خلقی اور خندہ روئی کو چھوڑ کر آپ کی کج خلقی اور ترش روئی کو کیوں برداشت کرے۔

ہمارے مسلمان دوکانداروں کی ایک یہی خرابی نہیں ہے ایک ہندو دوکاندار اور چپے کے دس روپے تو کبھی نہیں مانگتا اگر اب دو کے سوا دو ڈھائی مانگ بھی وہ چھوڑنے جا رہے ہیں بلکہ عام طور پر ان کے یہاں اب مقررہ نرخ ہیں نہ اس سے کم نہ زائد مگر جہاں ہندو اس طرف آ رہے ہیں وہاں ہمارے مسلمان اس میں ترقی کر رہے ہیں بلکہ دہلی میں ایک طریقہ حال میں ایجاد ہوا ہے اگر آپ کسی جوتے والے کی دکان پر جائیے اور کسی جوتے کی فرمائش کیجئے اور وہ آپ کو پسند آجائے تو پھر اگر آپ ان سے کہیں کہ اس سے اچھا کوئی اور دکھاؤ تو وہ دوبارہ ہیں بھی آپ کو بعینہ وہی جوتا دکھا دیں گے مگر اس کی قیمت ۸ روپیہ زیادہ کر کے بتائیں گے اور جتنی مرتبہ آپ اور اچھا کہہ کر مانگتے جائیں گے اتنی ہی مرتبہ اسی چیز کو ۸ روپیہ پہلی قیمت سے زیادہ آپ کو بتائی جائے گی اور یہ ترکیب صرف اس لئے کی جاتی ہے کہ جوتے کے ہندو دوکانداروں کے یہاں چونکہ ایک مقرر نرخ ہوتا ہے اس لئے مجبوراً ان کو ایک ہی قیمت بتانی پڑتی ہے مگر گاہک کو دھوکہ دینے کی عادت کو چھوڑنا ذرا مشکل تھا اس لئے انہوں نے یہ تدبیر کی ہے اب بتائیے کہ ایک مرتبہ ایسا دھوکہ کھل جانے کے بعد دوبارہ وہی گاہک دوبارہ اس طرف کا رخ بھی کرے گا؟ اس تجارت میں ہندوؤں نے جس سے ان کے کاروبار کو مسلمانوں کے مقابلہ پر کامیاب نہ ہونا چاہئے تھا مگر ان کے معاملہ کی صفائی اور سچائی کی بدولت الٹا مسلمان جفت فروش روز بروز نقصان اٹھا رہے ہیں مگر اس کے باوجود اپنی اس لغو حرکت سے باز نہیں آ رہے ہیں مگر اس میں نقصان کس کا ہے؟

مسلمان دوکانداروں کی ان سب خرابیوں اور کوتاہیوں کے ساتھ ایک خرابی مسلمان گاہکوں کی بھی ہے اور وہ یہ کہ مسلمان اپنے مسلمان دوکانداروں کی ہمت افزائی نہیں کرتے مسلمان من حیث القوم تجارت میں ابھی طفل مکتب ہیں اس کے برخلاف ہندو بنیوں کے گوشت و پوست میں تجارت اور تجارت کے اصول سرایت کر چکے ہیں اس لئے آج ہی مسلمانوں کا ان کے معیار پر پہنچ جانا بہت مشکل ہے اس کے لئے کچھ وقت اور کچھ اشغال کی ضرورت ہے ساتھ ہی معززین اور تعلیم یافتہ لوگوں کی طرف سے دوستانہ چشم نمائی کی تا کہ رفتہ رفتہ ان کی عادت بھی گاہکوں کے ساتھ حسن سلوک اور خوش خلقی کی ہو جائے۔ میرا جہاں تک خیال ہے بعض وقت مسلمان دوکانداروں کی مسلمانوں کے ساتھ بدخلقی دوستانہ اور برادرانہ شکایت کے طور پر بھی ہوتی ہے کہ ان کو چھوڑ کر مسلمان ایک غیر مسلم کو کیوں ترجیح دیتے ہیں کبھی ممکن ہے کہ ان کا چڑچڑا پن محض اس لئے ہوتا ہو کہ دن بھر بیکار بیٹھے بیٹھے گذر گیا تھا اب ایک گاہک آیا تو وہ ایسا بھی کہ بیسیوں نمونے دکھانے کے بعد جوتا اس کو ایک بھی پسند نہ آیا اور ظاہر ہے کہ ان سب صورتوں میں ہمارے مسلمان دوکاندار ہماری زیادہ سے زیادہ توجہ اور زیادہ سے زیادہ سرپرستی کے مستحق ہیں کام کرتے کرتے رفتہ رفتہ ان کی یہ تمام کمزوریاں بھی نکل جائیں گی جیسا کہ مشاہدہ ہے کہ وہ لوگ جو عرصہ سے کوئی دکان لئے بیٹھے ہیں وہ گاہکوں کے ساتھ ایک ہندو دوکاندار سے کسی طرح برا برتاؤ نہیں کرتے۔ جو کام دو شخص مل کر کرنے کا ہے وہ دونوں کے مل کر کرنے ہی سے مکمل اور خوبی سے ہو سکتا ہے تجارت دوکانداروں اور گاہکوں دونوں کو چاہتی ہے صرف اکیلے مسلمان دوکاندار کچھ نہیں کر سکتے جب تک مسلمان گاہک بھی ان کی مدد نہ کریں اور گاہکوں کا دوکانداروں کی مدد کرنا یہی ہے کہ وہ ان کی کوتاہیوں کا خیال کئے بغیر زیادہ سے زیادہ اپنی ضرورت کی چیزیں مسلمان دوکانداروں ہی سے خریدیں اگر ایک شخص کسی طرح آدمیت کا برتاؤ نہیں کرتا تو بیشک دوسرے سے معاملہ کریں مگر وہ دوسرا مسلمان ہونا چاہئے اچھے اور برے سب ہی ہوتے ہیں کوئی نہ کوئی اچھا مسلمان دوکاندار بھی مل جائے گا اس وقت مسلمانوں ہی سے اپنی ضرورت کی چیزیں خریدنا ایک نہایت اہم قومی اور ملی سوال ہے جس کو حل کرنا ہر مسلمان کا فرض ہے اور بسا اوقات ایسے موقعوں پر اپنے جذبات اور احساسات کا بہت زیادہ پابند ہونا ایسے زبردست نقصانات کا باعث ہو جایا کرتا ہے جن کی تلافی پھر کسی طرح نہیں ہو سکتی اور جیسا کہ شروع مضمون میں عرض کیا گیا ہے اس وقت ہندوستان کے مسلمانوں کے لئے اپنی مخصوص پوزیشن کو برقرار رکھنے کے لئے ہر ممکن کوشش کی ضرورت ہے جن میں سے ایک مسلمانوں ہی سے اپنی ضرورت کی چیزیں خریدنا بھی اس موقع پر صرف اپنے ذاتی مفاد کا خیال کسی طرح صحیح طریق کار نہیں کہا جا سکتا۔

مرقاۃ العربیہ

ایک عرصہ سے یہ غلط خیال قائم ہو گیا ہے کہ عربی کا حاصل کرنا مشکل ہے مرقاۃ العربیہ اسی خیال کو دور کرنے کے لئے لکھی گئی ہے لائق مصنف نے مضامین کی ترتیب اس سہولت سے قائم کی ہے کہ ایک سمجھدار آدمی استاد کے بغیر مرقاۃ العربیہ سے عربی سیکھ سکتا ہے تمام کتاب میں کوئی بات ایسی نہ ملے گی جس کے متعلق پہلے کچھ نہ بتا دیا گیا ہو ہر نئے عنوان کے لئے پہلے ایک نہایت صاف اور سہل الفاظ قاعدہ کا ذکر کیا گیا ہے اور سبق میں بہت سی مثالوں سے اس قاعدہ کی تشریح ہے غرضیکہ آدمی کوشش کرے تو

چھ ماہ کے اندر مہارت پیدا کر سکتا ہے

قیمت ہر سہ حصص عمر

حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

ہماری محکومیت کا اصلی مرض افلاس و بیکاری ہے

(از جناب مولوی عبدالرضا صاحب طالب الغزالی رحمت گڑھی)

انڈین نیشنل کانگریس کا اجلاس لاہور میں جس تزک و احتشام سے ہوا جس قدر مخلوق خدا کا وہاں انبوہ رہا اور جتنا پرامن طریق پر ختم ہوا کارکنان کانگریس قابل مبارکباد ہیں لیکن سب کچھ ہوا کامریڈ جواہر لعل نے بھی اپنا ایڈریس پڑھا آغائے ڈاکٹر سیف الدین نے بھی خطبۂ استقبالیہ پڑھا لیکن آہ اس میں غریب ہندوستان کی بیکاری اور افلاس کا کوئی حل نہ بتلایا گیا۔

ہندوستان کو سیاسی طور پر ریشنہ راوی کے کنارے رات کو ۱۲ بجے آزاد بھی تسلیم کر لیا گیا اور بموجب ارشاد پنڈت جواہر لال ہندوستان کو برطانوی حکومت کے پنجۂ استبداد سے بالکل آزاد بھی کرا دیا گیا اور آزادی کی عملی جدوجہد کے لئے نوجوان ہندی کو جیل تشدد اور موت بھگتنے پر طیار بھی کر دیا گیا گویا سب کچھ ہوا لیکن جس ہندوستان بھوکے پابہ زنجیر شیر کو کانگریسی اصحاب برطانیہ کے پنجہ سے آزاد کرانا چاہتے ہیں کیا اس کے بھوک اس کے افلاس کی بھی کوئی دوا دارو کانگریس نے تجویز کی۔ پنڈت جی تو اس پہلو میں خاموش دیکھے گئے البتہ آغائے سیف الدین نے چند ہمدردانہ الفاظ کہکر بھوکے ہندوستان کے آنسو پونچھے آپ فرماتے ہیں کہ:۔

"ہندوستان کے کھلے اور چھپے ہوئے خزانے امپیریلزم کی طاقتوں کا شکار ہو چکے ہیں زمانہ حال کا ہندوستان ان غریب کسانوں مزدوروں بے روزگاروں کا وطن ہے جو اس کی آبادی کا ۹۰ فیصدی سے زائد حصہ ہیں اور برطانوی دور حکومت میں ان کو کیا ملتا ہے مفلسی بے روزگاری متعدی وبا بیماری قحط اور فاقہ کشی اور موت"

آخر میں اسے ایک لا علاج مرض خیال کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"جب تک ملک کا مسئلہ مذہبی یا محض سیاسی نہیں ہے بلکہ لازمی طور پر اقتصادی ہے اس کا سارا کنٹرول ہمارے ہاتھ میں نہ ہوگا ہم اس کو اقتصادی نجات نہیں دلا سکتے"

لیکن سوال یہ ہے کہ کیا اس کنٹرول پر قابو پائے ہی آپ آزادی کی جدوجہد کے لئے بڑھ گئے کیا یہ آپ کی ناعاقبت اندیشی نہیں کہ آپ بھوکے ہاتھوں پیٹ سے فاقہ نوجوانوں کو جنگ کی دعوت دے رہے ہیں۔

تحریک سول نافرمانی کے لئے گورنمنٹ برطانیہ کے بائیکاٹ کے لئے جس قدر زور دیا گیا وہ محتاج بیان نہیں سوائے چودھری افضل الحق اور پنڈت مالوی کی مخالفت کے متفقہ طور پر یہ ریزولیوشن منظور ہو گئے لیکن کسی نے بھولے سے بھی یہ خیال نہ کیا کہ ہندوستان کے بھوکے بال بچوں کا کیا حشر ہوگا اگر ہندوستان کی آزادی کے لئے جنگ لڑی گئی تو سوائے متمول طبقہ کے اور کون میدان میں آسکتا ہے۔ میں کانگریسی اصحاب سے پوچھتا ہوں کہ ان کے پاس ہندوستان کے لکھوکھا بیکاروں فقیروں درماندوں کے لئے کوئی سامان موجود ہے اگر جواب نفی میں ہے تو سوراج کوئی من و سلویٰ نہیں ہے کہ حاصل ہوتے ہی کروڑہا بھک منگوں اور اسی قدر بیکاروں کی روٹی کا سوال حل ہو جائے گا۔ پہلے کانگریس کو چاہیے تھا کہ آزادی کے ریزولیوشن پاس کرنے کی بجائے اس لعنت کو کسی طریق پر دفع کرتی جو ہندوستان کے گلے میں ملوکیت سے زیادہ قوی تر طوق پڑا ہوا ہے۔

افسوس ہے کہ گاندھی جیسے دور اندیش درویش صفت لیڈر کی نگاہ دقیقہ رس بھی اس اہم مسئلہ کو چھوڑ کر آزادی کے ریزولیوشن کی تائید کی ہر میں رقص کناں دیکھی گئی ورنہ اس محترم ہستی کا فرض تھا کہ بیکاروں کی مرہم پاشی کے لئے کوئی ایک آدھ ریزولیوشن ہی پاس کرا دیتا جہاں ایک برطانوی حکومت سے مکمل بائیکاٹ کا ریزولیوشن ہوتا وہاں دوسرا یہ بھی ہوتا کہ بیکار کس مغاک میں گریں کہاں جائیں کیا کریں یہ اپنے پیٹ کا ایندھن کن وسائل سے کیسے سوراج ملنے کے بعد پیدا کرینگے لیکن اس طرف کوئی توجہ نہیں کی گئی ذمہ دار لیڈروں کی نگاہ سے یہ امر فراموش نہ ہونا چاہیئے کہ اگر آج خدا نہ کرے ہندوستان کے باہر کوئی جنگ چھڑ جائے تو ہندوستانی بیکار اور فاقہ کش پہلے سے کہیں زیادہ اس میں شامل ہو کر ملک کو ایک عرصہ تک غلام رکھنے اور مادر وطن کی زنجیریں کڑی کرنے میں پیش از پیش ہوں گے کیونکہ ان کو پیٹ مقدم ہے غلام ہندوستان آزاد سے کیا مطلب یہ جوشیلے الفاظ تو اس وقت تک ہی موزوں ہیں جب تک پیٹ میں روٹی اور دل میں حرارت موجود ہے ورنہ ایک بیکار اور فاقہ کش کے لئے آزاد اور غلام دونوں ہندوستان برابر ہیں۔

کسی ملک کی تاریخ اٹھا کر دیکھ لیں جس نے کسی حکومت کے پنجہ سے نجات پائی اس کا اولین فرض یہ رہا ہے کہ اول ملک کے بیکار اور مفلوک الحال طبقہ کے انتظام و انصرام کے بعد آزادی کی جدوجہد کیلئے قدم اٹھایا ہے لیکن آہ مظلوم ہندوستان کا باوا آدم ہی نرالا ہے یہاں کونسلوں کا بائیکاٹ اور حکومت برطانیہ سے ہمیشہ کے لئے نجات کے فرضی ریزولیوشن تو پاس کر دیئے جاتے ہیں لیکن بیکار نوجوانوں کے لئے کوئی سبیل نہیں نکلتی کیا وہ اصحاب جو آج کونسلوں کے بائیکاٹ پر تلے ہوئے ہیں کل انہیں کونسلوں کی کرسیوں پر فائز تھے آشنا نہ کر سکتے تھے کہ اسی حکومت کی توجہ شاردا ایکٹ کے طوفان بے تمیزی قانون سے پہلے اس غریب طبقہ کی جانب منعطف کراتے کانگریسی اصحاب غلامی کے پیڑ کو تو کاٹتے ہیں لیکن جڑ سے نہیں اس کی جڑ میں اگر غور سے دیکھا جائے لاکھوں بیگناہ مظلوم بیکار ہندی نوجوانوں کی تمنائیں دفن ہیں جن کو پرکاہ کی برابر بھی وقعت نہیں دی جاتی۔ انقلاب زندہ باد کے نعرے آسمان پر اسی وقت درجہ قبولیت حاصل کر سکتے ہیں جب تک ہندوستان کے سپوتوں کی بھوک کا کوئی علاج نہ ہو ورنہ انقلاب زندہ باد کا اصلی مفہوم افلاس زندہ باد ہوگا کیا کوئی قوم پرست جو سینہ میں دل اور دل میں قوم کا سچا درد رکھے اس پر ٹھنڈے دل سے کبھی غور کرینگے اگر نہیں تو پھر ہندوستان کو آزاد کرانے کا جنون چھوڑ دیں اس کی مقبولیت اسی وقت بارگاہ صمدیت سے ہوگی

جب ہندوستان کے افلاس کا کوئی علاج نہ ہوگا چونکہ اس حالت میں ہندوستان صدیوں تک آزادی حاصل نہیں کر سکتا اور جب تک ہمارے لیڈروں کے دلوں میں اس مسئلہ کی کوئی قدر نہیں ہوتی آزادی کے حصول کی جد و جہد لایعنی ہے کہ اصل یہی وجہ ہے کہ ہم غلام ہیں ہم محکوم ہیں کیونکہ ہم خالی خولی آزادی کے حامی ہیں لیکن آزادی حاصل کرنے کا کوئی سرمایہ کوئی ذریعہ علم میں نہیں ہے اور وہ محض خیالی قلعہ بناتے اور فرضی آزادی حاصل کرنا ہی جانتے ہیں میدان عمل میں آنا ہمارے خواب و خیال میں بھی نہیں ہے۔ آپ ضرور کہیں گے کہ لندن میں بھی تو لاکھوں بیکار ہیں یہ درست ہے اس قوم نے سب کچھ حاصل کیا ہے وہ جو چاہیں کر سکتے ہیں وہ آپ کے بیکاروں کی طرح دست نگر نہیں ہیں وہ جب تنگ آتے ہیں کسی وزیر اعظم کسی ممبر پارلیمنٹ کو راستہ جاتے پکڑ کر جو چاہیں منوا لیا کرتے ہیں ابھی چند روز کا ہی واقعہ ہے کہ بیکاروں کے ایک گروہ نے وزیر اعظم کو راستہ میں گھیر لیا اور جب تک اس سے ایک معتدبہ رقم منوا لینا حاصل نہ کر لی پیچھا نہ چھوڑا کبھی آپ نے بیکاروں کا گروہ کسی ایک وزیر کو چھوڑ کر کسی ڈپٹی کمشنر کی ہی موٹر روک لے پھر دیکھئے کہ شام تک سرکاری ہوٹل میں علاوہ جرمانہ کی پاداش میں پڑا انہیں اپنا پڑ نہ سے۔

مجھے ایک واقعہ یاد ہے بیس سال کا عرصہ گذرا پنجاب کے ایک گاؤں میں قحط کی وجہ سے مخلوق خدا تنگ آ گئی آخر فاقہ کشوں نے مشورہ کر کے خفیف خفیف چوریاں کرنی شروع کیں روزانہ پانچ سات اشخاص کو اسی طرح چوری کی پاداش میں معقولانہ سزا ہو جاتی اور یہ غریب جیل میں جو محض روٹی کے لئے ڈھونگ بنایا ہوا تھا پہنچتے ہیں دن کے لئے مقید ہو جاتے شدہ شدہ یہ خبر مجسٹریٹ صاحب تک کہ جو ایک انگریز تھے پہنچی آپ نے یہ معلوم کر کے کہ یہ غریب اہالیان دیہہ محض قحط کی وجہ سے خفیف خفیف جرائم کے مرتکب ہو کر جیل میں آتے ہیں تاکہ روٹی مل سکے بجائے رحم کرنے کے حکم نافذ کر دیا کہ آئندہ سے اس دیہہ کا جو شخص چوری وغیرہ کے یا کسی دیگر معمولی جرم میں گرفتار ہو اسے سزائے بید دی جایا کرے چنانچہ ایسا ہی ہوا اور دوسرے روز فاقہ کش قحط زدہ جنہوں نے معذی کی سہل ترین آئی داخل جیل ہونا سوچی ہوئی تھی کچھ سوس کر رہ گئے اور پھر کسی نے ایسی حرکت کا ارتکاب نہ کیا۔ القصہ میرا مدعا اس کے بیان کرنے کا یہ تھا کہ ہمارے بیکار نوجوانوں کو بقول شخصے نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن جیل تک پہنچنے کے لئے طیار نہیں لہذا جب تک ہندوستان کی بیکاری اور افلاس کا کوئی علاج نہ ہوگا ہندوستان محکوم اور ضرور محکوم رہے گا اور انگریز حاکم رہیں گے ہم میں سب کچھ ہے ہم میں ایسے اصحاب بھی موجود ہیں جو نہایت روشن دماغ اور مادہ حکمرانی رکھتے ہیں ہم میں تہذیب بھی ہے شائستگی بھی اگرچہ ہم آج ہندو مسلم سوال چھین لی صدی بلکہ مسجد اور باجہ گئو کشی وغیرہ پر باہمی جدال و قتال کر رہے ہیں یقین جانئے سوراج کے بعد یہ سب کچھ ہمیشہ کے لئے یکقلم بند ہو کر ہندوستان ایک قالب بن سکتا ہے لیکن بیکاری کا مسئلہ کچھ ایسی ٹیڑھی کھیر ہے کہ یہ خواہ سوراج ملے خواہ نہ ملے جب تک حل نہ ہوگا ملک میں امن و امان مفقود ہے ہماری یہ تمام جنگ زرگری اسی کے باعث ہو لینی گویا اہل دل صاحب اس پر روشنی ڈالیں گے کہ ایک کا تکرو ہے

ہندوستان میں سلطنت بنی فاطمہ کی یادگار

جگت جیت مسجد

ہندوستان کے سات کروڑ مسلمان یہ معلوم کر کے خوش ہوں گے کہ ریاست کپورتھلہ کے بے تعصب اور نیک دل مہاراجہ سر جگت جیت سنگھ صاحب بہادر نے اپنی مسلمان رعایا کے لئے اپنی ریاست کپورتھلہ پنجاب میں مراکش افریقہ کی سلطنت بنی فاطمہ کی مسجد قطبیہ کے نمونہ پر ایک شاندار خوبصورت مسجد چار لاکھ روپیہ خرچ کر کے بنوائی ہے۔ ۱۴ مارچ ۱۹۳۰ء جمعہ کے دن عباسیہ نسل کی یکتا یادگار ہز ہائنس نواب صاحب بہاولپور اور بہت سے انگریز اور ہندو مسلمان سکھ لیڈروں کی موجودگی میں ہز ہائنس سر جگت جیت سنگھ صاحب نے مسجد کی محراب میں کھڑے ہو کر اس مسجد کے افتتاح کا اعلان کیا اور شمس العلماء مولانا سید احمد صاحب امام شاہی جامع مسجد دہلی نے جمعہ کی نماز پڑھائی اور ایک لاکھ مسلمان نماز میں شریک ہوئے۔

میں نے اسی موقع پر منبر مسجد کے سامنے مہاراجہ صاحب سے وعدہ کیا تھا کہ سلطنت بنی فاطمہ مراکش افریقہ کی اس یادگار مسجد کے فوٹو ہندوستان کی ہر مسجد میں اپنے خرچ سے آویزاں کر دوں گا تاکہ سات کروڑ مسلمان مہاراجہ سر جگت جیت سنگھ صاحب کی اس نیکی کو اپنی آنکھ سے دیکھیں اور مہاراجہ کو شکر گذاری سے یاد کریں لہذا یہ اعلان شائع کیا جاتا ہے کہ ہر صوبہ اور ہر شہر اور ہر قصبہ اور ہر گاؤں کی مسجد میں جگت جیت مسجد کا رنگین فوٹو آویزاں کرنے کے لئے ایک آنہ محصول ڈاک بھیج کر مجھ سے بلا قیمت منگا لیا جائے۔ ایک شہر کی دس بیس یا سو پچاس مسجدوں کے لئے ایک ہی پارسل میں فوٹو منگائے جائیں تو محصول ڈاک میں کفایت ہو جائے گی۔

مسجدوں میں شکریہ کے جلسے

میں تمام مسلمانان ہند سے یہ بھی درخواست کرتا ہوں کہ جمعہ کے دن جلسے کر کے ہز ہائنس مہاراجہ سر جگت جیت سنگھ تاجدار ریاست کپورتھلہ کا شکریہ ادا کیا جائے کہ انہوں نے اپنی مسلمان رعایا کے لئے چار لاکھ روپیہ خرچ کر کے بنی فاطمہ سلطنت مراکش افریقہ کی ہندوستان میں پہلی یادگار قائم کر کے ساری قوم کو ممنون احسان کیا اور جلسوں کی اطلاعیں مہاراجہ کے وزیر اعظم خان بہادر میاں عبد الحمید صاحب سی۔ آئی۔ ای کے پاس ریاست کپورتھلہ میں بھیجی جائیں وہ مہاراجہ کی خدمت میں پیش کر دیں گے

راقم حسن نظامی دہلوی

جگت جیت مسجد کے فوٹو ملنے کا پتہ :- خواجہ حسن نظامی پوسٹ بکس نمبر ۵۱ دہلی

اخبارات ہند سے یہ اعلان شائع کرنے کی درخواست کی جاتی ہے تاکہ مسجد کے فوٹو ہر مسجد میں پہنچ سکیں (حسن نظامی)

انقلابِ زمانہ

(از جناب مولوی [illegible] الدین صاحب [illegible])

اے اشکِ ندامت ہے تو ہر عزمِ سفر آج
حاضر ہے پئے زادِ سفر دامنِ جگر آج

کون ہے جو زمانہ کے دستِ ستم شعار سے بچا ہو۔ کونسا فردِ بشر ہے جو زمانہ کی ناسپاس گذاری اور بے وفائی کا شاکی اور دست و برد کی بے جائیوں سے نالاں اور پریشان نہ ہو۔ کون نامی گرامی اور کونسی شاہ و گدا نہیں جو ستم روزگار کا نشانہ ناہنجار کی جھینٹ میں پس کر غبارِ راہ نہ بن چکا ہو۔ کونسی شوکت و عظمت ہے جو افسانۂ ماضی نہ بن چکی ہو۔ کونسی تہذیب ہے جو دستبرد روزگار سے پامال و ملیامیٹ نہ ہو چکی ہو اور کونسی قوم ہے جو موت و حیات کی کشمکش میں مبتلا نہ رہ چکی ہو اور دوچار نہ ہو۔ کتنے ہی بڑے بڑے بارونق شہر اور عالیشان عمارتیں زمانہ کی بادِ صرصر سے پیوندِ زمین ہو گئیں جہاں کھنڈرات کے سوا کچھ نہیں اور جو موجود ہیں وہ اپنے بنانے والوں اور زمانہ کی بے ثباتی پر نوحہ خواں ہیں جہاں کبھی چہل پہل اور انبساط کی تگ و دو کا بازار گرم تھا وہاں آج ہو کا میدان اور جنگل سنسان ہے۔ جہاں شاہی محلات تھے وہاں کھنڈرات ہیں اور نقش و نگار کی جگہ جنگل کی گھاس اُگ رہی ہے اور بزبانِ حال "کل من علیہا فان" کا نقشہ پیش کر رہی ہے جہاں کوسل گہر اور شاہی دربار تھے وہاں خوفناک جنگل اور درندوں کے مسکن ہیں اور جہاں کبھی شب و روز ناچ رنگ کی محفلیں گرم رہتی تھیں اور بادۂ احمر کے دور پہ دور چلتے تھے وہاں اب اُلو بول رہا ہے۔

جو قومیں کبھی برسرِ رفعت اور فائز المرامیوں و شادکامیوں سے بہرہ ور تھیں ان کی امارت و دولت اور شوکت و عظمت خاک میں مل گئی۔ بابل اور نینوا کی سلطنتیں نیست و نابود ہو چکیں۔ ایرانی، تورانی، کلدانی اور ہندوستانی تمدن مٹ چکا۔ بادیہ نشینانِ عرب کی وہ تہذیب و عمرانیت جو کبھی تمام عالم میں دھوم مچی زمانہ کے ہاتھوں چھینی جا چکی اور روما کی شوکت و اہمیت فنا کے گھاٹ اتر گئی۔

غرض زمانہ کے انقلابات سے کسی کو چین نہیں اور ایک حالت پر قرار نہیں زمانہ کا تغیر و تبدل کسی انسان کو خواہ وہ کسی درجہ اور حیثیت کا ہو مطمئن اور مسرور نہیں رہنے دیتا۔ اقوام و ملل کا بننا بگڑنا اور سلطنتوں کا اجڑنا اور سنورنا زمانہ کے الٹ پھیر اور شکست و ریخت کا نتیجہ ہے انسانی اقوام و ملل کے ارتقاء و تنزل کا ہر دور انسانی بے ثباتی کا زبردست ثبوت پیش کرتا ہے اور دنیا کی ہر چیز نقش بر آب اور نظر فریب ہے غرض دنیاوی اشیاء کی بے ثباتی تغیر و تبدل اور انقلاب پذیری سے کسی کو مفر نہیں دنیا کی کوئی قوم ایسی نہیں جو ارتقاء و تنزل کے مراحل سے نہ گذری ہو اور موت و حیات کی کھینچا تانی میں مبتلا نہ رہ چکی ہو۔

چونکہ زمانہ کے انقلاب سے ہر قوم کو دوچار ہونا پڑتا ہے اس لئے انقلاب پذیری کا وہ قانون جو ازل سے نفاذ پذیر ہے اس کے مطابق مسلمانوں کی شوکت و عظمت کا آفتاب بھی کیسے ہمیشہ ضیا پاش رہ سکتا تھا ستم پیشہ روزگار نے بالآخر ان کے ساتھ بھی وہی سلوک کیا جو ان سے پہلی قوموں سے کیا تھا۔ دیگر اقوام کی طرح ان کا آفتابِ اقبال بھی زوال پذیر ہوا۔ زمانہ کے تغیر و تبدل اور الٹ پھیر نے ان کی قومیت اور تہذیب و عمرانیت کو بھی زیر و زبر کر کے رکھ دیا۔

مسلمانوں کا تنزل و تسفل کے عمیق غار میں جا گرنا چنداں قابلِ تعجب اور باعثِ افسوس نہیں کیونکہ کوئی قوم ہمیشہ ایک حالت میں نہیں رہتی اگر کوئی چیز ماتم انگیز، جگر خراش، اندوہناک اور الم افزا ہے تو ان کی جمود آرائی، تغافل شعاری اور بے حسی اگر وہ مائل بہ پستی اور رو بہ انحطاط نہیں تو کوئی مضائقہ نہیں لیکن اگر وہ حالتِ پستی میں محو ہیں اور ذلت و رسوائی کی زندگی پر قانع ہیں اور جدوجہد ملحقات کو فراموش کئے ہوئے ہیں تو خون کے آنسو رونے کا مقام ہے۔

اگر ایک مریض حالتِ مرض میں خوش و خرم ہو، اپنے آپ کو تندرست سمجھے، مرض کو مرض نہ سمجھتا ہو اور علاج کی طرف سے غافل اور بے فکر ہو تو اس مریض کی حالت واقعی ماتم انگیز ہے کیونکہ تندرستی کی کوئی امید نہیں ایسا مریض بہت جلد خوش فضا میں آرام کی نیند سوئے گا اور اگر مریض کو اپنے مرض کا احساس ہو، علاج کا فکر ہر وقت دامنگیر ہو اور صحت کے لئے بھاگ دوڑ ہو تو یقیناً ایسے بیمار کی حالت افسوسناک اور خطرناک نہیں بلکہ امید قوی ہے کہ بیمار ضرور کبھی نہ کبھی صحتیاب اور فائز المرام ہوگا۔

انتہائی رنج و الم کے ساتھ اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ پست اور خود فراموش مسلمانوں کی حالت بھی اس جاں بلب اور قریب المرگ بیمار کے مشابہ ہے جس کے جسم کا کوئی حصہ بھی ایسا نہ ہو جو ماؤف نہ ہو چکا ہو، اعضاء و جوارح میں سے کوئی بھی صحیح و سالم نہ ہو، کوئی حصہ جسم ایسا نہ ہو جس پر نزلہ نہ گر چکا ہو اور مفلوج نہ ہو چکا ہو اور کوئی بھی ایسی قوت نہ ہو جو معطل نہ ہو چکی ہو مگر باوجود اس حالت کے وہ اپنے آپ کو تندرست و توانا سمجھتا ہو اور علاج کے فکر سے مستغنی ہو۔

اف غضب اور ستم۔ خون کے آنسوؤں سے رونے کا مقام ہے اور کیا جگر خراش سال ہے کہ مسلمانوں کا تاج و تختِ اقبال، دولت اور امارت و حکومت سب کچھ جاتا رہا مگر وہ اس حالت میں بھی شاہانہ دماغ رکھتے ہیں، ان کی تہذیب و تمدن مٹ رہا ہے وہ تنزل و تسفل کی گھڑیوں میں پڑے آخری سانس پورے کر رہے ہیں اور ان کی قومیت کا سفینہ تباہی کے قریب جا لگا ہے مگر مسلمان ہیں کہ خوابِ راحت کے مزے لوٹ رہے ہیں اور غفلت کی چادر تانے سو رہے ہیں اور اپنی تباہی کا خاموشی سے تماشا دیکھ رہے ہیں مسلمانوں کو ان کی عظمتِ پارینہ کے بصیرت افروز قصے سنائے جاتے ہیں اور ان کی موجودہ پستی کی عبرت انگیز تصویریں کھینچی جاتی ہیں مگر وہ بدنفس سے مس نہیں ہوتے یہی جمود و خمود اور غفلت و بے حسی ہے جو مسلمانوں کے لئے سوہانِ روح بنی ہوئی ہے اور ان کو کسی کروٹ چین نہیں لینے دیتی ہے۔

جس قوم نے تن آسانی اور لاپرواہی سے کام لیا اور غفلت و جمود میں پڑ گئی

نہیں ہلاکت اور بربادی کے عمیق گڑھے میں جا گرتی اور دنیا سے نسیاً منسیاً ہو گئی سوال پیدا ہوتا ہے کہ مسلمانوں کی اصلاح کا صحیح طریقہ کونسا ہے محض وعظ و پند سنتے رہنے سے کسی قوم کی اصلاح نہیں ہوئی۔ وہ کونسا مخفی انقلاب ہے جو ان کی ذہنیتوں کو تبدیل کر دے ان کے افسردہ دلوں میں ولولہ امنگ اور جوش عمل بھر دے ان کے مردہ جسموں میں روح حیات دوڑا دے ان کے اشخاص و افراد میں احساس کا جذبہ پیدا کر دے ان میں ایسی روح پھونک دے ایک نئی تڑپ پیدا کر دے اور ان کے عزائم کو ایسا مستحکم اور استوار بنا دے کہ وہ بڑی سے بڑی مشکلات اور تکالیف کو بآسانی برداشت کر لیں ان کے دل اتنے اور ارادے مکرور نہ ہوں جو قوم اصلاح و ارتقاء کے لئے اٹھائیں نیچے نہ ہٹے ان کی قوت ارادی پہاڑوں کو اپنی جگہ سے ہلا دے اور مضبوط طریق کار نپولین کے کارناموں کی یاد بھلا دے ان کا ہر فرد پیکر عمل تجاہد بالا و اوج ترقی پر جھکتے نظر آئیں اور وہ اپنے آپ کو اشرف المخلوقات کے خصائص کا اہل ثابت کر سکیں۔

مختصراً اس کے لئے کہا جا سکتا ہے کہ اگر مسلمان مذکورہ بالا مقاصد عالیہ اور مدارج فاضلہ کو حاصل کرنا چاہتے ہیں تو وہ صحیح معنوں میں مسلمان بنجائیں اور قرآن کریم کی تعمیل و تفہیم کو مقصد حیات بنائیں جس کی تعمیل و تفہیم سے عرب کے خانہ بدوش جاہل وحشی اور اکھڑ انسانوں کی ایسی کایا پلٹ ہوئی کہ وہ مس خام سے کندن بن گئے اضیں کے نام کا سکہ چار دانگ عالم میں رائج ہو گیا اپنے اندر خلافت کبریٰ کا صحیح استحقاق پیدا کر لیا جس کی وجہ سے انھیں کے ہاتھ میں کارگاہ عالم کے بست و کشاد کا انصرام و انتظام اور خزائن ارضی کی کنجیاں دیدی گئیں۔

قرن اولیٰ کے مسلمانوں کی زندگی چونکہ قرآن کی عملی تفسیر اور ان کی زندگی کے حیات افروز کارنامے اپنے اندر دارین کی سعادتوں اور فائز المرامیوں کی ایک دنیا رکھتے ہیں اس لئے ان کے حالات اور سوانح حیات ہی ہمارے مردہ جسموں میں جان ڈال سکتے ہیں اور افسردہ جذبات کو مشتعل کر سکتے ہیں ارباب بصیرت سے یہ امر مخفی نہیں کہ تاریخ کا مطالعہ کرنا قوموں کے بننے بگڑنے اور عروج و زوال کے حالات کا کھوج لگانا اور انسانی اقوام و ملل کے ارتقاء و تنزل کے اسباب پر غائر نظر ڈالنا اور حالات پارینہ کا مطالعہ کرنا ہی مردہ اور پس ماندہ قوموں کے لئے درس حیات اور ذریعہ فوز و فلاح ہے۔ گذشتہ واقعات اور تغیر و تبدل پر جتنا زیادہ غور و فکر کیا جائے اسی قدر زیادہ راز حقیقت کا انکشاف ہوتا ہے اور دور اندیش حقیقت بین ترقی خواہ اور عقلمند قومیں اس بات سے درس عبرت حاصل کرتی ہیں اور اپنے علم میں اضافہ کرتی ہیں اور پھر انقلاب سے حقیقت کشائی اور زندگی کا سبق لیتی ہیں۔

اس نظریئے کو مد نظر رکھتے ہوئے میں مسلمانوں کی گذشتہ اور موجودہ حالت کا نقشہ کھینچکر خوابیدہ مسلمانوں کو مخلصانہ دعوت عبرت دیتا ہوں تاکہ مسلمان اپنی گذشتہ اور موجودہ حالت کا موازنہ کر کے اپنی غیرت اور دور اندیشی اور عقلمندی کا ثبوت دیں اور صحیح معنوں میں مسلمان بننے کی کوشش کریں اور اپنے آباؤ اجداد کے ان زندہ اور روشن کارناموں کی یاد کو جو ہماری غفلتوں اور زمانہ کے انقلابات نے فراموش کر دیا ہے پھر زبان زد خلائق ہوں۔

سب سے بڑا قرآن شریف یہ ہے

جو ہندوستان ہی نہیں دنیا بھر میں عدیم النظیر ہے صرف حمیدیہ پریس دہلی میں ملتا ہے اب دوبارہ اس کا چھپنا ناممکن ہے کیونکہ اتنا سرمایہ کون لگا سکتا ہے جو قرآن شریف چھپوائے یہ تو اسلامیہ پبلشنگ کمپنی لمیٹڈ مرحوم نے ۱۹۰۲ء میں ہمت کی تو آج یہ تاریخی قرآن عوام تک پہنچ گیا پہلے اس کا ہدیہ تیس روپے تھا لیکن اب کمپنی مذکور کے ورثار کے انتشار نے اس کو اس قدر کم ہدیہ پر دلوا دیا کہ آج مجلد چرمی پشتہ صرف آٹھ روپے میں ملتا ہے یہ اتفاقی صورت اور آخری چانس ہے نہ آئندہ کوئی پھر چھپوائے گا اور نہ اس کی لاگت ہی ایسی ہو سکتی ہے جو آٹھ روپے کو مل جائے بہرحال اس نعمت غیر مترقبہ کو لوٹ لیجئے جس قدر جلد لوٹنا چاہیں یہ حسب ذیل صفات کا مجموعہ ہے۔

کتابت اس قدر جلی کہ بینے خود پانچ گز کے فاصلہ سے پڑھ لیا اور ذرا بھی دقت نہیں ہوئی تحریر استاد الاعظم مولوی عبدالغنی صاحب خوشنویس کی ہے۔

طباعت اس قدر سیاہ دیدہ زیب چمکدار کہ باوجود کہنہ سالی کے معلوم ہوتا ہے کہ ابھی چھپا ہے یہ بہت بڑی بات ہے ایسی چھپائی اب ناپید ہے۔

صحت پورا سپارہ پڑھ کر جس قدر چاہیے لگا دی جائیں لیکن حقیقت میں صحت ایک قرآن مجید کی ہے کوئی اعراب کم و بیش تو کجا ال بھر بیجا بھی نہیں ہے۔ اس کی صحت کے ذمہ دار مرحوم اسکے مصحح تھے۔

ترجمہ دہلی کی ایک معتقد جماعت جس میں احناف و اہلحدیث دونوں شامل تھے اس کی مترجم ہے اور باعتبار سلاست زبان بہترین ہے حضرت صاحب مرحوم اسکے مصحح تھے۔

تفسیر جلالین، ابن کثیر، خازن اور علامہ عبدہ مصری کی تفاسیر کا نچوڑ اس درجہ عام فہم کہ ہندوستان کے ہر طبقہ میں اس کو آسانی سمجھ لیا ہے بسیط اس درجہ کہ اگر فقط تفسیر چھاپ لی جاتی تو دس روپے سے کم میں ہدیہ نہ ہوتی تفسیر و ترجمہ کا قلم بھی اس قدر جلی ہے جیسی کہ دینی کتابیں ہوتی ہیں

کاغذ دار ہے جیسا کہ روز اول تھا ہلیہ دونوں کا برابر ہے مجلد چرمی پشتہ صرف آٹھ روپے علاوہ محصول ڈاک۔ سفید ولایتی بھی ہے اور حنائی دیسی بھی سفید کاغذ گو آب تاب میں اچھا ہے لیکن اپنی پیرانہ سالی کی وجہ سے کمزور ہے حنائی چونکہ دیسی ہے اس لئے ویسا ہی کرارا ہے۔

محصولڈاک کرایہ کے علاوہ سفید قرآن شریف کا ساتھ تین روپے اور حنائی قرآن شریف کا دو روپے پانچ آنے۔ ریل کے ذریعہ کم از کم دو جلد منگائیے کیونکہ ریل کے بہتر تو یہاں ایک پارسل پر خرچ ہو جاتے ہیں۔

ملنے کا پتہ:۔ **منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے طلب فرمائیے**

ننھا کانگریسی

(از جناب ڈاکٹر سعید احمد صاحب سعید بریلوی)

دن بھر دماغی کام کرتے کرتے جب بالکل بُرمردہ اور مضمحل ہوکر انسان کلب پہنچتا ہے اور وہاں نرم نرم مخملی گھاس پر ٹینس کے دو سیٹ کھیلنے کو مل جاتے ہیں تو اکثر ضائع شدہ خوش طبعی اور زندہ دلی پھر واپس آجاتی ہے اور ایک مرتبہ پھر دنیا والیہا سے کسی نہ کسی حد تک دلچسپی پیدا ہو جاتی ہے

میں بھی کل دن بھر کی تکان اور انسر دگی ٹینس کلب کی نذر کرکے گھومتا پھرتا رات کو آٹھ بجے کے قریب گھر پہنچا تو پہنچتے ہی سے خوشی اور شادمانی کے آثار ہوا تھے مدت کے بعد مجھے اس قدر خوش و خرم دیکھ کر "ان" کے ہونٹوں پر بھی مسکراہٹ آگئی اور جب میں کھانا کھانے میں "ہمہ تن دہن" ہو رہا تھا تو وہ کہنے لگیں کہ "اجی تمھیں کچھ اور بھی خبر ہے یہ تمہارا رفیع اختر بھی اب شاعر ہو گیا ہے"

حیران ہو کر میں نے اس کی طرف دیکھا اور گھبراہٹ میں میرے منہ سے بے اختیار نکل گیا "کیا شاعر"

وہ۔ ہاں سچ مچ شاعر ہو گیا ہے۔

میں۔ خدا نہ کرے! کیسی بری فال منہ سے نکالتی ہو۔

وہ۔ (حیرت سے) اس میں بری فال کیا ہے۔ شاعر ہونا بھی کوئی بُری بات ہے؟

میں۔ بیگم! تمہیں معلوم نہیں شاعر تو آجکل فقیر کو کہتے ہیں۔

وہ۔ اے ہے! تمہاری بھی کیسی! تیس ہیں۔ شاعر سے اور فقیر سے بھلا کیا واسطہ؟

میں۔ تم نے کبھی کسی شاعر کو دیکھا بھی ہے؟

وہ۔ میں کہاں سے دیکھ لیتی؛

میں۔ جب ہی تو تمہیں معلوم نہیں ہے آجکل کے شاعروں کا حلیہ یہ ہوتا ہے کہ دبلے پتلے سوکھے مردہ سے جسم زرد یا مٹیالی رنگت، میلے پھٹے پرانے کپڑے ایک بیاض بغل میں دبی ہوئی اور ادھر ادھر سڑکوں پر مارے مارے پھرا کرتے ہیں۔

وہ۔ کیوں؟

میں۔ اس لئے کہ دنیا میں ان سے کوئی کام تو ہوتا نہیں سوائے اس کے کہ پرانے شاعروں کے دیوان سے کوئی مضمون چرایا اور دو چار لفظ بدل کے الٹا سیدھا ایک شعر گھڑ لیا اور بدقسمتی سے یہ زمانہ ایسا آگیا ہے کہ محنت کے بغیر کہیں روٹی نہیں ملتی اسلئے بیچارے ہمیشہ خستہ حال اور پریشان ہی رہتے ہیں اور ہمیشہ ہی تلاش رہتی ہے کہ کہیں کسی جگہ مشاعرہ میں بلالئے جائیں تو بلا سے ایک دو وقت کی روٹیاں ہی چل جائیں

وہ۔ توبہ! میرا رفیع اختر ایسا کیوں ہونے لگا تھا:

یہاں میں یہ بتا دوں کہ یہ حضرت، رفیع اختر صاحب رشتہ میں میرے بیٹے ہوتے ہیں اور آپ کی عمر ابھی صرف ساڑھے سات سال کی ہے۔

میں۔ خدا نہ کرے کہ وہ شاعر بنجائے مگر آخر یہ تو بتاؤ کہ تم نے یہ کیوں کہا تھا۔ آخر اس نے کیا کیا ہے؟

وہ (مسکراکر) ایک قصہ لکھا ہے۔

میں۔ لاحول ولا قوۃ، تو یہ کہو، کہ ادیب بن گیا ہے، افسانہ نگار بن گیا ہے مضمون نویس ہو گیا ہے۔ خواہ مخواہ اسے شاعر بنائے دیتی ہو۔

وہ (کسی قدر جھنجلاکر) اے بھلا میں جاہل گنوار کیا جانوں کہ ادیب اور خطیب کسے کہتے ہیں جو کچھ میری سمجھ میں آیا وہ میں نے کہدیا۔

میں۔ یہ تو بڑی خوشی کی بات ہے۔ کیا لکھا ہے؟

وہ۔ تم کہیں سنتے بھی ہو بڑی دیر سے تو بیچارہ لئے کھڑا ہے۔

اب میں نے دیکھا کہ صاحبزادے صاحب سکڑے سکڑائے اور سہمے ہوئے اپنی اماں جان کی آڑ میں کھڑے تھے اور ہاتھ میں ایک بہت ہی مختصر کاپی تھی۔

میں۔ اوہو! میں نے تو دیکھا ہی نہیں تھا لاؤ بیٹے ہمیں بھی سناؤ دیکھیں تم نے کیا لکھا ہے۔

رفیع اختر۔ (ساتھ آکر) میں نے بھی ایک قصہ بنایا ہے

میں۔ کیسا قصہ ہے؟ کس کا قصہ؟

رفیع اختر۔ ویسا ہی جیسے آپ بنایا کرتے ہیں

میں۔ (ہنس کر) اچھا تو پھر سناؤ

اجازت ملتے ہی انہوں نے خوب اونچی آواز سے سنانا شروع کیا۔

بادشاہ اور غریب بڑھیا

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ کسی شہر میں ایک بادشاہ رہتا تھا، اس بادشاہ کا نام بابر تھا ایک دن بابر باہر بیٹھا ہوا تھا کہ ایک غریب بڑھیا بھیک مانگتی ہوئی آئی۔ بابر کو اس پر ترس آیا اور اسے پچاس روپے دیئے۔ بڑھیا نے بابر کا شکریہ ادا کیا اور دعائیں دیتی ہوئی چلی گئی۔ اب بابر نے سوچا کہ یہاں سے کسی اور شہر کو جانا چاہیئے اب بابر نے سامان درست کیا اور سوچا کہ یہاں سے کلکتے جائیں جب سامان بندھ گیا تو بابر پانچ بجے کی گاڑی سے کلکتہ گیا وہاں ایک بادشاہ اور رہتا تھا اس بادشاہ کا نام اکبر تھا بابر نے وہاں پہنچکر ایک عالی شان محل بنوایا اور وہیں رہنے لگا۔

ایک دن بابر اکبر کے گھر آیا اور کنڈی کھٹکھٹائی، اکبر باہر نکل آیا بابر نے اکبر کو سلام کیا اکبر بابر کو پردہ کرکے گھر میں لے گیا اور اسے کھانا کھلایا۔

اس کے بعد اکبر نے سوچا کہ یہاں سے لندن جانا چاہیئے اس نے جلدی سے بستر باندھا اور گیارہ بجے کی گاڑی سے لندن گیا۔

قصہ یہیں ختم نہیں ہوا تھا بلکہ ابھی کئی صفحہ پڑھنے کو باقی تھے مگر میں تنگ آچلا

تھا چنانچہ اس سلسلے کو ختم کرنے کی غرض سے میں نے پوچھا

بیٹے! اچھا یہ تو بتاؤ کہ بادشاہ کسے کہتے ہیں۔

رفیع۔ (بہت کچھ سوچنے کے بعد) بادشاہ بادشاہوں کو کہتے ہیں اور کسے کہتے ہیں۔

میں۔ (ہنس کر) واہ یہ تو تم نے خوب جنے بنائے کوئی تم سے پوچھے کہ کتاب کسے کہتے ہیں تو تم یہ کہدوگے کہ کتابوں کو کہتے ہیں۔

رفیع (جھینپ کر) بادشاہوں کے قبضہ میں سارا ملک ہوتا ہے اور ساری رعیت پر وہ حکومت کیا کرتے ہیں ان کے پاس بہت سی فوج ہوتی ہے اور بہت سی دولت ہوتی ہے اور سب کچھ ہوتی ہیں ابا جان ایک ہوائی جہاز بھی لائیے۔

میں۔ "ان" سے مخاطب ہوکر۔ ابھی تم اس لڑکے کو یونہی احمق ہی رکھوگی یا کبھی اس کو کچھ بتاؤ گی بھی۔

وہ۔ میں نے کیا کیا

میں۔ یہ تمہارا فرض تھا کہ بچہ کو ہر ایک بات بتاتیں اسے آج تک یہ بھی نہیں معلوم ہے کہ بادشاہ کسے کہتے ہیں۔

وہ۔ کیوں معلوم کیوں نہیں ہے ٹھیک تو بتایا ہے اس نے۔

میں۔ بادشاہ! بس معلوم ہوا کہ تمھیں خود بھی کچھ نہیں معلوم ہے بھلا امریکہ میں کون بادشاہ ہے؟

وہ۔ امریکہ میں بادشاہ ہوتا ہی نہیں ہے۔

میں۔ تو پھر وہاں حکومت کون کرتا ہے؟

رفیع اختر۔ (جوش سے جلدی کر) ابا جان مجھے معلوم ہے آپ نے ایک دفعہ بتلایا تھا وہاں کے بادشاہ کا نام جمہوریت ہے۔

میں (ہنس کر) کیا یہ میں نے تمہیں بتلایا تھا؟

رفیع۔ جی ہاں آپ نے کہا تھا کہ امریکہ میں جمہوریت کی حکومت ہے۔

میں۔ تو تم یہ سمجھے کہ جمہوریت بھی اکبر اور بابر کی طرح کسی آدمی کا نام ہے؟

رفیع (حیرت سے) تو پھر اور کس کا نام ہے بادشاہ تو آدمی ہی ہوتے ہیں۔

وہ (کسی قدر خفگی سے) بچے کو غلط سلط باتیں تو آپ بتاتے ہیں اور نام بدنام میرا ہے۔

میں۔ اچھا تو آج صحیح صحیح باتیں بتادو۔

وہ۔ (ہنس کر) جی نہیں مجھے ضرورت نہیں ہے آپ ہی اپنے بیٹے کو تعلیم دیجئے۔

میں۔ نہیں آج تو تم ہی سمجھادو اگر تم نے اسے سمجھا دیا ہوتا تو وہ ایک بادشاہ کے متعلق یہ نہ لکھتا کہ اس نے ٹھنڈی کھٹ کھٹائی اور اپنا بستر باندھا۔

وہ۔ میں کیا سمجھاؤں مجھے خود ہی کیا معلوم ہے؟

میں۔ تمھیں چاہیئے تھا کہ اسے یہ سب باتیں بتادیتیں کہ دنیا میں کس کس طرز کی حکومتیں قائم ہیں اور ہر ایک حکومت کے متعلق یہ بھی سمجھا دیتیں کہ وہ کس طرح ملک کا انتظام کرتی ہے یہ بھی بتادیتیں کہ اس بات کی ضرورت کیوں محسوس ہوتی ہے کہ حکومتیں قائم کریں اور اس بات سے بھی اسے آگاہ کردیتیں کہ ہمارے اپنے ملک میں کس طرح کی حکومت قائم ہے۔

رفیع۔ یہ تو مجھے معلوم ہے۔ ہمارے ملک میں کلکٹر صاحب کی حکومت ہے۔

میں۔ (ان سے مخاطب ہوکر) صاحبزادے کی اس قدر وسیع معلومات سے اس وقت تمہارا دل کیسا خوش ہوا ہوگا!

وہ۔ یہ تو نہیں ہے چنانچہ بیٹے تم نے کبھی یوں نہیں بتایا۔ روز اس سے گھنٹوں فضول باتیں بنایا کرتے ہو اگر ایک ایک بات بھی روز بتاتے تو اب تک اسے سب کچھ معلوم ہوگیا ہوتا۔

میں۔ کل تو تم کہو گی کہ اگر روز اس کی ایک قمیص بھی سی دیا کرتا تو اب تک اس کے پاس سینکڑوں قمیصیں ہوتیں اور وہ کبھی میلا کچیلا نہ رہتا۔

وہ۔ کیوں قمیص تم کیوں سی دیتے۔

میں۔ تو پھر یہ باتیں میں اسے کیوں بتادیتا اولاد کی تعلیم و تربیت تمہارا کام ہے یا میرا میں دن بھر دفتر میں بھی سر مارا کروں اور گھر آکر بھی مجھے ذرا آرام نہ ملے۔

وہ۔ تم نہیں سمجھاؤ گے تو یہ باتیں میں کیسے سمجھا سکتی ہوں جو باتیں میں خود ہی نہیں جانتی وہ اسے کہاں سے سکھادوں؟

میں۔ پہلے خود سیکھو اور پھر اسے سکھاؤ۔

وہ۔ (ایک مخصوص انداز سے) کسی بی اے سے شادی کی ہوتی تو آج یہ دقت کیوں پیش آتی!

میں۔ یہ تو اب بھی ممکن ہے۔

وہ۔ تو کیا میں منع کرتی ہوں مجھے کیا سنا رہے ہو مجھے تو پہلے ہی معلوم ہے کہ دل میں یہی بات بسی ہوئی ہے۔

میں۔ ۔۔۔ یہ نہیں تو خفا۔ میں تو جانتا ہی تھا۔ اچھا اب اسے حکومت اور بادشاہ کا مطلب تو سمجھا دو۔

وہ (ہنس کر) وہی بی اے پاس آکر سمجھائے گی۔

میں نے چپکے سے رفیع اختر کو اشارہ کردیا وہ دوڑ کر ان سے لپٹ گیا اور گلے میں باہیں ڈال کر خوشامد کرنے لگا کہ "نہیں امی جان آپ ہی بتائیے"

وہ۔ میں کہتی ہوں روٹھ کر تو نچلا بیٹھا کر مجھے یہ باتیں ابھی نہیں معلوم ہوتیں تیرا باپ ہے اس سے کیوں نہیں پوچھتا۔

رفیع۔ نہیں ہم تو آپ سے پوچھیں گے آپ بتائیے۔۔۔۔ بتائیے۔۔۔۔ بتادیجئے بتائیے۔۔۔۔ امی جان۔

وہ (رنجیدہ سے) اس بلا کو میرے سر کیوں لگا دیا ہے جو کچھ بتانا ہے لے بتا چکو نا۔

میں۔ تقسیم عمل کی رو سے یہ کام میرے حصہ میں نہیں آیا ہے اور اگر تم میرے ذمہ کی کام پنیر کرتی ہو تو کوئی وجہ نہیں کہ میں تمہارے گھر کا کام کروں۔

وہ (مایوس ہوکر) اور شکر ہے کوئی تمہاری طرح ضدی ہوچا ہے مجھے کاروبار کے خوف ہو جائے مگر اسے ذرا سی بات نہیں بتائی جائیگی۔

میں۔ آخر تم کیوں نہیں بتاتیں؟

وہ۔ کہہ تو رہی ہوں کہ مجھے خود یہ باتیں نہیں معلوم ہیں اچھا تم مجھے بتادو پھر میں اسے بتادوں گی۔

میں۔ پوچھو کیا پوچھتی ہو؟

وہ۔ پہلے تو یہ بتادو کہ حکومت قائم کرنے کی ضرورت کیا ہے۔

میں (ایک شان عالمانہ کے ساتھ) ابتدائی زمانہ میں جبکہ انسانی آبادی بہت تھوڑی سی تھی اور خدا کی زمین ساری کی ساری خالی پڑی تھی تو ایسا ہوتا تھا کہ ایک ایک کنبہ کے آدمی آپس میں مل کر ایک جگہ رہا کرتے تھے تاکہ جنگلی جانوروں سے بھی محفوظ رہیں اور دوسرے انسانوں سے بھی گویا مل جل کر رہنے کی ابتدا جان و مال کی حفاظت کے خیال سے ہوئی تھی یہ کنبے جب کافی بڑے ہو جاتے تھے تو چچا تایا کے رشتہ کے بھائیوں میں اکثر کسی نہ کسی بات پر جھگڑا ہو پڑتا تھا اور نوبت یہاں تک نوبت پہنچ جاتی تھی کبھی کوئی ایک بھائی دوسرے بھائی کی چیز چرا لیتا تھا کبھی ایک بھائی کی بیوی دوسرے بھائی کو پسند آجاتی تھی اور کبھی محض رائے کے اختلاف پر لڑائیاں ہو جاتی تھیں ایسا بھی ہوتا تھا کہ کبھی کسی سست اور نکمے شخص نے اپنے حصہ کا کام نہ کیا اور دوسروں کو اس کی وجہ سے تکلیف پہنچی اور کبھی ایسا ہوا کہ رات کو جبکہ سب کے آرام کا وقت تھا کسی نے گانا بجانا اور شور و غل مچانا شروع کر دیا جس کی وجہ سے نہ سو سکے غرضکہ آئے دن کوئی نہ کوئی ایسی بات نکل آتی تھی کہ جس کی وجہ سے کسی ایک شخص کا فعل دوسروں کے لئے تکلیف کا باعث ہوتا تھا اور پھر دوسرے بھی اس کے جواب میں کوئی ایسا ہی کام کرتے تھے ان حالات سے پریشان ہوکر اور یہ دیکھ کر کنبے میں نااتفاقی اور پھوٹ بڑھتی جاتی ہے بڑے بوڑھوں نے مل کر باہم مشورہ کیا اور یہ رائے قرار پائی کہ رہنے سہنے کے متعلق کچھ قاعدے اور قانون بنائے جائیں اور ان کی پابندی ہر شخص پر فرض ہو۔ اس قسم کے قانون بھی بن گئے اور ان کی پابندی بھی ہر شخص پر فرض ہو گئی مگر اب وقت یہ درپیش ہوئی کہ اگر کوئی سرکش نوجوان ان ضابطوں کو نہ مانے تو ایسی حالت میں کیا کیا جائے اور اس سے قانون کی پابندی کس طرح کرائی جائے اس کے لئے یہی کہا جا سکتا تھا کہ کنبہ میں جو شخص سب سے زیادہ عزت اور عقل والا ہوتا ہے اسے سارا کنبہ اپنا سردار تسلیم کر لیتا ہے اور سب اس کا کہنا مانتے ہیں وہ قانون توڑنے والوں کو بھی سزائیں دینے کا مجاز ہوتا ہے اور دو شخصوں کے باہمی جھگڑے کا بھی فیصلہ کر دیتا جو لوگ اس کا فیصلہ ماننے سے انکار کرتے ہیں انہیں سارا کنبہ ایک طرف ہوکر مجبور کر دیتا کنبے کے طاقتور اور اچھے ہاتھ پاؤں کے نوجوان اس کام کے لئے منتخب کرلئے جاتے کہ اگر ضرورت پڑے تو ہر قسم کے دشمنوں سے کنبے کی حفاظت کریں اور یہی ہٹے کٹے اور چھٹے ہوئے نوجوان کنبے کے سرکشوں کو بھی سیدھا کرتے اور ان سے کنبے کے قانون کی پابندی کراتے اس طرح گویا کنبے کا سردار ایک بادشاہ ہوتا تھا اور کنبے کے طاقتور نوجوان اس کی فوج اور پولیس۔

بادشاہ کے فرائض یہ تھے کہ وہ اپنے کنبے یا اپنی رعایا کی فلاح اور بہبود کی بہتر سے بہتر تدبیر سوچے فوج کا یہ فرض تھا کہ سچے دل سے بادشاہ کی اطاعت بجا لائے اور ہمیشہ وفادار رہے اور رعایا یا کنبے کے لئے یہ ضروری تھا کہ اپنی محنت اور پیشہ و پیسے سے ضرورت کے وقت بادشاہ کو مدد پہنچائے۔

رفتہ رفتہ یہ چھوٹے چھوٹے کنبے بڑھ بڑھ کر بڑے بڑے قبیلے ہو گئے اور ننھی ننھی سی بستیوں نے بڑے بڑے گاؤں اور قصبوں کی شکل اختیار کرلی قبیلے کے سرداروں کے سامنے دس بیس کے بجائے سینکڑوں جو نکلے اور طاقتور نوجوان بس سر جھکائے کھڑے رہنے لگے اور کنبے کی طرف سے بادشاہ کو تھوڑے سے اناج اور اسی قسم کے اور پیداوار کی بجائے اب سونا چاندی سب کچھ ملنے لگا اور ان کی حیثیت ایسی ہوگئی کہ جس پر ہر شخص کو رشک آنے لگا پہلے تو لوگ کسی ایک قابل ترین شخص کو زبردستی منت اور خوشامد کر کے بادشاہ بناتے تھے اب خود لوگوں کو یہ تمنا ہونے لگی کہ کسی طرح سرداری اور بادشاہی حاصل کریں اور اکثر حالات میں سب سے زیادہ قابل انسان کی بجائے سب سے زیادہ طاقتور شخص بادشاہ بننے لگا پہلے بادشاہ کے معنے قوم یا قبیلے کے سب سے بڑے خادم کے ہوتے تھے اور اسے اس بات پر فخر ہوتا تھا کہ وہ اپنے قبیلے کا سب سے بڑا خدمتگذار ہے لیکن اب اس کا کام حکومت کرنا اور قبیلے کا کام اس کی خدمت بجا لانا ہوگیا۔ بادشاہوں کی طاقت اور قوت کے آگے سر جھکاتے جھکاتے آزاد فطرت انسان کی یہ ذہنیت ہوگئی کہ ہر صاحب طاقت کے آگے سر جھکانے لگے بادشاہ رعایا کی جان کا مالک بن گیا اور رعایا کا یہ فرض سمجھا جانے لگا کہ ہر حالت اور ہر صورت میں بادشاہ کی دعاگو اور خدمتگزار رہے اسی طرح گویا اپنے قبیلے یا اپنے کنبے کے اندر امن قائم رکھنے اور دوسرے قبیلوں کے حملوں کے وقت ان کی مدافعت کا انتظام کرنے کی غرض سے بادشاہت اور حکومت کا نظام ظہور میں آیا تھا اور شروع شروع میں بادشاہ کی یا حاکم کی حیثیت کنبے کے ایک عقلمند اور طاقتور آدمی سے زیادہ کچھ نہ تھی۔

جس ضرورت نے ابتدائی زمانہ میں انسانوں کو اس بات پر مجبور کیا تھا کہ امن اور قانون کے قیام کی خاطر ایک شخص کو بادشاہ بنالیں وہی ضرورت آجتک موجود ہے اور اس قدر ترقی کر چکنے کے باوجود ہمارے دلوں سے خود غرضی اور خود پرستی کا جذبہ دور نہیں ہوا ہے۔ تہذیب اور تمدن کی تمام ترقیاں ہمارے دل سے حیوانیت کے اس جذبہ کو نہیں مٹا سکی ہیں کہ اپنے ذرا سے آرام یا ذرا سے فائدہ کی خاطر ہم دوسروں کو تکلیف دیں یا نقصان پہنچائیں اور حصول دولت کے ذریعے جس قدر زیادہ ہوتے جاتے ہیں اسی قدر ہم دولت سے بے نیاز ہونے کے بجائے اس کے عاشق اور اس کے پرستار بنتے چلے جا رہے ہیں اور ظلم و ستم اور فریب و دغا غرضکہ ہر قسم کے ذلیل سے ذلیل طریقوں سے بھی دوسروں کی دولت اپنے قبضہ میں لانے کی ہمیں فکر لگی رہتی ہے دوسروں پر ظلم کرنا اور ... ... ان کو تکلیف پہنچانا اور دوسرے کے مال پر قبضہ کرنا سب ایسے کام ہیں جن کی وجہ سے فتنہ اور فساد لازمی ہے اس لئے امن قائم رکھنے اور قانون کی پابندی لوگوں سے کرانے کے لئے یہ ضروری ہے کہ کوئی ایسی طاقت یا ایسا نظام موجود ہو جس کے حکم پر سب کے سر جھک جائیں اور جسے اتنی مقدرت حاصل ہو کہ اگر کوئی شخص سرکشی کرے تو اسے جبر اور زور کے ذریعہ سے اپنے حکم منوا سکے اسی نظام یا اسی طاقت کا نام حکومت ہے اور مختلف ملکوں میں اس کے طریقے مختلف ہیں۔

وہ: تو اس کے معنے تو یہ ہوئے کہ رعایا خود اپنے لئے بادشاہ مقرر کرتی ہے۔

میں: ہاں ہونا تو یہی چاہیئے اور یہی شروع شروع میں ہوا بھی کرتا تھا

لیکن آہستہ آہستہ رسم کچھ ایسی پڑتی چلی گئی کہ بادشاہوں نے بڑے بڑے خزانے جمع کرکے اس روپیہ کے زور سے بہت سی فوج کو اور ملک کے بہت سے امیروں کو اپنا فرمانبردار بنا رکھا اور اس طرح قوت اور طاقت کے زور سے بادشاہت کو اپنا اور اپنی اولاد کا حق بنا لیا۔ ایک بادشاہ کے مرنے پر نئے بادشاہ کو منتخب کرنے کا دستور ہی جاتا رہا اور عام طور پر ہر بادشاہ اپنی زندگی ہی میں اپنا وارث یا ولی عہد مقرر کرنے لگے۔ بادشاہ قوم کا خادم نہیں بلکہ خدا بن گیا اور اس کی فرمانبرداری تمام رعایا کا فرض سمجھی جانے لگی۔ بادشاہ کو یہ اختیار بھی حاصل ہو گیا کہ اپنے ملک اور اپنی رعایا کے لئے جو قانون چاہے بنا دے گویا قانون اس کی اپنی مرضی کا دوسرا نام تھا۔ دنیا میں اچھے اور برے سب ہی قسم کے لوگ ہوتے ہیں ان بادشاہوں میں بھی بعض آدمی شریف اور نیک ہوتے تھے کہ وہ ہر وقت اپنے ملک کی ترقی اور اپنی رعایا کے آرام کی فکر میں لگے رہتے تھے اور بعض اپنی ذات کو آرام پہنچانے کے لئے ایسے ایسے ظلم کرتے تھے کہ ان کے خیال سے انسان کا دل کانپ جاتا ہے۔ رعایا اگر ان ظلموں سے تنگ آکر ان کے مقابلہ کا ارادہ کرتی تو ان کی فوج اور ان کا روپیہ انھیں رعایا پر غالب رکھتا اور مقابلہ کرنے والوں کو سخت سخت سزائیں دی جاتیں۔ اس قسم کی حکومتوں کو شخصی حکومت کہا جاتا تھا کیونکہ ان میں ایک شخص پوری قوم کی جان و مال کا مالک ہوتا تھا اور ان کی سب سے بڑی خرابی یہ تھی کہ اگر بادشاہ ظالم یا خود پرست یا بیوقوف ہوا تو ساری قوم کی زندگی تباہ ہو جاتی تھی۔

وہ۔ تو کیا اس شخصی طریقہ کے علاوہ بھی حکومت کا کوئی اور طریقہ تھا؟

میں۔ بعض ملکوں میں تو رعایا تنگ آکر اور فوج کو اپنے ساتھ ملا کر بادشاہوں کو اس بات پر مجبور کیا کہ نہ تو تنہا حکومت کریں اور ملک کی تمام آمدنی کے خود مالک نہ بن جائیں بلکہ رعایا اپنی طرف سے کچھ آدمیوں کو منتخب کر کے مقرر کر دیا کرے اور سارا انتظام ان کے ہاتھ میں رہے۔ وہی آپس میں مشورہ کر کے قانون بنائیں اور وہی ملک کی آمدنی کو رعایا کے فائدہ اور آرام کے کاموں پر خرچ کیا کریں اور بادشاہوں کو ایک اور بادشاہ ہوتا کو ایک مقررہ رقم ان کے خرچ کے لئے مل جایا کرے۔ مشیروں کی اس جماعت کا نام پارلیمنٹ ہے اور دستور بھی کہتے ہیں اور ایسی ہی حکومت کو دستوری یا آئینی حکومت کہنے لگے۔ بعض ملکوں نے بادشاہ کا سرے سے وجود ہی غائب کر دیا اور اپنی جماعت میں سے تھوڑے تھوڑے دنوں کے لئے کسی ایک لائق آدمی کو منتخب کر کے اپنا سردار مقرر کرنے لگے اور اپنی ہی جماعت میں سے کچھ آدمیوں کو منتخب کر کے وہ انجمن بنا دی جو ملک کا انتظام کیا کرے۔ اس قسم کی حکومت چونکہ جمہور یعنی تمام رعایا کے نمائندوں کے ہاتھ میں ہوتی ہے اس لئے اس کا نام جمہوری حکومت ہے اور فرانس جرمنی اور امریکہ میں اسی قسم کی حکومتیں رائج ہیں۔

رفیع اختر۔ ابا جان ہمارے ملک میں کون بادشاہ ہے

میں۔ ہمارے ملک میں ہماری اپنی حکومت نہیں ہے بلکہ انگریزوں نے ہمارے ملک پر قبضہ کر لیا ہے اس لئے انگلستان کا جو بادشاہ ہوتا ہے وہی ہمارا بھی بادشاہ ہوتا ہے اور بادشاہ کی طرف سے بادشاہ کا ایک نائب ہندوستان میں رہا کرتا ہے جسے وائسرائے یا بڑے لاٹ صاحب کہا کرتے ہیں۔

رفیع اختر۔ تو یہاں کیا شخصی حکومت ہے اور وائسرائے جو کچھ چاہتا ہے وہ کیا کرتا ہے؟

میں۔ یہاں کی حکومت نہ شخصی ہے نہ دستوری اور نہ جمہوری۔

رفیع اختر۔ حیرت سے۔ تو پھر اور کس قسم کی ہے۔

میں۔ سب سے الگ اور انوکھی قسم کی ہے۔

رفیع۔ آپ نے تین ہی طرح کی حکومتیں تو بتائی تھیں۔

میں۔ ہاں۔

رفیع۔ پھر ہندوستان میں کونسی طرح کی حکومت ہے؟

میں۔ ہندوستان کی حکومت کا انتظام میں تمہیں بتائے دیتا ہوں پھر اس کا جو نام تمہارا جی چاہے رکھ دینا۔

رفیع (شوق سے) بتلائیے۔

میں۔ اس ملک میں جتنے شہر ہیں ہر شہر میں ایک کلکٹر یا ڈپٹی کمشنر رہتا ہے وہ اس ضلع یا اس شہر کا اعلیٰ افسر ہوتا ہے اور اصل میں تو اس کا کام یہ ہے کہ تمہارے شہر سے سرکاری محصول وصول کر کے سرکاری خزانے میں داخل کر دیا کرے۔ لیکن عام طور پر ہر ایک کلکٹر اپنے ضلع کا بادشاہ ہوتا ہے اور ایک شخصی حکمران کی طرح وہ جو کچھ چاہتا ہے کیا کرتا ہے پھر کئی کئی ضلعوں سے مل کر ایک قسمت بنتی ہے اور ہر قسمت کا حاکم ایک کمشنر ہوتا ہے کمشنر بھی کلکٹروں کی طرح سے اپنی قسمت کے بادشاہ ہوتے ہیں اور زبان سے اگرچہ ہر وقت قانون قانون کہتے رہتے ہیں لیکن دیکھا یہی جاتا ہے کہ ان کی اپنی زبان قانون ہوتی ہے اور جو کچھ بھی وہ کہدیں سب کو ماننا پڑتا ہے اب بہت سی قسمتوں سے مل کر ایک صوبہ بنتا ہے جیسے پنجاب کا صوبہ یا بنگال کا صوبہ اور ہر صوبہ میں بھی ایک حاکم یا گورنر رہتا ہے ان گورنروں کو حکومت کے کاموں میں مشورہ اور مدد دینے کے لئے ایک مجلس یا کونسل ہوتی ہے اور اگر یہ مجلس اسی قسم کی ہوتی جیسی ہونی چاہئے تو ہم کہہ سکتے تھے کہ صوبہ کی حکومت دستوری حکومت ہے مگر ہوتا یہ ہے کہ اول تو اس مجلس کے سارے ممبر رعایا کی طرف سے منتخب کئے ہوئے نہیں ہوتے بلکہ بہت سے ایسے ہوتے ہیں جنہیں حکومت خود مقرر کر دیتی ہے اور یہ ہر معاملہ میں مشورہ اور رائے دیتے وقت حکومت کا ساتھ دیا کرتے ہیں۔

رفیع۔ یہ کیا بات ہوئی حکومت کا ساتھ کس طرح دیتے ہیں۔

میں۔ فرض کرو کہ رعایا کی طرف سے جو ممبر کونسل میں گئے وہ یہ تجویز پیش کرتے ہیں کہ نمک چونکہ ایسی چیز ہے کہ ہماری زندگی کی ضرورت میں داخل ہے اور غریب سے غریب آدمی کو بھی اس کی ضرورت ہوتی ہے اس لئے اس پر کسی قسم کا محصول نہ لگنا چاہئے تاکہ وہ بہت ہی سستا بکا کرے تو اب ایک دستوری حکومت میں تو اس کا نتیجہ یہ ہونا چاہئے تھا کہ نمک کا محصول فوراً منسوخ کر دیا جاتا لیکن یہاں ایسا ہوتا ہے کہ اگر حکومت ایسا کرنا نہیں چاہتی تو اپنے ممبر اس کی مخالفت کرتے ہیں اور اگر ان کی تعداد ان لوگوں سے زیادہ ہوئی کہ جو تجویز کے موافق

ہیں تو یہ تجویز منظور نہیں ہوتی اور مسترد ہو جاتی ہے۔ اسی طرح اگر حکومت کی طرف سے یہ تجویز پیش ہو کہ لوگوں کو تقریر کی مکمل آزادی نہ ہونی چاہیے یا یہ کہ اخباروں کو یہ حق حاصل نہ رہنا چاہیے کہ وہ حکومت پر نکتہ چینی کریں تو چاہے رعایا کے نمائندے اس کے بالکل خلاف ہوں لیکن سرکاری ممبر سب کے سب ساتھ دیں گے اور ممکن ہے کہ تجویز پاس ہو کر قانون بن جائے۔ اس طرح جو قانون بنتے ہیں وہ اگرچہ ظاہر میں تو پارلیمنٹ یا دستور کے پاس کئے ہوئے ہوتے ہیں لیکن تم خود سمجھ سکتے ہو کہ وہ رعایا کے نمائندوں نے نہیں بنائے ہیں بلکہ دراصل رعایا کے سچے نمائندے جو پارلیمنٹ میں تھے وہ سب ان کے خلاف تھے۔

رفیع۔ اب یہ بات سمجھ میں آگیا یہ تو بہت ہی بری بات ہے۔

میں۔ جو بات کہ اس سے بھی زیادہ بری ہے وہ تو ابھی تم نے سنی ہی نہیں ہے۔

رفیع۔ وہ کیا؟

میں۔ اکثر ایسا بھی ہوتا ہے کہ کوئی تجویز پارلیمنٹ یا کونسل میں پیش ہوئی اور رعایا کے سب نمائندوں نے اسے ملک کے لئے مفید سمجھ کر اس کی موافقت میں رائے دی اور ان کی تعداد زیادہ ہونے کی وجہ سے تجویز پاس بھی ہوگئی پھر یہ بھی ضروری نہیں کہ وہ قانون بن جائے۔

رفیع (حیرت سے) جب پاس ہو گئی تو پھر قانون کیوں نہیں بنے گی؟

میں۔ اس ملک میں گورنر اور گورنر جنرل کو یہ حق اور یہ اختیار حاصل ہے کہ جس تجویز کو وہ پسند نہ کریں تو خواہ کونسل میں وہ پاس ہی کیوں نہ ہو چکی ہو پھر بھی وہ اپنے مخصوص اختیارات سے اسے نامنظور کر سکتے ہیں اور اسی طرح جس تجویز کو کونسل پاس نہ کرے اسے اگر وہ پسند کرتے ہیں تو اپنے خاص اختیارات کے ذریعہ سے منظور کر کے قانون بنا سکتے ہیں۔

رفیع۔ تو پھر کونسل یا پارلیمنٹ رکھنے کا فائدہ ہی کیا ہوا؟

میں۔ اسی لئے تو میں نے تم سے کہا تھا کہ ہندوستان میں جس قسم کی حکومت ہے وہ نہ شخصی ہے نہ دستوری۔ شخصی تو اس لئے نہیں ہے کہ یہاں کوئی ایک شخص خودمختار بادشاہ نہیں ہے بلکہ جو کچھ انتظام کیا جاتا ہے یا جو قانون بنائے جاتے ہیں وہ رعایا کے نمائندوں کی مجلس میں ضرور پیش ہوتے ہیں اور دستوری اس حکومت کو اس لئے نہیں کہہ سکتے کہ جب کبھی گورنر یا وائسرائے کو ضرورت ہوتی ہے تو وہ بلاتکلف کونسل یا دستور کے فیصلہ کو ٹھکرا دیتا ہے اور اپنی من مانی کارروائی کرتا ہے۔

رفیع۔ اچھا یہ تو بتا دیجئے کونسی حکومت سب سے اچھی ہوتی ہے شخصی یا جمہوری؟

میں۔ تم خود سوچ کر اس کا فیصلہ کر سکتے ہو۔ ہمارے کنبے میں فرض کرو دس آدمی ہیں سب اپنی اپنی آمدنی لا کر کنبے کے خزانے میں جمع کر دیتے ہیں اب اگر میں اکیلا اس خزانہ کا مالک بن کر بیٹھ جاؤں اور سب کو تکلیف میں رکھ کر خود مزے اڑاؤں تو یہ صورت تمہیں پسند آسکتی ہے؟

رفیع۔ جی نہیں۔

میں۔ تو بس سمجھ لو کہ یہ معنے ہوئے کہ شخصی حکومت تمہیں پسند نہیں آسکتی اور تمہارا یہ خیال بالکل صحیح ہے کہ انسان ہونے کے لحاظ سے میں اور تم اور ایک بھنگی یا چمار سب برابر ہیں۔ یہ کسی طرح بھی جائز نہیں ہو سکتا کہ ایک انسان دوسرے انسان کی جان و مال کا مالک بن جائے نہ اسے عقل خدا رکھتی ہے اور نہ مذہب ہی اس کی اجازت دیتا ہے کنبے کی آمدنی اگر مشترک ہے تو گو ہم میں سے کسی ایک کو اپنے گھر کا منتظم مقرر کر دیں پھر بھی یہ ضروری ہے کہ وہ منتظم جو کچھ بھی کرے ہماری اصلاح اور ہمارے مشورہ سے کرے اسے خود کوئی حق حاصل نہیں ہے کہ ہمارے مشترک گھر کے متعلق اپنے طور پر یہ قانون بنا دے کہ فلاں چیز کو ہاتھ لگانے کی کسی کو اجازت نہیں ہے یا یہ حکم دیدے کہ سب لوگ ایک وقت باجرے کی روٹی کھایا کریں۔ وہ یہی کر سکتا ہے کہ ہمیں بتائے اور سمجھائے کہ باجرا صحت کے لئے بہت مفید چیز ہے یا یہ کہ ہماری آمدنی میں اتنی گنجائش نہیں ہے کہ دونوں وقت گیہوں کھا سکیں اب اس مشورہ کو ماننا نہ ماننا ہمارا اپنا کام ہے اگر ہم اسے مان لیں تو وہ ہمارے کنبہ کا قانون ہو جائے گا اور اس کا ماننا ہم میں سے ہر شخص پر فرض ہوگا لیکن اگر ہم نہ مانیں تو اسے ہرگز ہرگز یہ حق اور یہ اختیار نہ ہونا چاہیے کہ ہماری مرضی کے خلاف ہمیں باجرا کھانے پر مجبور کرے کسی ایک شخص کی مرضی کسی دوسرے کے لئے قانون نہیں ہو سکتی اور نہ ہونی چاہیے ایسا حاکم جس کی مرضی سب کے لئے قانون ہو صرف خدا ہے اور خدائی اختیارات کسی انسان کو نہیں دیئے جا سکتے۔

رفیع۔ مگر دیکھو تو جی مسلمانوں میں تو پہلے شخصی حکومت ہی کا رواج تھا!

میں۔ جس وقت سے مسلمانوں میں شخصی حکومت کا رواج ہوا اسی وقت سے ان کا زوال بھی تو شروع ہوگیا۔

رفیع۔ شخصی حکومت تو ان میں ہمیشہ سے تھی آخر چاروں خلیفہ بھی تو شخصی ہی بادشاہ تھے یا کچھ اور؟

میں۔ وہ بادشاہ ضرور ہوئے تھے لیکن وہ ایسے بادشاہ نہیں ہوتے تھے کہ حکومت اور سلطنت انہیں ورثہ میں مل جاتی ہو یا یہ کہ وہ زبردستی اپنی مرضی سے تخت پر چڑھ کر بیٹھ جاتے ہوں مسلمانوں کی تمام جماعت یہ دیکھ کر کہ ہم میں سب سے بہتر اور سب سے زیادہ لائق شخص فلاں ہے اسے اپنا امیر یا خلیفہ یا بادشاہ بنا دیتی تھی اور قوم کی طرف سے اسے اختیار دیدیا جاتا تھا کہ اللہ کے حکم اور رسول کی سنت کے مطابق جو کچھ چاہے کرے وہ اس قسم کے بادشاہ ہوتے تھے کہ ایک غریب سے غریب آدمی بھی سر دربار انہیں ٹوک دیتا تھا اور ان سے جواب طلب کر لیتا تھا کہ تم نے فلاں کام اس طرح کیوں کیا اور اگر قوم یہ دیکھتی کہ ان کا انتظام ناقص ہے اور وہ رعایا کے بجائے صرف اپنا بھلا چاہتے ہیں یا یہ کہ خدا کے قانون کے بجائے اپنے قانون کو رواج دیتے ہیں تو دوسرے ہی دن انہیں تخت سے اتار دیا جاتا۔ ایسی حکومت کو کسی طرح بھی شخصی حکومت نہیں کہا جا سکتا جس میں بادشاہ کی اپنی مرضی کو کوئی دخل نہ ہو اور قدم قدم پر رعایا اس سے حساب لے سکے وہ خود مختار نہیں تھے بلکہ جس طرح تمام رعایا خدا کے بنائے ہوئے قانون کی پابند تھی اسی طرح وہ خود بھی انہی قانونوں کے مطیع اور فرمانبردار تھے وہ رعایا پر حکومت نہیں کرتے تھے بلکہ فی الحقیقت رعایا کی خدمت کرنا ان کے فرائض میں داخل تھا۔

رفیع۔ اچھا ابا جان یہ تو بتائیے کہ یہ کانگریس کیا چیز ہے اخبار میں روز لکھا ہوتا ہے کہ کانگریس نے یہ فیصلہ کیا اور کانگریس اب یہ کرنا چاہتی ہے ہمارے ملک میں حکومت تو انگریزوں کی ہے پھر یہ کانگریس کیا ہے جو ہر کام میں دخل دیتی پھرتی ہے؟

میں۔ قاعدہ کے مطابق ہمارے ملک میں ہماری اپنی حکومت ہونی چاہیے تھی اور کسی دوسرے کو یہ حق نہیں ہونا چاہیے تھا کہ ہمارے گھر کے انتظاموں میں دخل دے ہم اگر اچھا انتظام کرتے تو وہ ہمارے اپنے لئے تھا اور برا کرتے تب بھی وہ ہمارے

ہی لئے ہوتا ہو۔ لیکن بعض اتفاقات ایسے ہو گئے کہ انگریزوں کو یہ موقع مل گیا کہ وہ ہمارے ملک پر قبضہ کرلیں۔ ظاہر ہے کہ انگریزوں کے دل میں ہم سے زیادہ اپنی قوم کا یا اپنے کنبہ کا زیادہ درد ہوگا اور وہ اب کبھی نہیں کر سکتے کہ ہمارے ساتھ بھلائی کرنے کی خاطر یا ہمارے ملک کا انتظام ٹھیک طور پر کرنے کیلئے وہ اپنی قوم کا نقصان گوارا کرلیں ہمارے ملک کی آمدنی بہت زیادہ ہے اور اس آمدنی سے وہ اپنے ملک کو بڑے بڑے فائدے پہنچا سکتے ہیں اور پہنچایا کرتے ہیں لیکن ان کے ایسا کرنے سے ہمیں اور ہمارے ملک کو سخت نقصان پہنچتا ہے کیونکہ ہمارے کنبہ کی آمدنی ایک دوسرے کنبہ میں بٹ جاتی ہے۔ جب تک ہندوستانی بالکل جاہل تھے اس وقت تک تو ان کی سمجھ میں یہ بات نہ آئی مگر اب ادھر دو تین چالیس پینتالیس سال سے ان میں بھی ایسے لوگ پیدا ہوئے جو ان سب باتوں کو سمجھتے تھے اور جن کے دل کو یہ دیکھکر صدمہ پہنچا کہ ہندوستان کے غریب مزدور اور کسان تو دن رات محنت کرکے دولت پیدا کریں اور اس سے فائدہ پہنچے ایک ایسی قوم کو جو ہندوستانی نہیں ہے۔ انہوں نے آپس میں مل کر ایک جماعت یا انجمن اس غرض سے بنائی کہ انگریزوں نے جو حقوق ہمارے سے لئے ہیں وہ ان سے واپس لیں اور اپنے کنبہ کو اس مصیبت سے نجات دلائیں کہ ان کو رات محنت اور مشقت کرنے پر بھی اسے پیٹ بھر روٹی میسر نہیں آتی اور قوم روز بروز فقیر اور مفلس ہوتی چلی جارہی ہے اپنی اس جماعت کا نام انہوں نے انڈین نیشنل کانگریس رکھا اور اس وقت سے وہ برابر اسی کوشش میں لگی ہوئی ہے کہ ہندوستان کو غیروں کی غلامی سے نجات دلائے تاکہ خود ہندوستانیوں کو اپنے گھر کا انتظام کرنے کا موقع میسر آسکے جو ان کا جائز حق ہے۔

رفیق۔ تو یہ تو بڑی اچھی جماعت ہے پھر مسلمان اس سے کیوں الگ ہیں۔

میں۔ ۱۸۵۷ء میں ہندوستان میں غدر ہو گیا تھا اور ہندوستانیوں نے کوشش کی تھی کہ انگریزوں کے قبضہ سے اپنے ملک کو نکال لیں مگر اس وقت کامیابی نہ ہوئی اس غدر کے بعد مسلمانوں کو بڑی کثرت سے اور بہت ہی سخت سزائیں دی گئیں اور ہزاروں مسلمان خاندان بالکل تباہ اور برباد ہو گئے اسلئے شروع شروع میں جب کانگریس کی بنیاد پڑی تو مسلمان بہت ڈرے ہوئے تھے اور آزادی کا نام تک لینے کی ہمت نہ پڑتی تھی اس لئے وہ اس وقت کانگریس سے الگ تھلگ رہے لیکن اب تو وہ الگ نہیں ہیں اور ۱۹۱۹ء سے وہ پورے طور پر کانگریس کے ساتھ ہیں بلکہ سچ پوچھو تو اسی وقت سے کانگریس کو طاقت پہنچی اور اس کی آواز میں اتنا زور پیدا ہوا کہ حکومت اس کی طرف توجہ کرے۔

رفیق۔ واہ ابا جان! میں نے کل ہی تو اخبار میں پڑھا تھا کہ مولانا محمد علی صاحب نے مسلمانوں کو نصیحت کی ہے کہ وہ کانگریس میں شریک نہ ہوں اور آزادی کی تحریک سے الگ رہیں۔

میں۔ تو پھر کیا ہوا مولانا محمد علی صاحب آدمی ہی ہیں اور ان سے بھی غلطی ہو سکتی ہے اخبار میں تم نے حضرت مولانا انور شاہ صاحب کا بیان بھی تو پڑھا ہوگا کہ ملک کی آزادی کی کوشش کرنا ہر مسلمان کا فرض ہے اور بہار اور اڑیسہ کے علماء کا متفقہ اعلان بھی تو دیکھا ہوگا جس کا یہی مطلب ہے اس کے علاوہ مولانا حسرت موہانی مولانا ابو الکلام آزاد اور بہت سے اور بڑے بڑے پیشواؤں نے بھی یہی مشورہ دیا ہے ایسی حالت میں یہ خیال کرنا تو بالکل ہی غلطی ہے کہ مسلمان اس کوشش سے الگ ہیں اور کانگریس میں شریک نہیں ہیں۔

رفیق۔ تو کیا سب مسلمانوں کو کانگریس میں شریک ہونا چاہیئے!

میں۔ اگر وہ شریک نہ ہوں گے تو ان کا اپنا ہی نقصان ہے ہمارے ملک میں ایک وہی جماعت ایسی ہے جسے قوم کی نمایندہ جماعت کہا جاسکتا ہے اور کہا جاتا ہے اگر اس جماعت سے مسلمان الگ رہے تو وہ بالکل ہندوؤں کی جماعت ہو جائیگی اور ظاہر ہے کہ ہندوؤں کو ایسی کیا غرض پڑی ہے کہ وہ مسلمانوں کی بھلائی کی تدبیریں سوچے۔

رفیق۔ اخبار میں تو یہ لکھا تھا کہ کانگریس مسلمانوں کی دشمن ہے!

میں۔ جس کسی نے یہ لکھا تھا جب تک کہ تھا کہ جب تک مولانا محمد علی اس میں تھے تو وہ مسلمانوں کی دوست تھی اور آج جب وہ اس سے الگ ہو گئے تو وہ مسلمانوں کی دشمن ہو گئی کانگریس میں اب بھی تو مسلمانوں کی ایک بہت بڑی تعداد شریک ہے اور بہت سے ان میں سے ایسے ہیں جو بہت ہی عقلمند اور نہایت ہی سچے اور ایماندار ہیں پھر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ خود اپنی ہی قوم کے دشمن بن جائیں گے اور اگر وہ دشمن بن سکتے ہیں تو اس کا ثبوت ہے کہ جو لوگ کانگریس کی مخالفت کر رہے ہیں وہ قوم کے دشمن نہیں ہیں۔ ہندوؤں میں کچھ لوگ ایسے ہیں ضرور جو کسی حالت میں بھی مسلمانوں کی بھلائی کے خواستگار نہیں ہو سکتے لیکن بالکل اسی طرح مسلمانوں میں بھی تھوڑے سے آدمی ایسے ہیں جنھیں ہندو ایک آنکھ نہیں بھاتے لیکن اس کا یہ مطلب تو نہیں ہے کہ سب ہندو یا سب مسلمان عقل سے خارج ہیں اچھے ہندو اور اچھے مسلمان تمام ایسی باتوں میں ایک دوسرے کے ساتھ شریک ہیں جن کا تعلق دونوں قوموں سے ہے اور جب تک ہمیں ساتھ ساتھ رہنا ہے ہم مل جل کر صلح اور آشتی کے ساتھ بسر کرنے پر مجبور رہیں۔

رفیق۔ تو ابا جان میں بھی کانگریس میں شریک ہو جاؤں! میں۔ ضرور ہو جاؤ۔ آج

کتاب المرقوم یعنی شرح مثنوی مولانا روم

(از علامہ مولوی عبدالرحمن صاحب شیخ دہلوی)

مثنوی شریف کی جلالت شان محتاج بیان نہیں یہی کتاب ہے جو آج عالم تصوف کی جان ہے یہی کا وہ ہے جو تشنہ کام طریقت کو جام معرفت پلاتی ہے یہی وہ کتاب ہے جس نے دنیائے تصوف شرق سے غرب تک اور شمال سے جنوب تک سیراب ہو رہی ہے کوئی صوفی یا صوفی مزاج انسان نہیں جو اس کتاب سے مستغنی ہو صوفیوں کو اس کی ضرورت عالموں فاضلوں لکچراروں فقیروں اور ایڈیٹروں کو اس کی ضرورت غرضکہ ہر قسم کے لوگوں کو اس کی ہر وقت اور ہر گھڑی ضرورت رہتی ہے مختصراً اس کی خوبیاں حسب ذیل ہیں زیادہ وضاحت کی یہاں گنجائش نہیں ہے (۱) اصل مثنوی کا ہر شعر جلی قلم سے نہایت خوشخط بعض بعض اعراب وغیرہ لکھا گیا ہے (۲) مشکل الفاظ کی لغوی و اصطلاحی تشریح وضاحت سے کی گئی ہے (۳) ہر شعر کی صرفی نحوی ترکیب جامع اختصار کے ساتھ کی گئی ہے (۴) ہر شعر کے اندر علم بیان اور علم بدیع کے جو نکات مضمر ہیں ان کو ظاہر کر دیا ہے (۵) ہر شعر کا ترجمہ اس خوبی سے کیا گیا ہے کہ تحت اللفظ بھی ہے اور با محاورہ بھی (۶) ہر شعر کا مفصل مطلب لکھا گیا ہے اور اکثر اشعار کے مطابق قرآن و حدیث کے حوالے دئے گئے ہیں (۷) ہر شعر کی شرح عجیب ہی والہانہ انداز میں کی گئی ہے کہ صاحب دل جھوم جاتے ہیں ضخامت ۵۰۰ صفحات بڑی تقطیع۔ قیمت بلا جلد صرف ایک روپیہ آٹھ آنے مجلد ۲ روپے

ملنے کا پتہ:۔ مینیجر حمیدیہ پریس دہلی

تماشا اہل کرم دیکھیے

رمضان شریف میں نیکیاں اور حسنات کمانے کماتے لوگ تھک گئے اس لیے شوال میں تکان اتارنے کے لیے آرام سے رہے یہی وجہ ہے کہ اس مہینے خریدار مہیا کرنیوالوں کی تعداد خاصی کم رہی، بہرحال اس مہینے کا حساب ذی قعدہ کے مہینے میں تازہ دم کام کرنے کے لیے بہت امید افزا ہوگا۔ انشاء اللہ

یہی حال اس مہینے میں قرآن شریف و کتب کی خریداری کا رہا۔ لیکن اس سے کام پر اثر پڑتا ہے، یہ مہینہ بڑی مشکل سے نبہا ہے، دس ہزار پرچے کی چھپائی پر ایک ہزار روپیہ ماہوار سے زیادہ خرچ ہوتا ہے، اور اس کا بڑا حصہ کتابوں کی آمدنی کا ہوتا ہے۔ اگر ایک مہینہ بھی آپ خرید کتب کے سلسلہ میں تغافل کرجائیں تو خدا ہی جانتا ہے کہ یہاں کیا بیت جاتی ہے میں تو کہتا ہوں کہ اگر دوسری جگہ سے آپ کو کفایت سے وقت پر اور اچھی کتابیں مل سکیں تو خرید لیں۔ کیا آپ کا مجھ پر اس کا نشان نہیں ہے، پھر میرے رنج کی انتہا نہیں رہتی جب مجھے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے حمیدیہ پریس کے علاوہ بھی اور جگہ سے کتابیں خریدی ہیں

نئے سال کا پروگرام ... دل میں کتنی تمنائیں ہیں جنکا دفن بھی دل ہی ہوجاتا ہے اور کتنی تجاویز ہیں جن کی قبر دماغ میں بن جاتی ہے، اس لیے کہ وہ تنہا میرے بس کی نہیں ہوتیں۔ آپ سب بھائیوں کی متفقہ کوشش درکار ہوتی ہے اور آپ کی کیفیت یہ ہے کہ جی میں آئے تو ایک ہی کوشش میں بیس خریدار مہیا کردیتا اور جی نہ چاہے تو چاہے جتنی صدائیں لگاؤں، سب بیکار۔

میرا اندازہ ہی نہیں یقین ہے کہ ناظرین کرام میں سے بے اثر سے بے اثر بھائی بھی اگر چاہے تو مولوی جیسے پرچے کے پانچ خریدار بیک وقت نہایت آسانی سے پیدا کرسکتا ہے، اور صاحب اثر تو سینکڑوں بہم پہنچالیں، لیکن کریں تو سب کچھ ہے۔

جی چاہتا ہے کہ محرم سے جدید طرز کا ٹائٹل بنوایا جائے اور بلاک و خوبصورتی بہترین رنگین طباعت ہو، ہر ماہ ۴۸ صفحہ کی بجائے ۶۴ صفحہ کی ضخامت ہوجائے، مضامین اور بھی بہتر نامور اہل قلم سے حاصل کیے جائیں، اور تفسیر قرآن کے ساتھ، اردو میں بخاری شریف بھی شروع کردی جائے اور ایک سال میں اس کے اس قدر صفحات ناظرین تک پہنچ جائیں کہ ایک روپیہ صرف اسی میں وصول ہوجائے۔

لیکن یہ سب جی کی جی میں ہی رہ جائے گی اگر آپ توجہ نہ فرمائیں گے، آپ میں سے ہر شخص اس ڈیڑھ مہینے کے لیے یہ عہد کرلے کہ مولوی کے پانچ خریدار دیدونگا، تو محرم کے اعلان سے میری تمناؤں کی عملی تصویر پیش ہوجائے، ایک لمحہ کے لیے سکون سے غور فرمائیے کہ کیا یہ مشکل کام ہے، اور کیا یہ آپ نہیں کرسکتے

وہ بھائی جو کچھ بھی نہیں کرنا چاہتے یا یہ مان لیجیے کہ کچھ نہیں کرسکتے، ان سے اتنی مدد چاہی تھی کہ وہ اپنے شہر، اپنے محلہ اور اپنے شناسا حلقہ میں دس بیس معزز و بندۂ اسلام اور ادبی ذوق رکھنے والوں کے دس بیس نام و پتہ ہی لکھ کر بھیجدیں، مولوی خود انکی خدمت میں درخور حاصل کرلیگا، لیکن یہ بھی نہ ہوسکا۔ ٹھیک اسوقت جبکہ میری درخواست انکی نگاہ سے گذری، انہوں نے قلم دوات منگا اور دس پانچ پتے لکھ کر بھیجدیے اور جن صاحب کے زیر نظر قلم دوات اور کارڈ ٹھیک اسوقت نہیں تھا، تو پھر انکو بھلا کیا یاد رہتا، اب اس درخواست کو پڑھنے کے بعد ہزاروں بھائی کہیں گے لاحول ولا قوۃ بالکل بھول گیا، ابھی لکھتا ہوں، خدا کرے کہ اس یاد دہانی کے وقت ان کے پاس لکھنے کا سامان بھی ہو ورنہ میرا بس چلتا تو قلم دوات نہیں تو پنسل تو ضرور اس درخواست کے ساتھ بھیجتا ایک اور بات بھی کہدوں اگر پوسٹ کارڈ زیر نظر نہ ہو تو سادے موٹے کاغذ پر لکھ کر بند لفافہ بھیجیجیے گا، بہرحال دوسرے وقت پر نہ رکھیے گا ورنہ پھر بھول جائیں گے۔

میں وعدہ کبھی نہیں کرتا، صرف خواہش کا اظہار کرتا ہوں اور اگر آپ کی طرف سے پچاس فیصدی بھی ہمت افزائی ہوتی ہے، تو خدا کا نام لے کر ہزاروں روپیہ کا کام شروع کردیتا ہوں، ایک موٹی سی بات ہے کہ مولوی کا پہلا پرچہ ۳۲ صفحہ کا شایع ہوا تھا اور اب دوگنے سے زیادہ ضخامت ہے یہ سب آپ ہی حضرات کا صدقہ ہے، ورنہ سو روپیہ ماہوار کے خرچ سے ہزار ڈیڑھ ہزار ماہوار کا خرچ مجھ جیسا بے مایہ کیا کرسکتا اور کیا اٹھا سکتا تھا، میں اب بھی وہی ہوں جو پہلے تھا، پہلے بھی کاتب و کلرک تھا سرمایہ دار نہ تھا، اور آج بھی وہی ہوں، اور اب بھی اپنے ہاتھ سے ہی اس کی کتابت کررہا ہوں،

خلاصہ یہ ہے کہ آیندہ سال مولوی کو اور زیادہ بہتر کرنا چاہتے ہیں، تو کتابیں صرف دفتر مولوی حمیدیہ پریس دہلی سے ہی خریدیے، بشرطیکہ آپ کو کفایت ہو اور اچھی کتابیں وقت پر ملیں، پانچ خریدار ۳۰ ذوالحجہ تک دیدیجیے، اور کچھ نہ بن پڑے اور بچے مجھے آپ مذکورہ اعانت سے معذور ہوں تو دس بیس صاحب مقدرت، ذی اثر ممتاز مسلمانوں کے نام اور پتے لکھدیجیے، لیکن یہ حتی الامکان معلوم کرکے کہ وہ مولوی کے پہلے سے خریدار نہ ہوں،

اور ایک بہت ہی درد، اور عجز کے ساتھ التجا یہ ہے کہ اللہ کے لیے ویلیو پی واپس نہ کیا کیجیے، جب آپ کو ایک ہفتہ پہلے کارڈ کے ذریعہ اطلاع مل جاتی ہے تو اگر حالات معاونت کے متقضی نہ ہوں تو خدارا وی پی کے لیے منع فرمادیجیے، وی پی گیا ہوا واپس نہ کیا کیجیے، خدا علیم ہے کہ دل اگر اس سلسلہ میں اگر عادی نہ ہوگیا ہوتا، تو ان واپسیوں سے آنسو نکل آتے، کیونکہ مفت کا نقصان ہوتا ہے، اگر آپ کا فائدہ اور میرا نقصان تب بھی یہ تو ہوتا کہ ایک بھائی کا فائدہ اور ایک کا نقصان ہے، لیکن یہ تو سراسر نقصان ہے،

اب ذرا ان معاونین کو بھی دیکھیے

جن پر مولوی کو ناز ہے اور جن کی تھوڑی سی سعی سے مولوی کی حسن و خوبی میں روز بروز اضافہ ہورہا ہے، یہی ہیں وہ حضرات جنہوں نے رمضان شریف میں بہترین کمائی کی، اللہم صل مرادہم بالخیر، اللہم کثر امثالہم، اللہم نور قلوبہم بنور معرفتک وحبک ابدا

اسمائے معاونین	تعداد خریدار	اسمائے معاونین	تعداد خریدار
جناب مولوی احمد اللہ صاحب پیشہ... بلارم دکن	۵	چودھری محمد اعظم خان صاحب ... کشمیر	۲
مولوی اسرار الحق صاحب مدرس ...	۱	سید محمد احسن صاحب بیتیا گیا	۱
حضرت پیر صاحب قادری میسور	۲	... غضنفر صاحب کھیڈ رتناگیری	۱
مولوی محمد علی خان صاحب ...	۳	مولوی قاضی بدر الدین صاحب کلم	۳
فلیح الرحمن صاحب بہار شریف	۱	علم الدین صاحب ضلع سیالکوٹ	۱
جی، ایچ صاحب سوداگر بیجاپور	۱	مولوی علی محمد صاحب ہاشمی جاموری	۲
مولوی حبیب بخش افسر مدرس	۲	مولوی خان اسد اللہ خان صاحب ...	۲
شیخ حبیب اللہ صاحب دوکاندار ...	۲	سید محمود صاحب بنگلور چھاؤنی	۲
		عبد اللہ صاحب تھوٹ جہلم	۲

نام	تعداد	نام	تعداد	نام	تعداد	نام	تعداد
جناب سید نذیر علی شاہ صاحب [illegible]	۲	مولوی غلام غوث صاحب فاضل پور	۲	جناب امیر حسن صاحب حیدرآباد	۱	مولوی محمد مظفر خان صاحب [illegible]	۴
" محمود خاں صاحب عیدگاہ بھوپال	۱	خورشید عالم صاحب [illegible] گنج	۱	" محمد نذیر الدین صاحب [illegible] الہ آباد	۳	نذیر احمد صاحب [illegible]	۲
" مولوی غلام قادر صاحب [illegible] سالکوٹ	۱	" وسیع احمد صاحب رام پور اسٹیٹ	۱	" ایم اشتیاق علی صاحب پونہ	۱	" انوار احمد صاحب [illegible]	۲
" مولوی عبد اللطیف صاحب گیا	۲	ابو البرکات حضرت صاحب قادری [illegible]	۱	شیخ محبوب صاحب یادگیری	۲	" نہال احمد صاحب سپروائزر	۹
" ملک امیر بخش صاحب [illegible]	۵	" سید محمد یاسین صاحب گارڈ [illegible]	۱	" ایم اے رحمان [illegible] میسور	۲	" بابو احمد دین صاحب [illegible]	۲
سیٹھ خان محی الدین [illegible] بنگلہ [illegible]	۴	" مولوی عبد الرزاق صاحب [illegible]	۲	" نور احمد صاحب [illegible]	۱	" مولوی غلام محی الدین صاحب [illegible]	۳
" شہاب الدین احمد صاحب کلیان	۵	" حاجی محمد امین صاحب [illegible] آباد	۷	" محمد یوسف صاحب سری نگر	۱	" رائے محمد یعقوب خاں صاحب [illegible]	۴
" ایس آر تحسین صاحب [illegible]	۲	" بابو عنایت علی خاں صاحب [illegible]	۵	" مولوی عبد المجید صاحب دہلی	۲	" عبد الستار صاحب [illegible]	۲
" منشی کریم اللہ صاحب [illegible]	۲	" رحمت اللہ صاحب [illegible] بستی	۲	" عبد السبحان صاحب [illegible]	۲	" سکندر خان صاحب [illegible]	۲
" خان حبیب اللہ [illegible] کلکتہ	۲	" حافظ رحمت اللہ صاحب [illegible]	۱	ڈاکٹر [illegible] مہدی صاحب [illegible]	۳	" محمد مسعود الرحمن صاحب [illegible]	۲
مولوی [illegible] صاحب [illegible]	۱	" محمد حیات محمد زمان صاحب [illegible]	۲	شیخ احسان علی صاحب [illegible]	۱	" ملک قاضی احمد خان صاحب [illegible]	۳
مولوی شبیر علی صاحب میاں چنوں	۳	" عبد الرحمن صاحب [illegible] ہوڑہ	۲	" خواجہ محمد حسن صاحب حیدرآباد	۱	" خواجہ کرم شاہ صاحب سری نگر	۱
مولوی سید حامد حسین صاحب کورٹ انسپکٹر	۸	" مولوی ظفر عالم صاحب [illegible]	۱	" پیرزادہ محمد یوسف صاحب قادری	۱	" حاجی احمد حسن صاحب [illegible]	۱
شیخ حبیب صاحب سوداگر [illegible]	۲	" محمود خاں صاحب چندن گاؤں	۶	شیخ عزیز الدین صاحب [illegible]	۱	" مولوی احمد خلیفہ صاحب [illegible]	۲
منشی غلام احمد صاحب پٹواری بہرام پور	۷	" مولوی انوار الحق قریشی [illegible] گنج	۲	" مولوی گلزار احمد صاحب [illegible]	۱	" بابو مہتاب علی خاں صاحب [illegible]	۳ دوبارہ
جناب محمد عبد الواحد صاحب نظام ساگر	۱۷	مولوی عبد الرحیم صاحب [illegible]	۲	" مولوی عزیز الرحمن صاحب [illegible]	۱	" سید لال صاحب [illegible]	۱
مولوی محمد الدین صاحب زرگر [illegible]	۵	شیخ فضل حق صاحب [illegible]	۲	" آدم خان صاحب [illegible]	۳	" مولوی غلام علی صاحب [illegible]	۳
ماسٹر محمد عمر صاحب [illegible] سی پی	۵	سید امام الدین صاحب [illegible]	۱	" جناب محمود خاں صاحب [illegible] بھوپال	۱	" محمد سلیم خان صاحب گارڈ [illegible]	۳
جناب عطاء الحق صاحب پٹنہ	۱	" رحمت اللہ صاحب دوکاندار بھوانی	۱	" گلشیر خاں صاحب [illegible]	۴	" نذیر احمد صاحب [illegible]	۱
" منظور حسین صاحب چٹاگانگ	۲	" محمد قاسم صاحب [illegible]	۱	" محمد سمیع صاحب [illegible]	۳	" بابو غلام فرزند علی صاحب لاہور	۱
" مقبول حسین خان صاحب [illegible]	۱	" عبد العزیز صاحب احمد آباد	۲	" مولوی محمد علیم صاحب [illegible]	۳	" مولوی ریاست علی صاحب قدوائی	۴
" سید حبیب الدین صاحب [illegible]	۴	" سید علی حیدر صاحب [illegible]	۱	مولوی عمر الدین صاحب زرگر دوبارہ	۱	" مولوی سید محمد نذیر صاحب لائل پور	۲
" حافظ برکت اللہ صاحب جہانگیرآباد	۱	" مولوی عنایت رسول پور [illegible]	۱	سکریٹری اسلامیہ لائبریری جون پور	۲	" خان اسد اللہ خان صاحب	۲
" عبد الرشید خان صاحب خلیل آباد	۱	" مولوی محمد ابراہیم صاحب لائل پور	۱	مولوی عبد اللطیف صاحب [illegible]	۲	" مولوی عبد الشکور صاحب [illegible]	۲
" محمد شبیر علی خان صاحب [illegible]	۳	شاہ محمد طاہر صاحب ناندیڑ	۱	داروغہ عبد الرحمن صاحب [illegible]	۲	" عبد الکریم صاحب [illegible]	۱
" مولوی عبد العزیز صاحب شورا پور	۳	مولوی عطا محمد صاحب [illegible]	۳	مولوی سلطان محمود صاحب [illegible]	۱	" رحمت علی صاحب بارہ بنکی	۱
" فتح محمد خان صاحب [illegible]	۳	منشی آئی اے کادی والہ [illegible]	۴	" مشرق علی صاحب [illegible]	۱	" غلام حیدر صاحب بہاول پور	۱
" ہادی حسن صاحب [illegible] متھرا	۲	" مولوی محمد حسین صاحب نقل نویس [illegible]	۳	" عبد الغنی صاحب [illegible]	۲	" احمد الدین فتح علی صاحب [illegible]	۱
" رحمت اللہ صاحب گارڈ دموہ	۱	" محمد بیگ صاحب [illegible] مندسور	۳	" محمد خان صاحب رسالدار [illegible]	۵	" ایم عبد العزیز صاحب مدراس	۱
" حافظ رحیم بخش صاحب لائل پور	۲	" عبد الرحمن صاحب مستری احمد آباد	۱	" سید عبد العلی صاحب پیشکار [illegible]	۱	غلام مصطفیٰ صاحب [illegible]	۱
" عبد القیوم صاحب قریشی جہلم	۲	" سجاد علی صاحب ریاست رام پور	۲	" ایس ایم تحسین صاحب بمبئی دوبارہ	۳	" آر پی حسن صاحب [illegible]	۱
" مرزا مقصود بیگ صاحب [illegible]	۴	محمد امیر الدین [illegible] شریف	۲	" مولوی نبی دوست صاحب [illegible]	۳	" محمد کریم الدین صاحب حیدرآباد	۱
" العمادار سید مرتضیٰ صاحب بیجاپور	۵	" حافظ عبد الغنی صاحب ستنا	۲	" صفدر علی صاحب [illegible]	۱	" عبد اللہ [illegible] صاحب بنگلور	۱
" محمد یوسف صاحب [illegible]	۱	" نور خاں صاحب سیلانی [illegible]	۵	" مولوی محمد ادریس صاحب [illegible]	۲	" ایم محمد عظیم صاحب [illegible]	۲
" محمد ساجد علی صاحب گورکھپور	۱	" عبد الرؤف صاحب بارہ بنکی	۲	" محمد نور صاحب دوکاندار [illegible]	۲	" قاضی محمد شجاع الدین صاحب [illegible]	۱
" محمد امیر صاحب کانسٹیبل [illegible]	۲	" عبد الکریم صاحب [illegible] برار	۲	" بابو ظہیر احمد صاحب [illegible]	۲	" ایم عبد المجید صاحب رنگون	۲
مرزا محمد صدیق صاحب ہری پور [illegible]	۵	" محمد یوسف صاحب کلکتہ	۲	مولوی محمد لطف اللہ صاحب [illegible]	۷	" سید بشیر احمد صاحب [illegible]	۳
پانچ روپے پانچ خریداروں کے لئے	[illegible]	" نواب شاہ صاحب [illegible] پور	۲	ایم اے وحید صاحب نظام ساگر	۱	باقی	

واحدی صاحب کا منجن

اکسیر دنداں

مسیح الملک حکیم محمد اجمل خاں ؒ کے نسخہ سے بنایا ہوا

دانتوں اور مسوڑوں کی ہر تکلیف کو دور کرتا ہے۔ حتیٰ کہ ہلتے دانتوں کو جوڑ دیتا ہے اور مسوڑوں کے خون اور پیپ کو روک دیتا ہے یعنی

پائریا کا بہترین علاج

ہے۔ حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب سے ڈاکٹروں نے کہا تھا کہ اپنے تین چار دانت نکلوا دیجئے مگر انہوں نے اس مشورہ پر عمل کرنے سے پہلے واحدی صاحب کا منجن اکسیر دنداں ملنا شروع۔ الحمدللہ حضرت کو دانتوں کی اب کوئی تکلیف نہیں ہے۔

تعریف کے خطوط

منجن اکسیر دنداں کا اشتہار دیتے ہوئے کچھ زیادہ عرصہ نہیں گزرا ہے لیکن ساٹھ ساٹھ اور پینسٹھ پینسٹھ شیشیاں اس کی ایک ایک دن میں جانے لگی ہیں جو ایک دفعہ ایک شیشی منگا لیتا ہے وہ پھر چار چار اور چھ چھ اور بعض اوقات بارہ بارہ کی فرمائش بھیجتا ہے اور سینکڑوں خطوط منجن اکسیر دنداں کی تعریف کے میرے پاس جمع ہوگئے ہیں جن میں سے چند درج ذیل کرتا ہوں۔

محمد فضل صاحب ای۔ اے۔ سی فارسٹ دورا ہا لکھتے ہیں:- میں نے منجن اکسیر دنداں کو مفید پایا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ ہمیشہ استعمال کیا کروں۔

بیگم ام۔ اے وحید اکز لکٹو انجنیر درگ لکھتی ہیں:- منجن اکسیر دنداں کی ایک شیشی منگا کر استعمال کر چکی ہوں جس سے کچھ فائدہ ہے دو شیشیاں ذریعہ وی پی جلد بھیج دیجئے۔

ڈاکٹر ام۔ اے بیگ صاحب انچارج اسٹیٹ ڈسپینسری سری مادھوپور لکھتے ہیں:- ایک ہفتہ سے آپ کا منجن اکسیر دنداں استعمال کر رہا ہوں جو مفید ثابت ہوا ہے۔ ایک شیشی اور ذریعہ وی۔ پی بھیج دیجئے۔

محمد عبدالستار صاحب سرکل انسپکٹر پولس گونڈیا ضلع بھنڈارہ لکھتے ہیں:- اکسیر دنداں کی دو شیشیاں میں نے منگائی تھیں مفید معلوم ہوئیں میرا خیال ہے کہ میں ہمیشہ اسے استعمال میں رکھوں مگر منجن کا شیشیوں میں آنا منجن کو مہنگا کر دیتا ہے مجھے تو ایک روپیہ کا صرف منجن کسی ٹین کے ڈبے میں بھر کر بھیج دیجئے۔

منجن اکسیر دنداں کی ایک شیشی ۸ر میں بھیجی جاتی ہے جس پر محصول ڈاک ۴ر لگتا ہے اور دو شیشیوں کا محصول ۵ر رہتا ہے (شیشیوں کی بجائے ٹین کے بکس میں منجن منگانے سے ضرور کفایت رہیگی۔ لیکن اس وقت جبکہ کم از کم تین شیشیوں کا منجن منگایا جائے) ایک شیشی یا دو شیشی کا منجن شیشیوں ہی میں منگانا چاہیئے محصول خریدار

ملنے کا پتہ:- احمد مجتبیٰ منیجر رسالہ نظام المشائخ ۷۱ کوچہ چیلان۔ دہلی

تاریخ عروج اسلام کے دو مایۂ ناز فرزند

ہارون اور مامون

وہ جن کے زمانہ میں ستارۂ اسلام نصف النہار پر تھا۔ وہ جنہوں نے اپنی قوم کو ترقی تمدن اور انسانیت کا وہ درجہ دیا جو آج مہذب قومیں اور نامہذب بتلاتی ہیں وہ جن کے زمانہ میں آج کے عقلائے فرنگ اور فرزندان یورپ ایک جھیرے کی حیثیت رکھتے تھے وہ جن کے غلاموں نے بادشاہی کی اور جن کے دبدبہ و سطوت کے آگے کرۂ زمین لرزاں تھی وہ اسی اسلام کے اہل اسی مٹی سے ہوئے۔ اسلام کی زندہ تصویریں تھیں ان کی سوانح حیات آج بھی غلام مسلمانوں کے خون میں حمیت کا جوش پیدا کر دیتی ہے تاریخ عالم عروج کے ولولہ انگیز واقعات میں فسانے نہیں ہیں جن کے متعلق قیاس آرائی کا شبہ ہو ان دونوں کتابوں کو منگا کر پڑھیئے تو سہی موجودہ مسلمانوں کی آنکھیں کھل جائینگی کہ ہمارے اسلاف کیا تھے اور ہم کیا ہیں۔

یہ دو کتابیں لکھی ہوئی اس جید و عمل کی ہیں جس کا نام علامہ شبلی تھا جو تاریخ دانی میں ہندوستان کی مایۂ ناز شخصیت ہے اب عوام کی دلچسپی اور خریداری کی آسانی کے لئے تہائی قیمت پر حمیدیہ پریس دہلی سے ملتی ہیں۔ الہارون اصلی قیمت عہ رعایتی ۱۲ ضخامت ۵۰۰ صفحہ۔ المامون اصلی قیمت عہ رعایتی ۸ ضخامت ... صفحہ

مختصر فہرست مضامین الہارون

مقدمہ۔ الہارون کا سلسلۂ عباسیہ میں داخل ہونا۔ خلیفہ ہارون رشید۔ خلیفہ مامون رشید کی بالشکل تقرر آنحضرت صلعم کی پیشین گوئی۔ خلیفہ ہارون رشید کی سوانح عمری عرب کا زمانہ جاہلیت۔ عرب کی شاعری ایک عرب سردار سمی عثمان کی رقت۔ آنحضرت صلعم کا عربوں سے وحشیانہ رسموں کا ترک کرانا۔ حجر اسود و کعبہ کا بتوں کا ذکر۔ خلفائے راشدین۔ حضرت ابوبکرؓ حضرت عثمانؓ حضرت عمرؓ حضرت علیؓ کا خلیفہ مقرر ہونا۔ قرآن شریف کا منزل من اللہ ہونا حضرت علیؓ کا شہید ہونا۔ بنی امیہ کی خلافت اور امام حسینؓ کا قتل۔ خلفائے راشدین کی سادگی کی ایک حکایت علوم و فنون کی ترقی۔ مسلمانوں کی سلطنت کی وسعت امویوں کا قتل ہونا۔ ابومسلم کا قتل ہونا۔ خلیفہ مہدی کی خلافت ہارون رشید کی تخت نشینی اور یحییٰ کا وزیر اعظم سلطنت کی شان و شوکت۔ جعفر وزیر یحییٰ کے عاقلانہ مقولے۔ جعفر کی مروت و فیاضی۔ ہارون رشید کو اپنی رعایا کا کس قدر خیال تھا۔ ابو ہیداع کی گرفتاری اور رہائی لیلیٰ خواہر ولید۔ کر شلوہر ن کا فتح ہونا۔ ہارون رشید کا خط بنام نقفور شاہ یونان سے جنگ ہونا اور اس کا شہنشاہی خراج ادا کرنا۔ یونانیوں کی بدعہدی اور ان کی تباہی۔ ہارون رشید کے برامکہ سے بلطنت ناراض ہوجانے کے اسباب۔ جعفر اور عباسہ کی شادی۔ اسمٰعیل اور خلیفہ کی گفتگو۔ عباسہ کا قتل۔ جعفر برمکی کا قتل۔ خلیفہ کے بچپن کے دانت اور بال۔ یحییٰ برمکی کی دعا کعبہ شریف میں۔ عبدالرحمٰن عباسی کا حیرت انگیز بیان۔ ہارون رشید کا بذات خود میدان جنگ میں جانا۔ امین اور مامون ہارون رشید کا سلطنت کو بیٹوں پر تقسیم کرنا۔ عالی شاعر۔ اصمعی کی روایت۔ زبیدہ خاتون کی شکایت ہارون رشید کا موت کے لئے تیار ہونا۔ خلیفہ ہارون رشید کی وفات۔ ہارون رشید کی وصیت۔ مامون کا غصہ فضل بن ربیع پر اور اس کے وزیر کی نصیحت۔ امین کا معاہدہ کو منسوخ کر دینا۔ امین کی مامون پر فوج کشی اور امین کا قتل ہونا۔ خلیفہ ہارون رشید کے خزانہ کی تعداد۔ زبیدہ خاتون۔ زبیدہ خاتون کا فیض اب تک جاری ہے۔ زبیدہ خاتون کا انتظام خانہ داری الف لیلہ محققانہ رائے۔ ہارون رشید سے جنبیہ کی ملاقات۔ ہارون رشید کی عدالت اور نصفت۔ ہمدردی نجومی۔ مرغ اور مرغی کا لطیفہ۔ ابو نواس کی داڑھی کا لطیفہ۔ ابو نواس کی حاضر جوابی۔ حمید الطوسی کی حاضر جوابی۔ اسحاق مغنی کی حاضر جوابی کا صلہ۔ سفیان بن فضیل کی حکایت۔ قاضی ابو یوسف۔ خلیفہ ہارون رشید کے جنتی ہونے کا فتویٰ خانہ کعبہ میں ہارون رشید اور ایک عرب کی بےخوف گفتگو۔ ہارون رشید کی عربی زوجہ۔ خلیفہ کو نیند نہ آنا اور جعفر کی گفتگو۔ الحکم نوکر اور ہارون رشید کی حکایت۔ طبیب اور بہلی۔ ہارون رشید کی نرم دلی۔ عربوں کی ذہانت اور خلیفہ کی دولت امین کا چال چلن۔ خلیفہ کا اپنی عیسائی رعایا سے سلوک۔ خلیفہ ہارون رشید کے عادات و اطوار۔ ہارون رشید کے جانشین۔ خلافت کا سلطنت عثمانیہ میں منتقل ہونا۔ ہارون رشید کی سلطنت کی سالانہ آمدنی۔ ہارون رشید کی فوج کی تعداد۔ فہرست خلفائے راشدین۔

قیمت رعایتی ۱۲ ار ملنے کا پتہ:- حمیدیہ پریس۔ دہلی

مختصر فہرست مضامین المامون

دیباچہ سر سید احمد خان مرحوم۔ مامون کی ولادت اور تعلیم و تربیت۔ مامون کی ولیعہدی ۱۸۳ھ دستاویز جو امین نے لکھی۔ مامون کی دستاویز۔ مامون اور امین کی مخالفت۔ امین پر فوج کشی۔ اہواز۔ بصرہ۔ بحرین عمان وغیرہ کا محاصرہ۔ امین کا قتل۔ مامون کی خلافت ابن طباطبا کا خروج۔ ہرثمہ کا قتل اور بغداد کی بغاوت حضرت علی رضا کی ولیعہدی۔ ابراہیم بن مہدی کی تخت نشینی۔ مامون کا عراق روانہ ہونا۔ ذوالریاستین کا قتل حضرت علی رضا کی وفات۔ ابراہیم کی معزولی۔ مامون کا بغداد میں داخل ہونا۔ طاہر کا خراسان کی حکومت پر مقرر ہونا عبدالرحمٰن بن احمد کی بغاوت۔ ذوالیمینین طاہر کا وفات پانا۔ افریقہ اور منصور بن نصیر کی بغاوت۔ نصر بن شیث کا گرفتار ہونا۔ ابن عائشہ اور مالک کا قتل۔ ابراہیم کی گرفتاری۔ مصر و اسکندریہ کی بغاوتیں زندیق کی بغاوت۔ بابک خرمی کی بغاوت۔ فتوحات ملکی جزیرہ صقلیہ کی فتح۔ روم پر حملے۔ مامون کی وفات۔ مامون کا حلیہ۔ مامون کی اولاد ذکور۔ حصہ دوم۔ بغداد۔ وسعت سلطنت۔ خروج۔ ملک کی آبادی۔ امن و امان۔ ذوق علمی۔ رصد خانہ۔ پیمائش زمین۔ مامون کا فضل و کمال۔ علمی مجلسیں وغیرہ مامون کے عام اخلاق و عادات۔ مامون کا مذہب۔ حاجب سلطنت۔

ارکین دربار اور ملکی عہدے۔

مامون کے عہد کے اہل کمال

الجزیہ۔ قیمت رعایتی ۸ ر

ملنے کا پتہ حمیدیہ پریس دہلی

قیامت سے پہلے

جب توبہ کا دروازہ بند ہو جائے گا اس وقت گناہوں پر پشیمانی ہونی تو کیا ہوئی قیامت کب آئے گی یہ تو خدا ہی جانتا ہے۔ لیکن ایک قیامت تو ہر انسان کی موت کے ساتھ وابستہ ہے لیکن

موت کا وقت مقرر نہیں

ممکن ہے کل ہی کوئی حادثہ پیش آجائے اس لئے روزانہ معصیت سے توبہ کرنی ضروری ہے توبہ کیا ہے اس سے گناہ کیوں معاف ہو جاتے ہیں اس کی حقیقت میں دیکھئے جو حال ہی میں حمیدیہ پریس نے شایع کی ہے دلچسپ کتاب **توبہ** اور موثر انداز میں لکھی گئی ہے جس کی مختصر فہرست مضامین یہ ہے۔ مناجات بجناب قاضی الحاجات۔ دیباچہ توبہ۔ توبہ کے معنے از روئے لغت۔ اصطلاحات توبہ۔ توبہ کی حقیقت۔ توبہ کی فضیلت اور اس کا ثواب۔ توبہ کے متعلق سرور عالم کے ارشادات۔ ارباب طریقت کی توبہ۔ توبہ کی ضرورت۔ باب توبہ کشادہ ہے۔ تائب اور صابر۔ قبولیت توبہ۔ حکایات توبہ۔ ترک گناہ۔ حقیقت گناہ صغیرہ اور کبیرہ گناہ۔ توبہ کا ذکر قرآن میں۔ گناہ کی لذت۔ گناہ کا خیال۔ معافی کے ذرایع۔ صغیرہ گناہ کبیرہ بنجاتا ہے۔ جوش رحمت۔ توبہ کی شرائط۔ گناہوں سے بارگاہ الٰہی میں سربسجود۔ ندامت توبہ۔ گناہوں سے بچنے کا موثر علاج۔ گناہ سے بچنے کی حکایتیں۔ مولا کی بندہ نوازی۔ پڑھو استغفار۔ عبادت دلی۔ بیم و امید۔ توبہ و سجود میں عاجزانہ نیاز۔ گناہ سے نیکیوں کی بربادی۔ بری مواخذہ سے بے فکری گناہ کے نقصانات۔ دافع مرض گناہ۔ توبہ سے دلچسپی۔ گناہ گار کی مناجات۔ توبہ کرو اور خدا سے ڈرو۔ فارسی کے فتوے۔ فارسی کی مناجات توبہ۔ عربی کی مناجات توبہ۔ اشک ندامت۔ محاسبہ حلال و حرام۔ اشعار توبہ۔ مغفرت کا آسان طریقہ مناجات مولوی نذیر احمد صاحب۔ نفسانی جذبات۔ خدا کی رحمت۔ تین مشہور بہنوں کی توبہ۔ ادعیہ قرآنی متعلق توبہ۔ اس کے علاوہ بہت سی نظمیں اور مناجاتیں درمیان میں حسب ضرورت برمحل موجود ہیں۔ اس کتاب کے پڑھنے کے بعد گناہوں سے از خود نفرت ہوجاتی ہے قابل مصنف نے انداز بیان بہت ہی موثر رکھا ہے۔ ضخامت ۱۱۲ صفحے کاغذ ولایتی سفید بہت موٹا اور چکنا ولایتی قیمت صرف ۱۰/

حمیدیہ پریس دہلی سے منگایئے

مسلمانوں کے کمانڈر انچیف

وہ جنہوں نے اسلام اور کفر میں فرق کیا وہ جن کی ہیبت سے روم کا قیصر ایران کا کسریٰ لرزہ براندام تھے وہ جن کے عدل و انصاف کا شہرہ انسانوں ہی نہیں فرشتوں میں ہے وہ جن کا فیصلہ خدا کو بھی پسند تھا اور جن کا قرآن شاہد ہے وہ جو اتنی بڑی پوزیشن کے باوجود بیواؤں کی خبرگیری یتیموں کی دلجوئی اپنی بیویوں اور بچوں سے زیادہ کرتے تھے

وہ حضرت عمر فاروق تھے

آج جنرل منٹ نیرگ اور لارڈ کچنر کے کارنامے پڑھنے والے ذرا اس اسلامی کمانڈر انچیف کے حالات بھی پڑھ لیں جو اتنا بڑا عہدہ رکھنے کے باوجود جب بیت المقدس پہنچتا ہے تو اس طرح کہ غلام اونٹ پر سوار ہے اور خود پیادہ مہار پکڑے ہوئے رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الفاروق

اس مکمل ہستی کی لائف ہے جو علامہ شبلی نعمانی جیسے مستند مورخ کی لکھی ہوئی کتاب ہے اس میں اسلام کی تاریخی اور سیاسی جملہ واقعات مذکور ہیں۔ حضرت عمر کا نسب نامہ اور بچپن سے اسلام لانے تک کے کل واقعات کی تشریح جو عمر رضی اللہ عنہ کے وجود سے متعلق ہیں اس کے ضمن میں رسول کریم کے اور جملہ صحابہ اور رفقائے اسلام اور کیفیت ہجرت کی تفصیل رسول خدا کی وفات۔ حضرت ابوبکر کی خلافت۔ حضرت عمر کے کارنامے۔ حضرت عمر کی خلافت۔ اسلامی قانون کا اجرا مشرق و مغرب جنوب شمال غرض تمام دنیا کی طاقتوں پر اسلامی تفوق۔ اسلامی فوجوں کی چڑھائی شاہان ایران۔ اور قیصر و شاہان مصر و سندھ سے مٹھی بھر عربوں کی خوفناک لڑائیاں۔ فتوحات کے بعد حضرت عمر کا نظام سلطنت قانون سیاست یورپین مورخوں کی رائے حضرت عمر کی شان میں غرضکہ اس کتاب کے پڑھنے سے حضرت عمر کے واقعات کے ساتھ اور تمام صحابہ کے کارناموں کی تفصیل ضخامت ۲۵۶۔

اصلی قیمت ؏ رعایتی ۱۲/

حمیدیہ پریس دہلی سے منگایئے

معرا سستی حمائل

سفر میں حضر میں بہت آسانی کے ساتھ قرآن پاک کی تلاوت کے لئے اگر آپ کو حمائل شریف کی ضرورت ہے تو معرا سستی حمائل شریف منگا لیجئے یہ حمائل باعتبار فن کتابت عربی کی خوشنما کتابت کی بہترین مظہر ہے اس کا انداز تحریر پیروتی ہے جو پڑھنے میں سب سے آسان ہوتا ہے اعراب بالکل صحیح حروف کشادہ الگ الگ چھپائی بہت صاف کاغذ باریک ولایتی چکنا بہت مضبوط ہدیہ مجلد پارچہ جزبندی صرف بلا آنے اس سے سستی اس سے اچھی اس سے زیادہ صحیح اس سے بہتر لکھی ہوئی اس سے بہتر صاف چھپی ہوئی اس سے عمدہ کاغذ کی حمائل کم از کم دس سال سے بازار کے اندر نہیں آئی۔

اس کا اصلی ہدیہ مجلد پارچہ ایک روپیہ چار آنہ ہے یہ صرف حمیدیہ پریس کا ہی کام ہے کہ وہ حتی الامکان قرآن شریف کو تقریباً بلا نفع ہی ہدیہ کرتا ہے

ہدیہ رعایتی فی جلد ۱۲/ دس جلدیں منگائیں تو سات روپے کی

مشتہر حمیدیہ پریس۔ دہلی

آپ کی دعا کیوں نہیں قبول ہوتی

اس لئے کہ آپ دعا مانگنے کے طریقوں سے ناواقف ہیں اس لئے کہ آپ خدا اور اس کے رسول کے بتائے ہوئے طریقوں کے مطابق دعا نہیں مانگتے اس لئے آپ کو فضیلت دعا کا حال معلوم نہیں اور قبولیت دعا کے اوقات سے بھی آپ کو واقفیت نہیں یہی وجہ ہے کہ آپ کی دعائیں اب تک زیادہ بے اثر رہیں۔

لہذا ضرورت ہے پہلے آپ دعا مانگنے اور مرادیں پوری ہونے کے طریقے معلوم کیجئے اور خدا اور اس کے رسول کے بتلائے ہوئے طریقوں کے مطابق دعا مانگئے اور پھر دیکھئے کہ اگر آپ بے اولاد ہیں تو صاحب اولاد بنجائینگے۔ اگر آپ کو افلاس نے گھیر لیا ہے تو آپ کا افلاس دور ہو جائیگا اگر آپ مقدمات کی وجہ سے پریشان ہیں تو آپ کی یہ پریشانی بھی رفع ہو جائیگی غرض آپ کی ہر مراد کیمیا قرآنی دعائیں ہیں جن میں دعا مانگنے مرادیں حاصل ہونے کے تمام طریقے کلام اللہ کی آیات سے درج ہیں ہمارا دعوی ہے کہ اگر آپ قرآنی دعاؤں کے مذکورہ طریقے کے مطابق دعا مانگیں گے تو آپ کی دعا کی مقبولیت یقینی ہے کیونکہ یہ قرآنی دعائیں ہزارہا مرتبہ کی آزمائی ہوئی ہیں۔ لکھائی چھپائی اعلی کاغذ ولایتی سفید چکنا ۲۰ پونڈ ضخامت ۵۶ صفحے قیمت ۸ر

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

جو چاہوگے ہو جائیگا

مصیبت سے نہ گھبراؤ پریشانی کے وقت استقلال کو ہاتھ سے نہ جانے دو اس بزرگ ذات سے ناامید نہ ہو کرو آگے بڑھو جو چاہو گے ہو جائے گا کامیابی کی شاہراہ تمہیں نظر آنے لگے گی مصیبت راحت سے بدل جائے گی پریشانیاں دور ہو جائینگی اطمینان قلب نصیب ہو جائے گا بشرطیکہ آیت الکرسی کو شرائط سے پڑھنا جانتے ہو یہ وہ زبردست عمل ہے کہ اس میں آسمانی قوتیں پوشیدہ ہیں اس کے ذریعہ سے غریب امیر بنجاتا ہے بیمار تندرست ہو جاتا ہے اگر مصیبت کے وقت آیۃ الکرسی کا عمل پڑھا جائے تو یہ ظل رحمت بنکر انسان کے سر پر چھا جاتا ہے اگر تم بھی آیت الکرسی کا عمل پڑھنا چاہتے ہو تو عطائے قدسی پڑھو جس میں آیت الکرسی شریف کے نہایت صحیح اور مجرب اعمال ہیں پڑھنے کا طریقہ نہایت آسان ہے اگر کوئی شخص اس کا معمول کرے تو عمر اطمینان و راحت سے بسر کر سکتا ہے۔ قیمت ۸

حمیدیہ پریس دہلی سے طلب کیجئے

کیا دِل

کوئی دل ہے جس پر آپ قابو چاہتے ہیں

وہ کوئی دل ہو کسی ہو مرد کا یا عورت کا ہو حاکم کا ہو محکوم کا ہو کا ہو ہم دعوی سے کہتے ہیں کہ آپ اسی پر قابو حاصل کر لینگے اگر ہم آپ سے کتاب

تسخیر القلوب

منگا کر اس میں جو عمل درج ہے اس کے عامل بن گئے احباب کو مسخر کرنا زن و مرد کو مطیع بنانا آقا و افسر پر قابو پانا مقدمات کا اپنے حسب منشا فیصلہ کرانا اس کتاب کے عامل کے لئے معمولی بات ہے یہ ایک نہایت عجیب و غریب کتاب ہے اس کے دو حصے ہیں پہلے حصہ میں تسخیر کا فن سکھایا جاتا ہے یہ فن ایسا تیر بہدف ہے کہ سو فیصدی کامیاب ہوتا ہے اس کے عامل کے لئے ناکامی کا امکان ہی نہیں دوسرا حصہ اعمال و اوراد کا ہے اس میں صد ہا سینہ بسینہ مجرب در مجرب اعمال و وظائف درج ہیں اور انشاء اللہ ہر وظیفہ اور ہر نقش کامیاب ہے۔

حمیدیہ پریس دہلی سے ملتی ہے

کیا آپکو بات کرنی آتی ہے

اگر خدانخواستہ آپکی تقریر جادو بیانی سے محروم ہے اگر آپ کی گفتگو لوگوں کے دلوں کو تسخیر کرنے کی قوت نہیں رکھتی اگر آپ کی گفتگو شیریں نہیں ہے اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ میں جادو کا اثر ہو تو

فن خطابت

ملاحظہ فرمائیے اور اس کی ہزارہا ہدایتوں پر عمل کیجئے اور پھر دیکھئے کہ الفاظ طلسم بنجائینگے آپ کی گفتگو میں انتہا درجہ کی شیرینی پیدا ہو جائے گی ہر محفل اور ہر مجلس میں لوگ آپ کو آنکھوں پر بٹھائینگے آپ کی جادو بیانی احباب اور عزیزوں ہی تک محدود نہیں رہے گی بلکہ آپ ہزاروں کے مجمع میں بے دھڑک تقریر کر سکیں گے اہل مجمع کے دل آپکے قبضہ میں ہوں گے اسی طرح آپ لوگوں کے دلوں پر قبضہ کر لیں گے۔

قیمت فی جلد ۸ر پتہ: حمیدیہ پریس دہلی

خدا کے دربار میں رسول خدا

اگر آپ یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ فخر کائنات سید المرسلین کس طرح خدائے قدوس کے دربار میں حاضر ہو کر اپنی مرادیں طلب کیا کرتے تھے اور وہ کیا مبارک الفاظ تھے جو زبان مقدس سے نکلتے تھے جو بدے ہوتے تھے تو پیغمبری دعائیں پڑھئے جس میں بخاری مسلم ابوداؤد ترمذی مشکوٰۃ وغیرہ صحاح ستہ سے وہ ساری دعائیں مع ترجمہ کے درج کر دی گئی ہیں جو سرور عالم نے اپنی حیات طیبہ میں حل مشکلات کے لئے زبان مبارک سے فرمائیں یہ مبارک دعائیں دنیا کی کسی زبان میں ایک جگہ جمع نہیں تھیں مگر اس کتاب میں یہ دعائیں ایک جگہ جمع کر دی گئی ہیں جس میں ہر مشکل کی دعا مقدس پیغمبری زبان سے نکلے ہوئے الفاظ مع ترجمہ کے درج کر دیئے ہیں آپ کی کوئی مشکل ایسی نہ ہوگی جو پیغمبری دعاؤں کے طفیل حل نہ ہو جائے ناممکن ہے کہ خدانخواستہ آپ کسی مصیبت میں پھنسیں اور پیغمبری دعاؤں کے طفیل صاف نہ بچ جائیں پیغمبری دعاؤں کے الفاظ وہ ہیں جنہیں مسلمانوں کے آقا و مولا نے دعا کی تھی کتاب اعلیٰ درجہ کی چھپائی نفیس کاغذ ولایتی عمدہ ۲۰ پونڈ ضخامت اسی صفحات قیمت ۸ر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

قابل شوہر

وہی ہے جو عورت کی فطرت کو اچھی طرح سمجھ لے اور محبوبہ سے لطف اندوز ہونے کا صحیح طریقہ جانتا ہو۔ ازدواجی زندگی کی نازک ذمہ داریوں کو سمجھتا ہو۔ **شب عروسی** پڑھ لینے کے بعد تمہیں یہ سب باتیں معلوم ہو جائینگی اور تم کو خانگی زندگی میں جنت کا لطف دینگا نوجوانوں کے لئے علم الازدواج پر یہ معرکۃ الآرا کتاب عرصہ دراز کی محنت اور ہندی اور انگریزی کتابوں کی ورق گردانی کے بعد بصرف کثیر حال ہی میں طیار ہوئی ہے یہ مغرب یورپ کی تمام تازہ ترین صنفی تحقیقاتوں کا جوہر ہے یہ ہندوستان کے صاحب فن اور علم ازدواج کے ماہرین کی تمام تصانیف کا لب لباب ہے اس میں ازدواجی زندگی کی اہم ذمہ داریوں کا تذکرہ ہے بیوی سے صحیح معنوں میں محبوبہ بنا کر لطف اندوز ہونے کے طریقے اور اس میں عورت کی فطرت پہچاننے اور اس پر ہر طرح قابو پانے کے طریقے ہیں۔ اس کے پڑھنے سے تمام عمر میاں بیوی میں اختلاف ہونے کا امکان نہیں کتاب کا اندازہ فہرست مضامین سے کیجئے مصنف کا **دعویٰ** ہے کہ صنفی اخلاق اور ازدواجی زندگی پر اسوقت زبان میں آج تک کوئی کتاب نہیں لکھی گئی نہ لکھنے کی امید ہے شروع کتاب میں ایک نہایت دلکش اور رنگین پردہ عورت کے صحیح جذبات سے پر رعنائی کے مجسمے کی رنگین **تصویر** بھی ہے تین سو مضامین اور ۱۶۰ صفحے ضخامت کاغذ بہت دبیز چکنا قیمت **معہ تصویر ایک روپیہ** عہ

فہرست مضامین کتاب شب عروسی

تصویر شب عروسی کی صبح
ٹوٹے ہوئے دل کی صدا

پہلا باب

ادھوالوں کے کان میں راز کی باتیں۔
مست شباب کی رونمائی
پیکر دوشیزگی کا نازک غلاف
غلامیوں سے بدتر زندگی
زینت آغوش کی شرمساری
مجسمہ ناز کے قدموں پر ہدیہ
گلشن نسائیت کی نتھی کلی
بر بچھیہ با عالم تحیر
خواہش وصال کی نا تکمیل
گلچینی میں عجلت کے تلخ نتائج
راز کی باتیں۔

دوسرا باب

آغوش محبت میں تمنا کی تڑپ
بلبل خوش نوا قفس اور دل میں
شرم و حیا کا طلسم اور دور
درج عصمت پر نگاہ گرانہ حملہ
خوبصورت چہرہ کا نقاب
پہلی رات کی فتح و شکست
ماتوں کی تاریکی اور نور کا مرانی
شب عروسی کی اہمیت
جبر گلچینی جمال کے تلخ نتائج
شب مواصلت کی جنگ
لذات دنیاوی کا سر چشمہ

حریم حسن کی ساخت
حریم لعل کا آستانہ
گل ناشگفتہ کی پنکھڑیاں
خواہشات نفسانی
حریم حسن کی ناسعی ہمسایہ
وادی نشاط
پردہ بکارت دوشیزگی کا ثبوت نہیں۔
انسان کا پہلا عہد اطاعت
رحم کی تشریح
جوف رحم
انسانی زندگی کا مرکز
بیضہ رحم تک پہنچنے کا راستہ
انسانی زندگی کی تخلیق
حوروں کے دلیس والے

تیسرا باب

باغ نسائیت سے لطف
اتحاد تناسلی کی ضرورت
بادہ عیش ساغر اعتدال میں
میکدہ عیش کا بادہ
رنگینی پر پردہ
گلچینی جمال کے لئے عمدہ موقع۔
خمستان عیش سے تر سینہ زوری۔
لطف اندوزی کا بہترین اوقات مواصلت
گلچینی جمال میں کامیابی

پیدائش نسائیت کی قسمیں
دنیا میں بہترین عورت
لطف اندوزی کے وقت محبوبہ کے جذبات کا احترام
آتش شوق کے فرو ہونے کی علامت۔
فریقین کی مکمل لطف اندوزی
میکدہ نشاط میں مے پرستی
لذت جسمانی کی بخشش
قرار قیمت
جوہر زندگانی کی حفاظت
شجر بے اعتدالی کا زہر ملا ثمر۔
اپنے ہاتھوں اپنی قبر
تحلیل شدہ اجزا کی قائم مقامی۔
خطرے کا الارم
شدید مرض کا مقدمہ
پر کیف ڈرامہ کا بر انجام
شرمناک امراض کی کہانی
اعتدال کا تعین زمانی

چوتھا باب

لطف اندوزی کے پھول اور کانٹے
چند پوشیدہ کانٹے
سرمستی تعیش کی شگوفہ کاریاں
خواہشات نفسانی میں ہیجان
گلچینی جمال کی قدرتی مدت

لطف اندوزی میں عمر کا تناسب۔
حسرت و ارمان نہ جاننے والی ہستی۔
قانون فطرت کی خلاف ورزی۔
گلشن وصال پر بجلی
بستروں پر قوت کا اثر
گلبدن سے لطف اندوزی
نخل بارآور پر دست درازی
دل صد چاک کی نمائش نوحہ
بندہ محبت کا ایک افسانہ
خطا وار عورت ہے یا مرد
مرد کی قابلیت کا معیار
محبوبہ کی جانب سے سرد مہری
برگشتگیوں کا اولین دور
عورت کی فطرت شناسی
پھولوں کی سیج میں کانٹے

پانچواں باب

نخل تمنا کی بار آوری
بار آوری کے اثمار
تختہ بلورین کی گرانی
نہر لبن کی پیدائش
عہد اولین میں پیچ کی حرکت
معصوم بچہ کی پہلی شوخی
حریم سینہ کو نئی تکلیف
غنچہ دہن سے شبنم کے قطرے
تشنج اور غشی کی شکایت

مشاغل کی کمزوری
تکالیف کے ایام میں چند اور تصویریں۔
استقرار حمل کی کیفیت
استقرار حمل کیلئے لازمی امور۔ استقرار حمل کا بہترین زمانہ۔

چھٹا باب

نخل بارآور کی نگہداشت
محبوبہ کی ناز برداری
لطف اندوزیوں سے احتیاط
معصوم ہستی کی خواہشات نفسانی کے نتائج پر
فردوس گم گشتہ اور جنت کا
حریم حسن کا غسل
سوسالہ کی نقل و حرکت
راحت و آرام کی ضرورت
غذا اور احتیاط
سوء ہضمی کی خرابیاں
مکان کی صفائی
بغیر تکلیف کے وضع حمل
نخل تمنا کی پامالی
شاخ تمنا کی نئی کونپل
نخل تمنا قطع ہونے کے آثار
عہد اولین سے قبل اور وقت جدائی
اسقاط میں آخری حملہ جوئی

آغوش رحم میں معصوم ہستی کی خبر
اسقاط کے بعد ضروری ہدایتیں
طلسم مصائب توڑنے کے لئے لوح طلسی۔

ساتواں باب

ازدواجی کا ثمرہ فردوس
اس باب میں زمانہ حمل کی احتیاطیں اور بچے کی پیدائش وغیرہ کے لئے ضروری ہدایتیں ہیں۔

آٹھواں باب

زنجیر فرائض میں نئی کڑیاں کھلساتھ۔
مست شباب کے ہونٹوں پر تبسم
شریک زندگی کی دلنوازی
مست شباب کے لئے آغوش شوق۔
ایام رضاعت میں گلگشت جمال کے لئے گلچینی
نخل تمنا کی قبل از وقت دوبارہ بار آوری۔
نہر لبن سے شیر خوار کی محرومی
لطف اندوزی کا اختتام جسمانی پر
نسائیت کے زندہ درگور مجسمے

محبوبہ کا جسم نازنین
گلشن رعنائی کی خوشنمائیاں

نواں باب

۳۰ مضامین سے چند
گلشن ازدواج میں سدا بہار۔
عورت میں شان الوہیت
بادہ محبت ساغر نسائیت میں
عورت عین محبت ہے
عورت کی تسخیر کا فن
شریک زندگی پر اعتماد
زن مریدی کی لعنت
سخت کلامی کی باد سموم
طعن و تشنیع کے پتھر
تشنہ شباب میں خلوت گزینی۔
حسن عریاں کا نظارہ پیہم

دسواں باب

ازدواجی زندگی کے چند پوشیدہ راز
مردوں کی مخصوص بیماریاں
غیر فطری اخراج کے اسباب
سرد مہری کی بے ثمری
بے ثمری کے اسباب
حسب خواہش اولاد پیدا کرنا۔ ۱۶۰ صفحے

قیمت صرف عہ

ملنے کا پتہ: منیجر حمیدیہ پریس دہلی

عورت

جدید اڈیشن میں پندرہ تصاویر کا اضافہ ہے

جدید اڈیشن باوجود اضافہ تصاویر کے سابقہ قیمت میں ہے

عورت کی زندگی اور ہر قسم کی اور ہر جگہ کی عورت کے متعلق دنیا بھر کی معلومات اس کتاب میں موجود ہیں

اردو میں آج تک کوئی کتاب اس موضوع پر اس سے زیادہ مکمل نہیں چھپی دو سو صفحے ضخامت ہے اور ۳ بیچرنگی تصاویر چیالیس فوٹو بلاک ۸ و قلمی تصویریں ہیں کتاب کی اہمیت کا اندازہ اس کی مختصر فہرست مضامین سے کیجئے ان تمام خوبیوں اور اس قدر کثیر صرفہ کے بعد اس کی قیمت صرف دو روپے جو تصاویر کی قیمت بھی نہیں ہے۔

تصاویر

علاوہ دنیا کی تمام حسین ترین عورتوں کے بیچرنگی فوٹو کے حسب ذیل ۲۶ فوٹو رنگین چھپے ہوئے ہیں۔

(۱) عہد شباب کا دلچسپ مشغلہ
(۲) زندگی سے بیزاری
(۳) انتظار کی آخری گھڑیاں
(۴) پیکر جمال
(۵) ریاست سکم کی عورت
(۶) عراق کی عورت
(۷) برما کی عورت
(۸) ہانگ کانگ کی عورت
(۹) نیوزیلینڈ کی عورت
(۱۰) مصر کی عورت
(۱۱) حبشی عورت
(۱۲) یورپ کی عورت
(۱۳) جزائر غرب الہند کی عورت
(۱۴) نیوگنی عورت
(۱۵) اسپین کی عورت
(۱۶) چین کی عورت
(۱۷) سوئیڈن کی عورت
(۱۸) ملایا کی عورت
(۱۹) ساحل سمندر کی عورت
(۲۰) بنگال کی عورت
(۲۱) لیتھونیا کی عورت
(۲۲) منچوریا کی عورت
(۲۳) جاپان کی عورت
(۲۴) منگولیا کی عورت
(۲۵) زمانہ حال کی انگلش عورت
(۲۶) لمبے بالوں والی عورت
(۲۷) سیام کی عورت
(۲۸) مانچوریا کی عورت
(۲۹) برلن کی دوشیزہ
(۳۰) ساڑھے ہندوستانی کی تصویر
(۳۱) لب لینڈ کی عورت
(۳۲) تیونس کی عورت
(۳۳) ملدا کی عورت
(۳۴) کوہستانی دوشیزہ
(۳۵) سندھی عورت
(۳۶) بلوچستانی عورت
(۳۷) ترکی عورت
(۳۸) بجلی کی شعاع سے علاج
(۳۹) لندن کی مہ جبین عورتیں
(۴۰) مصری رقاصہ
(۴۱) فرانس کی دوشیزہ
(۴۲) ہندوستانی رقاصہ
(۴۳) برف کے تودے پر رقص
(۴۴) فرانس کی رقاصہ
(۴۵) برمی کی رقاصہ
(۴۶) اٹلی کی رقاصہ

قلمی تصاویر

زلف پیچاں کے تونے ۱۲ تصویریں
عورت اپنے گھر میں ۱۲ "
عمر کے ساتھ لباس ۱۲ "
ہندوستانی ورزش ۱۲ "
عورت کی عمر کا تجزیہ ۱۲ "
عورت کی ذہنیت ۱۲ "
مغربی فیشن کی عورت ۱۲ "
مغربی ورزش ۱۲ "
اور متفرق ۳ تصویریں

مضامین

ہر تصویر کے متعلق تاریخی معلومات
اور ادبی تبصرہ۔ دیباچہ
عورت کیا ہے۔ عورت کی تربیت
عورت کے توہمات
مغربی عورت
عورت کی تجارتی شادی
عورت کیسے مرد کو پسند کرتی ہے
عورت کی ذمہ داری
کوک شاستروں میں کیا ہوتا ہے
سنسکرت کی کوک شاستر

پہلا باب

طلسمی زندگی
عورت کی زبردست طاقت
عورت کی پیچیدہ زندگی
طلسمی ساز کو چھیڑنے کی ضرورت
عورت دنیا کی بہشت زار
قومی ترقی کا انحصار عورت پر
شوہر کی تسخیر کا مجرب عمل
دنیائے نسائیت کا کامل نمونہ
مکمل زندگی کی مسرت انگیزی
معصوم دل پر نقش اولین
تربیت اولاد کا مقدم فرض
بادۂ شفقت کا خمار
عورت کی پیشانی کا جوہر
محبت شعاری کا نقش اولین
خوش مزاجی کا طلسمی تعویذ
خوش مزاجی سب سے بڑی تسخیر ہے
ناکام ازدواجی زندگی
ایثار و قربانی کی زندہ صورت
صحیح تعلیم میں فرحت انبساط
خوبصورت چہرہ پر حیا کا نقاب
شان خودداری کا پرکیف نظارہ
اخلاقی تربیت کے ماتحت

دوسرا باب

انسانی زندگی کا سانچہ
موجودہ صورت سے دشمنی
عورت کی معصومیت
عورت عورت کی خواہش پر کیوں چلتی ہے
عورت کے لباس میں ترقی
عورت کتاب کی تالیف کا مقصد
کوک شاستر کی چار عورتیں
فحش کتابوں کی اشاعت
عورت کی جاذبیت
عورت کا دستور العمل
عورت کی متضاد فطرت
عورت کے قدموں پر عزت کا تاج
عورت دنیا کی بدترین دوزخ ہے
صنفی معلومات کی ضرورت
عورت کو قابو میں لانے کی گھاتیں
جاذبیت اور دلکشی کا نمونہ عورت
جذبہ محبت کی بیداری
حسن و جمال کی آخری دلکشی
حب اور مرض کے چلتے ٹوٹکے
خانہ بربادی کا المناک منظر
کامیابی کے گلشن میں ناکامی
شاخ محبوبیت میں چار چاند
ایک شہور فلاسفر کا زاویہ نگاہ
سچی شرم اور جھوٹی شرم
قبل از بلوغت اخلاقی نشو و نما
عورتوں کی پارلیمنٹ
خرمن محبت میں نئے شرارے
دامن نسائیت پر بدنما داغ
زخم دل کے لئے مرہم کافوری
نظام فرینش کا انحصار
لڑکیوں کے لئے ورزش
ورزش کے لئے بہترین زمانہ
روزانہ غسل کی عادت
بنا کی تمنا کی بے ثمری

تیسرا باب

مجسمہ دوشیزگی بوستان شباب میں
عہد شباب کی سحرکاریاں
منزل شباب میں خار سیاہ
حریم حسن سے چھیڑ چھاڑ
خارجی چیزوں سے لطف اندوزی
عاقبت اندیشی کا فرض
شمع حسن کے فانوس
کامیاب زندگی

چوتھا باب

جرعہ کشی مواصلت کا مقصد
اظہار محبت و عطف التفات
عضو نسوانی سے ناواقفیت
جنس مخالف کی ہم آغوشی
محراب جمال کی صفائی
صدف عصمت میں آب نیساں
اتحاد تناسلی کی ضرورت
مانع حاملہ کی تحلیلی
مذموم عادات کا دفعیہ
نخل محبت کی جھکنی
نسوانی زندگی کا سب سے اہم مسئلہ
قرانقش کا گراں بار شمارہ
بچوں کے لئے کھیل کود
مناظر فطرت کا پرکیف اثر
صحت جسمانی کا اثر
زندگی کا نیا دور
سرد رواں کی بارآوری
شاہراہ شباب کے نشیب و فراز
بادۂ شباب کی مدہوشیاں
معصوم ہستیوں سے لطف اندوزی
خریدار جمال کی عزت
سسرال والوں کی محبت
کامیابی میں ناکامیاں
عہد شباب کا تلاطم
ساغر مواصلت میں بادۂ محبت
پر سرور بادہ مواصلت
پوشیدہ اعضائے جسم
منزل عشق کا پرکیف راستہ
زوال عصمت سر بمہر دعائیں
اعضائے نسوانی کا سرتاج
پیکر ناز کی مجبوریاں
صدف عصمت کی تسخیر

اس کتاب میں

اس قسم کے دس باب اس کتاب میں ہیں اور عورت سے لطف اندوزی کے ہزارہا وسائل موجود ہیں اس کے علاوہ نسوانی علاج بچہ کی پرورش و بہترین کنٹرول بچہ پیدا ہونے کے سامان غرض کوئی پہلو ایسا نہیں چھوڑا جس میں مرد عورت کی لطف اندوزی تشنہ رہ جائے۔

ضخامت ۲۰۰ صفحات تصاویر ۱۶۰

قیمت صرف دو روپے

حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

شباب جاودانی کی جستجو

ہو تو **لذت شباب** کا مطالعہ کیجئے جو عراقی اور عربی کوک شاستر ہے اس کے مطالعہ سے آپ کو معلوم ہوگا کہ شباب کو عرصہ دراز تک کس طرح قائم رکھ سکتے ہیں عورت کے تاثرات کیا ہیں حسن کی ملکہ سے کس طرح لطف اندوز ہونا چاہیئے گلزار شباب کس طرح وقف خزاں ہوتا ہے شباب کی رنگین پری دیوی کس طرح فانی ہے عورت اگر عورت سے ایسے لذت اور مرد اگر مرد سے اپنی خواہش پوری کرے تو کیسے خطرناک نتائج پیدا ہوتے ہیں لذت شباب میں سرستان شباب کو حیات تازہ بخشنے کیلئے اطباء نان بنگال اور دھار روم یورپ کے دوبارہ طبیبوں کے سینکڑوں سہل الحصول صدری مجربات ہیں جو متلاشیوں کو لاکھوں روپیہ خرچ کرنے پر بھی اور کہیں دستیاب نہیں ہوتے لذت شباب کے مطالعہ میں عمر خضر اور شباب جاودانی کا راز پوشیدہ ہے ضخامت تقریباً ڈیڑھ سو صفحہ نہایت بہترین بلاک کی تصویریں اور **قیمت ایک روپیہ** فہرست مضامین حسب ذیل ہے:-

لذت شباب پر ایک نظر
شباب کی قدر و قیمت
کشت شباب کی پامالی
خرمن شباب پر برق خاطف
میری ناچیز کوششیں
لذت شباب کی خصوصیت
لذت شباب اور ہستی مباحث
باغ مواصلت کی عطر بیز کلیاں
دربار مرشد آباد کے نسخے
شاہ میری نادر قلمی بیاضیں
آلہ عیش کی استواری
حریم عصمت کی نگہداشت
نخل فحش کے پر کیف اثمار
چشم سحر طراز کی سرمستیاں
اسباب عیش کی فراہمی
تکالیف شوق
میری دلی تمنا

پہلا باب

موسم شباب کی رہ نوردی
عہد شباب کی تعریف
جاذبہ شباب کی خلش
نو عمری میں جذبات کی بیداری
صنف نازک کے جذبات
عہد شباب کی علامتیں
نو عمر لڑکیوں سے مواصلت
انیس زندگی کی جستجو
خلوت کا زمانہ
شادی کا مقصد
قصر شباب کا بنیادی پتھر

دوسرا باب

بچہ خورشید کا صندل زلف کی
مفرح چیزوں کا استعمال
چاولوں کا جوہر آب حیات ہے
آم کا استعمال
ست شباب سے ہم آغوشی
موسمی شکایات
ناک سے جریان خون
ضعف دل رفع کرنے کی اکسیر
موسم گرما کے وبائی امراض
موسم بہار کی بہار آفرینی
پوشیدہ تمناؤں کا ہجوم
بحر شباب کو متلاطم کرنے کے
نسخے ہیجان حیات تازہ

تیسرا باب

اوراق شباب کی شیرازہ بندی
دست سحر کی بے باکیاں
مواصلت باہمی کی ابتدائی تحریک
دربار مرشد آباد کا نسخہ
قاضی القضاۃ بنگال کا عطیہ
سیب کا مولد خون حلوہ
زندہ درگور نوجوانوں کو نوید
ایرانی زاویہ نگاہ اور وصل
شیوخ عرب اور مجبوبہ سے لطف
گلزار شباب کی شادابی

چوتھا باب

بادہ شباب کی سرمستیاں
مستانہ قدموں کی لغزش
غیر فطری علت کا سرچشمہ
غیر فطری جذبات کی ہمہ گیری
اہل یونان اور مرزنوں کی مواصلت
ادھیڑ پیشہ ہونوں کی سیلہ کاری
ترکی میں مردوں کی مردوں سے مواصلت
جرمن وزیر جنگ کا عاشقانہ
برطانوی شہزادہ اور بنگال کی امرد پرستی
طبیب ان کا عشرت کدہ
بچوں کی پہلی درسگاہ
قید خانوں میں امرد پرستی
کارخانوں میں ریشم و عتیقہ

پانچواں باب

مشتاق شباب کی آپ بیتی
انشاء اللہ کے بچپن کی داستان
امریکن گریجویٹ کا درد عشق
مسٹر صاحب کی نئی سرجری
پاداش عمل

چھٹا باب

جذبات نسوانی میں ارتعاش
لارڈ بنتھم کی اور عورتوں کی مواصلت
عورتوں کی شادی عورتوں سے
عورت مرد کے جامہ میں
روسی خاتون کی داستان پرکشش
امریکن خاتون کی بے حسیاں
مصنوعی آلہ کی ساخت
خاتون پروفیسر کی زن پرستی

ساتواں باب

گناہوں کی پاداش
اعضائے تناسل کی اہمیت
نخل شباب اور ہاتھوں کی تیشہ
آلہ تلذذ کی بربادی
جوہر حیات کی بربادی
نسائیت کا سفینہ گرداب ہلاکت میں
کتاب حیات کی پوشیدہ تحریریں
غیر فطری مواصلت
نوجوانوں کو انتباہ

آٹھواں باب

نوید کامرانی کی جھلک
غیر فطری لغزشوں کا علاج
نامردوں کو پیام مسرت
آلہ عیش کی تقویت
بیماری باہ کا بہترین نسخہ
گم شدہ قوت کی بحالی
جوہر زندگانی کی اصلاح
دوا نشاط افزا
آلہ مسرور کے لئے اکسیر
کلید در حسن کی حفاظت
مایوس نوجوانوں کو تحفہ
ضماد قوت افزا
حیرت انگیز طلا
حرم تال کے نقائص
احقتہ کی بدعادات کا
انسداد معجون جلالی
کم خرچ بالا نشین نسخہ
دولت شباب کی لوٹ
تقویت باہ کیلئے مفرد چیزیں
مایوسوں کے لئے طلسمی علاج

نواں باب

خمکدہ عیش کا چھلکتا ساغر
بالکنان محبت کا جسمانی جمال
بادہ وصال کی لذت
ارطو اور جسمانی مواصلت
صنف لطیف اور خواتین لطیف
صحرائے عرب کی ایک شہزادیہ
صنف لطیف اور قوت ضبط
عورت کی نفسانی خواہش کا
انحطاط
مواصلت کا بہترین وقت
اہل عرب اور آداب مواصلت
مواصلت کے ممنوع اوقات
رتی شاستر اور آداب مواصلت
مواصلت کیلئے بہترین حالت
حکمائے ہند اور عورتوں کے
اقسام بارہ قسم کی عورتیں
جسم رعنا سے چیستر چهار
ہیجان آفریں حرکات کا اثر
مواصلت کے مختلف طریقے

دسواں باب

بادہ وصال کی لذت
لذت وصال میں اضافہ
ضمیر کا فیصلہ
مواصلت کے آسن
بادہ وصال کو دو آتشہ بنانیکا
دواؤں کا ناگزیر استعمال
بحیثیت لذت کی مختصر گھڑیاں
جذبات لذت میں ہیجان
ریشم کامل کا عطیہ
معجون عشرت انگیز
آخری تاجدار اودھ کا تجربہ
نسخہ شاہی نسخوں کی تیاری
مادۂ تولید کے لئے اکسیر
عیش و مسرت کی گولیاں
عیش و سرور کی فراوانی
گلگلے جھکا پر کیف حلوہ
ظفیری عطیہ
کوڑیوں میں اکسیر نسخہ کا فائدہ
گرمی وصال میں غیر معمولی اضافہ

گیارہواں باب

ایوان حسن کی نگہداشت
ایوان حسن کی صفائی
جرعہ کشی مواصلت کے بعد
رحم کی تقویت
بہترین فرزجہ
حریم حسن کی اصلی رونق
تحفہ درویش
ایوان حسن کی فراخی
صنف نازک اور وصل کی لذت
پیکر جمال کی لذت میں اضافہ
لطف اندوزیوں کا طریقہ
ایوان حسن کی توصیف
بال گرانے کا آسان طریقہ

بارہواں باب

چشمہ کافوری کے دو حباب
لذتوں کا پوشیدہ ترانہ
قدرتی جوئے شیر
انار شیریں اور کیف وصال
انار شیریں اور صنف نازک
کے تاثرات
دست شوخ کی گستاخیاں
انار پستان کی تعریف
مرہم کا استعمال
جوانی کی بہار
انار شیریں کی ڈھلکی بہار
انار پستان کا ورم
انار رنگین کی نشو و نما

تیرہواں باب

نرگس نیم باز کی حفاظت
نرگس فتان اور تماشا نا قابل
نرگس عشوہ زن اور کیف وصال
چشم سحر گیں اور ایوان عصمت
نرگس سرمگیں کی حفاظت
بی جمالو کی ڈاکٹری
سرمہ اصفہانی
مجرب انجن
نرگس بیمار
آشوب چشم کی قسمیں
نرگس بیمار کی شفایابی
طبیب روحانی کا نسخہ
لکھنؤ ماہر طبیب کا علاج
چشم سیاہ کی سفیدی
ناخنہ کا علاج
سفوف مقوی بصر
تقویت باہ کے لئے شربت
نیم کے پھولوں کا سرمہ

چودہواں باب

لوازم شباب
رخسار صاعقہ ریز
مہاسوں کا مجرب علاج
چہرہ کا رنگ سرخ
دردو دندان کی چمک
مسوڑھوں سے خون
زلف پیچاں کی درازی
سفید بالوں کی سیاہی
قامت گردان کی رعنائیاں
فربہی کا علاج
جسم رعنا کی عطریت
خوشبودار گولیاں۔

ملنے کا پتہ:- حمیدیہ پریس دہلی - قیمت عہ

رسول کی دعائیں

اس کے طریقوں پر عمل کرنے سے دعا بہت جلد مقبول ہوگی اسلئے دعا بھی ایک ایسی با برکت عبادت ہے کہ عاجز و بیکس بندہ اسکے وسیلے سے بارگاہ ایزدی میں شرف باریابی حاصل کرکے جو مراد مانگتا ہے وہ پاتا ہے لہذا ہم نے بڑی محنت اور زر کثیر صرف کرکے یہ دعاؤں کا مجموعہ طبع کیا ہے تاکہ ہمارے کم استطاعت اور کم علم والے بھائی اسے پڑھکر مراد مانگیں اور اپنے دلی مقاصد میں کامیاب ہوکر یہ بھی دعائیں یاد کرلیں۔ اس میں کلام مجید سے رسول کی دعائیں آثار نبوی صلعم آثار سلف اور بزرگان دین کے مستند مجرب اعمال سے پراثر وظائف لئے ہیں جن کے مقبول ہونے میں آجتک کسی کو شک نہ ہوا ہوگا اس میں وہ دعائیں ہیں جن کو خود باری تعالےٰ نے اپنے رسولوں اور نیک بندوں کو تعلیم فرمائیں یا وہ دعائیں ہیں جو آنحضرت نے مانگیں اور صحابہ و اپنی ازواج مطہرات اور مقدس بیٹیوں کو تلقین فرمائیں اور وہ بھی دعائیں ہیں جو اولیاء اللہ اور صلحاء امت نے اپنے مریدوں کو تلقین کیں خدا کی اپنے رسولوں کو تلقین کی ہوئی دعائیں حضور کے صحابہ کو پڑھائے ہوئے سینہ بسینہ وظائف اور بزرگان دین کے خاص وظائف اپنے اندر اثر قبولیت رکھیں، ان کا اثر ضرور و مقبول ہونا یقینی ہے اس کی خوبیاں تو دیکھنے ہی سے معلوم ہوں گی آپ کی رہنمائی کو مختصر فہرست لکھدی جاتی ہے :۔

فضیلت دعا و ذکر۔ قرآن اور احادیث رسول سے ثبوت۔ آداب دعا۔ آنحضرت کی دعائیں۔ عائشہ صدیقہ۔ فاطمۃ الزہرا۔ ابوبکر صدیق۔ بریدہ سلمی۔ قبیصہ رضی ابودرداء ابراہیم خلیل اللہ۔ عیسیٰ۔ خضر۔ معروف کرخی۔ عتبہ۔ آدم۔ علی وغیرہم بزرگان دین کی دعائیں آیات و احادیث۔ عربی دعاؤں پر صحیح اعراب۔ مقابل عام فہم سلیس اردو ترجمہ۔ حکایات و تشریحات دلچسپ پیرایہ میں لکھائی چھپائی کاغذ عمدہ۔ تقطیع موزوں ضخامت ۱۲۸ صفحات

قیمت ۸/

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے ملتی ہے

دعائے مقبول

دنیا میں ایسا کوئی شخص نہ ہوگا جسکو اپنی فلاح و بہبود کی تمنا نہ ہو اس لئے اللہ تعالےٰ نے انسان کی بہبودی کے بہت سے اسباب پیدا کئے ہیں لیکن ان سب اسباب سے بڑھکر دعا ہے انسان جب مادی اسباب سے مایوس ہوجاتا ہے تو بالآخر خدا کی طرف رجوع کرتا ہے۔ دعاؤں میں بڑی طاقت ہے کیونکہ اللہ تعالےٰ فضل مانگنے والوں کے ساتھ ہوتا ہے، ائمہ کا قول ہے کہ فضل وہ چیز ہے جو مقدر سے علیحدہ اللہ تعالےٰ اپنے بندوں کے لئے اپنے پاس رکھتا ہے اور جس کی تقدیر میں بھی فلاح نہ ہو تو بھی اللہ پاک اس کو اپنے فضل سے فائز المرام کردیتا ہے یوں تو ہزارہا دعائیں ہیں جو انسان کو خدا کی بارگاہ میں مقبول بنادیتی ہیں مگر

دعائے مقبول

ایک ایسی دعاؤں کا مجموعہ ہے جس کے بعد کسی اور دعا کی ضرورت نہیں رہتی اس میں سات روز کی الگ الگ دعائیں ہیں کوئی دن دعا سے خالی نہیں۔ ایک طرف عربی کی دعاؤں کی سات منزلیں ہیں اور ہر منزل ایک دن کے لئے مخصوص ہے۔ دوسری طرف مناجات اردو میں اور یہ بھی سات روز کے لئے اور ہر روز کی مناجات علیحدہ اس میں ادعیات کامل صبح و شام کے ادائے فرض اور تمام حاجات کے لئے دعائیں بھی ہیں جن کی تعداد ۴۷ ہے آخر میں دعائے حزب البحر مترجم ہے جو مع اجازت نامہ کے درج ہے اس میں مثنوی کی دعائیں بھی سات روز کی جدا جدا لکھی ہیں یہ سب ایک جگہ ہیں تصحیح چھپائی سفر میں ساتھ رکھنے کی ایسی چیز ہے کہ ہزاروں کی تعداد میں ہاتھوں ہاتھ بکہ رہی ہے آپ بھی جلد منگائیے ورنہ دوبارہ چھپنے تک انتظار کرنا پڑے گا

قیمت ۱۲/

ملنے کا پتہ :۔ منیجر حمیدیہ پریس دہلی

خاموش تبلیغ

قیمت ۱۰/

مصنفہ حضرت العلامہ مولانا مولوی احمد سعید صاحب ناظم جمعیتہ علمائے ہند

ملت اسلامیہ آج جس نازک دور سے گذر رہی ہے اس سے ہر باخبر مسلمان واقف ہے دن بدن مسلمانوں کا افلاس بڑھ رہا ہے لاکھوں روپے کی جاگیریں مسلمان اپنے غیر مذہبی رواسم کے ہاتھوں تباہ و برباد کرچکے ہیں ہر سال سود کا کروڑوں روپیہ ان کی جیب سے نکلکر غیر مسلموں کی جیب میں چلا جاتا ہے جس کی وجہ سے مسلمان قوم میں فقرو افلاس زیادہ ہورہا ہے اور پوری قوم تباہی کے کنارے پہنچ چکی ہے ان تمام حالات و واقعات سے متاثر ہوکر حضرت مولانا احمد سعید صاحب نے یہ کتاب ایک دلچسپ قصے کے پیرایہ میں لکھی ہے اس کتاب میں اصول تجارت مسئلہ سود ہندو مسلم اتحاد کی حقیقت دار الحرب کی تعریف شادی و غمی کے مراسم بنکوں کے سود کا حکم۔ انگریزی تعلیم اسلامی تبلیغ وغیرہ پر مفصل بحث کی ہے کتاب اپنے مضامین کے اعتبار سے اس قدر دلچسپ ہے کہ شروع کرنے کے بعد چھوڑنے کو جی نہیں چاہتا دہلی کی شستہ اردو اور روزمرہ کے بہترین محاوروں کی وجہ سے اس کتاب نے اتنی ہر دلعزیزی حاصل کرلی ہے کہ ہاتھوں ہاتھ فروخت ہورہی ہے اگرچہ اس کتاب میں دہلی کے ایک خاندان کا تذکرہ ہے لیکن مولانا نے اپنے عالمانہ انداز میں بہت سے مشکل مسائل کو حل کردیا ہے یہ کتاب تو مذہبی اقتصادی اور سیاسی اعتبار سے مسلمانوں کے لئے بے انتہا مفید ہے اسی لئے اس کتاب کا نام خاموش تبلیغ رکھا گیا ہے ضخامت ۲۲۴ صفحات

قیمت صرف دس آنے

ملنے کا پتہ :۔ منیجر حمیدیہ پریس دہلی پوسٹ بکس نمبر ۲۰

گھر کا مولوی

مناد اور واعظین کو بشارت

ملک کی موجودہ فرقہ وارانہ تحریکات نے مسلمانوں کے لئے تبلیغ اسلام کو ایک اہم فرض بنا دیا ہے ہر مسلمان کے لئے یہ ضروری ہو گیا ہے کہ وہ دوسرے مسلمانوں کو فتنہ ارتداد سے بچانے میں پوری کوشش کرے لیکن مسلمانوں میں مبلغین کی اس قدر قلت ہے کہ وہ ہر قوموں سے اس معاملہ میں بھی پیچھے رہتے ہیں اور اس اہم ضرورت کو مد نظر رکھتے ہوئے حضرت مولانا احمد سعید صاحب خواہرزادہ صوفی شاہ رشید الدین صاحب مرحوم دہلوی نے **آثار سعید** کتاب تالیف کی ہے جس کی ہر دو جلد شائع ہو چکی ہیں اس کتاب میں واعظوں کی آسانی کے لئے ایسی ترتیب قائم کی گئی ہے کہ اس کتاب کے ایک دفعہ مطالعہ کرنے کے بعد معمولی اردو خواں بھی بہترین تبلیغی خدمات انجام دے سکتا ہے اس میں تمام امراض روحانی۔ حرص۔ حسد۔ حب دنیا۔ تکبر۔ ہوا۔ چوری۔ تہمت۔ بدگمانی۔ بخل۔ طمع۔ ظلم۔ غصہ۔ بدگوئی۔ زنا۔ لواطت وغیرہ۔ سود۔ سوال۔ ریا۔ شان و شوکت جتانے وغیرہ کا بیان۔ شرک۔ غیبت۔ فحش۔ فضول خرچی۔ کینہ۔ مزامیر۔ منافق۔ نفاق۔ خود پسندی۔ حق العباد وغیرہ لکھا ہے ساتھ ہی اخلاق حمیدہ کی ترغیب احسان۔ اکل حلال۔ امانت۔ تہجد۔ ایمان۔ تسبیح۔ صلوٰۃ التسبیح۔ تواضع توبہ۔ تحمل۔ توکل۔ تہجد۔ جمعہ۔ خوف۔ حج۔ فضائل ذی الحجہ و مسائل قربانی وغیرہ و ترغیب زیارت مدینہ منورہ۔ سلام۔ اسلام میں نابتقدمی۔ امر بالمعروف اعتقاد۔ استغفار۔ اخلاص۔ رجا۔ رضا۔ فضائل درود شریف و بسم اللہ شریف وانند ادر رجب۔ ربیع الاول۔ روزہ۔ رمضان شریف۔ ذکر اذکار۔ استخارہ اتفاق۔ پیشینگوئیاں۔ سرکار دو عالم و پیشہ تجارت خلق نیک و بد۔ زہد و سخاوت مع چار یار و طریقہ سنت دعا کے آداب۔ شعبان کے ماہ کے فضائل و شب برات شکر و صبر۔ صراط مستقیم۔ صدق۔ ضد۔ نیکی و بدی۔ جنت و دوزخ۔ علم عمل۔ عدل۔ عبادت۔ فقر و فقیر۔ فکر۔ قانع۔ قرض حسنہ۔ کلمہ طیبہ اور پانچوں کلمے۔ کھانا کھلانے کے فوائد۔ لڑکوں کی تربیت۔ محبت باری تعالیٰ مشغول۔ مراقبہ۔ نماز کے مسائل۔ وضو و مسواک کے فوائد۔ وقت، ولایت، ہمدردی، ہمبستری کا طریقہ۔ یاری و دوستی غرضکہ ایک سو سات بیان ہیں جو آیات قرآن مجید و احادیث سے مزین ہیں اور حکایات صالحین سے بیان کو عام فہم کیا ہے جس سے لطف دوبالا ہو گیا ہے لوگ ہاتھوں ہاتھ خرید رہے ہیں۔ پہلی جلد کے صفحات ۱۸۰۔ تقطیع ۲۲ × ۲۹ کی اور ضخامت جلد دوم ۱۸۴ ہیں

قیمت ہر دو جلد دو روپے

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

مرنے کے بعد کیا ہوتا ہے

یہ ایک سوال ہے جس کا صحیح جواب سننے کے لئے ہر شخص بے چین ہے اور وہ اس کے درپے رہتا ہے کہ کس طرح میں اپنی آنکھوں سے یہ سب مشاہدہ کر لوں۔ دوسری اقوام سے کیا بحث کہ مرنے کے بعد کیا ہوتا ہے جو مسلمانوں کے خدا اور اس کے رسول نے بتلایا ہے اور مسلمان اس کا یقین کر لیں کہ جو کچھ خدا اور اس کے رسول نے بتلایا ہے وہ عین الیقین ہے اس کے علاوہ صد ہا خاصان خدا نے اپنے مشاہدات دوسروں کو خواب میں بتائے ہیں یہ سب کتاب

حیات بعد الموت

میں مفصل درج کر دیئے ہیں تاکہ ہر مسلمان اس دنیا سے جانے کے بعد عقبیٰ کے راستے سے واقف ہو جائے یہی وہ کتاب ہے جو صحیح معنوں میں عالم برزخ اور عالم عقبیٰ کی گائیڈ ہے اگر آپ اپنے بالکل یقینی آئندہ منزل کے حالات معلوم کرنے چاہتے ہیں تو اس کتاب کو منگا لیجئے یہ کتاب حضرت مولانا مولوی محمد عبد التواب صاحب فاضل دیوبند کی تصنیف ہے اس میں حسب ذیل مضامین ہیں:۔ فلسفہ روح انسانی۔ دین و دنیا۔ جسم و روح۔ حقیقت روح انسانی روح انسانی کا دخول۔ عہد میثاق۔ روح حیوانی اور روح انسانی تناسخ و آواگون۔ حقیقت موت۔ عیادت۔ سکرات موت۔ تلقین۔ مومن سے پاک کافر جسم فانی سے روح کا انقطاع حضرت آدم کی وفات۔ حضرت ادریس کی وفات۔ حضرت سلیمان کی وفات۔ رسول کریم کا وصال۔ ایمان و کفر۔ نیک روحیں۔ ملک الموت اور مومن۔ علیین۔ ابرار و مقربین۔ برا خاتمہ۔ بری روحیں۔ سجین۔ کفار کی ارواح۔ منافق سے سوال۔ مومن کی نیک روح۔ نیک عمل۔ عذاب و ثواب عالم برزخ۔ قبر کا عذاب و ثواب۔ تجہیز و تکفین۔ غسل میت۔ غسل کا پانی۔ کفن میت کی تفصیل۔ نماز جنازہ کمل۔ نماز جنازہ کی امامت۔ جنازہ کے ساتھ چلنا۔ دفن میت اور قبر۔ توبہ و استغفار درود و فاتحہ و ایصال ثواب تلاوت قرآن کا ثواب قبرستان۔ زیارت قبور۔ تعزیت و تسلی۔ کھانا کھلانا۔ نجات اخروی مردوں کو کیا کیا چیز پہنچتی ہے۔

دوسرے حصہ میں ۳۴ اصحاب کرام و انبیائے عظام اور اولیا کے رویائے صادقہ کے حال ہیں۔ جنہوں نے حسب وعدہ مرنے کے بعد اپنے دوستوں کو عالم برزخ کے جزوی و کلی حالات بتائے ہیں اس حصہ میں عجیب و غریب مکاشفات ہیں جس سے آنکھیں کھل جاتی ہیں اور انسان اس زندگی کی نیکیوں کی دل سے قدر کرنے لگتا ہے یہ وہ کتاب ہے جس کا مطالعہ ہر انسان کے لئے نہایت ضروری ہے یہی وہ کتاب ہے جس سے اپنے عزیز و اعزہ کے حالات معلوم ہوتے ہیں اور جس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ ہم ان کی کیونکر مدد کر سکتے ہیں۔

قیمت ہر دو حصہ ۱۲/

ملنے کا پتہ :۔ حمیدیہ پریس دہلی

فَلَا يَسْتَطِيعُونَ رَدَّهَا وَلَا هُمْ يُنظَرُونَ ۝ وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ

[illegible]

بِرُسُلٍ مِّن قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِينَ سَخِرُوا مِنْهُم مَّا كَانُوا بِهِ

[illegible]

يَسْتَهْزِئُونَ ۝ قُلْ مَن يَكْلَؤُكُم بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ مِنَ الرَّحْمَٰنِ

[illegible]

بَلْ هُمْ عَن ذِكْرِ رَبِّهِم مُّعْرِضُونَ ۝ أَمْ لَهُمْ آلِهَةٌ تَمْنَعُهُم مِّن

[illegible]

تفسیر صفحہ ہذا

ف ... ارشاد ہوتا ہے ... یستہزءون کی قیامت والے دن ... لوگوں کو معلوم ہو جائے گی ... کیا آرہا ہے ... قیامت کب آئیگی ... ہمارے نبی ان سے کہدیں ... جب آئیگی تو تم کو اس تمسخر کا مزا چکھایا جائیگا ... اور وہ جھوٹے معبود اپنے پجاریوں کو تو عذاب سے نہ بچا سکیں گے ... وہ تو خود ان کا یہ حال ہے ... کہ اگر ان پر مصیبت پڑے تو ... نہ مدد کے قابل اور نہ کسی ... کی مدد کر سکتے ہیں تو بھلا ایسے مجبور ... ہوتے ہیں ... وہ ہمارے عذاب سے محفوظ ... سکتے ہیں ... افلا یرون ... کو اس پر بھی عبرت حاصل نہیں ... کہ ہم روز بروز اسلام کی ترقی اور ...

یہی ہے وہ قرآن شریف جو چھپنے سے پہلے ہزاروں ہدیہ ہو گیا اب جب چھپکر طیار ہوا تو

سبحان اللہ کیسی مقبولیت ہے، جو ایک منگاتا ہے پھر وہ دس لیتا ہے، کیا ہندوستان بھر میں سے یہ قرآن شریف اس ہدیہ کا نہیں ہے اور ہو بھی کیونکر، اس قدر محنت کوئی نہیں کر سکتا جتنی اس کی طباعت میں ہوتی ہے ایک کاغذ ہی اگر خراب ہوا اور فوراً ردی کیا گیا،

نمونہ سے قرآن شریف بہت ملتے ہیں لیکن نہ ویسی کتابت ہو سکی اور نہ ویسی چھپائی اور نہ ویسی حنا، کاغذ البتہ قریب قریب ویسا ہی ہے، پھر جناب ایک نہیں ہزار دو ہزار خوبیاں، اصل اندازہ تو پورے قرآن شریف کو ہی دیکھنے سے ہو سکتا ہے، ناپسند ہونے پر فی الفور واپس کر دیجئے، غالب امکن ہے کہ ایک قرآن شریف ہی منگا کر آپ خاموش ہو جائیں، آپ اگر قصد بھی کریں تب بھی آپ کی تعریف کرنے پر مجبور ہو جائیں گے، یہی ہے وہ قرآن شریف جس کا صرف ایک صفحہ چھپتے ہی ... شہرت ہو

یہ دو ترجمہ والا خوشنما اعجاز بیان قرآن معہ تفسیر فتح البیان مفسرہ علامہ عبدالماجد ناظم جمعیۃ علما دہلی

ترجمہ اول لفظی از حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب قدس سرہ، ترجمہ دوم بامحاورہ مولانا شاہ اشرف علی صاحب مدظلہ

معہ معرفت حضرت خواجہ حسن نظامی قبلہ مدفیضہ شیخ التبلیغ الاسلام

معہ خواص القرآن، برہان القرآن، تاریخ القرآن، فوائد القرآن، اعمال القرآن، رموز القرآن و فالنامہ قرآنی

کما قرآن پاک ہے، دس ہزار ناظرین مولوی میں سے ایک شخص بھی ایسا نہ ہوگا جس نے ایسا قرآن شریف اتنے ہدیہ والا دیکھا ہو، خط کی پاکیزگی، الفاظ کی نشست، حروف کی موزونی، کاغذ کی نفاست چھپائی کی صفائی صحت اعلیٰ درجہ کی قابل دید ہے، یہ فی الحقیقت عدیم النظیر قرآن شریف ہے، دونوں ترجمے جس قدر مستند ہو سکتے ہیں وہ تو اظہر من الشمس ہیں، لیکن اس میں مولانا اشرف علی صاحب کا ترجمہ نظر ثانی شدہ ہے اور مولانا کی سند بھی اس قرآن شریف میں موجود ہے **تفسیر** کے لئے اول تو علامہ صاحب قبلہ کا نام ہی کافی ضمانت ہے لیکن جن تفسیروں سے ماخذ ہے ان کے چند نام یہ ہیں ابن کثیر، خازن، جلالین، کبیر، ابن جریر، مدارک، موضح البیان، ابن ابی حاتم، مسند بزار، مسند امام احمد حنبل، حاکم، مستدرک حاکم، بیان القرآن، یہ تمام تفسیریں حوالجات کے لئے پیش نظر ہیں جتنی محنت اس تفسیر پر ہوئی وہی اس کی مستحق ہے کہ چار روپے میں دیدیا جائے **صحت** میں انسانی کوشش کو جتنا دخل ہے وہ سب اس میں کی گئی ہے اور خدا کے فضل سے ایک ایک حرف کی ذمہ داری **مقدمۃ القرآن** کی خوبیوں کا اندازہ پڑھ کر ہی ہو سکتا ہے، پہلے حصہ میں مخالفین اسلام کے صدہا اعتراضات قرآن کے جوابات ہیں، اس مقدمہ کا پڑھنے والا کہیں مخالفین کی بے سروپا بیہودہ سرائی کے جواب دینے میں نہیں چوکتا، اور تار عنکبوت کی طرح توڑ دیتا ہے، دوسرے حصہ میں آفرینش عالم سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک تمام انبیا اور صلحا اور کتاب اللہ کی تفصیل و حالات تیسرے حصہ میں بعثت رسول سے قبل اور مابعد کے حالات جزوکل، اور آنحضرت کی جان پر درسوانح حیات معہ حالات خلفاء راشدین، ترتیب قرآن شریف وغیرہ، چوتھے حصہ میں فضائل تعوذ فضائل بسم اللہ، تلاوت قرآن مجید کے فضائل، آداب، اور پھر اعمال، نقوش ما اعداد، فالنامہ، خواص تاریخ، رموز سب چیزیں ہیں

ان تمام خوبیوں کے باوجود ہدیہ صرف چار روپے (للعہ) محصول ڈاک عہ ملنے کا پتہ حمیدیہ پریس دہلی

بچوں سے دشمنی کرنے والے

ماں باپ اگر دیکھنا چاہیں تو ادھر دیکھیے

پڑھنا تو کیا تازہ ختم ... لیکن ... لیتے ہیں سب کبھی دو دیا قرآن شریف منگا دیں گے تو
اس قدر سستا، کمزور کاغذ، خراب چھپائی والا کہ بچے کی تعلیم ... اور ذہن سب برباد
ہو جاتے ہیں، اور سبق یاد نہیں ہوتا، اور آخر یاد ہو بھی ... کیونکہ اول تو چھپائی صاف نہیں
دوسرے کاغذ کمزور ذرا سی انگلی پر پسینہ آیا اور کاغذ پھٹا۔ اعراب ... نہیں
ایک تو غیر زبان، پھر نہی سی جان کیونکر سمجھ کر پڑھے، غلط پڑھے تو سرزنش، الگ الگ کر
پڑھے تو مار پیٹ۔

مانا کہ غریب ماں باپ دام زیادہ نہیں خرچ کر سکتے، لیکن اگر انہیں اپنے بچوں کا خیال
ہو تو سستا اور اچھا قرآن شریف تلاش تو کر سکتے ہیں۔ دیکھیے

حمیدیہ پریس دہلی سے قرآن شریف منگا لیجیے۔ وہاں بچوں کی ان سہولتوں کے لیے

چوبی قلم قرآن مجید

لکھا ہے جس کا قد اس ... سے بھی زیادہ موٹا ہے اور اس میں حسب ذیل دس خوبیاں ہیں

یہ قرآن شریف

مدینہ صاف سفید کاغذ پر چھپا ہوا ہے جو دیسی کی تیاری ... یہ کاغذ برسوں خراب نہیں ہوتا
ایسے جلی قلم کا لکھا ہوا ہے۔ بارہ سطری یا تیرہ سطری ہے، الفاظ حروف، اعراب الگ الگ ہیں
اعراب کے لحاظ سے یہ قرآن شریف بہت ممتاز ہے کیونکہ تمام اعراب ٹھیک حروف پر ہیں
صحیح اس قدر ہے کہ ہمارے خاص ماہر فن حضرات نے جانچ کیا ہے۔ ہر جگہ اعراب کی غلطی بھی نہیں ہے
سپارہ ٹھیک ہے، اور سب سے ... پارہ ٹھیک ہی لکھا ہے۔
ضخامت میں سستے قرآنوں سے ڈیوڑھا ہے اور اس کے ۸۰۰ صفحات ہیں
مدینہ کے استاذ الاساتذہ ماہر فن عربی مولوی ... صاحب کا لکھا ہوا ہے۔
یہ قرآن شریف وہی ہے جس میں دعائے ختم القرآن بہت بسیط اور مترجم ہے
اس میں یہ بھی بتلایا گیا ہے کہ نشان وقف اور رکوع اور دوسری علامتیں کیوں ہیں
یہ قرآن شریف جس مکتب میں داخل ہوا، پھر یہی منگایا گیا

الغرض یہ قرآن شریف عدیم النظیر ہے، کثیر الشیوع، مفت تقسیم کرنے والے بھی یہی قرآن
شریف منگاتے ہیں کیونکہ اس کا کاغذ بھی مضبوط ہے اور ثواب جاریہ عرصہ تک رہتا ہے۔

ہدیہ مجلد چرمی پونے دو روپے، مجلد پارچہ سوا روپیہ، خرچ ڈاک ذمہ خریدار

جمعیتہ عالیہ علمائے ہند کی نگرانی

میں پشاور کے جلسہ میں ایک تجویز سستا اور صحیح قرآن شریف چھاپنے کی منظور ہوئی تھی ویسا ہی دہلی

میں بہت سستا اور صحیح خوشخط قرآن شریف

چھپ کر طیار رہا، اور ہزاروں ہدیہ ہو گیا

یہ ویسا ہی صحیح قرآن شریف ہے جس کی ضرورت اتنی قومی عالموں کی جماعت نے محسوس کی کیونکہ
سستے قرآن شریف صحیح نہیں چھپتے تھے، اس لیے اس قرآن شریف میں ایک غلطی نکالنے
والے کو طابع کی طرف سے ایک اشرفی یا طلائی تمغہ دینے کا اعلان ہے، لیکن آج تک کوئی
نہ لے سکا، اور اب تو اس کا نام ہی

طلائی تمغہ والا قرآن شریف ہے

سفید ولایتی کاغذ

ہے، اور بہت ہی صاف اور روشن سیاہ ولایتی سیاہی کی چھپائی ہے

ہر پارہ کے دونوں طرف اور ہر منزل پر خوشنما بیلیں ہیں

پورے قرآن شریف میں ۸۰ بیلیں بنائی گئی ہیں جس سے رونق دوبالا ہو گئی ہے

ابتدا میں علیحدہ مقدمۃ القرآن ہے

جس میں تلاوت قرآن شریف کے متعلق ضروری ہدایتیں ہیں، اور رموز و نکات کا جامع
بیان ہے، ساتھ ہی تاریخ قرآن، جمع ترتیب قرآن، اور رسول کریم کی سوانح عمری ہے

اب یہی قرآن شریف تمام مکتبوں میں مقبول ہے

کیونکہ سب سے سستا قرآن شریف ہے

ہدیہ
ایک جلد مجلد چرمی اعلیٰ نقرہ منقش ڈیڑھ روپیہ عہ
ایک جلد مجلد پارچہ رنگین ولایتی خوشنما ایک روپیہ عہ
دس جلد مجلد چرمی پندرہ روپے اس میں رعایت کی گنجائش نہیں
دس جلد مجلد پارچہ نو روپے ۲۵ جلد مجلد اکیس روپے اور سو جلد مجلد ۸۰ روپے

حمیدیہ پریس پوسٹ بکس نمبر ۶ دہلی سے منگائیے

چار صفحہ یٰسین

قرآن شریف ساتھ جزء مترجم بہت جلی قلم ۱۱ سطری (۹۶۰) صفحے اتفاق سے مل گئے ہیں، بڑا مضبوط بہت موٹا سپیرئر کاغذ
ہے، اس کا ہدیہ جب یہ مارکیٹ میں موجود تھا تو ... تھا، ترجمہ مولوی شاہ عبدالقادر صاحب کا ہے، اب نصف قیمت میں ہدیہ ہو گا
اس لیے فی الفور منگا لیں، ورنہ اس کے بعد یہ قرآن شریف کسی دام میں نہیں ملے گا، ابتدائی ۵۰ فرمائش کی تعمیل ہو گی، پھر جیسے
حیرت ناک حال نہیں رہی اور صد ہا فرمائش کی تعمیل نہیں ہوئی، وہی صورت ہو گی، اس لیے اشتہار دیکھتے ہی خط لکھیے
ہدیہ مجلد چرمی پشتہ بہت مضبوط، فی جلد ڈھائی روپے محصول ڈاک ایک روپیہ کل ۳ؕ حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

Printed & Published by A. Hamid Khan at the Mahboobul Mutala Delhi

بسم اللہ الرحمن الرحیم | ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا او اخطانا | نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مولوی

ایک ماہوار مذہبی رسالہ

جو ہر اسلامی مہینے کی بارہ تاریخ کو حمیدیہ پریس دہلی سے شایع ہوتا ہے

مدیر مسئول
عبد الحمید خان

چندہ سالانہ صرف ایک روپیہ | قیمت فی پرچہ دو آنے ۲ر

جلد ۱۰ | دہلی بابت ماہ ذی الحجہ ۱۳۴۸ھ | نمبر ۶

نئے سال کے لیے نئی نئی طیاریاں ہونگی

خدا کے فضل سے آیندہ ماہ سے اسلامی نیا سال شروع ہوگا، اور بفضلہ مولوی کی بھی محرم سے گیارہویں جلد شروع ہو جائیگی۔ گذشتہ پانچ سال میں اس رسالے کے ذریعہ جو ملت اسلامی کی خدمت ہوئی وہ اظہر من الشمس ہے اور جس قدر اولو العزمی کے ساتھ معاونین اور دردمندان ملت نے اس پرچہ کی امداد فرمائی اس کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ آج مولوی کی اشاعت پوری دس ہزار ہے، ابتداء سے لے کر آج تک تقریباً **دو ہزار** روپیہ سالانہ کا نقصان مولوی میں ہوتا رہا ہے اور وہ ناظرین کتابیں قرآن شریف خرید کر پورا کر دیتے ہیں۔ الحمد للہ مجموعی طور پر کسی نقصان کا اندیشہ نہیں ہے بشرطیکہ اس صورت کے کتابوں کی خرید معاونین کم کر دیں، جیسا کہ عید کے بعد سے اب تک ہوا ہے۔

آغاز سال کے خیر مقدم میں حافظاً مولوی کی صورت حال میں ترقی ہوا کرتی ہے۔ اس لیے اس سال بھی ہونی چاہیے جیسی آپ چاہیں اور وہ ترکیب ویسی ہی ترقی ہو جائے۔ میرا تو یہ بھی چاہتا ہے کہ سنہ ۱۳۴۹ھ سے مولوی کا سرورق نئی شان کا اور آپ ٹو ڈیٹ ہو جائے۔ ۸۰ صفحہ کے مضامین بڑھا دیے جائیں یعنی ۴۸ کی بجائے ۶۰ صفحات کے مضامین علاوہ اشتہارات کے ہوں، اور سب سے بڑی چیز یہ ہو کہ کتاب الاسلام اور معارف القرآن کے ساتھ ساتھ اردو میں بخاری شریف بھی شروع کر دی جائے۔ زندگی ہے تو چار پانچ سال میں تھوڑی تھوڑی کر پوری بخاری ناظرین کے مطالعے سے گذر جائے گی۔ اور انشاء اللہ یہ ایسا مفید کارنامہ ناظرین و معاونین مولوی کا ہوگا، کہ دنیائے اسلام اور علمائے اسلام دونوں اس کو قبول کریں گے، اور اس میں مدد دینے والے بھائی ابد الآباد کی راحت پائیں گے۔

مدد کے لیے زبان، قلم، اور پاؤں کی سعی درکار ہے۔ ان ہی تین چیزوں سے ہزارہا جدید خریدار مولوی کے لیے بنائے جا سکتے ہیں، آپ میں سے ہر بھائی اگر سچے دل سے ہمت کرے تو صرف **پانچ خریدار** فراہم کر لینے کسی بھائی کے لیے بھی دشوار نہیں ہیں۔ لیکن یہ کام عشرہ محرم تک کر لینا ہے، تاکہ جلد تر روپیہ آ جائے اور گیارہویں جلد یعنی چھپنے تک کا کاغذ اکٹھا لیا جائے، کیونکہ کاغذ خرید لیا جاتا ہے تو بڑی بچت ہو جاتی ہے، ورنہ ہر ماہ کاغذ منگانے کے لیے دو سو کا خسارہ رہتا ہے۔

دیر نہ کیجیے وقت تھوڑا ہے کام بہت ہے، آپ کو پانچ خریدار ضرور ہی فراہم کرنے ہیں، ایسا نہ ہو کہ جہاں نامور ان اسلام معاونین دین متین کے نام مولوی کے صفحات کے سینہ پر آویزاں ہوں وہاں آپ کا نام نہ ہو، اور جہاں نیکی کے فرشتے ہزاروں ہزار معاونین اسلام کے لیے بارگاہ ایزدی سے لائیں وہاں آپ محروم رہ جائیں، میری آپکی امداد کی مشترک غرض ہے اس لیے کام بھی سب کو ہی کرنا پڑے گا، خدا کرے پانچ خریدار دینے میں آپ کو ذرا بھی دقت نہ ہو۔ والسلام

نیازمند عبد الحمید خان مدیر مولوی دہلی

مرنے سے پہلے

اگر انسان اپنی گزشتہ زندگی کا جائزہ لے تو اس کو نا ہموار معلوم ہوگی اور زندگی کا شاید ہی کوئی لمحہ ایسا ہوگا جو معصیت سے بچا ہو۔ ہر ایسے میں انسان زاد راہ سے آشنا نہیں اور کیونکر گزرے گا، یہ ایسا مشکل سوال ہے جس کا جواب دے مطمئن جواب کسی مذہب میں نہ ملیگا۔ عیسائی سمجھتے ہیں کہ یسوع کی صلیب ان کی نجات کی پوری کفیل ہے۔ حالانکہ دنیا میں بھی ایک کے گناہ کے بدلے دوسرے سے مواخذہ نہیں ہوتا، نہ دوسرے کی سعی و قربانی اس کی تلافی کرتی ہے۔ ہندو کہتے ہیں کہ جیسے کرم کئے ویسے جنم میں ویسی ہی صورت نصیب ہوگی اس کے ان گناہوں سے نجات ہی ناممکن ہے

قربان جائیے اسلام کے جہاں ندامت کے دو آنسو اور سچے دل کی معذرت خواہی گناہوں سے یکسر صاف کر دیتی ہے۔ خدا کی رحمت سے بن جاتی ہے۔ بہ اخلاص دل توبہ کر لی جائے، **توبہ کیا ہے** اس سے بہت کم لوگ واقف ہونگے، توبہ کی حقیقت توبہ کی صورت جب تک معلوم نہ ہو انسان صحیح معنوں میں توبہ ہی نہیں کر سکتا ہے۔

موت کا وقت مقرر نہیں

ممکن ہے اس کا وقت آن پہنچا ہو اس لئے بڑی ضرورت ہے کہ توبہ کی حقیقت کا علم کر کے موت کے وقت سکون حاصل کر لیا جائے۔ اس لئے آپ آج ہی حمیدیہ پریس دہلی سے کتاب **توبہ** منگا کر پڑھئے اور اس پر عمل کیجئے۔ توبہ پڑھنے کے بعد انسان کامل انسان ہو جاتا ہے توبہ پڑھنے کے بعد انسان گناہوں سے اس قدر دور ہو جاتا ہے گویا اس میں گناہ کرنے کی قدرت ہی باقی نہیں رہی، کتاب کیا ہے ایک جادو ہے جس کا اثر مسحور کئے بغیر رہتا ہی نہیں ہے اس لئے ہر بالغ انسان کے لئے اس کا مطالعہ اشد ضروری ہے۔ اس کتاب کی مختصر فہرست مضامین حسب ذیل ہے "مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات دیباچہ توبہ۔ توبہ کے معنی از روئے لغت، مناجات توبہ، توبہ کی حقیقت، توبہ کی فضیلت توبہ کا ثواب۔ توبہ کے متعلق سرور عالم کے ارشادات۔ ارباب طریقت کی توبہ۔ توبہ کی ضرورت باب توبہ کشادہ ہے۔ تائب اور مصر، قبولیت توبہ، حکایات توبہ، ترک گناہ، حقیقت گناہ صغیرہ اور کبیرہ گناہ۔ توبہ کا ذکر قرآن میں، گناہ کی لذت۔ گناہ کا خیال معافی کے ذرائع صغیرہ گناہ کبیرہ بن جاتا ہے، جوش رحمت توبہ کی شرائط گناہوں سے بارگاہ الٰہی میں رجوع ... توبہ۔ گناہوں سے بچنے کا موثر علاج۔ گناہ سے بچنے کی ہدایتیں، اور حکایتیں، مولا کی بندہ نوازی، پرہیز و استغفار، عبادت دلی، امید و اسید۔ عبد و معبود میں راز و نیاز۔ گناہوں سے نیکیوں کی بربادی، فوری مواخذہ سے بے فکری، گناہ کے نقصانات۔ ... گناہ توبہ سے دلچسپی، گناہگار کی مناجات توبہ کر داور خدا سے ڈرو۔ فارسی کے مترجم فارسی کی مناجات توبہ، عربی کی مناجات توبہ، اشک ندامت۔ محاسبہ حرام و حلال۔ اشعار توبہ مغفرت کا آسان طریقہ۔ مناجات مولوی نذیر احمد صاحب۔ نفسانی جذبات۔ خدا کی رحمت تین شریر بہنوں کی توبہ، او عید قرآنی تحفہ توبہ ان کے علاوہ بہت سی نظمیں اور ... جامع دلنشین بیان میں حسب ضرورت برمحل موجود ہیں۔ اس کتاب کے پڑھنے کے بعد گناہوں سے از خود نفرت ہو جاتی ہے۔ قابل مصنف نے انداز بیان بہت ہی موثر رکھا ہے

ضخامت ۱۱۲ صفحات کاغذ ولایتی سفید بہت موٹا اور چکنا ولایتی قیمت صرف ۸ر

مینیجر حمیدیہ پریس پوسٹ بکس نمبر ۲۶ دہلی

مرنے کے بعد

کیا ہوگا۔ یہ ایک سوال ہے کہ جس کا صحیح جواب سننے کے لئے ہر شخص بے چین ہے اور وہ اس کو دیکھنا چاہتا ہے کہ کس طرح میں اپنی آنکھوں سے یہ سب تماشہ دیکھوں، دوسری اقوام سے کہہ دیتے ہیں کہ مرنے کے بعد وہی ہوتا ہے جو مسلمانوں کے خدا اور اس کے رسول نے بتایا ہے اور مسلمان اس پر یقین کرتے ہیں کہ جو کچھ خدا اور اس کے رسول نے بتایا ہے وہ عین الیقین ہے جس کے علاوہ ہزار ہا خاصان خدا نے اپنے مشاہدات دوسروں کو خواب میں بتلائے ہیں جو مرنے کے بعد ان پر گزرے ہیں

یہ سب کتاب **حیات بعد الموت**

میں اس طرح درج کر دیئے گئے ہیں تاکہ ہر مسلمان اس دنیا سے جانے کے بعد عقبیٰ کے راستہ سے واقف ہو جائے۔ یہی وہ کتاب ہے جو حقیقی معنوں میں عالم برزخ اور عالم عقبیٰ کی کیفیت اگر آپ اپنے بالکل یقینی اپنے عزیزوں کے حالات معلوم کرنا چاہیں تو اس کتاب کو منگا لیجئے۔ یہ کتاب حضرت مولانا مولوی محمد عبد التواب صاحب فاضل دیوبند کی تصنیف ہے اس میں حسب ذیل عنوانات ہیں، خلاصہ روح انسانی، روح رنج و سرور۔ روح حقیقت ... انسانی، روح انسانی روح اول، عہد میثاق، روح حیوانی اور روح انسانی تمام روحوں کا اول، حقیقت موت، عبادت، سکرات موت، تلقین، روح طیبہ، کافر جسم انسانی، روح کا انقطاع، حضرت آدم کی وفات، حضرت ادریس کی وفات۔ حضرت سلیمان کی وفات، رسول کریم کا وصال ایمان و کفر، نیکی و بدی، نیک روحیں، ملک الموت اور مومن، علیین، ابرار و مقربین، برا خاتمہ، بری روحیں، سجین، کافر کی روح، منافق سے سوال، مومن کی نیک روح، نیک عمل، عذاب و ثواب عالم برزخ، قبر کا عذاب و ثواب، تجہیز و تکفین، غسل میت، غسل کا پانی، کفن، میت کی تغسیل، نماز جنازہ کی امامت، جنازہ کے ساتھ چلنا، دفن میت اور قبر، توبہ و استغفار، درود و فاتحہ، ایصال ثواب، تلاوت قرآن کا ثواب، قبرستان، زیارت قبر، تعزیت و تسلی، کھانا کھلانا، نجات اخروی، میت کو کیا کیا چیز پہنچتی ہے، **دوسرے حصہ میں ۳۳ صحابہ** کرام اور ... اولیاء کے سوانح اور بشارات درج ہیں، جنہوں نے حسب وعدہ مرنے کے بعد اپنے عزیز و احباب عالم برزخ کے جزوی و کلی حالات بتائے ہیں، اس حصہ میں عجیب و غریب مکاشفات ہیں جن سے آنکھیں کھل جاتی ہیں اور انسان اس زندگی کی نیکیوں کی دل سے قدر کرنے لگتا ہے، یہ وہ کتاب ہے جس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ ہم اپنے عزیز و اعزہ کی کیونکر مدد کر سکتے ہیں

قیمت ہر دو حصہ مجلد بارہ آنے — مینیجر حمیدیہ پریس پوسٹ بکس نمبر ۲۶ دہلی

خبر بھی ہے کل کیا ہونے والا ہے

بیدار ہو جاؤ ... نیند کے متوالو

بے خوف ہونے والو آنکھیں کھولو ہوشیار ہو جاؤ، وہ دن سر پر آ گیا جس کے خوف سے انبیا نے پناہ مانگی۔ وہ دن نزدیک ہے جو ہمارے خیال سے دور ہے جب جانی ہے وہ ساعت نزدیک ہے جب نفسی نفسی کا شور ہوگا ... قیامت کا ... خشیت الٰہی سے لرزاں ہوگا ... جو نشانیاں قیامت کی علامتیں بہت سی پوری ہو چکی ہیں ... جو باقی ہیں وہ جلد پوری ہونے والی ہیں اس لئے آج ہی **قیامت کا پروگرام** منگا کر پڑھ لو اور یقین کر لو کہ جس ساعت سے تم ڈرتے ہو اس کا اختتام بہت نزدیک ہے، اس کے سب ہی بنا پر پروگرام ہی مرتب کر لو۔ یہ کتاب حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب محدث دہلوی کی لکھی ہوئی ہے۔ قیمت ۳ر

مینیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا او اخطأنا

مولوی

جلد دہم | بابت ماہ ذی الحجہ سنہ ۱۳۴۸ ہجری | نمبر ۶

خطبہ

الحمد للہ الذی قال وللہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلا ومن کفر فان اللہ غنی عن العالمین وقال اللہ تعالیٰ والبدن جعلناها لکم من شعائر اللہ لکم فیہا خیر فاذکروا اسم اللہ علیہا صواف فاذا وجبت جنوبہا فکلوا منہا واطعموا القانع والمعتر کذالک سخرناها لکم لعلکم تشکرون. لن ینال اللہ لحومہا ولا دماؤہا ولکن ینالہ التقوی منکم وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد والہ واصحابہ وسلم۔

حمد وثنا کر اس خدائے ابراہیم و محمد کی جس نے بیت اللہ کا حج فرض کر کے کب ہدایت وسعادت کے دروازے ہم پر کھولدیئے ہیں اور ابراہیم خلیل اللہ کی تعمیل کا حکم دیکر برکات وحسنات سے دامنوں کو بھرنے کا موقع عنایت فرمایا اور اس کے رسول پر درود وسلام بھیجو جس نے حج کی فرضیت ہمارے ذہن نشین کی اور حج وقربانی کے فضائل سے ہم کو آگاہ کیا۔ اما بعد۔

برادران! آج کا خطبہ اس مقدس ومبارک مہینہ کا خطبہ ہے جس کو ذی الحجہ کہتے ہیں جو اشہر حرام میں سے ہے اور جس مبارک مہینہ کی نویں تاریخ کو حج اور دسویں کو قربانی کی جاتی ہے یہ وہی مبارک تاریخیں ہیں جن میں آج سے پانچ ہزار سال قبل اللہ کے ایک برگزیدہ بندہ نے اللہ ہی کی راہ میں اپنے فرزند ارجمند کی قربانی کی تھی اور اللہ کے حکم سے منادی کی تھی کہ اس کے بندہ دنیا کے ہر ایک گوشہ سے اس مقدس ومنظم گھر میں جمع ہو کر خدائے قدوس کے سامنے اپنی پیشانی عجز ونیاز رگڑیں اور اپنی عبدیت وبندگی کا ثبوت دیں۔

اسلئے اے برادران اسلام آج کا خطبہ انہی دو باتوں پر مشتمل ہوگا یعنی حج وقربانی پر کیونکہ اس ماہ مقدس کے ساتھ انہی دو امور کا تعلق ہے۔

سب سے پہلے حج کے متعلق کچھ عرض کیا جائے گا۔ تو ہر ایک مسلمان کو معلوم ہے کہ حج بیت اللہ اسلام کا ایک رکن ہے اور ہر اس مسلمان پر فرض ہے جو اس قدر استطاعت رکھتا ہو کہ آسانی سے سفر کر سکے اور اہل وعیال جن کا نان ونفقہ اس پر واجب ہو ان کے بھی گذارے کا بندوبست کر سکے مریض نہ ہو اور راستہ بھی پر امن ہو جب یہ شرائط پوری ہوجائیں تو حج فرض ہوجاتا ہے اسی طرح قربانی ہر اس شخص پر واجب ہے جو اس کے کرنے کی استطاعت رکھتا ہو بہرحال اس ماہ مبارک کے ساتھ انہی دو امور کا تعلق ہے۔

برادران اسلام! حج ایک عبادت ہے اور اس وقت سے اللہ کے بندوں پر فرض ہے جب سے کہ ابراہیم خلیل اللہ نے اللہ بزرگ وبرتر کے حکم سے اس مبارک ومقدس سرزمین پر بیت اللہ تعمیر کیا تھا بیت اللہ کی تعمیر حضرت ابراہیمؑ وحضرت اسمٰعیلؑ دونوں نے ملکر کی تھی چنانچہ قرآن حکیم میں ہے واذ یرفع ابراہیم القواعد من البیت واسمٰعیل یعنی وہ وقت یاد کرو جب ابراہیمؑ کعبہ کی بنیادیں اٹھا رہے تھے اور اسمٰعیل بھی، اور جب کعبۃ اللہ بن چکا تو اللہ نے اپنے اس مقدس گھر کو اپنے بندوں کے لئے مقام امن اور زیارتگاہ مقرر فرمادیا چنانچہ ارشاد الٰہی ہے واذ جعلنا البیت مثابۃ للناس وامنا واتخذوا من مقام ابراہیم مصلی وعہدنا الی ابراہیم واسمٰعیل ان طہرا بیتی للطائفین والعاکفین والرکع السجود یعنی ہم نے کعبہ کو لوگوں کے لئے امن گاہ اور زیارت کی جگہ بنایا اور ہم نے سب کو حکم دیا کہ مقام ابراہیمؑ میں نماز پڑھا کرو اور ہم نے اسمٰعیلؑ وابراہیمؑ کو حکم دیا کہ ہمارے گھر یعنی کعبۃ اللہ کو طواف کرنے والوں اعتکاف کرنے والوں اور رکوع وسجدہ کرنے والوں کے لئے پاک وصاف رکھو۔

خدا کی وسیع زمین پر یہ پہلا عبادتخانہ تعمیر ہوا تھا چنانچہ اس کا ثبوت بھی قرآن ہی میں موجود ہے ارشاد ہوتا ہے ان اول بیت وضع للناس للذی ببکۃ مبارکا وھدی للعالمین یعنی سب سے پہلا گھر جو عبادت کے لئے مقرر کیا گیا وہ شہر مکہ میں ہے وہ مقدس گھر بڑی خیر وبرکت والا ہے اور تمام عالم کے لئے باعث ہدایت ہے اور پھر ارشاد ہوا کہ فیہ آیات بینات مقام ابراہیم ومن دخلہ کان امنا اس مقدس گھر میں بہت سی نشانیاں ہیں جو اس کی حرمت وتقدس پر شاہد ہیں منجملہ ان کے مقام ابراہیم ہے اور جو کوئی اس میں داخل ہوا وہ امن میں ہوجاتا ہے۔

اس کے بعد حکم ہوا وللہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلا ومن کفر فان اللہ غنی عن العالمین یعنی لوگوں پر فرض ہے کہ اللہ کے لئے خانہ کعبہ کا حج کریں جنہیں وہاں تک پہنچنے کی استطاعت ہو اور جو باوجود استطاعت حج سے اعراض وانکار کرے تو اللہ بے نیاز ہے۔ یہ ہے تاریخ تعمیر کعبہ اور فرضیت حج کی۔ برادران اسلام! خدا نے جس قدر فرائض وواجبات مقرر فرمائے ہیں ان میں صدہا حکمتیں پوشیدہ ہیں اگرچہ مخلص بندہ کا فرض صرف یہ ہے کہ آقا کی طرف سے جو حکم بھی موصول ہو آنکھ بند کر کے اس پر عمل کرے اور یہ درجہ عبدیت جو بندگان الٰہی کو حاصل ہوتا ہے ان پر صدہا قسم کے فوز وفلاح کے دروازے اللہ تعالیٰ کیطرف سے کھل جاتے ہیں اور قلب کو آسمانی برکات ڈھانپ لیتی ہیں اور فیضان قدسی کا سایہ فگن ہو کر تمام ظلمتوں کو دور کر دیتا ہے اور قلب کو گنجینۂ اسرار بنا دیتا ہے۔

لیکن اگر ظاہری اور مادی منافع ومفاد کی جستجو ہو تو کوئی ایک حکم بھی اسلام کا ایسا نہیں بتلایا جاسکتا جو سرچشمہ منافع مادی وروحانی نہ ہو۔

حج بیت اللہ جو آج کے خطبہ کا موضوع اول اور قربانی جو موضوع دوم ہے ان دونوں میں صدہا حکمتیں پوشیدہ ہیں اور اگر ان کو پیش نظر رکھکر ہم حج کو ادا کریں اور قربانی کریں تو دین ودنیا کی سرفرازی وسربلندی ہمارے قدم چومنے لگے۔

ہر سال دنیا بھر کے مسلمان مکہ معظمہ میں جمع ہوتے ہیں اگر اس موقع سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کی جائے تو تھوڑے ہی دنوں میں عالمگیر اسلامی اخوت کا خواب پورا ہو سکتا ہے جو سالہا سال سے مسلمان دیکھ رہے ہیں مگر آج تک اس کی تعبیر نہ مل سکی اگر اس مقدس موقع پر اور مبارک و بابرکت مقام پر مسلمان ایک دوسرے کے حالات سے آگاہ ہو سکیں ایک دوسرے کی مصیبت میں ہاتھ بٹانے کی کوشش کریں اور عالم اسلام کے عروج و ترقی کی تدابیر سوچیں اور ان پر عمل پیرا ہونے کا عہد کریں اور یہ ہر سال جمع ہو کر ایک دوسرے کو بتلائیں کہ کس ملک کے مسلمانوں نے کتنا کام کیا اور ان کے راستہ میں کیا کیا مشکلات پیش آئیں اور کیا کیا آسانیاں اور سہولتیں پہنچیں تو تھوڑے عرصہ کے بعد تمام عالم اسلام ان مصائب و مشکلات سے چھٹکارا حاصل کر سکتا ہے جن میں ہم اپنی بدبختی اور غفلتوں سے گرفتار ہیں اور ترقی و اقبال کی منازل اس قدر سرعت کے ساتھ طے کر سکتے ہیں کہ دنیا محو حیرت رہ جائے اور کفر کی جو یورشیں ہم پر رات دن رہتی ہیں ان کا متحدہ مقابلہ کر کے ہمیشہ کے لیے ان کا خاتمہ کر سکتے ہیں غرض یہ کہ اس مقدس اجتماع سے ہم وہ سب کچھ حاصل کر سکتے ہیں جس کی ہمیں اور ہمارے دین و دنیا کو ضرورت ہو۔

حج کا ثواب کس قدر ہے اس کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ اگر پورے شرائط کے ساتھ حج کیا جائے تو گناہوں سے اس درجہ انسان پاک ہو جاتا ہے جیسا کہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتا ہے چنانچہ حدیث میں وارد ہے عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من حج للہ فلم یرفث ولم یفسق رجع کیوم ولدتہ امہ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے اللہ کے واسطے حج کیا اور بے شرمی و بے حیائی سے بچا تو گویا اس کی ماں نے اس کو اسی دن جنا۔

اس کے علاوہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانے اور جہاد کرنے کے بعد سب سے افضل عمل حج مبرور ہے اور حج مبرور اس کو کہتے ہیں جس میں ہر قسم کے گناہوں سے انسان بچے پس اے برادران اسلام اگر ہم میں سے کوئی حج کی استطاعت رکھتا ہے تو آیندہ سال کے لیے اس کو مصمم ارادہ کر لینا چاہیے کہ وہ ضرور اس فریضہ کو ادا کرے گا مگر ہم میں سے جو کوئی بھی اس ارادے اور ہم میں کسی کو بھی اللہ تبارک و تعالیٰ یہ توفیق عنایت فرمائے تو ساتھ ہی اس کو یہ بھی دل میں ٹھان لینی چاہیے کہ وہ ایسا ہی حج کرے گا جو فسق اور رفث سے پاک ہو اور خیال و عمل اور قول ہر قسم کے گناہوں سے بچ کر حج کریگا اور حج کے بعد بھی ایسی ہی زندگی رکھیگا۔

برادران اسلام! اوپر حج کا ذکر کیا گیا اس کے بعد دوسرا امر جو اس ماہ مقدس سے متعلق ہے وہ قربانی ہے جو اسلام کا شعار اعظم ہے اور یہ اس عظیم قربانی کی یادگار ہے جو آج سے پانچ ہزار سال قبل ریگستان حجاز میں اللہ کے ایک برگزیدہ بندہ نے اللہ کے راستہ میں سب سے بڑی قربانی کی تھی اور خدا سے ابراہیم کی بارگاہ میں یہ قربانی اس قدر مقبول ہوئی کہ آنے والی نسلوں کے لئے اس کی تقلید بشرط استطاعت واجب کر دی گئی اور اس کو اسلام کا ایک شعار بنا دیا گیا۔

واقعہ یہ ہے کہ جب حضرت اسمٰعیل کسی قدر بڑے ہوئے اور چلنے پھرنے لگے بلکہ سن بلوغ کو پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کو اس سخت ابتلا و آزمائش میں ڈالا کہ آپ کو خواب میں دکھلایا کہ آپ اپنے صاحبزادے کو اللہ کے راستے میں ذبح کیجئے پہلی شب کو آپ نے اس خواب کی تعبیر کے طور پر اونٹوں کی قربانی کی دوسری شب کو پھر یہی خواب دیکھا اور پھر زیادہ تعداد میں قربانی کی تیسری شب بھی جب یہی خواب دیکھا تو آپ سمجھے کہ حکم خداوندی یہی ہے چنانچہ اپنے صاحبزادے حضرت اسمٰعیل کو اس سے آگاہ کیا اور انہوں نے صبر و استقلال کے ساتھ اپنے ذبح کرنے کی رضامندی دیدی اور حضرت ابراہیم نے حضرت اسمٰعیل کو پچھاڑ کر چھری پھیر دی مگر اللہ تعالیٰ نے حضرت اسمٰعیل کو اس طرح بچا لیا کہ آپ کی جگہ دنبہ رکھدیا اور وہ حضرت اسمٰعیل کی جگہ ذبح ہو گیا اس واقعہ کو قرآن حکیم نے اس طرح بیان فرمایا ہے:۔

فلما بلغ معہ السعی قال یا بنی انی اری فی المنام انی اذبحک فانظر ماذا تری قال یا ابت افعل ما تؤمر ستجدنی ان شاء اللہ من الصابرین فلما اسلما وتلہ للجبین وناديناه ان یا ابراہیم قد صدقت الرؤیا انا کذلک نجزی المحسنین ان ھذا لھو البلاء المبین وفدیناہ بذبح عظیم وترکنا علیہ فی الآخرین یعنی حضرت ابراہیم نے کہا کہ اے میرے بیٹے میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں تم کو ذبح کر رہا ہوں حضرت اسمٰعیل نے کہا کہ اے میرے باپ جو آپ کو حکم دیا گیا ہے اس پر عمل کیجئے انشاء اللہ آپ مجھ کو صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے چنانچہ حضرت ابراہیم نے پیشانی کے بل گرا دیا اور ہم نے آواز دی کہ اے ابراہیم تم نے اپنا خواب سچ کر دکھایا بیشک ہم نیکی کرنے والوں کو اسی طرح بدلہ دیا کرتے ہیں اس میں کوئی شبہ نہیں کہ یہ بڑا امتحان ہے اور ہم نے اس کے بدلہ میں ایک بڑا ذبیحہ دیا اور آیندہ آنے والی نسلوں کے لئے اس کو قائم کر دیا۔

برادران اسلام! بقر عید کے موقع پر ہم جو قربانی کرتے ہیں وہ اسی مقدس واقعہ کی یادگار ہے اب ذرا غور کرو کہ یہ واقعہ کس قدر اہم اور عظیم ہے اور ایک طرف بوڑھا باپ ہے دوسری طرف اس کا اکلوتا بڑھاپے کا پیارا فرزند ہے باپ خواب دیکھتا ہے اور بالآخر سمجھتا ہے کہ حکم الٰہی یہی ہے کہ اپنے ہاتھ سے اپنے لخت جگر کو ذبح کر دے باپ بیٹے سے پوچھتا ہے اور نوعمر و نوجوان فرزند حکم الٰہی کے سامنے گردن جھکا دیتا ہے کیا اس سے بھی زیادہ رضائے الٰہی کی متابعت کی کوئی مثال مل سکتی ہے اور کیا اس سے زیادہ ایثار و قربانی اور راہ خداوندی میں فدویت و جانسپاری کی نظیر تلاش کی جا سکتی ہے اسی مقدس واقعہ کی یادگار قائم رکھنے کے لئے ہم کو حکم دیا گیا ہے کہ ہر سال قربانی کریں اب دیکھنا یہ ہے کہ ہم جو قربانیاں کرتے ہیں ان کے اندر سیدنا ابراہیم کے جذبہ فدویت و ایثار اور آپ کی راہ الٰہی میں شان تسلیم و رضا اور ایثار و قربانی کی کوئی جھلک پیدا ہوتی ہے یا نہیں اگر نہیں تو سمجھ لینا چاہیے کہ ہماری قربانیاں محض لغو ہیں اور ان کی حیثیت اس سے زیادہ کچھ نہیں کہ چند جانوروں کے گلے پر ہم نے چھری پھیر دی اور ان کو زندہ سے مردہ بنا دیا کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ لن ینال اللہ لحومھا ولا دماؤھا ولکن ینالہ التقویٰ منکم یعنی خدا کے حضور میں قربانی کے جانوروں کا گوشت اور خون نہیں پہنچتا بلکہ اس کی بارگاہ اور اس کے حضور میں تو تقویٰ اور پرہیزگاری پہنچتی ہے اگر ہماری قربانیاں تقویٰ اور پرہیزگاری سے خالی ہیں تو اس آیہ کریمہ کے مطابق وہ بالکل بیکار ہو گئیں کیونکہ گوشت و پوست تو خدا کے پاس پہنچتا نہیں اور جو چیز پہنچتی ہے یعنی تقویٰ اور پرہیزگاری اس سے ہماری قربانی خالی ہوتی ہے اس لئے ہماری قربانی

بیکار ہوگی۔ برادران اسلام اگر ہم چاہتے ہیں اور اگر ہماری یہ خواہش ہو کہ ہماری قربانیاں بارگاہ خداوندی میں مقبول ہوں تو ہمیں پہلے پیش نظر سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظیم قربانی کو رکھنا چاہیئے اور اللہ کے راستہ میں جس طرح آپ نے اپنے اکلوتے فرزند کو قربان کر دیا اسی طرح ہمیں بھی کم از کم اپنے نفس امارہ کی قربانی کر دینی چاہیئے یعنی جس طرح بھیڑ بکری کے گلے پر چھری پھیرتے ہیں اسی طرح نفس امارہ کے گلے پر اور خواہشات نفسانی کی گردن پر ہمیں چھری پھیر دینی چاہیئے اور اپنے قلب و روح کو تقوی و پرہیزگاری سے بھر لینا چاہیئے اگر ہماری قربانیاں تقوی و طہارت سے معمور ہونگی تو یقیناً بارگاہ احدیت میں وہ مقبول ہونگی ورنہ الٹی ہمارے منہ پر مار دی جائینگی۔

پس اے برادران اسلام قربانیاں کرتے وقت اپنی روح اور اپنی نیت کا جائزہ ضرور کر لیا کرو اور سیدنا ابراہیم کی قربانی سے اکتساب فیض کیا کرو کیونکہ حقیقی قربانی وہی تھی اور اگر اس قربانی کا کوئی جلوہ ہماری قربانیوں میں نہیں پایا جائے گا تو ہم میں اور قصائیوں میں کوئی فرق نہ ہوگا کیونکہ محض جانور کا ذبح کر دینا کوئی ثواب کا کام نہیں ہے اگر یہ ثواب کا کام ہو تو قصائیوں سے زیادہ کوئی بزرگ نہ ہو کیونکہ وہ تو ہر روز سینکڑوں جانوروں کو تہ تیغ کرتے رہتے ہیں بلکہ اصلی اور حقیقی چیز وہی ہے جسکو قرآن حکیم نے قربانی کی روح ٹھہرایا ہے اور وہ تقوی و پرہیزگاری ہے اگر عید اضحی آئے اور جانوروں کی . . . . گردن پر چھری چل جائے اور ہمارے نفوس امارہ ویسے ہی موٹے تازے بنے رہیں اور ہمارے قلوب میں کوئی انقلاب نہ پیدا ہو تو ایسی عید سے کیا فائدہ ہوا۔ اور اسلام نے تو یہ دونوں عیدیں ہمارے لئے مقرر کر کے برکات و حسنات کے دروازے کھولدیئے ہیں آپ ہی فرمایئے کہ اگر ہمارے قلوب و دماغ و روح میں سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی سی راہ خداوندی میں فداکاری و سرفروشی اور جانسپاری و جان نثاری پیدا ہو جائے تو کیسے ابواب فتح و کامرانی ہم پر کھل سکتے ہیں اور خدا کی برکتوں اور قدوسی نعمتوں کی کیسی بارش ہم پر ہو سکتی ہے اور ہمارے مزرع حیات میں کیسے گلہائے تازہ اور ثمرہائے شیریں پیدا ہو سکتے ہیں مختصر یہ کہ اگر ہم سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی اسپرٹ اپنے اندر کسی حد تک بھی پیدا کرنے میں کامیاب ہوں تو دین و دنیا کی سربلندی و سرفرازی ہماری کنیز بن سکتی ہے۔

اس لئے اے برادران اسلام اس عید مبارک کے موقع مسعود سے جو ہر سال خدا کے لطف و عنایت سے ہم کو حاصل ہوتا ہے پورا فائدہ اٹھانا چاہیئے اور اپنے اندر ایثار و قربانی کا وہ مادہ پیدا کرنا چاہیئے۔ یاد رکھیئے دین اور دنیا دونوں کی سربلندی اور سرفرازی کا واحد اور تنہا ذریعہ ایثار و قربانی ہی ہے تو ہم دین کی برکات سے اس وقت تک بہرہ اندوز ہو سکتے ہیں جب تک راہ الہی میں نفس کی قربانی نہ کی جائے اور نہ دنیا کی نعمتوں سے ہم اپنا دامن بھر سکتے ہیں جبتک کہ ایثار و فدویت کو اپنا شیوہ نہ بنائیں

خطبہ ثانیہ

الحمد للہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونؤمن بہ ونتوکل علیہ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا من یھدی اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھادی لہ ونشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ ونشھد ان محمداً عبدہ ورسولہ وصلی اللہ تعالی علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ وبارک وسلم۔ اما بعد:۔

درود و سلام بھیجو اپنے آقا و مولی سرکار دو عالم تاجدار مدینہ محمد رسول اللہ پر جن کا اسوہ حسنہ حج و قربانی کے لئے ہمارے واسطے شمع ہدایت ہے اور آپ کے آل و اصحاب و ازواج پاک پر خصوصاً خلفائے راشدین حضرت ابوبکر صدیق حضرت عمر فاروق حضرت عثمان غنی اور حضرت مولی علی پر جن کا حج اور قربانی ٹھیک سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے جذبہ عبدیت و فدویت کے مطابق ہوتے تھے۔

اور درود و سلام بھیجو آنحضرت کے نواسوں حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین علیہ السلام پر جو اپنے ناناجان کے نقش قدم پر چلتے تھے اور حج و قربانی کو اسی اسپرٹ میں ادا کرتے تھے جس میں اس فرض و واجب کو ادا کرنا چاہیئے۔ اور درود و سلام بھیجو حضرت فاطمہ زہرا پر جو آنحضرت کی لاڈلی صاحبزادی تھیں اور درود و سلام بھیجو آنحضرت کی ازواج مطہرات خصوصاً حضرت خدیجۃ الکبری حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت حفصہ پر اور درود و سلام بھیجو آنحضرت کے محترم چچاؤں حضرت حمزہ و حضرت عباس پر اور درود و سلام بھیجو آنحضرت کے جملہ اصحاب خصوصاً عشرہ مبشرہ حضرت زبیر حضرت طلحہ حضرت سعد حضرت سعید حضرت عبدالرحمن اور حضرت ابو عبیدہ پر کہ یہ جملہ اصحاب حج و قربانی کو بالکل اسی طرح اور اسی اسپرٹ میں ادا کرکے اس کی برکات سے اپنے دامن مراد کو بھرتے تھے جس طرح سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا دامن خدائے قدوس کی برکتوں اور نعمتوں سے معمور ہوا تھا اور درود و سلام بھیجو حضرات ائمہ اہلبیت پر اور انصار پر جن کا حج اور قربانیاں نمود و نمائش سے خالی اور صدق و خلوص سے معمور ہوتی تھیں اور سلام بھیجو علمائے کرام و اولیائے ذوی الاحترام پر خصوصاً حضرت غوث الاعظم سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی اور خواجہ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین اجمیری پر جن کو مراتب علیا اسلئے حاصل ہوئے کہ ان کے جملہ اشغال و اعمال صدق و خلوص اور قربانی و فدویت کی روح میں ڈوبے ہوتے تھے۔

اور اے اللہ تمام روئے زمین کے مسلمانوں کو توفیق دے کہ وہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی راہ ایثار و قربانی پر صدق و خلوص کے ساتھ گامزن ہوں اور دین و دنیا کی سربلندیاں اور ترقیاں حاصل کریں۔ عباد اللہ اوصیکم بتقوی اللہ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربی وینہی عن الفحشاء والمنکر والبغی یعظکم لعلکم تذکرون اذکروا اللہ یذکرکم وادعوہ یستجب لکم ولذکر اللہ تعالی اعلی واولی واجل۔

زبان کا چٹخارہ

اس وقت تک حاصل نہیں ہو سکتا جب تک آپ اسلامی تہذیب کے گہوارہ اور بادشاہوں کی پیاری نگری دہلی کے رنگ برنگ کے لذیذ کھانوں سے واقف نہ ہوں

دہلی کا باورچیخانہ

فوراً طلب کیجئے جس میں قدیم امراء و شرفاء دہلی کے تمام لذیذ کھانوں کی تفصیل اور ان کے پکانے کے نہایت سہل طریقے درج ہیں ضخامت قریباً سوا سو صفحات

قیمت ۸

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

شذرات

پریس کا سیاہ قانون

آخری ضرب جو گورنمنٹ کی طرف سے تحریک کو کچلنے

کی جا سکتی تھی وہ بھی چلا دی گئی یعنی کہ پریس ایکٹ آرڈیننس کی صورت میں ہندوستان کے سر پر عائد کر دیا گیا۔ اس قانون کی رو سے واقعات پر رائے زنی تو در کنار خبروں کا چھاپنا بھی ناممکن ہو جائے گا سزائیں جو اس ایکٹ کے ماتحت ہیں وہ اس قدر سخت ہیں کہ ہندوستانی ان کے لئے قدرتاً تیار نہیں ہیں۔ جیل کی سزا بھگتنے کے لئے تو چاہے ہزاروں آدمی تیار ہوں لیکن ضمانت ضبط کرانے کے لئے روپیہ کہاں سے آئے اور فاقہ کش ہندوستانی جن کو پیٹ بھر کر روٹی بھی نہ ملتی ہو اس بار کو کیونکر برداشت کر سکتے ہیں اسی قانون کے ماتحت اگر گورنمنٹ چاہے تو ہر اخبار اور ہر رسالہ کے ایک پرچہ سے دس ہزار تک ضمانت لے سکتی ہے اور اگر ضمانت داخل ہو تو ضبط کر سکتی ہے۔

دہلی چونکہ دار السلطنت ہے اس لئے سب سے پہلے عملی صورت میں یہ قانون یہاں ہی نافذ کر دیا گیا اور ۲۹ اپریل کو تقریباً دہلی کے تمام رسائل اخبارات اور پریس سے بلا قید خدمت قومی ضمانتیں طلب کر لی گئیں اس سلسلہ میں جید پریس کیونکر بچ سکتا تھا اس سے بھی ۵۰۰۰ روپیہ کی ضمانت مانگی گئی ہے اور جس چھاپہ خانہ میں سالہ مولوی چھپتا ہے اس نے مولوی کے شذرات چھاپنے سے انکار کر دیا ہے اسی لئے چار صفحے شذرات کے نکال دئیے گئے اب اگر صفحہ ۴ کے بعد آپ ۹ دیکھیں تو تعجب نہ کریں۔

مولوی خدا کے فضل سے اگر آپ متوجہ رہے تو روز افزوں شان کے ساتھ شائع ہوتا رہے گا اب خصوصیت سے ناظرین کو اس کی مدد کرنی چاہئے ضمانت کی اتنی بڑی رقم میرے لئے ادا کرنی بہت دشوار ہے لیکن آپ لوگ اگر ایک ایک خریدار بھی مہیا کر دیں تو دس ہزار روپیہ ہو سکتے ہیں۔ پانچ پانچ روپیہ کی کتابیں منگا لیں تب بھی مجھے یہ رقم ادا کرنے میں آسانی ہو جائے۔

مولوی جیسا کہ میں نے شروع میں اعلان کیا ہے آئندہ پرچہ سے انشاء اللہ بہت شان سے نکلیگا ٹائٹل وغیرہ کا بہترین انتظام خدا کے فضل سے ہو گیا ہے بخاری اردو میں لکھوانے کے لئے ایک جماعت کی خدمات حاصل ہو گئی ہیں اور ضخامت بڑھانے کا مسئلہ آپ کی طرف سے حوصلہ افزائی ہوتے ہی حل ہو جائے گا اور خدا کو منظور ہے تو مولوی شاعت کے لحاظ سے ہی نہیں بلکہ معنوی اور صوری لحاظ سے بھی ہندوستان کے ممتاز پرچوں میں جگہ لے لیگا اور چندہ کے لحاظ سے تو گویا مفت ہوگا۔

بہر حال اب وہ وقت نہیں ہے کہ آپ تساہل سے کام لیں کتابیں خریدنے یا خریدار مہیا کرنے میں تاخیر نہ کریں روپیہ کی فی الفور ضرورت ہے اس لئے میری حوصلہ افزائی کرنے میں ہر ممکن کوشش صرف کر دیں نقد روپیہ اعانتاً لینا مجھے منظور نہیں ہے اس لئے کوئی بھائی بلا معاوضہ مفت امداد کرنے کا خیال نہ فرمائیں آئندہ پرچہ میں ایسے بھائیوں کے نام بھی شائع کئے جائینگے جو پانچ روپے سے زیادہ کی کتابیں طلب فرمائینگے خریدار دینے والوں کے نام تو شائع ہوتے ہی ہیں۔ یہ پرچہ بھی تاخیر سے شائع ہو رہا ہے اور غالباً محرم کا پرچہ بھی کسی قدر دیر سے شائع ہوا اس کے بعد ربیع الاول نمبر انشاء اللہ العزیز پہلے کی نسبت بہت بہتر صورت میں بروقت شائع ہوگا۔

چٹاگانگ کے دامن پر خون کی چھینٹیں

ہم نے اس خبر کو دلی افسوس کے ساتھ سنا کہ چٹاگانگ میں کچھ نا معلوم اشخاص نے شورش برپا کی انہوں نے ریلوے کی پٹریاں اکھاڑیں ٹیلیفون کے تار کاٹ لے اور سرکاری ملازمین پر حملہ کر کے چند آدمیوں کو خاک و خون میں لٹا بھی دیا ایسی حالت میں جبکہ مہاتما گاندھی نے ہندوستانی قوم پر اعتماد کر کے محض عدم تشدد کے ہتھیاروں سے ایک زبردست حکومت کا مقابلہ شروع کیا ہے ہندوستان میں اس قسم کے واقعات کا رونما ہونا بدرجہ غایت افسوسناک اور ہندوستانی قوم کے دامن پر ایک بدنما داغ ہے۔

اگر ہندوستانی قوم بحیثیت مجموعی عدم تشدد کے عہد پر کاربند نہیں رہ سکتی ہے تو اس کے معنے یہ ہیں کہ قوم کے دل میں اپنے سب سے بڑے لیڈر مہاتما گاندھی کی عزت نہیں اور وہ اس زبردست ہستی کو جو میفیس کروڑ ہندوستانیوں کے سیاسی ترجمان ہونے کا دعویٰ کرتا ہے دنیا کی نگاہوں میں ذلیل کرانا چاہتی ہے۔

جو لوگ عدم تشدد پر یقین نہیں رکھتے ان کا یہی فرض ہے کہ وہ اس وقت تک اپنی جاہلانہ کاروائیوں سے قومی تحریک کے دامن کو داغدار نہ بنائیں جبتک کہ ہندوستان نے اپنی قسمت مہاتما گاندھی کے دامن سے وابستہ کر رکھی ہے اور ساٹھ سال سے زائد عمر کا ایک کمزور بوڑھا انسان اپنے ناتواں بازو اور قوی ارادہ سے حکومت کے مقابلہ پر عدم تشدد کی آستین چڑھائے ہوئے ہے۔ ہمیں امید ہے کہ ہمارا یہ مخلصانہ مشورہ صدا بصحرا ثابت نہ ہوگا اور ہندوستان کی موجودہ تاریخ میں چٹاگانگ کا واقعہ اپنی نوعیت کے لحاظ سے آخری واقعہ ثابت ہوگا۔

ملحد ترکوں کی مذہبی غیرت

بہادر ترکوں نے جب اپنی شمشیر خارا شگاف کے جوہر دکھا کر

یورپین ممالک کی نظروں کو خیرہ کیا یورپ رفع خجالت کے لئے اپنے پروپیگنڈا کی فرسودہ توپوں سے ترکوں کے خلاف برابر گولہ باری کر رہا ہے۔ ترکی بیدینی اور الحاد کی داستانیں دنیا کے طول و عرض میں پھیلا دی گئی ہیں اور کوئی ایسا مذہبی و اخلاقی جرم نہیں ہے جو مغرب کے سفید کاتبین ترکوں کے نامۂ اعمال میں نہ لکھتے ہوں لیکن ہمارے سامنے انگورہ کے نیم سرکاری اخبار حاکمیت ملیہ کا تازہ پرچہ موجود ہے جس میں جمہوریہ ترکیہ کا یہ تازہ حکم موجود ہے کہ کسی شاہراہ پر کوئی مسلمان عورت کسی غیر محرم سے گفتگو نہ کرے ورنہ خلاف ورزی قانون کی صورت میں مرد و عورت دونوں کو سزائے جرمانہ دی جائیگی۔ کیا حکومت انگورہ کے اس تازہ اعلان کے بعد بھی کہا جا سکتا ہے کہ بہادر ترکوں کی مذہبی غیرت سلب ہو گئی۔

کتاب الاسلام

باب الصلوٰۃ

(بسلسلہ گذشتہ)

اور ہر رکعت میں دوبارہ سجدہ فرض ہے اور پہلے سجدہ کے بعد دوسرا سجدہ کسی قدر تکبیر کر کرنا چاہیئے ایک سجدہ کرکے اچھی طرح بیٹھ جائے پھر دوسرا سجدہ کرے اور بعض اشخاص کی یہ عادت ہوتی ہے کہ وہ ایک ہی سجدہ میں دونوں سجدے کر لیتے ہیں یعنی پہلا سجدہ کرکے ذرا سر کو اٹھا کر فوراً ہی دوسرا سجدہ کر لیتے ہیں یہ نہایت احمقانہ اور لغو طریقہ ہے اور اس طرح سجدہ کرنے سے نماز نہیں ہوتی سجدہ کرنے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ نہایت خشوع کے ساتھ پہلا سجدہ کرے پھر اچھی طرح بیٹھ جائے پھر دوسرا سجدہ کرے۔

اور اگر عیدین یا جمعہ یا اور کسی بڑی جماعت میں لوگوں کی کثرت کی وجہ سے جگہ تنگ ہو اور کوئی شخص اپنے آگے والے شخص کی پیٹھ پر سجدہ کرے تو نماز ہو جائے گی جگہ تنگ ہونے کی صورت میں آگے والے شخص کی پیٹھ پر سجدہ کر لینا جائز ہے۔

اور اگر کوئی شخص روئی کے گدّے پر یا قالین پر یا گھاس پر سجدہ کرے تو پیشانی کو اچھی طرح جا کر سجدہ کرے ورنہ نماز نہ ہوگی اور غلے کے ڈھیر پر سجدہ کرنا جائز نہیں ہاں اگر غلہ بوری میں بھرا ہوا ہو اور بوری نہایت سخت ہو تو اس پر سجدہ کر لینا جائز ہے۔

اور اگر کوئی شخص ریل میں سفر کر رہا ہے اور لوگوں کی کثرت کی وجہ سے جگہ تنگ ہے اور وہ اپنی سیٹ پر بیٹھ کر نماز پڑھ رہا ہے اور سجدہ کرنے کی جگہ نہیں ہے تو ایسی صورت میں اپنی ران پر سجدہ کرنا جائز ہے لیکن گھٹنے پر سجدہ کرنا جائز نہیں۔

اور کسی شخص نے کسی وقت اپنی ہتھیلی یا آستین یا عمامے کے پیچ پر سجدہ کیا تو نماز ہو جائے گی لیکن اگر ان چیزوں کی جگہ ناپاک ہے تو نماز نہ ہوگی۔

اور اگر کسی شخص نے گاڑی اور یکے پر سجدہ کیا اور اس کا جوا بیل اور گھوڑے پر نہیں ہے بلکہ زمین پر رکھا ہے تو نماز ہو جائے گی اور اگر اس کا جوا بیل اور گھوڑے پر ہے تو سجدہ نہ ہوگا اس مسئلہ سے بھی بہت لوگ غافل ہیں۔

اور اگر کسی شخص نے ایسی جگہ سجدہ کیا کہ وہ جگہ قدم کی بہ نسبت بارہ انگل سے زیادہ اونچی ہے تو سجدہ نہ ہوگا ہاں اگر وہ جگہ قدم کی بہ نسبت بارہ انگل سے کم اونچی ہے تو سجدہ ہو جائے گا سجدہ سے پہلے اندازہ کرنا ضروری ہے۔

اور کسی شخص نے اتنے چھوٹے پتھر پر سجدہ کیا کہ پیشانی کا زیادہ حصہ پتھر پر نہ لگ سکا تو سجدہ نہ ہوگا اور اگر زیادہ حصہ پیشانی کا لگ گیا تو سجدہ ہو گیا۔

قعدۂ اخیرہ

قعدۂ اخیرہ بھی ارکان نماز میں سے ہے یعنی نماز کی رکعتیں پوری کرنے کے بعد "التحیات" کے آخری الفاظ "عبدہ و رسولہ" تک پڑھنے کی مقدار بیٹھنا فرض ہے اور قعدہ اخیرہ تمام نمازوں میں فرض ہے خواہ فرض ہوں، یا واجب یا سنت ہوں یا نفل سب میں قعدہ اخیرہ فرض ہے۔

اور اگر کوئی شخص چار رکعت پڑھنے کے بعد بیٹھا اور پھر یہ گمان کرکے کہ ابھی تو تین رکعت ہوئی ہیں کھڑا ہو گیا پھر اس کو خیال آیا کہ چار رکعت ہو چکیں اور پھر بیٹھ گیا اور پھر سلام پھیر دیا تو اس صورت میں اگر اس شخص کا دونوں بار کا بیٹھنا مجموعۃً بقدر تشہد (عبدہ و رسولہ تک) ہو گیا تو فرض ادا ہو گیا ورنہ نہیں ہوا۔

اور اگر کوئی شخص قعدہ اخیرہ میں غلبۂ نیند کی وجہ سے سو گیا اور پورا قعدہ اخیرہ سوتے ہی میں گذر گیا تو بیدار ہونے کے بعد اس کو بقدر تشہد (یعنی عبدہ و رسولہ تک پڑھنے کی مقدار) بیٹھنا فرض ہے اور اگر بیدار ہونے کے بعد فوراً اس نے سلام پھیر دیا تو نماز نہ ہوگی۔

اسی طرح اگر کوئی شخص قیام میں یا قرأت میں یا رکوع و سجود میں سو جائے اور اول سے آخر تک سوتا ہی رہے تو بیدار ہونے کے بعد اس کو چاہیئے کہ ان کا اعادہ کرے اعادہ فرض ہے ورنہ نماز نہ ہوگی۔ اور بعض فقہا نے لکھا ہے کہ سجدہ سہو بھی کرے اور اگر کسی شخص نے پوری رکعت سوتے میں پڑھ لی تو نماز فاسد ہو گئی یعنی اگر کوئی شخص پہلی رکعت میں یا دوسری رکعت میں یا تیسری رکعت میں یا چوتھی رکعت میں سو گیا اور عادتاً اس نے کچھ آیتیں بھی پڑھ لیں اور رکوع و سجود بھی کرتا رہا لیکن اس کو کچھ خبر نہیں کہ میں نے کیا پڑھا اور کتنے سجدے کئے تو اس حالت میں نماز فاسد ہو گئی۔

اور اگر کسی شخص نے چار رکعت والی فرض نماز میں چوتھی رکعت کے بعد قاعدہ نہ کیا اور کھڑا ہو گیا تو جب تک پانچویں رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو بیٹھ جائے اور اگر پانچویں کا سجدہ کیا تو فرض باطل ہو گئے اسی طرح اگر نماز فجر میں دوسری رکعت کے بعد قعدہ نہ کیا اور تیسری کا سجدہ کر لیا یا مغرب میں تیسری رکعت کے بعد قعدہ نہ کیا اور چوتھی کا سجدہ کر لیا تو ان سب صورتوں میں فرض باطل ہو گئے بہتر یہ ہے کہ ایک رکعت اور ملا لے لیکن نماز مغرب میں ایسا نہیں ہو سکتا۔ اس لئے سب سے بہتر یہ ہے کہ از سر نو نماز پڑھ لے۔

اور یاد رکھو قیام و قعود اور رکوع و سجود ان سب میں ترتیب فرض ہے سب سے پہلے نیت ضروری ہے پھر قیام پھر قرأت پھر رکوع پھر سجود پھر قعدہ۔ ان کو ترتیب کے ساتھ ادا کرنا چاہیئے۔ اگر کسی شخص نے قیام سے پہلے رکوع کر لیا پھر قیام کیا تو وہ رکوع جاتا رہا اگر بعد قیام پھر رکوع کرے گا تو نماز ہو جائے گی ورنہ نہیں ہوگی۔ اسی طرح اگر رکوع سے پہلے سجدہ کرنے کے بعد اگر دوبارہ رکوع کیا اور پھر سجدہ کر لیا تو نماز ہو جائے گی ورنہ نہیں ہوگی بہر حال ترتیب فرض ہے۔

اور جو چیزیں نماز میں فرض ہیں ان میں امام کی متابعت مقتدی پر فرض ہے اگر ان میں سے کوئی فعل کسی شخص نے امام سے پیشتر ادا کیا اور پھر امام کے ساتھ یا امام کے ادا کرنے کے بعد اس کو ادا نہ کیا تو نماز نہیں ہوگی۔ مثلاً ایک شخص نے امام سے پہلے رکوع یا سجدہ کر لیا اور امام ابھی رکوع یا سجدہ میں نہ آیا تھا تو مقتدی

کو چاہیئے کہ امام کی متابعت کرے ورنہ نماز نہ ہوگی۔ اور مقتدی کے لئے یہ بھی فرض ہے کہ امام کی نماز کو اپنے خیال میں صحیح سمجھتا ہو اگر وہ امام کی نماز اپنے خیال میں صحیح نہیں سمجھتا ہے تو اس کی نماز نہیں ہوگی مثلاً زید تعلیم یافتہ شخص ہے اور نہایت سمجھدار اور روشن خیال اور علم دین سے واقف ہے اور محمود غیر تعلیم یافتہ اور کم لیاقت ہے اور محمود نے ایک مسجد میں نماز پڑھائی اور زید اس کا مقتدی ہوا لیکن وہ اپنے خیال میں یہ سمجھتا ہے کہ محمود نا اہل ہے اور وہ صحیح نماز نہیں پڑھ سکتا اور اس کی نماز باطل ہے اس صورت میں اگرچہ محمود کی نماز صحیح ہو لیکن زید کی نماز نہیں ہوگی۔

چونکہ ان مسائل سے اکثر اشخاص قطعاً ناواقف ہیں اس لئے ان کو ذرا وضاحت کے ساتھ لکھا ہے۔

واجبات نماز

اس سے پہلے نماز کے فرائض لکھے گئے ہیں اب نماز کے واجبات لکھے جاتے ہیں:۔

واجبات نماز ان چیزوں کو کہتے ہیں جن کا نماز میں ادا کرنا ضروری ہے ان میں سے اگر کوئی چیز بھولے سے چھوٹ جائے تو سجدہ سہو کر لینے سے نماز درست ہو جاتی ہے اور بھولے سے چھوٹنے سے سجدہ سہو نہ کیا جائے یا قصداً کوئی چیز چھوڑ دی جائے تو نماز کا لوٹانا واجب ہوتا ہے۔ واجبات نماز چودہ ہیں جن کی تفصیل یہ ہے:۔

(۱) فرض نمازوں کی پہلی دو رکعتوں کو قرأت کے لئے مقرر کرنا۔ (۲) فرض نمازوں کی تیسری اور چوتھی رکعت کے علاوہ تمام نمازوں کی ہر رکعت میں سورہ فاتحہ پڑھنا (۳) فرض نمازوں کی پہلی دو رکعتوں میں اور واجب اور سنت اور نفل نمازوں کی تمام رکعتوں میں سورہ فاتحہ کے بعد کوئی سورۃ یا بڑی ایک آیت یا چھوٹی تین آیتیں پڑھنا (۴) سورہ فاتحہ کو سورۃ سے پہلے پڑھنا (۵) قرأت اور رکوع اور سجدوں اور رکعتوں میں ترتیب قائم رکھنا (۶) قومہ کرنا یعنی رکوع سے اٹھ کر سیدھا کھڑا ہونا (۷) جلسہ کرنا یعنی دونوں سجدوں کے درمیان میں سیدھا بیٹھ جانا (۸) تعدیل ارکان کا لحاظ رکھنا یعنی رکوع و سجود کو اطمینان سے اچھی طرح ادا کرنا (۹) قعدہ اولیٰ یعنی تین اور چار رکعت والی نماز میں دو رکعتوں کے بعد تشہد کی مقدار بیٹھنا (۱۰) دونوں قعدوں میں تشہد پڑھنا (۱۱) امام کو نماز فجر نماز مغرب نماز عشاء نماز جمعہ نماز عیدین نماز تراویح اور رمضان شریف کے وتروں میں آواز سے قرأت کرنا۔ اور نماز ظہر اور نماز عصر وغیرہ نمازوں میں آہستہ پڑھنا (۱۲) لفظ سلام کے ساتھ نماز سے علیحدہ ہونا (۱۳) نماز وتر میں قنوت کے لئے تکبیر کہنا اور دعائے قنوت پڑھنا (۱۴) دونوں عیدوں (یعنی عید الفطر اور عید الاضحیٰ) کی نماز میں تکبیریں کہنا۔

اور نماز میں پوری سورہ فاتحہ (الحمد) پڑھنا واجب ہے یعنی اس کی ہر آیت مستقل واجب ہے یعنی پوری سورۃ پڑھنی چاہیئے اس میں سے اگر آیت بلکہ ایک لفظ بھی کم پڑھے گا تو واجب ترک ہو جائے گا اور سجدۂ سہو لازم آئیگا۔

اور تعدیل ارکان یعنی رکوع و سجود اور قومہ و جلسہ میں کم از کم ایک بار "سبحان اللہ" کہنے کی مقدار ٹھیرنا واجب ہے۔ اور سہو ہوا ہو تو سجدۂ سہو کرنا واجب ہے اور امام جب قرأت کرے خواہ بلند آواز سے یا آہستہ تو اس وقت مقتدی کے لئے قرأت کے سوا تمام واجبات میں امام کی متابعت کرنا واجب ہے۔

اور اگر کوئی شخص کسی قعدہ میں تشہد کا کوئی حصہ بھول جائے تو سجدہ سہو واجب ہے۔ اور اگر کسی شخص نے نماز کی نیت باندھکر سورہ فاتحہ پڑھی اور پھر کوئی دوسری سورۃ پڑھنے کا ارادہ کیا لیکن دیر تک خاموش رہا تو یاد رکھو الحمد اور کسی دوسری سورۃ کے درمیان تین بار سبحان اللہ پڑھنے کی مقدار تک خاموش رہنے سے سجدہ سہو واجب ہوجاتا ہے۔

اور جو چیزیں نماز میں فرض اور واجب ہیں مقتدی پر واجب ہے کہ امام کے ساتھ انھیں ادا کرے بشرطیکہ کسی واجب کا تعارض واقع نہ ہو اگر تعارض واقع ہو تو اسے فوت نہ کرے بلکہ اس کو ادا کر کے متابعت کرے مثلاً امام تشہد پڑھکر کھڑا ہوگیا اور مقتدی نے ابھی التحیات عبدہ و رسولہ تک نہیں پڑھی ہے تو مقتدی کو چاہیئے کہ تشہد یعنی عبدہ و رسولہ تک پڑھ کر پھر کھڑا ہو جائے اور یاد رکھو سنت میں متابعت سنت ہے بشرطیکہ تعارض نہ ہو اور اگر تعارض ہو تو یہ حکم ہے کہ سنت کو ترک کر دے اور امام کی متابعت کرے مثلاً رکوع میں اور سجدہ میں تین بار "سبحان ربی العظیم" اور "سبحان ربی الاعلیٰ" پڑھنا سنت ہے اور ایک مقتدی نے رکوع یا سجدے میں تین بار تسبیح نہیں کہی تھی کہ امام نے سر اٹھا لیا تو مقتدی کو چاہیئے کہ سنت ترک کر دے اور امام کا اتباع کرے!

اور اگر کسی شخص نے دو سجدوں کی بجائے صرف ایک سجدہ کیا اور ایک سجدہ کسی رکعت کا بھول گیا تو اس کو چاہیئے کہ جب یاد آئے دوسرا سجدہ کرے اگر اس نے سلام پھیر لیا اور سلام پھیرنے کے بعد یاد آیا کہ میں نے ایک ہی سجدہ کیا ہے تو یہ حکم ہے کہ سلام پھیرنے کے بعد اگر بات چیت نہیں کی ہے اور اس سے کوئی فعل منافی نماز صادر نہیں ہوا ہے تو سجدہ سہو کرے اس مسئلہ کو خوب ذہن نشین کر لینا چاہیئے اکثر اشخاص غافل ہیں۔

اور التحیات پڑھتے وقت اس کے معانی کا قصد کرنا ضروری ہے گویا عبادت کرنے والا بندہ اپنے رب کے لئے تحیات (تعظیم) کرتا ہے اور اپنے ہادی محترم رہبر اعظم رسول مقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اور رب قدوس کے صالح بندوں پر سلام بھیجتا ہے۔ معاذ اللہ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ہم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یا صالحین کو خدا کے ساتھ شریک کرتے ہیں ہرگز نہیں بلکہ ہم رب قدوس کی وحدانیت اور رسول کی عبدیت اور صالحین کی خدا پرستی اور کامیابی کو پیش نظر رکھتے ہیں۔

بہت سستی پاکٹ سائز معرّا حمائل کارڈ کے برابر ہے

ابھی چھپکر آئی ہے دہلی کے بہترین خوشنویس کی کتابت جن کے شاگردوں کو فن خطاطی کے کمال میں ریاستوں سے وظیفے ملتے ہیں۔ ایک ایک حرف نگینہ کی طرح جڑا ہوا نہایت چکنا ولایتی کاغذ قلم اس قدر جلی ہے ایک جلد نہیں بلکہ کئی جلدیں منگھیئے اور غرباء کو مفت تقسیم کیجئے قیمت ایک جلد ۱۲؍ دس جلد عہ ایک جلد کا محصول ۷؍ ہر دو کا اور تین کا برابر یعنی ۱۰؍ اور دس جلد کا ۱۲؍

منیجر حمیدیہ پریس۔ دہلی

معارف القرآن

(بسلسلہ گذشتہ)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَقَالُوْا لِاِخْوَانِهِمْ اِذَا ضَرَبُوْا فِي الْاَرْضِ اَوْ كَانُوْا غُزًّى لَّوْ كَانُوْا عِنْدَنَا مَا مَاتُوْا وَمَا قُتِلُوْا ۚ لِيَجْعَلَ اللّٰهُ ذٰلِكَ حَسْرَةً فِيْ قُلُوْبِهِمْ ۗ وَاللّٰهُ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۗ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝ وَلَئِنْ قُتِلْتُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوْ مُتُّمْ لَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَحْمَةٌ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ۝ وَلَئِنْ مُّتُّمْ اَوْ قُتِلْتُمْ لَاِلَى اللّٰهِ تُحْشَرُوْنَ ۝

(ترجمہ) اے ایمان والو تم ان لوگوں کی طرح مت ہو جانا جو کافر ہیں اور کہتے ہیں اپنے بھائیوں کی نسبت جبکہ وہ کسی سرزمین میں سفر کرتے ہیں یا وہ لوگ کہیں غازی بنتے ہیں کہ اگر یہ لوگ ہمارے پاس رہتے تو نہ مرتے نہ مارے جاتے تاکہ اللہ تعالیٰ اس بات کو ان کے قلوب میں موجب حسرت کر دیں اور مارتا جلاتا تو اللہ ہی ہے اور اللہ تعالیٰ جو کچھ تم کرتے ہو سب کچھ دیکھ رہے ہیں اور اگر تم لوگ اللہ کی راہ میں مارے جاؤ یا کہ مر جاؤ تو بالضرور اللہ تعالیٰ کے پاس مغفرت اور رحمت ان چیزوں سے بہتر ہے جن کو یہ لوگ جمع کر رہے ہیں"۔

ان آیتوں میں مسلمانوں کو حکم ہوتا ہے کہ اے ایمان والو! تم ان جیسے نہ ہو جو حقیقت میں منکر اسلام ہیں اور جو اپنے منافق بھائیوں اور عزیزوں کے بارے میں جبکہ وہ سفر میں یا لڑائی میں ہوتے ہیں اور ان کا انتقال ہو جاتا ہے تو یہ کہا کرتے ہیں کہ اگر وہ ہمارے پاس رہتے تو نہ مرتے اور نہ مارے جاتے اور اس قسم کی باتیں اس لئے ان سے سرزد ہوتی ہیں کہ اللہ ان کے لئے ان کے دلوں میں حسرت پیدا کرے اور وہ ساری عمر اسی حسرت میں رہیں اور حقیقت یہ ہے کہ اللہ ہی زندگی عطا فرماتا ہے اور وہی مارتا ہے اور تم جو کچھ بھی کر رہے ہو اللہ اس کو دیکھ رہا ہے اور اگر تم اسکی راہ میں مارے جاؤ یا اس کے رستے میں اپنی موت سے مر جاؤ تو کیا غم ہے اللہ کی مغفرت اور رحمت جو آخرت میں تم پر ہوگی اس مال و زر سے بہتر ہے جو تم چند روزہ زندگی میں جمع کر لیتے ہو اور اگر تم کسی اور طریقے سے مر جاؤ یا مارے جاؤ تو مرنے کے بعد بہرحال اللہ ہی کی طرف اٹھائے جاؤ گے یعنی اسی کے حضور میں جمع کئے جاؤ گے۔

ان آیات میں حق سبحانہ تعالیٰ نے ان منافقین کے اقوال کو نقل فرمایا ہے جو غزوۂ احد میں مسلمانوں کے ساتھ شریک تھے اور جو یہ کہتے تھے کہ اگر حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم ہمارے قول پر عمل کرتے اور ہمارے مشوروں کی قدر کرتے اور مدینہ کی چار دیواری سے باہر نہ نکلتے تو کیوں یہ مصیبت پڑتی اور کیوں اس میدان میں قتل ہوتے حق جل مجدہ ان کے جواب میں ارشاد فرماتا ہے کہ موت کا جو وقت مقرر ہے اس میں نہ ایک لمحہ کی تاخیر ہوتی ہے نہ تعجیل ہوتی ہے موت اپنے مقررہ وقت سے پہلے نہیں آسکتی۔

(اے منافقو! اگر تم مدینے کی چار دیواری میں محفوظ رہتے اور گھر دل سے باہر نہ نکلتے اور کافروں کے ہاتھ سے تمہاری موت مقرر ہوتی تو ضرور وہ تم کو قتل کرتے اور اے مسلمانو! تم ایسی بات نہ کہنا جیسے یہ کافر کہتے ہیں کہ اگر ہمارے بھائی بند گھر سے نہ جاتے تو کیوں مارے جاتے تم اس بات پر یقین کرو کہ اللہ کی راہ میں شہید ہونا ایک عظیم الشان سعادت ہے ایک نہ ایک دن مرنا تو سب ہی کو ہے جو پیدا ہوا ہے وہ ایک دن ضرور مرے گا پھر یوں مر جانے سے تو ہزار درجہ بہتر ہے کہ اللہ کی راہ میں جام شہادت نوش کیا جائے۔ مطلب یہ ہے کہ زندگی اور موت اللہ کے اختیار میں ہے اسی نے موت کا ایک وقت مقرر کر دیا ہے جب موت کا وقت آجاتا ہے تو آدمی خواہ گھر میں ہو یا صحرا میں یا میدان جنگ میں وہ وقت کہیں نہیں ٹلتا ایک نہ ایک دن ہر شخص کو مرنا ضرور ہے۔ جب یہ حقیقت بالکل واضح ہے تو پھر مرنے سے ڈرنا انتہائی حماقت ہے۔ اور مرنے کی سب سے بہتر صورت یہ ہے کہ اللہ کی راہ میں جان قربان کی جائے تاکہ ہر طرح کی راحتیں اور مسرتیں حاصل ہوں جیسا کہ باری تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اگر تم خدا کی راہ میں مارے جاؤ یا اپنی موت سے مر جاؤ بیشک اللہ کی طرف سے تمہارے لئے رحمت اور مغفرت ہے اور اللہ کی طرف سے رحمت و مغفرت اس مال و زر سے بہتر ہے جو تم اپنی زندگی میں جمع کرتے ہو۔ حق سبحانہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقہ میں ہم کو بھی راہ حق میں مرنا نصیب کرے اور اپنی رحمت و مغفرت سے ہم کو بھی حصہ عطا فرمائے۔

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ۖ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ ۚ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۚ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ ۝ اِنْ يَّنْصُرْكُمُ اللّٰهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ ۚ وَاِنْ يَّخْذُلْكُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِيْ يَنْصُرُكُمْ مِّنْ بَعْدِهٖ ۗ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝

(ترجمہ) بعد اس کے خدا ہی کی رحمت کے سبب آپ ان کے ساتھ نرم رہے اور اگر آپ تند خو سخت طبیعت ہوتے تو یہ آپ کے پاس سے سب منتشر ہو جاتے سو آپ ان کو معاف کر دیجئے اور آپ ان کے لئے استغفار کر دیجئے اور ان سے خاص خاص باتوں میں مشورہ لیتے رہا کیجئے پھر جب آپ رائے پختہ کر لیں سو خدا تعالیٰ پر اعتماد کیجئے بیشک اللہ تعالیٰ ایسے اعتماد کرنے والوں سے محبت فرماتے ہیں اگر حق تعالیٰ تمہارا ساتھ دیں تب تو تم سے کوئی نہیں جیت سکتا اور اگر تمہارا ساتھ نہ دیں تو اس کے بعد ایسا کون ہے جو تمہارا ساتھ دے اور صرف اللہ تعالیٰ پر ایمان والوں کو اعتماد رکھنا چاہیئے۔

برادرانہ سلوک کیا واجب ہے، اس طرح ہمیں بتلا دیا گیا ہے کہ ہر ایک مسلمان کے ساتھ بھائیوں کا سا سلوک کرو، اس کے بعد تشریح کر دی گئی ہے کہ کسی مسلمان کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ دوسرے مسلمان پر ظلم و زیادتی کرے اور صرف اسی پر اکتفا نہیں کیا گیا بلکہ یہ بھی حکم دیا گیا ہے کہ اس کو اذیت میں پڑا رہنے دینا چاہیئے بلکہ جس طرح ایک حقیقی بھائی اپنے بھائی کی اذیت و تکلیف کو برداشت نہیں کر سکتا اور فوراً اذیت سے نجات دلانے کے لئے کوشش کرتا ہے اسی طرح ایک مسلمان کو دوسرے مسلمان کے ساتھ معاملہ کرنا چاہیئے یعنے اگر کوئی مسلمان اذیت و تکلیف میں مبتلا ہو تو اس کی اذیت دور کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے اس کے بعد زبان وحی ترجمان سے ارشاد ہوا ہے کہ جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی حاجت براری میں رہتا ہے یعنی جو شخص مسلمانوں کی فلاح و بہبود اور ان کی حاجتوں اور ضرورتوں کو پورا کرنے کی کوشش کرتا رہتا ہے۔ ایسے شخص کی حاجتوں اور ضرورتوں کو خداے تعالیٰ پوری کرتا ہے اور جو کسی مسلمان بھائی کا کوئی غم دور کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے غمہائے قیامت کو دور کرتا ہے گویا ان لوگوں کے لئے بشارت ہے جو مسلمانوں کی حاجتیں پوری کرتے ہیں اور ان کی ضرورتوں کے رفع کرنے کی کوشش کرتے ہیں یا مسلمانوں کا غم دور کرتے ہیں۔

اس حدیث مبارک کو سننے کے بعد کیا کوئی مسلمان ہے جو اپنے بھائی مسلمان کے ساتھ ہمدردی کرنے پر آمادہ نہ ہو۔

كل المسلم على المسلم حرام دمه وعرضه وماله

(مسلمان کی ہر ایک چیز مسلمان پر حرام ہے یعنی اس کا خون اس کی عزت و آبرو اور اس کا مال")

اس حدیث میں بتلایا گیا ہے کہ مسلمان کی جان و مال اور اس کی عزت و آبرو اور اس کی تمام چیزیں ہر ایک مسلمان پر حرام ہیں یعنی مسلمان کی کسی چیز کو بھی مسلمان نقصان نہیں پہنچا سکتا نہ اس کی عزت و آبرو کو بٹہ لگا سکتا ہے اور نہ جان و مال کو نقصان پہنچا سکتا ہے اور نہ جسم و روح کو اذیت و تکلیف دے سکتا ہے

من مشى في حاجة اخيه ساعة من ليل او نهار قضاها او لم يقضها كان خيرا له من اعتكاف شهرين

(جو اپنے بھائی کی حاجت براری کے لئے دن اور رات میں ایک ساعت بھی چلے خواہ اس کی وہ حاجت پوری ہو یا نہ ہو گی، یہ اس کے لئے دو مہینے کے اعتکاف سے بہتر ہے۔

اس حدیث سے مسلمانوں کے ساتھ ہمدردی کرنے اور ان کی حاجت براری میں ساعی رہنے کی فضیلت کا اندازہ ہوتا ہے نفل عبادات میں اعتکاف کی عبادت نہایت افضل عبادات میں شمار ہوتی ہے لیکن مسلمانوں کی خیر خواہی کرنا اور ان کی حاجت براری کے لئے صرف ایک لمحہ کے لئے چلنا دو مہینے کے اعتکاف جیسی عبادت سے بھی افضل ہے خواہ حاجتمند کی حاجت پوری ہو یا نہ ہو۔

قيامك مع اخيك ساعة خير من اعتكاف سنة

(تیرا بھائی کی حاجت براری کے لئے ایک لمحہ کے لئے کھڑا ہونا ایک سال کے اعتکاف سے بہتر ہے

اس حدیث سے بھی مسلمانوں کی ہمدردی و خیر خواہی کرنے کی فضیلت ثابت ہوتی ہے اور مسلمانوں کو توجہ دلائی گئی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کی حاجت براری کی سعی و کوشش کیا کریں۔

ما من امرئ ينصر مسلما في موضع ينتهك فيه من عرضه و يستحل حرمته الا نصره الله في موطن يحب فيه نصرته و ما من احد خذل مسلما في موضع ينتهك فيه حرمته الا خذله الله في موضع يحب فيه نصرته

(جو کوئی مسلمان کی کسی ایسی جگہ مدد کرے جہاں اس کی آبرو جاتی اور بےحرمتی ہوتی ہو تو اللہ تعالیٰ اس کی ایسی جگہ مدد کرے گا جہاں وہ چاہتا ہوگا کہ میری مدد کی جائے اور اگر کوئی شخص مسلمان کو بلا مدد کے ایسی جگہ چھوڑ دے اس کی بےعزتی ہوتی ہو اور اس کی مدد نہ کرے تو اللہ تعالیٰ بھی اس کو بلا مدد کے ایسی جگہ چھوڑ دے گا جہاں وہ مدد کا خواستگار رہے گی۔

اس حدیث میں صاف طور پر بتلا دیا گیا ہے کہ مسلمان اگر کسی مصیبت میں مبتلا ہو اور اس کی عزت و آبرو پر بن رہی ہو اس وقت اس کی مدد کرنا اور اس مصیبت سے نجات دلانا دوسرے مسلمان کا فرض ہے اور اس کا اجر و ثواب یہ بتلایا گیا ہے کہ خدا بھی اس کی ایسے وقت اور ایسی جگہ پر مدد کرے گا جہاں اس کو مدد کی ضرورت ہوگی اور چاہتا ہوگا کہ کوئی اس کی مدد کرے اگر ایسے نازک وقت پر مسلمان کی مدد نہ کرے گا جبکہ اس کی عزت و آبرو جا رہی ہو تو خدا بھی اس کو یونہی مبتلائے مصیبت چھوڑ دے گا اور کوئی مدد نہ کرے گا گویا مسلمان کی مدد کرنے کی صورت میں وعدہ مدد ہے اور مدد نہ کرنے کی صورت میں وعید ہے۔

ما قل وكفى خير مما كثر والهى

(تھوڑا مال جو انسان کی حاجتوں کو کفایت کرے اس بہت مال و دولت سے اچھا ہے جو اس کو غفلت میں ڈال دے اور وہ خدا کو بھول جائے"

اس حدیث شریف میں کثرت مال و دولت کی مطلق برائی یا مطلق خرابی بیان نہیں کی گئی ہے اس لئے یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ دولتمندی کی برائی کی گئی ہے بلکہ اس کثرت مال کو برا کہا گیا ہے جو خدا سے انسان کو غافل کر دے حقیقت یہ ہے کہ سب سے بڑی چیز خدا سے غفلت ہے گویا اس حدیث میں اصل مذمت خدا سے غفلت اختیار کرنے کی بیان کی گئی ہے اب اگر یہ غفلت کثرت مال کی وجہ سے پیدا ہو تو یقیناً ایسے مال سے تو افلاس ہی اچھا ہے ورنہ کم از کم بقدر ضرورت و حاجت مال اس دولت و ثروت سے کہیں اچھا ہے جو انسان کو خدا سے غافل نہیں کرتا لیکن اگر قلت مال غفلت پیدا کرے اور کثرت مال خدا کی یاد تازہ کرنے والا ہو تو اس صورت میں مال کی قلت مذموم ہو جائے گی ہر حال ہر مسلمان کا فرض ہے کہ خدا کی یاد سے غافل نہ ہو خصوصاً وہ لوگ جن کو اللہ نے مال و دولت عطا فرمایا ہے ان کو تو اور زیادہ یاد الٰہی اور شکر و سپاس خداوندی میں مشغول ہونا چاہیئے۔

تردید شرک

(از حضرت مولانا مولوی شیخ ریاست علی صاحب قدوائی)

شرک کی بہت سی قسمیں ہیں مگر میں یہاں بخوف طوالت چند کا ذکر کرتا ہوں مثلاً کچھ کام تو اللہ تعالیٰ کے واسطے کئے جیسے نماز پڑھنا۔ روزے رکھنا۔ حج کرنا زکوٰۃ اور خیرات وصدقات وغیرہ دینا اور اس کے ساتھ کچھ کام غیر خدا کے واسطے کرنا جیسے جن بھوت سیتلا سدو وغیرہ کی کڑاہی یا بکرا وغیرہ کرنا۔ ایسے شخص کا وہ عمل بھی درگاہ باری تعالیٰ میں قبول نہیں ہوتا جو اس نے خالص اللہ تعالیٰ کے واسطے کیا کیونکہ شرک کے سبب سے بدن اور خالص اعمال ناپاک ہوجاتے ہیں کچھ بھی قبولیت کے لائق نہیں رہتے جیسا کہ ترغیب الترہیب میں حضرت شداد بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ فرمایا جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس شخص نے میرے ساتھ کچھ شرک کیا پس تحقیق کہ اس کا جسم اور عمل اور تھوڑا اور بہت اسی شریک کے واسطے ہوگیا جس کو اس نے شریک کیا اور میں اس سے بالکل بری ہوں یعنی اس کا کوئی عمل قبول نہ کروں گا۔

اور ایک صورت شرک کی یہ ہے کہ مثلاً کوئی کام کیا تو اللہ واسطے مگر اس کے ذریعہ سے فائدہ اور لوگوں سے بھی اٹھانا چاہا جیسے نماز، روزہ، زکوٰۃ وصدقات وغیرہ اللہ ہی کے واسطے کیا لیکن اس کے ساتھ ہی یہ خیال بھی رکھا کہ لوگ ہم کو نمازی اور روزہ دار اور بہت صدقہ دینے والا یا نیک بخت پرہیزگار سمجھیں اور تعظیم وتکریم اور کچھ سلوک کریں سو یاد رکھنا چاہیئے کہ ایسا شخص بھی شرک کرنے والا ہے جیسا کہ مشکوٰۃ شریف کے باب الریا میں حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس شخص نے نماز پڑھی لوگوں کو دکھانے کو پس تحقیق اس نے شرک کیا اور جس نے روزہ رکھا دکھانے کو پس تحقیق اس نے بھی شرک کیا اور جس نے صدقہ دیا لوگوں کے دکھانے کو پس تحقیق اس نے بھی شرک کیا غرض اس طرح پر جو اعمال بھی کئے جائینگے کہ ان کے کرنے سے نام ونمود اور تعظیم وتکریم درکار ہو شرک ہیں۔

اس کے سوا ایک صورت شرک کی یہ ہے کہ کوئی نیک کام کریں تو غیر اللہ کے واسطے اور اس پر نام اللہ تعالیٰ کا رکھدیں جیسے کسی بزرگ کے نام بکرا یا گائے وغیرہ قربان کی تو اس واسطے کہ ان بزرگوں کی دعا وتصرف سے ہمارے مال میں برکت ہوگی یا فلاں مراد حاصل ہوگی اور اگر ہم یہ نہ کرینگے تو ہم کو نقصان پہنچے گا یا ہمارا معاملہ بگڑ جائے گا اور نام یہ کریں کہ ہم تو یہ کام اللہ واسطے کرتے ہیں بزرگوں کو تو فقط اس کا ثواب پہنچانا منظور ہے سو یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ سب کام شرک اور ان کاموں کے کرنے والے مشرک ہیں ایسے کام اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں قبول نہیں جیسا کہ اسی کتاب مشکوٰۃ شریف کے اسی باب الریا میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب جمع کرے گا اللہ پاک لوگوں کو قیامت کے دن جو بلاشک وشبہ ضرور آوے گی اس وقت منادی (یعنی خدا وحدہ لاشریک) ندا کرے گا کہ جس شخص نے کسی ایسے عمل میں کہ جو کیا تھا اللہ کے واسطے مگر اس میں غیروں کو بھی شریک کرلیا ہو اس کو چاہیئے کہ اپنا اجر اور ثواب بھی اسی غیر خدا سے طلب کرے کیونکہ بتحقیق اللہ تعالیٰ ایسا حصہ لینے سے بے پرواہ ہے یعنی خدا تعالیٰ ایسا پسند نہیں کرتا کہ کسی عمل میں جس قدر توحید ہو اس کو قبول کرے اور باقی حصہ کو چھوڑ دے بلکہ جس شخص کے کسی عمل میں اگر کسی غیر کا تھوڑا سا بھی ساجھا ہوگا اس کو بالکل ہی رد کردے گا اور کہیگا کہ اسی غیر کے پاس جاکر اپنا اجر وثواب مانگ جس کو تو نے میرے ساتھ شریک کیا تھا پس معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی قبولیت کے لائق وہی کام اور عبادت ہے جس میں ذرہ برابر بھی شرک کا لگاؤ نہ ہو دیکھو اللہ تعالیٰ پارہ عم کی سورہ بینہ میں ارشاد فرماتا ہے کہ وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ حُنَفَاءَ یعنی اور نہیں حکم کیا گیا لوگوں کو مگر یہ کہ بطور ابراہیم حنیف کے خلوص کے ساتھ صرف ایک اللہ کی عبادت کیا کریں اور سورہ کہف کے بارھویں رکوع میں یعنی اس سورۃ کے بالکل آخر میں ارشاد فرماتا ہے کہ فَمَنْ كَانَ يَرْجُو لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا ۞ پس جو کوئی یہ امید رکھتا ہو کہ اپنے رب کے سامنے (حساب وکتاب کے واسطے) حاضر ہونا ہے تو وہ اچھے عمل کرے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی (دوسرے) کو شریک نہ کرے یعنی جو عبادت بھی کی جاوے وہ خالص اللہ کے واسطے ہو محض دنیا دکھانے اور عزت وتکریم حاصل کرنے اور نام ونمود کے واسطے نہ کرے۔

برادران ملت۔ بعض شرک غفلتی بھی ہوتا ہے یعنی بعض کام ایسے ہوتے ہیں کہ ان کو لوگ عبادت اور ثواب کے طور پر نہیں کرتے بلکہ عادتاً اور رواجاً کرتے ہیں اور یہ معلوم بھی نہیں ہوتا کہ یہ کام شرک ہوگا حالانکہ وہ شرک ہوتا ہے جیسے غیر خدا کی قسم کھانا کہ کوئی علم کی قسم کھاتا ہے کوئی اولاد کی کوئی پیر کی کوئی قرآن کی کوئی امام حسین کی کوئی تعزیوں کی کوئی آنکھوں کی کوئی کسی کے سر کی کوئی جوانی کی کوئی جان کی کوئی مسجد کی کوئی کعبہ کی کوئی بڑے مخدوم صاحب کی غرضکہ اس قسم کی اور بھی جتنی قسمیں کھائی جاتی ہیں سب شرک ہیں جیسا کہ مشکوٰۃ کے باب الایمان والنذر میں حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ فرمایا جناب رسول پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس کسی شخص نے اللہ کے سوا کسی دوسرے کی قسم کھائی اس نے شرک کیا اس کے سوا اور بہت سے کام ہیں جو شرک ہیں مثلاً کہیں کسی خاص کام کو جانے لگے اور راستہ میں کوئی واحد العین (یعنی کانا) مل گیا یا خالی گھڑا دیکھ لیا یا رانگر (یعنی تیلی) مل گیا یا کوئی جانور مثلاً گیدڑ راستہ کاٹ کر آگے سے نکل گیا یا کسی نے تیلی کا نام لے لیا یا کسی کو چھینک آگئی ان تمام باتوں سے شگون بد خیال کرکے اس کام کے واسطے اس وقت جانا شرک ہے۔ بعض مہینوں اور تاریخوں اور دنوں کو منحوس سمجھنا اور ان میں شادی بیاہ یا خوشی کی اور کوئی تقریب نہ کرنا اور کرنے میں نقصان ہوجانے یا مرجانے کا خیال دل میں پیدا کرنا ان دنوں اور تاریخوں میں سفر نہ کرنا نئے کپڑے قطع نہ کرانا اور برا سمجھنا کسی عزیز کے

و جانے پر کچھ عرصہ تک سودا سلف نہ بنانا یا چہری کا لگنا یا اسی قسم کی اور چیزیں نہ کھانا بیڑیاں نہ توڑنا۔ دور کرنے کو برا سمجھنا اور اس میں جان و مال ضائع ہوجانے کا اندیشہ کرنا۔ وغیرہ وغیرہ سب سراسر بالکل شرک ہیں۔ مرد کی بائیں اور عورت کی داہنی آنکھ پھڑکنے سے شگون بد لینا بہت بڑا شرک ہے۔ کوئی شخص منگل کو سفر کرنے والا ہے اور یہ دن اچھا نہ جان کر اس سے ایک دن پہلے یعنی پیر کے دن جس کو اچھا سمجھتے ہیں اپنے تراب کرنا یعنی کچھ اسباب اس جانے والے کا آگے بھیج دینا گویا وہ شخص پیر کے دن اپنا سفر طے کر چکا یا راستہ میں کسی جانور یا کسی چیز جیسے دہی مچھلی وغیرہ سے نیک شگون لینا۔ رات کو جھاڑو دینے کو منحوس سمجھنا اور رات کو پلنگ کی ادوان کھینچنے سے کانی لڑکی پیدا ہونے کا احتمال کرنا اور عقیدہ رکھنا وغیرہ یہ سب باتیں شرک میں داخل ہیں۔ حکیم یا ڈاکٹر کے پاس جاکر مریض کا یہ کہنا کہ آپ ہمیں اچھا کر دیجئے شرک ہے یا یہ کہنا کہ فلاں ڈاکٹر یا حکیم نے ہمیں اچھا کر دیا اگر یہ حکیم یا ڈاکٹر نہ ہوتا تو ہم قطعی مرجاتے ہرگز ہرگز نہ بچتے شرک ہے۔ دو مکانوں کے درمیان ایک بہت گھنا درخت ہے ایک مکان میں آگ لگ گئی جل گیا دوسرا بچ گیا اس پر یہ کہنا کہ اگر یہ درخت درمیان میں نہ ہوتا تو ہمارا مکان جل کر خاک ہو جاتا اس وقت اس درخت نے خوب بچایا ایسا کہنا بھی شرک ہے کیونکہ درخت میں بچانے کی قدرت نہیں ہے خدا ہی کو اس کا بچانا منظور تھا ورنہ درخت کیا کر سکتا تھا۔ کسی وکیل کے پاس جاکر یہ کہنا کہ آپ ہمارا مقدمہ جتا دیجئے یا یہ کہنا کہ فلاں وکیل نے مقدمہ میں ہم کو جتا دیا وغیرہ باتیں شرک ہیں حکام کو یا اور کسی کو رشوت دینا شرک ہے اس کے علاوہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے رشوت لینے والے اور دینے والے کو لعنت کی ہے۔

اور ایک دوسری حدیث میں ہے کہ رشوت دلانے والے کو بھی لعنت کی ہے مکان کی یا اور کسی چیز کی حفاظت کے واسطے کتا پالنا شرک ہے اس واسطے کہ محافظ حقیقی تو اللہ تعالے ہے پس اسی پر بھروسہ کرنا چاہیئے اپنے خیال میں بے موقع بارش کے آنا دیکھ کر یہ کہنا کہ اگر بارش ہوگئی تو فصل بالکل جاتی رہے گی قحط سالی ہو جائے گی بال بچے مرجائینگے رزق نصیب نہ ہوگا شرک ہے اسی طرح کسی ہوا چلنے پر اس قسم کی باتیں کرنا شرک ہے کیونکہ رزاق مطلق تو خدا ہے اگر اس کو ہمارا زندہ رکھنا منظور ہے تو وہ کہیں نہ کہیں اور کسی نہ کسی ذریعے سے ضرور ہم کو روزی و رزق دیگا ہوا اور بارش سے ہم کو پریشان نہ ہونا چاہیئے ہوگا وہی جو خدا کو منظور ہوگا گھر کے اندر پلنگ لاتے وقت پائتی پہلے لانے کو برا سمجھنا اور اس سے شگون بد لینا شرک ہے۔ نجومی۔ پنڈت رمال۔ اور فال دیکھنے والے سے غیب کی خبریں پوچھنا شرک ہے چنانچہ مشکوۃ شریف کے باب الفال والطیرۃ میں حضرت قبیصہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعًا روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شگون کے واسطے کسی جانور کو اڑانا یا فال کے واسطے راستہ میں کچھ ڈالنا اور شگون ماننا بت پرستی ہے یعنی یہ سب باتیں ایسی ہیں کہ جیسا بتوں کی پوجا کرنا اور غیر خدا کی پوجا کرنا شرک ہے۔

اور ترغیب و ترہیب میں حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے مرفوعًا روایت ہے کہ فرمایا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ جس نے غیب کی خبر بتلانے والے سے کچھ پوچھا اس کی توبہ کی قبولیت میں چالیس دن کے درمیان کا پردہ ہوگیا اور اگر اس بتلانے کو سچا جانا تو کافر ہوگیا یعنی اگر کسی نجومی پنڈت یا رمال وغیرہ غیب کی یا آیندہ ہونے والی باتیں اعتقادًا نہیں بلکہ مذاقًا اور یونہی عادتًا پوچھیں تو اس کا ایسا بڑا گناہ ہے کہ اگر توبہ بھی کرتا رہے گا تو چالیس دن تک توبہ قبول نہ ہوگی۔ اور اگر اعتقادًا دریافت کیں اور ان کو سچ ہی مان لیا اور یقین بھی کر لیا کہ جو کچھ اس پنڈت نے کہا ہے یہی ہوگا تو وہ دریافت کرنے والا کافر ہوگیا۔

پس ہم تمام مسلمانوں کو خواہ اس میں عورتیں ہوں یا مرد شہری ہوں یا دیہاتی ہوں یا مفلس دیہاتی پڑھے لکھے ہوں یا جاہل مطلق سب کو اس قسم کی شرک کی باتوں اور کاموں اور اعتقادات سے بچنا چاہیئے اور ہمیشہ یہ عقیدہ درست رکھنا چاہیئے کہ نفع و نقصان کا پہنچانے والا مردے کو زندہ اور زندہ کو مردہ بنانے والا اولاد دینے اور مارنے والا۔ عزت و ذلت دینے والا روزی اور رزق دینے اور چھین لینے والا ہمارے کام بنانے اور بگاڑنے والا۔ مقدمہ جتانے اور ہرانے والا۔ بیمار کر دینے والا اور مرض سے شفا دینے والا۔ ہر آفتی اور ساری مصیبتوں کو ہمارے سروں سے ٹالنے والا۔ رنج و خوشی دینے والا دکھ درد سے بچانے والا سوا ایک اللہ وحدہ لاشریک کے نہ کوئی نبی اور رسول ہے اور نہ پیر اور ولی و شہید نہ شیخ سدو نہ برہما نہ مہیلے نہ دیو نہ جن نہ فرشتے نہ بھوت نہ شیطان نہ دیوی نہ دیوتا نہ بارش نہ ہوا اور آندھی نہ چھینک نہ دہی نہ مچھلی نہ کانا وغیرہ وغیرہ ان میں سے کسی کو کچھ بھی اختیار اور قدرت اور طاقت نہیں سوائے خدا کے کہ وہ سب اختیارات اور قدرت اور طاقت رکھتا ہے جو چاہے کرے اس کے کارخانے میں کسی کو ایک ذرہ برابر دخل نہیں ہم کو چاہیئے کہ ہمیشہ سورۃ آل عمران کے تیسرے رکوع کی اس دعا کو پڑھا کریں اور اس کے معنوں پر غور و فکر سے کام لیا کریں اور وہ دعا یہ ہے کہ

اَللّٰهُمَّ مَالِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَاۤءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَاۤءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاۤءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاۤءُ ؕ بِيَدِكَ الْخَيْرُ ؕ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ تُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَتُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ ۫ وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ ۫ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَاۤءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝

یعنی اے اللہ مالک سلطنت کے تو جس کو چاہے سلطنت دیدے اور جس سے چاہے سلطنت چھین لے اور جس کو چاہے عزت دے اور جسکو چاہے ذلت دے (غرضکہ) تیرے ہی ہاتھ میں ہر قسم کی خوبی (اور بھلائی) ہے (اور) تو ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے (بیشک) تو دن میں رات اور رات میں دن کرلے اور تو مردے سے زندہ (جیسے انڈے سے بچہ) اور زندہ سے مردہ (جیسے مرغی کے پیٹ سے انڈہ) نکالتا ہے (طاقت و قوت رکھتا ہے اور) جس کو چاہتا ہے بے حساب روزی و رزق عطا فرماتا ہے۔

وصلے اللہ تعالے علی خیر خلقہ محمد و آلہ و اصحابہ و ازواجہ و اھل بیتہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین

اطلاع ضروری کہ جب آپ دفتر مولوی سے کسی معاملہ کے متعلق تحریر ان مولوی کی خدمت میں کرنے کی کوشش کی کتابت کیا کریں تو اپنی خریداری کے نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں۔
منیجر

اسلام کی عملی تفسیر

(از جناب مولوی نذیر الحق صاحب قادری)

آج سے پانچ ہزار سال پیشتر جبکہ ظلمتکدۂ عالم میں ہر طرف کفر و شرک کا اندھیرا چھایا ہوا تھا ظلم و عدوان اور فسق و عصیان کی بجلیاں کوند رہی تھیں اہل حق کے بچانے آسمان والے خدا کو بھول چکے تھے فاطر السموات والارض باوجود ذرے ذرے سے آشکارا ہونے کے بعلت ولبصیرت کے اندھوں کی آنکھوں سے اوجھل تھا خلاق عالم اور معبود حقیقی کی عبادت تو کجا نام تک سے کوئی واقف نہ تھا اور وہ پیشانیاں جو خدا کے سامنے سجدہ ریز ہوتیں پتھر کی مورتوں کے آگے سجدہ ریز تھیں غرض رشد وہدایت کا تمام سامان مفقود اور کفر و شرک کے گھناؤنے مظاہرے موجود تھے۔

ایسے تیرہ و تار زمانے میں خدائے واحد کی کارسازی اور ہدایت نمائی برسر تحریک ہوتی ہے اور گلشن نبوت میں ایک نوخیز کلی کھلتی ہے جو کھلتے ہی مشام معرفت کو معطر کر دیتی ہے یعنی ایک عظیم الشان اور جلیل القدر فرزند توحید عالم قدس سے عالم ناسوت میں نزول اجلال فرماتا ہے جس کا پیارا نام ابراہیم آذر ہے اللہم صل علی حبیبہ وخلیلہ۔

خدا کی تلاش

کفر و شرک کی تاریکی سے پیارے ابراہیم گھبرا گئے فطرت سلیمہ نے نور کی تلاش پر آمادہ کر دیا اور آپ معبود حقیقی کی جستجو میں لگ گئے یہ عظیم المرتبت فرزند اور حقیقت کی تلاش میں سرگرداں اور پریشان تھا اور تائید ایزدی اور نصرت غیبی دست گیری اور رہبری کے لئے بیقرار تھی اور شان الہی منتظر تھی کہ کب اس مقدس ہستی کی نظر حقیقت ظلمات کے پردوں کو چاک کرتی ہوئی ہم تک پہنچتی ہے اور کب ہمارے دربار سے خلعت خلت کی مستحق ہوتی ہے آخرکار وہ ساعت سعید ہزاروں انوار وتجلیات کے ساتھ آئی یعنی ذوق معرفت کا یہ البیلا مسافر مادیات کے پردوں کو چاک کرتا ہوا تقلیدی جکڑ بندیوں کو توڑتا ہوا آبائی اور رسمی خیالات کو پامال کرتا ہوا بتوں کو ٹھکراتا ہوا فریب نظر وکید تخیل کے پہاڑوں کو پاش پاش کرتا ہوا کواکب اور سیارات کو پیچھے چھوڑتا ہوا اور فرشتوں کی نظروں سے بچتا ہوا ساق عرش معلی پر جا پہنچا محنت ٹھکانے لگی شاہد مقصود ہاتھ آگیا حقیقت بے نقاب ہوگئی دربالآخر خداوا دلبصیرت نے حضرت حق جل وعلا شانہ وعز مجدہ کو دیکھ ہی لیا۔

لاکھ پردے میں چھپایا تجھے یکتائی نے
دل کے ہر ذرہ میں دیکھا تجھے سودائی نے

ذات کبریائی کے آگے سربسجود ہو کر لا احب الآفلین کا وجد آور نعرہ مارا ایک محویت طاری ہوگئی بے اختیار اور بے تابانہ بول اٹھا اور بازگشت محبت کے وجدانی کیف عشق کے لئے قیامت تک کے لئے نہ بھولنے والے انمٹ اور مبارک کلمات چھوڑ گیا انی وجہت وجھی للذی فطر السموات والارض حنیفا وما انا من المشرکین یعنی میں اس فاطر السموات والارض پر ایمان لایا جس نے باغ عالم کو گوناگوں رنگینیوں اور نظر فریبیوں سے آراستہ و فرحت کیا ہے اور جس کے دست قدرت نے طرح طرح کی گلکاریوں سے عقل انسانی کو مبہوت کر رکھا ہے اپنے دھن کی علمی وعملی طاقتیں خدا کے لئے خالص کر لیں اور میں مشرکین میں سے نہیں۔ اسواسہ معرفت الٰہی و عشق الٰہی کا کیا دلکش نظارہ ہے۔

سات پردوں میں چھپا بیٹھا تھا حسن کائنات
اب کسی نے اس کو عالم آشکارا کر دیا

خلعت خلت سے سرفرازی

جب گوہر مقصود ہاتھ آگیا اور قدرت کی جلوہ نمائیوں کا پتہ پایا تو رنگ وحدت سے دوسروں کو بھی رنگ دینے کا تہیہ کر لیا اور تبلیغ رسالت شروع کر دی اپنے بت پرست باپ کو فرماتے ہیں۔ قولہ تعالی

یابت لم تعبد مالا یسمع ولا یبصر ولا یغنی عنک شیئا ۞ یابت لا تعبد الشیطان ان الشیطان کان للرحمن عصیا ۞

یعنی اے میرے باپ تو کیوں ایسے بے جان بتوں کی عبادت کرتا ہے جو نہ سن سکتے ہیں اور نہ دیکھ سکتے ہیں اور نہ تجھے کچھ نفع پہنچا سکتے ہیں اے میرے باپ تو کیوں اس شیطان کی عبادت کرتا ہے جو اپنے معبود حقیقی کا نافرمان اور دشمن ہے۔ کیا دلکش اور موثر . . . وعظ ہے کیسے اعلیٰ جذبات ہیں کیسے پیارے پیارے اور دل لبھانے والے الفاظ ہیں اور حق پرستی کا کیا نظارہ ہے بتوں کے خلاف آپ نے نہایت سختی سے جہاد شروع کر دیا اور قہرمانی طاقتوں کی نظر میں نہ لاتے ہوئے اپنے کفر شکن تیشہ سے بتوں کی کاٹ چھانٹ کر دی۔ یہ مجاہدانہ ولولہ اور تبلیغی جوش بارگاہ کبریائی میں قبول ہو گیا اور آپ کو خلیل اللہ کے لقب سے سرفراز کیا گیا۔

تاجدار خلت کا دعویٰ

چونکہ آپ خلعت خلت سے نوازے گئے تھے اور خلیل اس دوست کو کہتے ہیں جس کی محبت میں کوئی چیز خلل انداز نہ ہو اور جو اپنی محبوب ترین چیز کو اپنے محبوب کے حکم پر قربان کر دے سو جاننا چاہئے کہ امتثال امر الٰہی کی راہ میں اور محبوب حقیقی کی محبت میں تین چیزیں سد راہ ہوتی ہیں جان، مال، اولاد یہی تین چیزیں ایسی ہیں جن کی محبت میں انسان اندھا ہو کر اپنے خدا کو بھول جاتا ہے اور اپنے شرف ملکیت کو بہیمیت سے تبدیل کر لیتا ہے جیسا کہ ارشاد ہے قولہ تعالیٰ۔

انما اموالکم واولادکم فتنۃ تمہارے اموال و اولاد فتنہ ہیں۔
کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ چیزیں تم کو ذکر الٰہی سے غافل کر دیں۔

آپ کی خلت کا اقتضا تھا کہ ان ہی تین چیزوں سے آپ کی محبت کا جائزہ لیا جائے دوسرے یہ کہ آپ نے انا اول المسلمین کا دعویٰ کیا تھا جس کے معنی از روئے اصطلاح عرفانی یہ ہیں کہ ایک مسلم تسلیم و رضا کی منزل میں سلامت اور ثابت قدم رہے اپنے جسد کی علمی وعملی تمام طاقتیں خدا کو سونپ دے اور اپنی مرضی کو خدا کی مرضی پر قربان کر دے سو چونکہ آپ نے مسلم ہونے کا دعویٰ کیا تھا اور دعویٰ امتحان سے ثابت ہوتا ہے اور علم عمل سے پختہ ہوتا ہے اس وجہ سے بھی آپ کا امتحان میں ڈالنا ضروری تھا۔

خلیلی امتحان اور نوری امتثال

حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا امتحان لیا گیا اور نہایت سخت حکم ہوا کہ اگر مسلمان ہونے کا دعویٰ ہے تو نمرود کے جور و تشدد اور قہرمانی طاقتوں سے مقابلہ کرو فرمایا بہت بہتر سلطنت و حکومت سے ٹکر کھائی اور ایسی کہ استبدادیت کی زنجیر دن کو تار عنکبوت کی طرح توڑ دیا۔ ارشاد ہوا کہ آگ میں کود پڑو بخوشی کود پڑے فرمان ہوا کہ گھر بار چھوڑ دو سر تسلیم خم کر دیا۔ فرمایا باپ سے قطع تعلق کرو۔ قطع کر لیا اور آبائی جذبات کو پامال کر دیا۔

اللہ اکبر صدق و صفا اور تسلیم و رضا کا کیا شاندار مظاہرہ ہے امتحان و ابتلا کی کیسی کٹھن منزلیں ہیں مگر کوہ وقار مئے وحدت سے سرشار ہو کر خلیل ہیں کہ برابر مقامات خلت طے فرماتے جاتے ہیں اور ذرا بر دہ پر بل نہیں آتا۔

ابتلاء عظیم

جان و مال اور عزت و آبرو سب کچھ دے چکے تھے اب کیا باقی تھا سب کچھ اپنے محبوب کے قدموں پر نثار کر چکے تھے اگر باقی تھا تو ایک لخت جگر نور بصر اور بڑھاپے کی آرزو حضرت اسمٰعیل علیہ السلام باقی تھے۔ مطالبہ ہوا کہ اگر عشق و محبت کا دعویٰ ہے تو یہ آخری محبوب چیز بھی دو جگر دے چکے لخت جگر لاؤ اپنے بدن کو آگ میں جھونک چکے اب اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک سے بھی دست بردار ہو جاؤ تیار ہو گئے محبت کی قربانگاہ پر اپنے کلیجہ کی ٹھنڈک اور نور کی پتلی کو بھینٹ چڑھانے پر مستعد ہو گئے خنجر سنبھال لیا اور وہ ساعت سعید آ پہنچی جبکہ آپ کی عاشقانہ اور بیتابانہ حرکات کو ابدیت کی سند ملنے والی تھی اور انسانیت کبریٰ کے سامنے ملکوتیت شکست فاش کھانے والی تھی حکم کی دیر تھی کہ محبت اولاد زیر ہو دریائے عشق نے جوش مارا اور ماسویٰ کی محبت کے پہاڑ کو بہا لے گیا خنجر ہاتھ میں لیا اور جگر گوشہ کو پچھاڑ کر سینہ پر چڑھ بیٹھے عرش عظیم تھرا گیا ملائکہ پر غش آیا زمین و آسمان کو سکتہ ہوا تعلق ماسویٰ گسستہ ہوا اور خیال غیر پسپا ہوا۔ فرشتوں میں آفریں کا غلغلہ بلند ہوا چرند و پرند اور شجر و حجر نے احسنت و مرحبا کا غل مچایا۔ انسانیت اور خلیلیت نے فتح عظیم پائی رحمت کبریائی جوش میں آئی اور مشیت ایزدی اور بندہ نوازی نے آگے بڑھ کر ہاتھ تھام لیا آواز آئی اور اے ابراہیم تم نے اپنے خواب کو پورا کیا ہم احسان اور اخلاص والوں کو یونہی بدلا دیا کرتا ہوں۔

تسلیم و رضا کی اس بیتابانہ آرزو اور شوق شہادت میں چونکہ قوموں کی حیات ابدی کا راز مضمر تھا اور رحمت الٰہی کا اقتضا تھا کہ قربانی کا یہ راز عالم آشکارا ہو اس لئے رسم قربانی کی بنا کرنے والے کو ذبح عظیم کا فدیہ دیکر چھڑا لیا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کا شوق شہادت پورا نہ ہونے پایا دل کی آرزو دل ہی میں رہی۔

ایثار و فدویت کا صلہ

اب امتحان کا وقت ختم ہو چکا تھا دونوں باپ بیٹوں کو بارگاہ خداوندی میں تقرب حاصل ہو چکا تھا اور ان کا صلہ ہونا باپہ تکمیل کو پہنچ چکا تھا شان رحیمی کا ایسا ہوا کہ مانگو کیا مانگتے ہو یہ اشارہ پاتے ہی آرزو ظاہر کی۔

"اے ہمارے پروردگار ہم کو اس بات کی توفیق عطا فرما کہ ہمارا سر تیری ہی چوکھٹ پر جھکا رہے اور ہماری نسل سے ایک ایسی قوم کو پیدا کر جس کا شیوہ تیری فرمانبرداری ہو ہم کو ہماری عبادت کے طریقے سکھا ہماری لغزشوں سے درگذر فرما اس لئے رحم کرنا اور خطاؤں سے درگذر کرنا تیرا شعار خاص ہے اور اے

ہمارے پروردگار ہماری اس نسل کے لوگوں میں ایک ایسا پیغمبر اٹھا جو انہیں تیری آیتیں پڑھ پڑھ کر سنائے اور ان کو تیری آسمانی کتاب کی تعلیم دینے کے ساتھ عقل و حکمت کا درس دے اور ان کے نفوس کا تزکیہ کرے بیشک تو ہر شئے پر غالب اور حکمت والا ہے (القرآن العظیم)

اجابت منتظر تھی عطائے کریمی بے قرار تھی دعا قبول ہوئی یعنی افق فاران سے ایک آفتاب عالمتاب نبوت نے طلوع کیا جس کی ضیا پاشیوں نے ظلمتکدۂ عالم کو بقعۂ نور بنا دیا دین حنیف کی تجدید کی اور فوز و فلاح کی تمہید کی فداکاری اور صدق و اخلاص کے خلیلی کارنامے زندہ کر دیئے اور قلوب معرفت الٰہی کے انوار تجلیات سے بھر دیئے اپنے امتیوں کے قلوب کو جانسپاری اور سرفروشی کے جذبات صادقہ سے لبریز کر دیا اور وابستگان دامن کے لئے دارین کی کامرانیوں کا سامان فراہم کر دیا۔ اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد وبارک وسلم ٭

آدمیت کا غرض سامان مہیا کر دیا اک عرب نے آدمی کا بول بالا کر دیا

دونوں باپ بیٹوں کے صدق و اخلاص کا سرچشمہ ابل کر عملی شکل میں نمودار ہوا یعنی اسلام دنیا میں از سرنو آیا اور اس جاہ و جلال سے آیا کہ تمام روئے زمین کے بت اوندھے ہو گئے اور رگ کفر کو ہمیشہ کے لئے قطع کر دیا۔ باطل پرستی کا خاتمہ کر دیا اور اوہام پرستی کو دریا برد کر دیا اور باطل کا علم سرنگوں اور حق کا بول بالا کر دیا غرض تاجدار ملت کو کیا بڑا صلہ اور انعام ملا کہ ان کی فدویت کی ہر حرکت اور انجام کی ہر جنبش کو ابدیت کا رنگ دے دیا گیا جس کا شاندار مظاہرہ عشرہ ذی الحجہ میں دنیائے اسلام کے تمام مسلمان کرتے ہیں سچ ہے ٭

زندہ ہو جاتے ہیں جو مرتے ہیں حق کے نام پر اللہ اللہ موت کو کس نے مسیحا کر دیا

عید الضحیٰ کی حقیقت

مسلمانو عید قربان کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ہم محض چند جانوروں کی قربانیاں کر دیں اور فوق البھڑک کپڑے پہن کر نمازیں پڑھ لیں اور سمجھ لیں کہ بس عید قربان منالی عید قربان کی حقیقت اور عبرت اندوزیوں اور بصیرت نوازیوں سے آنکھیں بند کر کے اس دن کو لہو و لعب میں ضائع کر دیں۔ اس عظیم الشان اور یادگار جشن خلیلی کا مقصود اصلی یہ ہے کہ ہم اپنے اندر تقویٰ اخلاص اور فدویت کی شان پیدا کریں اور خدا کی راہ میں مرنا سیکھ لیں کیونکہ ہمارا مسلمان ہونا اس وقت مسلم الثبوت اور حق بجانب ہوگا جبکہ ہم اپنے تمام افعال و اعمال میں خلیلی رنگ اختیار کر کے خدا کی راہ میں اپنی عزیز سے عزیز چیز کو قربان کر دینے سے دریغ نہ کریں یہ دن ہر سال کے بعد صرف اس لئے آتا ہے کہ ہمارے اسلامی علمی و عملی جذبات سال کے سال تازہ ہوتے رہیں تسلیم و رضا کا عملی سبق ملتا رہے اور قربانی و جہاد کی روح تازہ رہے جو قوموں کی زندگی کا سرمایہ ہے۔

مقصود قربانی

آج کے دن تمام بلاد اسلام میں اللہ کے ... جشن منایا جاتا ہے اور اس دن ہر مسلمان ابراہیمی و اسمٰعیلی قربانی کی یاد تازہ کرتا ہے مگر صرف جانوروں کا خون اور گوشت ہی اس جشن کے منانے کا مقصد حقیقی نہیں اور نہ ہی جانوروں کا خون اور خوری بنفسہ مرغوب و مطلوب ہے اور نہ اللہ پاک کو گوشت و خون کا ہوس ہے جیسا کہ ارشاد ہے۔

اور تک گوشت و پوست نہیں پہنچتا لیکن تمہارا تقویٰ اور پرہیزگاری اس تک پہنچتی ہے پس قربانی سے تقویٰ اور اخلاص مطلوب ہے۔ درحقیقت اگر غور سے دیکھا جائے تو قوموں کی حیات اور ترقیات کے لئے حسب ذیل چیزوں کی ضرورت ہے جن کے بغیر کوئی قوم اس دار عمل میں فائز المرام اور شادکام نہیں ہو سکتی جو یہ ہیں ایثار۔ جہاد۔ قربانی۔ اعتماد بالصبر۔ اعتماد بالنفس اور سر فروشی و جانسپاری یہی چیزیں سرمایۂ ترقیات ہیں جو عید قربان میں بدرجۂ اتم موجود و نمایاں ہیں انہی جذبات عالیہ کی آبیاری کے لئے عید قربان ہر سال آتی ہے۔

جو قوم ان جذبات فدویت سے ناآشنا ہے وہ دنیا میں کبھی سربلند و سرفراز نہیں ہو سکتی کون نہیں جانتا کہ ہر مقصد کے حصول کے لئے انتہائی جد و جہد اور بڑی سے بڑی قربانی کی ضرورت ہے اور یہی چیز مسلمانوں کے امتیازِ خصوصی میں سے ہے جس کو ہم ننگ اسلاف مسلمان کھو چکے ہیں اور دنیا میں ذلیل و رسوا ہو گئے یہ جذبات وافکار اسلام کی شاندار روایات میں سب سے زیادہ نمایاں ہیں یہی جذبات فدویت تھے جن کی بدولت قرون اولیٰ کے مسلمان ہر جگہ سربلند و کامران تھے اور زندگی کے ہر شعبہ میں کامیاب تھے وہ اگرچہ بے سر و سامان تھے مگر قربانی کے جذبات سے مالامال اور فنا فی اللہ کے نشہ سے مدہوش رہتے تھے یہی وجہ تھی کہ ان کی فتوحات کا سیلاب عظیم بڑی بڑی سلطنتوں کو بہا لے گیا اور ان کا دینی و دنیوی اقتدار دیگر تمام اقتدارات کو ہڑپ کر گیا۔ افسوس کہ مسلمان اسلام کی اصلی روح سے بے بہرہ ہونے کی وجہ سے قربانی کی حقیقت بھول گئے حقیقت کو بھول کر لفظوں کے پرستار بن گئے اور دین کی ہر چیز کو لہو و لعب بنا لیا۔

اسلام نے ہماری تنظیم اور ترقیات کا بہت کچھ سرمایہ ہمارے سپرد کیا تھا جس سے دیگر اقوام متمتع اور فیضیاب ہو رہی ہیں اور ہم قعر و ذلت میں پڑے اپنی نحوست کے دن پورے کر رہے ہیں آج ہم میں اپنی جہالت ناسمجھی اور خود فراموشی سے خود ہی تباہ و برباد ہو گئے آج ہماری قربانیاں صدق و اخلاص خلیلی اور تسلیم و رضائے اسمٰعیلی کا مظہر نہیں بلکہ اکثر لوگ محض نمود و نمائش اور نام آوری کے لئے کرتے ہیں اور یا حقیقت سے نابلد ہونے کی وجہ سے صرف پل صراط کی سواری کا انتظام کر رہے ہیں۔

مسلمانو! یاد رکھو اگر تمہاری قربانیاں نمود و نمائش یا کسی قوم کی دل آزاری کے لئے ہیں اور جذبات خلیلی سے خالی ہیں تو یہ تمہاری قربانیاں خلیلی قربانیاں نہیں صرف گوشت خوریاں اور نام آوریاں ہیں اور بس قربانی کا یہ مطلب نہیں کہ ہاتھ میں چھری لیکر اور اللہ اکبر کہکر ایک جانور کو ذبح کر دیا جائے قربانی کا مقصد یہ ہے کہ ہر حکم الٰہی کے چہرہ سے امتثال امر الٰہی کے راستہ میں حائل ہونے والے تمام تعلقات کو منقطع کر دیں ماسوا کے گلے پر تسلیم و رضا کی چھری پھیر دیں غیر کی محبت دل سے نکال پھینکیں اپنے دل کو غیر اللہ سے پاک کر لیں آبائی اور رسمی تقلید کی جکڑ بندیوں کو توڑ پھینکیں اور صدق و اخلاص سے اپنے قلبوں کو معمور کر لیں یہ ہے قربانی کی روح جس کو مسلمان کھو چکے۔

فرضیت حج کی حکمتیں

اسلامی تعلیم کا ایک نمایاں پہلو رشتۂ اتحاد اور تنظیم ملت ہر اسلامی عبادت میں موجود ہے اور جس میں قوموں کی ترقی کا راز مضمر ہے اسلام وسیع المشربی اور وسعت قلبی کی تعلیم دیتے ہوئے اخوت کے شرف و مجد کو قائم کرنا چاہتا ہے اور تنگ نظریوں و تنگ خیالیوں کی بیخ کنی کرکے تمام دنیا کے مسلمانوں کو رشتۂ اخوت میں منسلک کرنا چاہتا ہے تاکہ حقیقی توحید جلوہ گر ہو اسلام دنیا کے لئے عموماً اور اپنوں کے لئے خصوصاً پیغام محبت اور پیام مودت ہے جو بیگانوں کو یگانہ بناتا ہے روٹھے ہوؤں کو مناتا ہے تفرقات و مناقشات کو مٹاتا ہے۔ تعصبات ملکی و وطنی علمی اور حسبی و نسبی کو جلاتا ہے اور افراد مختلفہ کو ملت واحدہ بناتا ہے محبت و اتحاد کے رشتے استوار کرتا ہے اور سب کو ایک رشتۂ اخوت میں منسلک کرتا ہے۔ نماز روزہ اور حج زکوٰۃ وغیرہ ہر اسلامی اصول میں یہ چیز عام آشکارا اور نمایاں ہے اگرچہ پنجگانہ نماز ایک محلہ میں رشتۂ محبت قائم کرکے ان کی تنظیم کرتی ہے تو اہل شہر و دیہات اور قرب و جوار کے مسلمانوں کا ایک دوسرے سے تعارف اور اخوت کو مستحکم کرنیکی ضرورت جمعہ اور عیدین سے پوری ہوتی ہے اب ضرورت اس امر کی ہے کہ تمام عالم اسلامی میں رابطہ دینی مضبوط ہو اور تمام دنیا کے مسلمانوں کو تبادلہ خیالات اور تعارف کا انتظام کیا جائے جو ایک دوامی کانفرنس کے قائم مقام ہو پس اس ضرورت کے پورا ہونے کیلئے حج کو فرض قرار دیا جو رابطہ دینی اور وحدت الٰہی کے اظہار کا ایک موثر اور دلکش عملی ذریعہ ہے۔

اسلام کا ایک اصول جس پر آج دنیا کی متمدن قومیں للچائی ہوئی نظریں ڈال رہی ہیں اور جس سے یورپ کی آنکھیں خیرہ ہو رہی ہیں وہ مساوات اسلامی ہے جو فخر اسلام کی خصوصیات میں سے ہے۔ حج سے یہ مقصد بھی بوجہ اتم پورا ہو جاتا ہے اور ہر شاہ و گدا، امیر و غریب اور عالم و جاہل ایک ہی لباس ایک ہی حالت ایک ہی وقت اور ایک ہی رنگ میں معبود حقیقی کے دربار میں حاضر ہوتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

پس اے جذبات ابراہیمی کی یاد تازہ کرنے والو عید قربان منانے والو اور دین حنیف کے نام لیوا۔ مسلمانو! اگر تمہارے دل خلیل اللہ کی محبت کی جگہ غیر خدا کی محبت سے بھی ملوث ہیں اگر تمہارے قلوب جذبات ابراہیمی سے خالی ہیں اگر تمہارا سر کسی متمرد انسان مٹی ڈھیر اور کاغذ کے ٹکڑے کے سامنے خم ہے اگر تمہاری گردنوں میں خدا کی محبت کے پھندے اور طوق اطاعت کی جگہ پیر پرستی۔ قبر پرستی رسم پرستی اور اوہام پرستی اور تقلید پسندی ہی گلے کا ہار ہیں اگر تمہارے جسم شریعت کی جکڑ بندیوں کے علاوہ آبائی رسم و رواج کی جکڑ بندیوں کورانہ تقلید کی پابندیوں اور مہاجن قرض و سود کی آہنی زنجیروں سے جکڑے ہیں اور اگر تمہارا ایمان قرآن مقدس کے سوا صحیفۂ رسم و رواج اور دھرم شاستر پر بھی ہے تو سن لو اور کان کھول کر سن لو یہ تمہاری قربانیاں اکارت اور عید قربان کی تمام خوشیاں فریب تخیل اور طفلانہ حرکات ہیں مسلمانو تم قربانی کی روح کھو چکے تمہارے جذبات و تخیلات پر رسمیات کا قبضہ ہے تمہارے جسم تو جسم دماغوں پر خوف غیر اللہ طاری ہے اور غلامی کی زنجیروں سے جکڑے بندھے اور ظلم و استبدادیت کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہو پھر کس منہ سے جذبات خلیلی اور اخلاص اسمٰعیلی کی یاد منانے ہو پہلے قربانی کے صحیح جذبات اپنے اندر پیدا کرو پھر عید قربان مناؤ۔ اے خدائے قدوس اور اے قادر و توانا تو حقیقت اسلام کو فراموش کئے ہوئے اور تباہ شدہ مسلمانوں کو توفیق عطا فرما کہ وہ صحیح معنوں میں مسلمان بنیں ان کو دیدۂ بینا ہو کہ وہ عید قربان کی عبرت و نصیحت آموزیوں سے صحیح جذبات حاصل کریں۔ آمین یا رب العالمین۔

سبحان ربک رب العزت عما یصفون و سلام علی المرسلین والحمد للہ رب العالمین۔

فطرت سلیمہ کی صحیح رہنمائی

(علامہ حضرت مولانا احمد سعید صاحب ناظم اعلیٰ جمعیۃ علمائے ہند)

معرفت الوہیت و وحدانیت کے لئے قدرت نے جس طرح انسان کو جوہر عقل سے آراستہ کیا ہے اسی طرح عالم کو گوناگوں عجائب و غرائب سے مزین فرمایا ہے تاکہ ایک صحیح العقل انسان ان قدرتی مظاہر سے نہایت آسانی کے ساتھ صانع عالم کے وجود پر استدلال کر سکے اور ایک ذکی سی نظر اور تھوڑی سی توجہ کے ساتھ توحید باری اور اس کی الوہیت تک پہنچ سکے اگر عقل سلیم ان مسائل کی عقدہ کشائی کے لئے کافی نہ ہوتی یا موالید ثلاثہ اور اجرام فلکیہ میں رہنمائی کی اہلیت نہ ہوتی تو آسمانی کتب میں عموماً اور خدا کے مقدس کلام اور آخری کتاب میں خصوصاً نہ تو انسانی عقل سے اپیل کیا جاتا اور نہ مخلوقات معلومہ سے امور مجہولہ کے تصور و تصدیق کی تکلیف دی جاتی اور جب دعاوی پر دلائل سے اجتناب ہوتا تو تمثیلات جو محض وضاحت دلائل کے لئے استعمال کی جاتی ہیں وہ بھی بیکار ہو جاتیں حالانکہ ایسا نہیں ہے بلکہ کتب سماویہ میں اس قسم کی چیزیں بکثرت موجود ہیں مثلاً دلائل کا ذکر کرتے ہوئے ان فی ذلک لقوم یتفکرون بیشک ان چیزوں میں اہل فکر کے لئے بہت سے دلائل موجود ہیں ان فی ذلک لآیات لقوم یعقلون ان باتوں میں اہل عقل کے لئے بکثرت دلائل ہیں۔ ان فی ذلک لآیت لاولی الالباب اہل عقل کے لئے اس میں نشانیاں ہیں ان فی ذلک لآیات للمتوسمین اہل علم اور اہل عقل کے لئے ان میں نشانیاں موجود ہیں اگر یہ عقول انسانی سے اپیل نہیں تو اور کیا ہے۔

اسی طرح جابجا مصنوعات و مخلوقات سے ان الفاظ میں استدلال فرمایا ہے ومن آیاتہ ان خلقکم من تراب ثم اذا انتم بشر تنتشرون خدا کی نشانیوں میں سے یہ بھی ایک نشانی ہے کہ اس نے مٹی سے بشر کو بنایا ایک جگہ ارشاد فرماتے ہیں والانعام خلقھا لکم فیھا دفء ومنافع ومنھا تاکلون ولکم فیھا جمال حین تریحون وحین تسرحون وتحمل اثقالکم الیٰ بلد لم تکونوا بالغیہ الا بشق الانفس ان ربکم لرؤف رحیم والخیل والبغال والحمیر لترکبوھا وزینۃ ویخلق ما لا تعلمون۔ انسانی ضروریات کے لئے چوپاؤں کا پیدا کرنا اور ہر ضرورت کے لئے اسی کے مناسب جانوروں کا پیدا کرنا یہ خدا ہی کا کام ہے۔

جمادات کے وجود سے اس طرح استدلال فرماتے ہیں وجعلنا فیھا رواسی فصلت اور الم نجعل الارض مھادا والجبال اوتادا کیا زمین پر پہاڑوں کو پیدا کرنا خدا کی قدرت اور اس کی طاقت کا کام نہیں ہے۔

نشأۃ ثانیہ پر نباتات کی روئیدگی سے استدلال کیا ہے والبلد الطیب یخرج نباتہ باذن ربہ فاخرجنا بہ من کل الثمرات کذلک نخرج الموتیٰ لعلکم تذکرون کیا جس طرح زمین سے خدا نباتات کو اگاتا ہے اس طرح تم کو مرنے کے بعد زمین سے نہ پیدا کر سکیگا۔ وتری الارض ھامدۃ فاذا انزلنا علیھا الماء اھتزت وربت وانبتت من کل زوج بہیج:

ولمن آیاتہ انک تری الارض خاشعۃ فاذا انزلنا علیھا الماء اھتزت وربت ان الذی احیاھا لمحی الموتیٰ جو مردہ زمین کو پانی کے چند قطروں سے زندہ کر سکتا ہے وہ مردہ انسان کے زندہ کرنے پر بھی قادر ہے۔

موالید ثلاثہ کے ساتھ ساتھ عالم علوی سے استدلال ملاحظہ ہو افلم ینظروا الی السماء فوقھم کیف بنینٰھا وزینٰھا وما لھا من فروج آسمان کی جانب بھی تو غور و فکر کی نظر سے دیکھو اس کی ساخت اور اس کی تزئین آخر کس نے کی ہے۔

اجرام فلکیہ کو کس بہترین طریقہ سے پیش کیا گیا ہے والقمر قدرنٰہ منازل حتیٰ عاد کالعرجون القدیم لا الشمس ینبغی لھا ان تدرک القمر ولا الیل سابق النھار وکل فی فلک یسبحون چاند اور سورج کی حرکت پر غور کرو آخر ان کو اپنے محور پر گردش کے لئے کس نے مجبور کیا ہے۔

اجرام فلکیہ میں سب سے بڑے جسم کی تسخیر کے ذریعہ سے اپنی توحید پر استدلال کا عجیب و غریب طرز اختیار کیا ہے قل ارایتم ان جعل اللہ علیکم الیل سرمدا الیٰ یوم القیٰمۃ من الٰہ غیر اللہ یاتیکم بضیاء افلا تسمعون قل ارایتم ان جعل اللہ علیکم النھار سرمدا الیٰ یوم القیٰمۃ من الٰہ غیر اللہ یاتیکم بلیل تسکنون فیہ افلا تبصرون بتاؤ اگر خدا تعالیٰ سورج کو طلوع یا غروب سے روک دے تو سوائے خدا کے دوسرا کون ہے جو اس کو غروب کر سکے۔

ان دلائل کو مختلف مثالوں سے جابجا تفصیل کے ساتھ واضح کر دیا ہے جس سے یہ بات بخوبی سمجھ میں آگئی ہوگی کہ اگر کوئی ذی عقل انسان موجودہ مخلوقات پر ایک منصفانہ لیکن غور و فکر سے بھرپور نظر ڈالے تو وہ آلٰہیات کے متعلق ایک ایسے نتیجہ پر پہنچ سکتا ہے جو رفع درجات کے لئے نہ سہی لیکن نجات کے لئے تو ضرور کافی ہو سکتا ہے۔

انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی ضرورت

ممکن ہے یہ شبہ کیا جائے کہ اگر عقل صحیح الٰہیات کے مسئلہ میں رہنما بن سکتی تھی تو انبیاء کے لئے کونسی ضرورت داعی تھی یہ شبہ یقیناً اس وقت صحیح ہو سکتا تھا جب دنیا فطرت سلیمہ اور عقل صحیح کا جائز استعمال کرتی افسوس تو اسی کا ہے کہ لوگوں نے اس نعمت خداوندی کا صحیح استعمال نہیں کیا خداداد عقل و دانش کا استعمال جس قدر مادیت کے حصول میں کیا گیا اگر اس کا عشر عشیر بھی صانع کائنات اور خالق موجودات کی ہستی اور اس کی وحدانیت پر غور کرنے کے لئے استعمال کیا جاتا تو یقیناً آج دنیا کے انسان ایک دوسرے کے جس سے نہ صرف دنیاوی زندگی میں امن و اطمینان حاصل ہوتا بلکہ وہ خالق کی نظر میں بھی محبوب ترین اور صراط مستقیم شمار کیا جاتا انبیاء کی ضرورت بالکل مرتفع ہو جاتی تا اگر باقی بھی رہتی تو رفع درجات اور تقرب [illegible] اگرچہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے نفوس قدسیہ [illegible]

میں بھی استغنا تام نہیں حاصل کرسکتی تھی پھر بھی ان کے دامنے ہرگز یہ حضرات کے مصاحب میں بہت کچھ کمی واقع ہوسکتی تھی دنیا نے فجور اور تقویٰ کی دو راہوں میں سے خطرناک راستہ اختیار کیا اور بجائے قد افلح من زکّٰھا کے قد خاب من دسّٰھا کے مصداق بنے یہ خدائے رؤف و رحیم کا رحم تھا کہ اس نے تمرد طغیان کے اس امنڈتے ہوئے سیلاب کو سد ود کرنے کی غرض سے ارواح طیبہ اور نفوس قدسیہ کا نزول فرمایا تاکہ وہ گمراہوں اور سرکشوں کو ان کے وعید و ان سے متنبہ فرمائیں اور ان کو بتائیں کہ وہ اپنی عقل سلیم سے کس طرح غلط اور ناجائز فائدہ اٹھا رہے ہیں خدائے عز وجل کی یہ مہربانی ہے کہ اس نے محض عقول انسانی پر اپنے محاسبہ کی بنیاد قائم نہیں فرمائی ورنہ اندیشہ تھا کہ سوائے چند نفوس کے کسی کو بھی ابدی نجات کی ہوا نہ لگتی انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کی اس روک تھام کے باوجود بھی ان معصوموں نے ساتھ امتہ اُدم کی سرکشی نے جو سلوک کیا وہ ظاہر ہے یہ بدنصیب خود تو اپنی فطرۃ سلیمہ سے کیا کام لیتے رونا تو یہ ہے کہ خدا کے نبیوں کی پند و نصائح کے باوجود بھی غور و فکر کے لئے تیار نہ ہوئے غلط راستہ پر نہ صرف اعتقاد کیا بلکہ ضد اور ہٹ دھرمی کا ثبوت پیش کیا صحیح راستہ بتانے والوں کے لئے روحانی اور جسمانی تکالیف کا سامان مہیا کرنے میں تمام عقل خرچ کر دی الوہیت و وحدانیت کے اقرار کے بجائے عالم کی تخلیق کا خود اس کے اجزائے ترکیبیہ کو سبب قرار دیا اور توحید کے بجائے خود المصنوعات کو موثر بالذات سمجھکر ان کی پوجا میں مشغول ہوگئے جب انبیا کی موجودگی میں ان بیوقوفوں نے عقل کی دولت کو اس بے دردی سے برباد کیا تو بھلا ان کی عدم موجودگی میں نہ معلوم یہ ظالم کیا کرتے اسی بنا پر ہر زمانہ کے نبی نے اپنی اپنی قوم کی نبض شناسی کرتے ہوئے اس ہی قوم کے ہتھیاروں کو بیکار ثابت کرنے کی کوشش کی ہے اور اپنی قوم کو یہ بتایا ہے کہ جن چیزوں سے تم شرک کی بلا میں مبتلا ہوتے ہو وہ ہی چیزیں تم کو ہدایت اور توحید الٰہی کا سبق دے سکتی تھیں بشرطیکہ تم اپنی عقل سے کام لیتے اس سلسلہ میں حضرت سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم اس قدر روشن اور صاف ہے کہ اگر نمرود کا تمرد اور سرکشی اسے تھوڑا سا موقع دیتی تو وہ بدنصیب اپنی تمام طاقت کو ابراہیمی مشن کی کامیابی میں خرچ کرتا اور کبھی حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ناکام مقابلہ کے لئے آمادہ نہ ہوتا لیکن بُرا ہو ضد اور تعصب کا بُرا ہو خود پرستی اور خود نمائی کا یہ بیماریاں نہ صرف بھلے راستہ کے لئے سد راہ ہوتی ہیں بلکہ جو بدنصیب انسان ان امراض میں مبتلا ہو جاتا ہے وہ دارین کی سعادت سے ابد الآباد کے لئے محروم کر دیا جاتا ہے۔

سیدنا ابراہیمؑ کی قوم

بابل کی تہذیب بھی دنیا کی ان تہذیبوں میں سے ہے جس پر دنیا نار آج بھی بڑے فخر و مباہات کا اظہار کر رہے ہیں بابل کے کھنڈرات نے موجودہ تاریخ نویسوں کی معلومات میں بہت کچھ اضافہ کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک مادی طاقت کو اپنے تحفظ کے لئے جن آلات یا سامان کی ضرورت ہوتی ہے وہ سب کچھ اس سلطنت میں موجود تھے بابل چونکہ سحر اور جادوگری کا مرکزی مقام تھا اس لئے جادو کی قوت گویا انسانی عقل کا کرشمہ ہے علم نجوم کے کمال سے تعبیر کرو بہر حال اس قوم کے پاس وہ سب کچھ تھا جو ایک دنیاوی طاقت کے پاس ہوا کرتا ہے بلکہ آجکل جو کچھ ... کا حصہ ... ان ... سلطنت لودی کا عکس ہے ... میں

بھی چیزیں مہیا کرتی ہیں عنوان کچھ بھی ہو لیکن مطلب ایک ہی ہوتا ہے یعنی زبردست اور ظالموں کا کمزوروں پر حکومت کرنا بابل کی زر دوست قوم کے پاس سب کچھ تھا بڑے بڑے عالیشان محل تھے شاہی دال فوج تھی خزانہ میں کروڑوں روپیہ موجود تھا سی آئی ڈی اور پولیس کی تعداد بھی کافی تھی عدالتیں باقاعدہ تھیں جیل خانہ کا انتظام بھی اچھا تھا اگر کیبو کونسل بھی دفادار تھی علم نجوم کی بنا پر برسوں پہلے کا انتظام کیا جاتا تھا سزا کے طریقے بھی نہایت سخت تھے غرض یہ سب کچھ تھا ہاں اگر نہیں تھا تو اتنی بڑی تہذیب میں خدا کی پرستش کا تذکرہ نہ تھا فطرت سلیمہ اس راہ میں گمراہ تھی عقلا کے اذہان وافہام خالق کے تصور سے یکسر خالی اور بے بہرہ تھے اجسام علویہ اور اجرام فلکیہ کو موثر بالذات سمجھتے تھے عبادت بھی کرتے تو کواکب کی بادشاہ پرستی ان کی تہذیب کا جزو لاینفک تھا ان کی عقل صحیح کو چند لمحات کی مہلت بھی میسر نہ تھی جس سے وہ خدا کی ہستی پر غور کرتی انسان تھے لیکن فطرت سلیمہ اور عقل صحیح کی نعمت سے کامل حصہ دیا گیا تھا لیکن باوجود اس نعمت خداوندی کے افمن زین له سوء عمله فرآه حسنا کے مصداق تھے ان کی عقل نے مادہ پرستی کی تمام راہیں ان پر سہل کر دی تھیں اگر کوئی کام مشکل اور صعب ترین تھا تو وہ خدائے قدوس کی وحدانیت اور اس کی عبادت کا فعل تھا تمام کام آسان تھے بڑے علام کی کوٹے واقف تھے لیکن اگر بےخبر تھے تو صرف خدا کی وحدانیت اور اس کی مقدس ہستی سے لاعلم تھے تو خالق کائنات اور صانع موجودات سے غافل تھے تو خدا پرستی سے جاہل تھے تو انبیا کی تعلیم سے کوئی کام مشکل تھا تو صرف وحدہٗ لاشریک پر ایمان لانا ومن یرد ان یضلّه یجعل صدره ضیقا حرجا کانما یصعد فی السماء اللہ تعالیٰ جس کی ہدایت کا ارادہ نہ کرے اس پر ہدایت اتنی ہی مشکل معلوم ہوتی ہے جیسے کسی کو آسمان پر چڑھنا۔

سیدنا ابراہیمؑ کی پیدائش

نمرود پرستوں کی طغیان و سرکشی نے حد سے تجاوز کیا ان بدنصیبوں نے سنت اللہ کے علم مہلت اور ڈھیل سے ناجائز فائدہ اٹھانے کی کوشش کی انھوں نے امہال خداوندی کو ازدیاد اثم کا ذریعہ بنایا انما نملی لهم لیزدادوا اثما ان ظالموں نے آسمان و زمین کی برکتوں سے اخذ و عذاب بغتۃ اور فلتۃ کی استعداد بڑھائی حتی اذا فرحوا بما اوتوا اخذنٰهم بغتة فاذا هم مبلسون انہوں نے آہستہ آہستہ سادہ لوح رعایا کی جماعت کو بھی اپنے زہریلے اثر سے متاثر کرنا شروع کر دیا لوگوں کی اس امانت پر جسے فطرۃ سلیمہ کہتے ہیں ڈاکہ ڈالنا شروع کر دیا نمرود کی تصویریں ایک ایک گھر میں پرستش کے لئے رکھی گئیں بادشاہ پرستی کا قانون وضع کیا گیا اطاعت و پرستش کے دو لفظ ہم معنی قرار دیئے گئے۔

بادشاہ کی پوجا و نیاز داری کی شرط قرار پائی اس استبدادیت و گمراہی کے مقابلہ میں لب کشائی کرنے والے سخت سے سخت عذاب میں مبتلا کئے گئے ما سکا علی الاعلان خون کیا گیا۔

یہ تمام سامان عذاب خداوندی اور غضب الٰہی کی دعوت کے لئے کافی تھے لیکن قدرت کے علم قانون کے موافق رحمت نے پھر ایک دفعہ سبقت کی فطرت سلیمہ کے غلط استعمال ہی کو صرف مواخذہ کی علت قرار نہیں دیا بلکہ ظالموں کو غور و فکر کا ایک آخری موقع دیا گیا بطش و گرفت سے پہلے حضرت ابراہیم کی بعثت کو ضروری قرار دیا گیا تاکہ بھولے ہوئے سبق کو یاد کرا سکے اتمام حجت کیا جائے غفلت ... سے

ممدہ ہوا ہونے اور تقلید آبائی سے رجوع کرنے کی غرض سے بطور آخری تنبیہ اور انقطاعِ حجت کے خلیل اللہ کو مبعوث کرنے کا اعلان کیا گیا تاکہ کفار کو اور ساختہ کردہ باتوں میں سے کسی ایک کے کہنے کا حق ہی نہ رہے انا کنا عن ھذا غافلین او تقولوا انما اشرک اباؤنا من قبل وکنا ذریۃ من بعدھم افتھلکنا بما فعل المبطلون نبیوں کو اس لئے بھیجا تاکہ کوئی قیامت کے دن اپنی غفلت اور آبائی تقلید کا عذر نہ کر سکے۔

ابھی یہ خدا کا بندہ صلبِ آزر سے منتقل بھی نہ ہوا تھا کہ ماہرینِ فنِ نجوم نے قضاء و قدر کی چغلی کھائی نمرود کو کسی آنے والے خطرہ سے آگاہ کیا گیا جو ایک نوزائیدہ بچے کی صورت میں ظاہر ہونے والا تھا۔ کونسل کا غیر معمولی جلسہ طلب ہوا اور قائمی تدابیر غور کرنے کی غرض سے سب کمیٹیاں قائم کی گئیں۔ نجومیوں نے جو شب رحمِ مادر میں منتقل ہونے کی مقرر کی تھی اس رات تمام عورتوں کو مردوں سے علیحدہ رکھنے کا اہتمام کیا گیا تو الد و تناسل کی صلاحیت رکھنے والے مردوں کو شہر سے باہر کر دیا گیا حکم تھا کہ کوئی مرد شہر میں نہ رہنے پائے فصیل کے دروازوں پر معتمدین کو نگراں بنایا گیا۔ آزر جو تقرب نمرودی کے باعث وفاداری میں خاص امتیاز رکھتے تھے حاجبین و بوابین کے نگراں مقرر ہوئے۔ غرض اس مضحکہ خیز طریقہ سے نمرودیوں نے قضا و قدر کا مقابلہ کیا۔ سب کچھ کیا گیا باوجود اسکے اور نا کام روک تھام کے مادہ پرستوں کو ذلیل شکست کا منہ دیکھنا پڑا وہ ہو گیا جو خدا چاہتا تھا قدرت کے کرشمہ ساز ہاتھوں نے آزر کو اس امانت سے جو ان کو نسلاً بعد نسل ودیعت کی گئی تھی ہمیشہ کے لئے سبکدوش کر دیا ایک شریف خاتون اس امانت کی ذمہ دار بنائی گئی محافظین اور شاہی معتمدین خائب و خاسر کھڑے رہ گئے واللہ غالب علی امرہ ولکن اکثر الناس لا یعلمون۔

فلک آشیاں طبقہ میں قضی الامر کی صدا گونجی ادھر مادہ پرستوں میں غل مچا نجومیوں نے سر پیٹ لیا۔ قضا و قدر کے وشاۃ و غمازین نے سینہ کوبی کی جگہ دل میں جاء الحق و زھق الباطل کا نعرہ بلند کیا قدرت نے مادہ پرستوں کو نظر استعجاب سے دیکھ کر کہا کہ خدا کا منشا پورا ہو گیا آنے والا خطرہ صرف نو مہینے کی مسافت پر ہے اگر کوئی انتظام کر سکتے ہو تو کر لو۔

کواکب پرستوں کی ایک اور حماقت

شکستِ خوردگانِ قضا و قدر نے پہلی شکست کو شکست نہیں سمجھا اور بدنصیبوں نے ایک دوسرا محاذِ جنگ قائم کر لیا اب کی دفعہ حاملہ عورتوں کی حفاظت کا انتظام کیا گیا ہر نوزائیدہ اور معصوم بچہ کو اپنا حریف سمجھ کر موت کے گھاٹ اتارا گیا اور نہ معلوم اقتدار پسندوں نے کتنے ہزار بے گناہ بچے اس طرح اپنی سفاکی اور بادشاہ پرستی کی نذر کر دیئے لیکن قدرت کی زبردست طاقت نے ظالموں اور جاہلوں کو اس محاذ پر بھی شکست دی آزر یا تارخ کی بیوی مثلی شروع شروع میں اپنے حمل کو چھپاتی رہیں آخر انہوں نے اس ہونے والے بچے کی اتنی محبت نمرود پرست باپ کے دل میں پیدا کر دی اور وہ اس پر رضامند ہو گئے کہ اگر لڑکا پیدا ہوا تو اسے زمانہ بلوغ تک پوشیدہ رکھا جائے اور نمرود کی خدمت میں اس وقت تک پیش نہ کیا جائیگا جب تک وہ نمرود کی خدائی کا معترف نہ ہو جائے۔

قنار بابل کا ایک غار وضع حمل کے لئے مقرر کیا گیا ایک دن رات کی تاریکی اور سناٹے کی خاموشی نے حضرت خلیل کی والدہ مثلی کو اس امانت سے سبکدوش کر دیا جو ان کو اسی غرض کی ایک رات میں ان کے خاوند تارخ نے شہرپناہ کے بڑے لیکن مقفل دروازے کے قریب ودیعت کی تھی۔

پرستارانِ نمرود کو اس محاذ پر بھی شکست ہوئی واقفین علم نجوم اور ماہرین علم سیارات نے نمرود اور اس کی کونسل کو اس ذلیل شکست کی اطلاع دیدی اور صاف کہہ دیا کہ اے رب السموات والارض جس خطرہ کا اندیشہ تھا وہ عالم علوی کو طے کر چکنے کے بعد زمین کی پہنائی کو چیرتا ہوا منازل سفر کو نہایت تیزی سے عبور کرتا ہوا شہر بابل کی فصیل سے ٹکرا رہا ہے۔ خداوند زمین و زمان جس بچہ کی تلاش میں ہزاروں بچے ذبح کئے گئے جس خطرہ کے خوف سے ہزاروں گھروں کو برباد کیا گیا ہزاروں عورتوں کی گودیاں خالی کرائی گئیں وہ بچہ پیدا ہو گیا اور اس وقت تک زندہ ہے تندرست ہے آپ ہی کے دربار کا ایک معتمد علیہ اس کا نگران و محافظ ہے اگر خداوندِ ملک کو بچانا ہے اور خدائی کا تحفظ مقصود ہے تو اس بچہ کو آزاد نہ چھوڑا جائے ہم نے حقِ غلامی ادا کر دیا اب حضور کو اختیار ہے آپ تمام معاملات کو خوب جانتے ہیں کیونکہ آپ عالم اور صانعِ موجودات ہیں۔

ماہرین فن کی اس ساحرانہ تقریر نے نمرودیوں کی سٹی گم کر دی وہ ایسے مبہوت و متحیر ہوئے کہ کوئی تدبیر نہ کر سکے صرف تارخ پر مختلف طریقوں سے دباؤ ڈالا گیا لیکن تارخ نے اپنے اعتماد اور ہر دلعزیزی کی بدولت نمرود کی آنکھوں میں ایسی آنکھوں میں خاک جھونکی کہ تمام ارکانِ حکومت نہ صرف مطمئن ہو گئے بلکہ آزر کے لئے کونسل میں اعتماد کی تجویز پاس ہو گئی مادہ پرستوں نے اس محاذ پر ایسی منہ کی کھائی کہ اگر عقل صحیح سے تھوڑا سا بھی کام لیتے تو ہدایت کے راستے کو نہایت آسانی کے ساتھ حاصل کر سکتے تھے مگر یہ فسق و فجور کے پتلے اور ضلالت و گمراہی کے مجسمے اس قسم کی ٹھوکروں سے کب سنبھلنے والے تھے بہرحال سیدنا ابراہیم کی پرورش شروع ہوئی تھوڑے عرصہ میں ماں باپ پہچاننے کی صلاحیت پیدا ہو گئی رات کی تاریکی میں ان کی والدہ مثلی ان کو غار سے لیکر باہر بیٹھ جاتیں اور شب تاریک کی سیاہ چادر پر چمکتی ہوئی چنگیوں سے کھلایا کرتیں یہ حضرت ابراہیم کے لئے کائنات کی سیر کا ایک بہانہ تھا اگرچہ ابھی طریقہ استدلال کی صلاحیت پیدا نہ ہوئی تھی لیکن پھر بھی باوجود ماں باپ کی ضد اور اصرار کے کسی تارے کے سلام کو نہ تو کبھی ہاتھ اٹھایا اور نہ کبھی کسی چمکتے ہوئے سیارے کے سامنے اظہارِ عبودیت کی غرض سے پیشانی جھکائی قدرت کی اس گوناگوں رنگینیوں کو دیکھ کر کبھی ہنستے کبھی روتے اور کبھی خاموش ہو جاتے ماں باپ اس نونہال کی چمکتی ہوئی پیشانی کو چومنے لگاتے اور شبِ گیسو دراز کی زلفیں سمٹنے سے پہلے اپنی امیدوں کے اس مرکز کو غار میں چھپا دیتے اور اپنے اعتقاد کے مطابق زہرہ یا مشتری کے سپرد کر دیتے آہستہ آہستہ کیوں اور کیا چگونہ و چرا استفہام و استدناک کی قابلیت پیدا ہوئی۔ یہ بچہ بچہ نہ تھا بلکہ ہزاروں برگزیدہ ہستیوں کی امانت اور صدہا استوں کا مجموعہ تھا۔ تنہا تھا لیکن لاکھوں اور کروڑوں کا ہم وزن تھا ان ابراھیم کان امۃ قانتا للہ حنیفا ولم یک من المشرکین شاکرا لانعمہ۔

فطرتِ سلیمہ کا اثر

من وتو کی صلاحیت پیدا ہوتے ہی کسی پوشیدہ شئے کی تلاش شروع ہوئی ابتدا میں ماں سے اور آگے چل کر آزر سے سوالات کا سلسلہ شروع ہوا کبھی ربوبیت کے انتہائی مرجع سے سوال کیا جاتا تھا اور کبھی خالقِ کائنات کو دریافت کیا جاتا تھا کبھی ستاروں

کے محور سے بحث ہوتی تھی تو کبھی اجرام فلکیہ کے اثرات پر غور کرنے کی درخواست کی جاتی تھی ماں باپ کبھی خود رب ہونے کا اظہار کرتے کبھی نمرود کو رب بتاتے اجرام فلکیہ کو مؤثر بالذات سمجھانے کی کوشش کرتے اپنے اپنے فہم و ادراک کے مطابق دونوں ماں باپ بادشاہ پرستی کی تعلیم دیتے تھے لیکن اس چھوٹے سے بچے کو کسی طرح اطمینان نہ ہوتا تھا۔

جب کبھی یہ نمرود کے رب کا سوال کرتا تو دونوں ماں باپ پر بڑا شاق گذرتا ماں کبھی کبھی اس قسم کے سوالات کو نرمی سے روکنے کی کوشش کرتا تو آپ خاموش ہو جاتے لیکن جب باپ کا غصہ اتر جاتا تو پھر دریافت کرتے کہ جب بادشاہ بھی ہم ہی جیسا انسان ہے تو اس کو اپنی بقاء زندگی کے لئے کسی مربی کی ضرورت کیوں نہیں کبھی فرماتے کہ اگر آسمان کے ستارے ہر شے میں مؤثر ہیں تو آخر ان میں یہ اثر کس نے رکھا ہے جب کبھی آزر کو عاجز دیکھتے تو فرماتے مجھے نمرود کے پاس لے چلو شاید وہ میری تسلی کر دے آخر مجھے یہاں جنگل میں کیوں رکھا ہے میں تمہارے رب سے خود اس کی ربوبیت کے متعلق گفتگو کروں گا شاید کہ وہ اپنی خدائی کے متعلق مجھے مطمئن کر سکے تارخ اس خواہش کے پورا کرنے سے انکار کر دیتے تو حضرت ابراہیم نمرود کی ضروریات زندگی کے متعلق مکالمہ شروع کر دیتے اسکے کھانے اور پینے نیز دیگر حوائج کے متعلق گھنٹوں بحث و مباحثہ ہوتا ماں اور باپ دونوں سے اپیل کرتے کہ بھلا جو خود محتاج ہو وہ خدا کیسے ہو سکتا ہے باپ اس امر کی کوشش کرتا کہ طبیعت کو دوسری جانب متوجہ کرے لیکن سیدنا ابراہیم کو جس گفتگو اسی مسئلہ سے دلچسپی تھی آزر نے اپنی کمزوری کو محسوس کیا تو بعض اپنے مخصوص دوستوں کے ذریعہ اس نونہال کا اطمینان کرانا چاہا لیکن حضرت ابراہیم کی فطرت سلیمہ ایک لمحہ کے لئے بھی کسی انسان کو خدا تسلیم کرنے کے لئے تیار نہ ہوئی آزر کے مخصوص دوستوں کی آمد و رفت بعض دفعہ تمام تمام رات اسی بحث میں گذر جاتی اور صبح کے وقت حضرت ابراہیم مایوس ہو کر پھر غار میں چلے جاتے اور دن بھر تھکا اور پریشان رہتے جب قوم کے لوگوں سے اطمینان نہ ہوا تو حضرت

نوائے لا احب الافلین

ابراہیم نے عالم کی مختلف چیزوں پر غور کرنا شروع کیا بعض دفعہ رات رات بھر اسی غور و فکر میں گذر جاتی اس قدر محنت و جانکاہی کو دیکھتے ہوئے قدرت کی طرف سے رہنمائی شروع ہوئی یہ ہدایت کسی کسب کے صلہ میں نہ تھی بلکہ صرف موہوب لہ میں مذہبی صلاحیت کا اظہار تھا پس جس کام کے لئے باری عز اسمہ نے اپنے خلیل کو پیدا کیا تھا اس کام کا وقت آ گیا اگرچہ اس غار کی صورت غار حرا کی سی نہ تھی لیکن اس سے ملتی جلتی ضرور تھی غار کو مجاہدے اور سعی طلب کا ذریعہ بنا لیا گیا تاکہ وہ فطرت کی مذہبی رفتار کا نا تو قائم رہے اور کسی مسبب کا سبب اور کسی معلول کی علت ظاہر ہو جائے۔

والذین جاهدوا فینا لنهدینهم سبلنا جو کچھ ملنے والا تھا وہ تو پہلے ہی مقدر ہو چکا تھا ازل کی نظر انتخاب کو کون پھیر سکتا تھا لیکن محض اس قاعدے کے اثبات کی ضرورت تھی کہ تلاش کرنے والے پاتے ہیں اور صحیح قدم اٹھانے والے کامیاب ہو جاتے ہیں جستجو کرنے والوں کا خیر مقدم کیا جاتا ہے اور فطرت سلیمہ کے جائز استعمال کرنے والے توحید الٰہی کے قائل ہی ہوا کرتے ہیں چنانچہ خلیل کی سچی طلب نے خلیل کو حاصل کر ہی لیا اور لطف تو یہ ہے کہ جنگل میں بیٹھے بیٹھے وہ چیز حاصل ہو گئی جس سے آجکل کے بڑے بڑے سیاح محروم ہیں۔

وکذلک نری ابراهیم ملکوت السموات والارض۔

ملکوت کی رویت کے بعد ایقان میں تخلف ناممکن ہے قلب کو اطمینان حاصل ہو چکا تھا اور زمین کے لئے عرصہ سے بے چین تھے وہ شئے مل گئی تو والد کے دوستوں کی جانب متوجہ ہوئے اور عالم علوی کے پرستاروں کو انہی کے اسلحہ سے مجروح کر دیا تغیرات اشیاء کا حدوث ثابت کرتے ہوئے خالق عالم اور فاطر السموات والارض کی جانب متوجہ کیا تبلیغ کا نیا طریقہ ایجاد کیا گیا حکمت اور موعظہ حسنہ کی بنیاد ڈالی گئی اور نہایت ہی احسن طریقہ پر خصم کے دلائل کو پارہ پارہ کر دیا ابتدا میں نہایت سے اطمینان دلایا کہ اچھا اس کوکب درخشاں کو رب مان لیتا ہوں بشرطیکہ شان ربوبیت پر قائم رہے تھوڑی دیر نہ گذری تھی کہ افق مغرب سے چاند طلوع ہوا قمر کی روشنی میں کواکب کا نور کالعدم ہو گیا زہرہ جس کی ربوبیت علی سبیل التنزل تسلیم کر لی گئی تھی پھیکا پڑ گیا حضرت ابراہیمؑ نے فوراً ہی فرمایا

انی لا احب الافلین

ایک فقرہ سے مقابل کی دلیل کو ختم کر دیا اور زہرہ کی ربوبیت سے فوراً انکار فرماتے ہوئے مشرکین کو اس طرح اطمینان دلایا کہ میں قمر کو جو زہرہ سے زیادہ روشن اور بڑا ہے رب تسلیم کر لیتا ہوں بشرطیکہ اس میں وہ عیب نہ ہو جو پہلے معبودوں میں نمایاں ہوا مناظرہ کی اس صورت نے خصم کے جذبات کو بھی قابو میں رکھا اور معبودان باطل کا قلع قمع بھی ہو گیا اس مؤثر پیرایہ نے کواکب پرستوں کو ساکت کر دیا رات کا آخری حصہ ختم ہو رہا تھا کہ آفتاب کی آمد شروع ہوئی چاند کا نور سلب ہونا شروع ہوا جو صورت زہرہ کو پیش آئی تھی وہی حال قمر کا ہوتا نظر آیا حضرت ابراہیمؑ نے پھر توجہ دلائی اور اب کی دفعہ ایک لطیف پیرایہ میں اپنے مطلب کا اظہار اس طرح فرمایا لئن لم یهدنی ربی لاکونن من القوم الضالین۔

ربوبیت اصلیہ کی طرف توجہ دلا کر فوراً ہی اپنے خصم کو پھر سنبھالا کیونکہ ابھی اس کے ترکش میں ایک اور تیر موجود تھا اور یہی وہ آخری چیز تھی جس پر اجرام علوی کے پرستاروں کو پورا ناز تھا حضرت ابراہیم چاہتے تھے کہ قوم کے آخری معبود کو بھی اسی میدان میں شکست دیدوں جب ان کا سب سے بڑا رب شکست کھا جائے گا تو پھر صاف صاف اپنے عقیدے کا اظہار کر دوں گا خصم کی اس آخری حجت کو اور مجروح کر دیا جائے تاکہ اس کا ہاتھ خالی رہ جائے اور پھر نہایت آزادی کے ساتھ کلمۃ الحق کا اعلان شروع کر دوں چنانچہ لم یهدنی ربی کا اندمال هذا ربی هذا اکبر سے کیا گیا قوم کو اطمینان ہو گیا کہ ہمارا یہ آخری معبود اس نوجوان اور متلاشی حق کو تسلی دیدے گا هذا اکبر کے الفاظ نے اس امید کو اور بھی قوی کر دیا لیکن شام سے پہلے آفتاب کی حالت بگڑنی شروع ہوئی حضرت ابراہیم جو ملکوت السموات والارض سے پہلے ہی واقف ہو چکے تھے انہیں یہ سب کچھ معلوم تھا اور وہ اپنی قوم کو اسی کے مسلمات سے شکست دینا چاہتے تھے سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے یہ کام اس خوش اسلوبی سے انجام دیا کہ کواکب پرستوں کو منہ دکھانے کی جگہ باقی نہ رہی اور ادنیٰ سے لیکر اعلیٰ تک جملہ اجرام علوی کا بطلان کر دیا شام تک آفتاب بھی اسی گھاٹ پر جا پہنچا جہاں اس سے پہلے اس کے دونوں حریف روپوش ہوئے تھے حضرت ابراہیم نے اس آخری اور سب سے بڑے معبود کو شکست دینے کے بعد نہایت زور کے ساتھ اعلان کیا یا قوم انی بریٔ

وما تشرکون۔

چونکہ معبودان باطلہ کی شکست کا پورا یقین ہو چکا تھا اور مشرکین و ملحدین دلائل و حجت اور براہین سے قطعی تہی دامن تھے اور ان کا تمام علم و کمال فلسفہ اور منطق ایک اشارہ ابراہیمی میں ختم ہو چکا تھا تو اب سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے شرک سے بیزاری کا اعلان کرتے ہوئے معبود حقیقی کے اوصاف کی جانب اس گمراہ قوم کو متوجہ کیا تاکہ معبودان باطلہ کی ذلت کے ساتھ ہی اللہ جل جلالہ کی عزت اور رفعت شان سامنے آجائے اور قوم کو یہ سوال کرنے کی ضرورت باقی نہ رہے کہ کواکب کو چھوڑ کر کیا کریں۔ سیدنا خلیل نے اپنے اس ایقان کا جو ملکوت السموات والارض کی سیر سے حاصل ہو چکا تھا اس طرح اظہار کیا انی وجہت وجہی للذی فطر السموات والارض حنیفا وما انا من المشرکین

یہ پہلا اعلان تھا جو قوم کی شکست کے بعد کیا گیا اب تک قوم ایک رسمی مناظرہ یا معمولی تحقیقات سمجھ رہی تھی لیکن اس اعلان کے بعد قوم کو یقین ہو گیا کہ بابل میں ایک نئے مذہب کی نیا ڈالی گئی جو صرف مذہبی حیثیت سے بلکہ پولیٹکل حیثیت سے بھی موجودہ حکومت کے لئے خطرناک ہے۔

شکست خوردہ قوم نے دلائل و براہین سے عاجز ہو کر مجادلہ اور مکابرہ کی صورت اختیار کی اور دھمکی دی گئی تخویف و تہویل کی ابتدا ہوئی۔ الغرض وہ تمام حرکتیں شروع ہوئیں جو طاقتدار کمزوروں کے مقابلہ میں کیا کرتے ہیں کبھی فرعون کی مادی طاقت سے ڈرایا گیا اور کبھی اجرام علویہ کی خفیہ تاثیرات سے خوف دلانے کی کوشش کی گئی قوم کی طرف سے جس قدر مخالفت بڑھتی گئی اذعان و ایقان کی عمارت اتنی ہی مضبوط اور راسخ ہوتی گئی۔ یہاں تک کہ سیدنا ابراہیم جو معبود حقیقی کی قوت و طاقت سے بخوبی واقف تھے کچھ دنوں خاموشی کے ساتھ قوم کی اس حالت کو برداشت کرتے رہے لیکن جب اس نااہل قوم کی جانب سے باوجود تہیدستی دلائل کے یہ سلسلہ ختم نہ ہوا تو پھر آپ نے ان تمام لغویات کا جواب اپنی اولوالعزمی شان کے ساتھ اس طرح دیا جس میں اپنے اطمینان اور عدم خوف کے اظہار اعلان کے ساتھ قوم کی غلطی اور جہالت پر اس کو دوبارہ متوجہ کیا گیا تھا۔

وکیف اخاف ما اشرکتم ولا تخافون انکم اشرکتم باللہ ما لم ینزل بہ علیکم سلطانا فای الفریقین احق بالامن ان کنتم تعلمون

تمہارے معبودوں سے مجھے ڈر لگنے کی کیا پڑی حالانکہ تم تو خدا سے ڈرتے نہیں اور بلا کسی حجت و دلیل کے اس کے ساتھ شرک کر رہے ہو تمہیں بتاؤ کہ خدا کا پجاری زیادہ امن میں ہے یا بت پرست زیادہ مطمئن ہے۔ اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی ابراھیم وعلی آل ابراھیم انک حمید مجید۔

حضرت خلیل کی حیات طیبہ سے اس مضمون میں صرف قارئین کرام کے سامنے ایک تازہ پیش کیا گیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ کائنات کا ہر ذرہ خداوند جل و علا کی ہستی اور اس کی وحدانیت کیلئے ایک مستقل دلیل ہے بشرطیکہ کوئی بندہ صحیح تلاش کی غرض سے تیار ہو جائے۔

آثار سعید یعنی گھر کا مولوی

مناد اور واعظین کو بشارت

ملک کی موجودہ فرقہ وارانہ تحریکات نے مسلمانوں کے لئے تبلیغ اسلام کو ایک اہم فرض بنا دیا ہے ہر مسلمان کے لئے یہ ضروری ہو گیا ہے کہ دوسرے مسلمانوں کو فتنہ ارتداد سے بچانے میں پوری کوشش کرے لیکن مسلمانوں میں مبلغین کی اس قدر قلت ہے کہ دوسری تمام قوموں سے اس معاملہ میں بھی پیچھے رہتے ہیں اور اس اہم ضرورت کو مدنظر رکھتے ہوئے حضرت مولانا احمد سعید صاحب خواہرزادہ صوفی شاہ رحیم الدین صاحب مرحوم دہلوی نے کتاب **آثار سعید** تالیف کی ہے جس کی ہر دو جلد شائع ہو چکی ہیں اس کتاب میں واعظوں کی آسانی کے لئے ایسی ترتیب قائم کی گئی ہے کہ اس کتاب کے ایک دفعہ مطالعہ کرنے کے بعد معمولی اردو خواں بھی بہترین مبلغی خدمت انجام دے سکتا ہے اس میں تمام امراض روحانی حرص حسد حب دنیا تکبر جوا۔ چوری۔ تہمت۔ بدگمانی۔ بخل۔ طمع۔ ظلم۔ غصہ۔ زبان۔ زنا۔ لواطت۔ وغیرہ سوال۔ ریا۔ شان و شوکت۔ جانے والے کا بیان۔ شرک۔ شراب۔ غیبت۔ فحش۔ فضول خرچی۔ کینہ۔ مزامیر۔ منافق۔ نفاق۔ نوحہ۔ خود پسندی۔ حق العباد۔ وغیرہ لکھا ہے ساتھ ہی اخلاق حمیدہ کی ترغیب۔ احسان۔ اکل حلال۔ امانت۔ ایمان۔ تسبیح۔ صلوۃ التسبیح۔ تواضع۔ توبہ۔ تحمل۔ توکل۔ تہجد۔ جمعہ۔ خوف۔ حج۔ ذی الحجہ و مسائل قربانی و ترغیب زیارت مدینہ۔ اسلام ثابت قدمی نسوان۔ امر بالمعروف۔ اعتقاد۔ استغفار۔ اخلاص۔ رجا۔ رضا۔ فضائل درود شریف و بسم اللہ شریف۔ اوراد رجب۔ ربیع الاول۔ روزہ رمضان شریف۔ ذکر اذکار۔ استخارہ۔ اتفاق۔ پیشین گوئیاں سرکار دوعالم۔ پیشہ۔ تجارت۔ خلق نیک و بد۔ زہد۔ مناقب مع چار یار۔ و سنت کا طریقہ۔ دعا کے آداب۔ ماہ شعبان کے فضائل۔ و شب برات۔ شکر و صبر۔ صراط مستقیم۔ صدق۔ صدقہ۔ نیکی و بدی۔ جنت و دوزخ۔ علم و عمل۔ عدل عبادت۔ فقر و فقیر۔ فکر عواقب۔ قرض حسنہ۔ کلمہ طیبہ اور پانچوں کلمے۔ کھانا کم کھانے کے فوائد۔ لڑکوں کی تربیت۔ محبت باری تعالیٰ۔ متقی۔ مراقبہ۔ نماز و نمازے کے مسائل۔ وضو و مسواک کے فوائد۔ وقت ہدایت۔ ہمدردی۔ ہم بستری کا طریقہ۔ یاری و دوستی۔ غرضکہ ایک سو سات بیانات ہیں جو آیات و قرآن مجید و احادیث سے مزین ہیں اور حکایات صالحین سے بیان کو عام فہم کیا ہے جس سے لطف دوبالا ہو گیا ہے لوگ ہاتھوں ہاتھ خرید رہے ہیں۔

ضخامت جلد اول ۱۸۰ صفحات ۲۲-۲۹ ضخامت جلد دوم ۱۰۴ صفحات

قیمت ہر دو جلد دو روپے

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگایئے

غیر اللہ کی طاقت

(از جناب پیر کاظم علی صاحب)

فی زمانا جو غلطیاں بہت سختی کے ساتھ اہل اسلام میں پیدا ہو گئی ہیں ان میں سے ایک وہ ہے جو تصوف کے مفہوم سے متعلق ہے بکثرت لوگ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ معرفت الٰہی اور حقائق تصوف اس قدر سہل الحصول ہیں کہ اگر کسی پیر سے بیعت کر لیں تو وہ چند منٹ میں مرید کے کان میں معرفت پھونک سکتا ہے بلا لحاظ اس کے کہ مرید کی استعداد اور قابلیت اور عمل اور عقیدہ کیسا ہے یہ غلطی اس قدر ترقی کر چکی ہے کہ بہت سے پڑھے لکھے لوگ بھی اس میں مبتلا نظر آتے ہیں اللہ تعالے ان پر رحم کرے۔ بہت لوگ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ شریعت اور چیز ہے اور طریقت اور چیز ہے اور بعض لوگ تو یہاں تک غلو کرتے ہیں کہ طریقت کو خلاف شریعت مانتے ہیں بعض لوگ کہتے ہیں کہ نماز عبادت یوں کے لئے ہے ترقی یافتہ سالکوں کو اس کی ضرورت نہیں۔ بعض مرید کو یہ کہتے سنا ہے کہ ہم کو نہ جنت کی خواہش ہے نہ دوزخ کا خوف حالانکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں متعدد آیتوں سے آتش دوزخ سے ڈرانے کے لئے حکم دیا اور صدہا حدیثوں میں دوزخ کا خوف دلایا گیا ہے۔

بہت افسوس کی بات ہے کہ بعض بزرگوں کی زبان سے حالت سکر میں جو الفاظ نکل گئے ان کو یہ لوگ دہرانے لگے جن بزرگوں نے ایسے کلمات فرمائے ہیں فی الحقیقت ان کا حال ان کے قال کے مطابق تھا اگر کوئی ان کو اس حالت میں آگ میں ڈال دیتا تو ان کو کوئی پرواہ نہیں ہوتی بلکہ کیا عجب ہے کہ آتش ان پر گلزار ہو جاتی۔ منصور حلاج کا واقعہ مشہور ہے کہ ان کے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کئے گئے لیکن ان کو اس کا احساس نہیں ہوا باوجود اسکے بزرگوں نے فرمایا ہے کہ ان کو لغزش ہو گئی تھی حضرت غوث الاعظم سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگر میں اس وقت ہوتا تو ان کو لغزش سے بچا لیتا ہم کو اس قدر تو مان لینا چاہیئے کہ جن لوگوں نے ہمہ اوست کہا ان کو مکاشفہ ایسا ہی ہوا۔ انہوں نے اپنے قیاس یا کسی کی تقلید سے نہیں کہا اور جن لوگوں نے انا الحق کہا ان کو خود کی خبر نہیں تھی بے خبری کی حالت میں ان کی زبان سے یہ جملہ نکلا۔

ہم آرام و آسائش کے خواہاں اور دنیاوی متاع و زینت کے جویاں اور درد و تکلیف سے گریزاں ہیں ہماری زبان سے ایسے دعوے کا اظہار کہ ہم جنت سے مستغنی اور دوزخ سے بے پرواہ ہیں محض غلط ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ طریقت ہرگز شریعت کے خلاف نہیں ہے جیسا کہ کہا گیا ہے الحقیقة لب الشریعة ولیست الحقیقة خارجة من الشریعة اور حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے:۔ کل حقیقة ردته الشریعة فهو زندقة جو شخص ایسا عقیدہ رکھتا ہے کہ حقیقت شریعت کے خلاف ہے اس کو زندیق کہتے ہیں۔

فی الحقیقت شریعت کا ثمرہ طریقت ہے یعنی سالک کو چاہیئے کہ پورے خلوص کے ساتھ احکام شریعت کی پابندی کرے یہ کافی نہیں ہے کہ پابندی صرف ظاہری ہو بلکہ ظاہر و باطن دونوں کے شمول سے ہونا چاہیئے مثلاً نماز کی صورت ادا کر دی جائے اور دل حاضر نہ ہو تو ایسی نماز طریقت کے لئے مفید اور موثر نہ ہوگی حضور قلب کے ساتھ نماز ادا ہو اور رزق بالکل پاک ہو یعنی اس میں مطلق کوئی آلودگی نہ ہو کسب حلال کی صراحت کتب فقہ اور بزرگوں کے ملفوظات میں موجود ہے ہر قسم کے گناہ سے توبہ اور کنارہ کشی کی جائے گناہ کئی قسم کے ہوتے ہیں اور تمام اعضائے جسمانی سے متعلق ہوتے ہیں جیسے آنکھ کان ناک زبان شکم شرمگاہ ہاتھ پیر وغیرہ ان میں سے ہر ایک کا گناہ جدا ہوتا ہے ان سے بچنا چاہیئے اس کے علاوہ سالک کو چاہیئے کہ قلبی اور خیالی گناہ سے بھی بچتا رہے کسی امر ممنوع و مکروہ کے تصور میں خیال کو مصروف کرنا اور اس سے لذت حاصل کرنا باطنی گناہ ہے حسد بغض عناد کینہ خشم بدظنی حرص وغیرہ کا تعلق بھی قلب سے ہے اور یہ سب شرعاً ممنوع ہیں انہیں کے دور کرنے کو تزکیہ نفس کہتے ہیں پیر سے بڑی غرض یہی ہوتی ہے کہ اس کی تربیت اور اس کی صحبت کے اثر اور اس کی برکت سے نفس پاک ہو کیونکہ جب تک نفس پاک نہ ہو قلب صاف نہیں ہوگا اور جب تک قلب صاف نہیں ہوگا اس پر معرفت الٰہی کی جھلک نہیں پڑے گی بزرگان دین اپنے معتقدوں کو جو کثرت دعا و فکر میں مصروف کراتے تھے اور ذکر الٰہی کی مداومت ان سے کراتے تھے اس سے ان کا مقصود یہی تھا کہ نفس پاک ہو اور قلب ماسوی اللہ سے صاف۔

حصول علم کے ذرائع مختلف ہیں انسان کے حواس ظاہری سے ہر ایک حس حصول علم کا ایک جدا ذریعہ ہے جو علم ایک حس کے ذریعہ سے حاصل ہونے کے قابل ہے وہ کسی دوسری حس سے ہرگز حاصل نہ ہوگا مثلاً کسی شئے کا رنگ سفید ہے یا سرخ ہے یا سیاہ ہے یا زرد ہے حس البصر ہی سے دریافت ہو سکیگا اگر کسی شخص کی بصارت زائل ہو گئی ہو اور وہ چاہے کہ اپنے کان کے ذریعہ سے یا ناک کے ذریعہ سے یا زبان کے ذریعہ سے رنگ کا علم حاصل کرے تو ناممکن ہوگا اسی طرح آواز کا علم حس سامعت ہی سے حاصل ہوگا اگر کوئی شخص بالکل بہرا ہے اگر وہ چاہے کہ اپنی آنکھوں سے آواز سنے یا ناک سے یا بذریعہ ذائقہ یا لمس کے آواز سنے تو ہرگز نہیں سن سکیگا اسی طرح ترشی اور شیرینی اور تلخی وغیرہ کا علم زبان کے ذائقہ ہی سے حاصل ہو سکتا ہے ناک کان آنکھ وغیرہ حواس سے اس کو معلوم کرنا ناممکن ہے۔ علی ہذا القیاس علم الٰہی کے حاصل کرنے کا ذریعہ بالکل جدا ہے اور وہ ان حواس ظاہری سے بالکل علیحدہ ہے کوئی انسان اس کو نطق کے ذریعہ سے بیان نہیں کر سکتا نہ کوئی انسان اپنے کان یا چشم ظاہری سے اس کو حاصل کر سکتا ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لا تدرکه الابصار وهو یدرک الابصار فرض کرو کوئی شخص ایسا ہو کہ اس نے تمام عمر میں میٹھا چکھا نہیں کیا تمہارے بیان کرنے سے یا کسی کتاب میں پڑھنے سے وہ جان سکتا ہے کہ میٹھا کیسا ہوتا ہے ہرگز نہیں اگر تمام عمر اس کو سمجھایا جائے تو بھی ناممکن ہے کہ شیرینی کا احساس اس کو حاصل ہو جب تک کہ وہ کسی شیریں شئے کو اپنی زبان سے نہ چکھے پس جان لو کہ ہر ایک شئے کا علم اسی حس کے ذریعہ سے حاصل ہو سکتا ہے جس کے لئے وہ مخصوص ہے ممکن نہیں کہ کسی دوسری حس کو اس کا علم حاصل ہو سکے

اللہ جل جلالہ و جل شانہ کی ذات پاک کی ادراک میں انسان کے حواس ظاہری کو کامل دخل نہیں ہے ۔ یعنی نہ گوش کو نہ لمس کو البتہ حس باطنی کی مدد سے اس کا ادراک ہو سکتا ہے ۔ وہ بھی اسی قدر جو منظور الٰہی ہو ولا یحیطون بشیء من علمہ ۔ الا بما شاء ۔ جب خیر البشر نے فرمایا ما عرفناک حق معرفتک تو پھر دوسرے بشر کو مجال نہیں کہ کامل معرفت کا دعوی کرے ؎

این مدعیان در طلبش بیخبرانند
کانرا کہ خبر شد خبرش باز نیامد

بیشک اس نسبت کہ آنکھ کان ناک وغیرہ حواس ظاہری اس کی صفات اور صنعتوں کے ادراک میں کارآمد ہیں ۔ ہر ذرہ صنعت باری سے یہی ہے کہ مصنوعات الٰہی کو دیکھکر اس کے وجود پر ایمان لائیں دین کی پہلی سیڑھی یہی ہے لیکن اس سے آگے حواس ظاہری کوئی کام نہیں دے سکتے بلکہ ان سے معطل کرنے کی ضرورت درپیش آتی ہے جیسا کہ کہا گیا ہے ؎

لب ببند و گوش بند و چشم بند
گر نہ بینی سر حق بر ما بخند

ہاں آخرت میں اللہ تعالی نے ہماری چشم کو اس لائق فرما دے گا کہ ہم اس کا مشاہدہ کر سکیں یہ اس کی قدرت کی بات ہے اس کی قدرت کے امر میں ہماری عقل و فہم کو کوئی دخل نہیں ہو سکتا ہے

یہ ایک مسلم امر ہے کہ کوئی شخص جتنی بیش قیمت اور بیش بہا ہو گی اسی قدر اس کا حاصل کرنا بھی دشوار ہو گا یہ ایک صاف اور سیدھی بات ہے خوب غور کرو اس میں کوئی بھی شک و شبہ نہیں ۔ فرض کرو ایک شخص کسی دفتر میں محرری کی خدمت حاصل کرنا چاہتا ہے اور اس کی کامیابی بدرجہا آسان ہو گی بہ نسبت اس شخص کے جو کہ ایک ریاست کی وزارت پیدا کرنے کے لئے کوشش کرتا ہے بھلا غور کرو کہ کوئی شئے خدائے عزوجل کے برابر بیش بہا ہو سکتی ہے ہرگز نہیں پھر کیا ہی خوب کہا گیا ہے ؎

ہر دو عالم قیمت خود گفتہ
نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز

کیا ایسی عزیز القدر ہستی کی یہ قدر ہو گئی کہ ایک روپے کی شیرینی اور دو چار روپے نذر کرنے سے اور تصوف کی دو چار کتابیں پڑھ لینے سے وہ ہم کو حاصل ہو جائے گی یہ بڑی سخت غلطی ہے۔

یاد رکھو مومن کو سب سے پہلے جس علم کی ضرورت ہے وہ قرآن مجید کا علم ہے اس کے بعد حدیث نبوی کا اس کے بعد اگر پیر اچھا ملے تو اس کی ہدایت کے موافق اور اسی کی اجازت سے تصوف کی کتب کا مطالعہ کر سکتے ہیں لیکن بغیر علم کے صرف مطالعہ سے کسی حال میں فائدہ نہیں ہو گا جس قدر علم اعلیٰ تر اور شریف ہے اسی قدر اس کا

حاصل کرنا دشوار تر ہے علم الٰہی بہ نسبت دوسرے تمام علوم کے اعلیٰ تر اور شریف تر ہے لہذا اس کا حاصل کرنا آسان امر نہیں ہے علوم ظاہری تربیت ظاہری سے حاصل ہوتے ہیں لیکن اللہ تعالی کا علم حاصل کرنے کے لئے چونکہ وہ علم باطنی ہے باطنی تربیت کی ضرورت ہے اللہ تعالی قرآن شریف میں فرماتا ہے کہ تمام سمندر کا پانی سیاہی ہو جائے اور تمام دنیا کے درخت قلم بنا لیں اللہ تعالی کی باتیں لکھنے میں وہ سب صرف ہو جائینگے لیکن اس کی باتیں تمام نہیں ہوں گی یہاں باتوں سے مراد اس کی معرفت کی باتیں ہیں جل جلالہ و عظم شانہ کس قدر عظمت اس کی ذات پاک کی ہے اس کا ایک ذرہ برابر احساس انسان کو ہو تو وہ اپنی خودی کو بھول جائے گا ۔

سالک کو چاہیئے کہ اگر ضلالت اور زندقہ کے خطرہ سے بچنا چاہتا ہے تو قرآن و حدیث کے بعد ایسے بزرگان دین کے کلاموں کا مطالعہ کرے جن کی بزرگی اور صداقت مسلم اور مستند ہے جیسے حضرت خواجہ حسن البصری، جنید البغدادی، بایزید بسطامی، حضرت شیخ عبد القادر جیلانی، امام غزالی، خواجہ معین الدین چشتی، امام مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین وغیرہ ایسے اکابر اولیاء کے ملفوظات و مکتوبات اور تصانیف کے پڑھنے سے بہت ہی فائدہ حاصل ہوتا ہے اور کسی قسم کی لغزش کا خطرہ نہیں ہوتا ۔ پس کچے پکے صوفیوں کے کلام کو ان بزرگوں کے کلام سے مقابلہ کرو اگر ذرا بھی خلاف پاؤ تو ہرگز قبول نہ کرو ۔ اگر کسی بزرگ نے کلام مخالف اجماع اولیاء عظام پاؤ تو سمجھو کہ وہ تاویل طلب ہے یا حالت سکر میں ان کی زبان سے نکلا ہے یا ان کا کشف ہی ایسا تھا بہر حال ہم کو نہیں چاہیئے کہ اس کو اختیار کریں اور اس کی ہم کو ضرورت نہیں کہ ہم اس کی تحقیق و تدقیق میں مشغول ہوں یہ نامناسب ہے کہ ہم ان بزرگ کی شان میں خلاف ادب کوئی لفظ کہیں یا ان کی تکذیب کریں اسی قدر کافی ہے کہ ہم ان کے اس کلام کے متعلق سکوت کریں ۔

اولیاء اللہ سب پابند شرع تھے ان کی پابندی خلوص دل کے ساتھ تھی ہاتھی نہیں تھی اور اس امر کا یقین رکھتے تھے کہ بغیر اس پابندی کے قرب الٰہی حاصل نہیں ہو سکتا ۔ حضور غریب نواز خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے ۔

"جو کچھ کسی کو حاصل ہوا ہے وہ نماز ہی سے حاصل ہوا ہے اور فرمایا ہے نماز مسلمانوں کی معراج ہے حدیث شریف میں بھی آیا ہے جس قدر انسان کو مشغولی نماز سے طمانیت قلب حاصل ہوتی ہے اسی قدر وہ اپنے رب کے نزدیک ہوتا ہے"

(دیکھو دلیل العارفین مولفہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی)

مرقاۃ العربیہ

ایک عرصہ سے یہ غلط خیال قائم ہو گیا ہے کہ عربی کا حاصل کرنا مشکل ہے "مرقاۃ العربیہ" اسی خیال کو دور کرنے کے لئے لکھی گئی ہے لائق مصنف نے ... ترتیب اس خوبی سے قائم کی ہے کہ ایک سمجھدار آدمی استاد کے بغیر مرقاۃ العربیہ سے عربی سیکھ سکتا ہے تمام کتاب میں کوئی بات ایسی نہ ملے گی جس کے متعلق پہلے کچھ بتا دیا گیا ہو ہر نئے عنوان کے لئے پہلے ایک نہایت صاف اور سہل الفاظ میں قاعدہ کا ذکر ہے اور سبق میں بہت سی مثالوں سے اس قاعدہ کی تشریح ہے غرضکہ آدمی کوشش کرے تو چھ ماہ کے اندر مہارت پیدا کر سکتا ہے ۔

قیمت ہر سہ حصص ۱۲؍
ملنے کا پتہ :- منیجر حمیدیہ پریس پوسٹ بکس نمبر ۶۰ دہلی

دین کے دھنی

(از جناب مولوی عبدالسلام [illegible] صاحب)

واقعات شاہد ہیں کہ شراب آزادی کے متوالوں نے ہمیشہ تیغوں کے سایہ میں زندگی بسر کی ہے اور تیر و خنجر کے سامنے اعلان حق کیا ہے زمانۂ رسالت کے واقعات مشہور ہیں میں اس کے بعد کے حالات بیان کرتا ہوں۔

بنو امیہ کے عہد حکومت میں اکابر محدثین نے ہر قدم پر اہل تشدد کے جور و ستم کو نگاہ [illegible] بر سر بلند ان کی غلطیوں کا اظہار کیا؟ اس اعلان حق کے بدلے میں قید و زنجیر کے خار اور جلا وطنی کا ایک ذرے کے برابر بھی خوف نہیں کیا۔ حضرت سعید بن مسیب جو تابعین میں سب سے بڑا مرتبہ رکھتے ہیں ان کے واقعات نزہت طلب دنیا کے لئے نمونہ ہیں انھوں نے کبھی بادشاہ یا امیر کے عطیہ کو قبول کرنا گوارا نہ کیا اور نہ کبھی سلطنت کا وظیفہ خوار بننا پسند کیا اس لئے ان کی زبان اظہار حق میں ہمیشہ بیباک رہی ایک دفعہ خلیفہ شام کا قاصد ان کے سامنے سے گذرا آپ نے بلا کر پوچھا بنو امیہ کو کس حال میں چھوڑ کر آئے ہو اس نے کہا بخیریت ہیں فرمایا کیا تم نے اس حال میں چھوڑا ہے کہ وہ انسانوں کو بھوکا رکھتے ہیں اور کتوں کو کھلاتے ہیں قاصد کا چہرہ غصہ سے سرخ ہو گیا لیکن انھوں نے کوئی پروا نہ کی دوستوں نے عرض کیا اپنی جان کے درپے کیوں ہو؟ جواب دیا جب تک میں حق پر ہوں خدا مجھ کو بے یار و مددگار نہ چھوڑے گا۔

آخر اس حق پرستی کا نتیجہ یہ ہوا کہ سخت سردی کے زمانہ میں ان کے بدن پر ٹھنڈا پانی ڈال کر ان کے درے لگائے گئے قید کیا گیا اب ان کے قتل کا سامان ہوا۔ آخر میں یہ فرمان جاری ہوا کہ کوئی ان کے پاس نہ بیٹھے اور نہ کوئی بات چیت کرے لیکن اس حالت میں بھی ان کی سیف زبانی کم نہ ہوئی ایک قاصد فرمان شاہی لیکر ان کے پاس آیا آپ نے فرمان کو بکری کے منہ میں دیدیا اور وہ چبا گئی اس کے بعد فرمایا یہی اس کا جواب ہے۔

ابراہیم [illegible] کے ایک حق پرست عالم تھے حجاج کے قید خانہ میں انہوں نے عمر بسر کردی۔ یحییٰ بن عامر کہتے ہیں کہ یہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے قرآن میں نقطے لگائے حجاج نے ان کو عراق سے جلا وطن کردیا پریشان حال خراسان پہنچے وہاں کے گورنر نے ان کی بڑی تعظیم کی اور قضا کا منصب پیش کیا لیکن کچھ دن گذرنے نہ پائے تھے کہ یہاں سے بھی الگ ہونا پڑا۔

امام منصور بن معمر نے جیل خانہ جانا اس لئے پسند کیا کہ وہ ایک جابر حکومت کی طرف سے عہدہ قضا قبول کرنا نہیں چاہتے تھے۔

امام شعبی کی جلالت شان سے کون واقف نہیں کوفہ وطن تھا مختار کے زمانہ حکومت میں کوفہ سے بھاگ کر مدینہ آگئے؟ حجاج کے زمانہ میں کوفہ آکر دار الامارۃ میں عزت و تکریم کے ساتھ رہنے لگے لیکن جب علمائے کوفہ نے حجاج کے مقابلہ میں فوج کشی کی تو امام شعبی نے دونوں فوجوں کے بیچ میں کھڑے ہو کر حجاج کے مخالفانہ بیان کئے اتفاق سے علما کی فوج کو شکست ہوئی امام شعبی نے گھر میں گھس کر دروازہ بند کر لیا اور نو مہینے اسی حال میں بسر کئے پھر ایک دن موقع پایا تو فوج میں بھرتی ہو کر خراسان چلے گئے وہاں ان کو ایک عمدہ جگہ مل گئی۔

ابھی پورا اطمینان بھی نہ ہوا تھا کہ حجاج کے مخبروں نے جاسوسی [illegible]

خراسان کے نام حکم آیا کہ شعبی کو فوراً پکڑ لو اگر وہ بچ کر نکل گیا تو تمہیں سزا دی جائے گی والئ خراسان امام موصوف کی شان جلالت سے واقف تھا اس نے ہر چند چاہا کہ وہ کہیں نکل جائیں لیکن انہوں نے کہا کہ اب بچنا مشکل ہے آخر پا بزنجیر [illegible] روانہ کئے گئے حجاج نے [illegible] کو رہا کر دیا۔

۱۳۲ھ میں جب زمانہ نے کروٹ لی اور شام اجڑ کر عراق آباد ہوا یعنی ملک کی زمام حکومت بنو امیہ سے نکل کر بنو عباس کے ہاتھ میں آئی اور سادات نے حجاز میں اپنا علم بلند کیا تو دیگر علمائے کرام کے ساتھ امام اعظم ابوحنیفہ نے بھی یہ فتویٰ دیا کہ منصور عباسی کی بیعت ناجائز ہے اور خلافت اہلبیت کا حق ہے سادات کی ناکامی کے بعد جب منصور نے دوبارہ ملک پر قبضہ کیا تو امام کو دربار میں طلب کیا اور منصب قضا کے قبول کرنے پر مجبور کیا مگر انھوں نے صاف انکار کیا منصور نے حکم دیا کہ ان کو قید کر دیا جائے امام نے قید خانہ کے تنگ و تاریک حجرہ کو منصب قضا کے بلند و رفیع ایوان پر ترجیح دی چار برس اسی قید خانہ میں گذارے اور اس وقت چھوٹے جب ممدوح نے قید ہستی سے رہائی پائی۔

امام ممدوح کے فضائل میں یہ امر بھی کچھ کم باعث ستائش نہیں کہ جس علم کی خدمت میں انہوں نے اپنی ساری عمر گذاری تھی اس قید خانہ میں بھی اس کی خدمت سے غافل نہ رہے یہاں بھی سلسلہ تعلیم برابر قائم رکھا امام محمد جو آفتاب علم ہیں امام کے قید خانہ ان کی تعلیم کا نتیجہ تھا۔

۲۱۸ھ میں مامون نے علماء کو اس اعتقاد کے تسلیم کرنے پر مجبور کرنا چاہا کہ قرآن مخلوق ہے جن بزرگوں نے عزم و استقلال کے ساتھ مامون کی اطاعت سے سرتابی کی ان میں سب سے پہلا نام امام احمد بن حنبل کا ہے والئ بغداد کے نام اس نے فرمان جاری کیا کہ امام اور دیگر علماء کے اس عقیدۂ خاص کا امتحان لو؟ امام موصوف سے جب یہ پوچھا گیا کہ قرآن کے مخلوق ہونے کی نسبت کیا کہتے ہو تو فرمایا کہ میں صرف یہ کہتا ہوں کہ وہ خدا کا کلام ہے اور بس۔ حضور سرور عالم نے اسلام کے تمام عقائد کی تعلیم کی لیکن کبھی اس پر ایمان کا مطالبہ نہ کیا کہ قرآن کو مخلوق مانا جائے۔

والئ بغداد نے امام کا یہ جواب مامون کو لکھ بھیجا اس نے حکم دیا کہ وہ پا بزنجیر دربار میں بھیجے جائیں چنانچہ اسی حال میں ان کو روانہ کیا گیا ابھی رقہ پہنچے بھی نہ تھے کہ مامون نے رومی سرحد پر وفات پائی اور اس کی جگہ معتصم باللہ سریر آرائے خلافت ہوا۔

اس بداعتقادی میں وہ بھی اپنے بھائی کا ہمنوا تھا امام موصوف اس زمانہ میں رقہ میں قید تھے معتصم جب روم سے واپس آیا تو اس نے امام کو دربار میں طلب کیا اور اپنے ہم عقیدہ علماء سے مناظرہ کرایا امام نے اپنے دلائل پیش کئے لیکن معتصم کو جو محض ایک سپاہی آدمی تھا ان سے تشفی نہ ہوئی اس نے امام کے سامنے دو باتیں پیش کیں قید خانہ یا اپنی غلطی کا اعتراف امام نے حق کی زنجیروں کو باطل کی آزادی پر ترجیح دی اور تیس مہینے مختلف قید خانوں میں گذارے

پاؤں زنجیروں سے بوجھل ہو جاتے تو پاجامہ سے کمر بند نکال کر زنجیروں کو باندھکر کمر سے لٹکا لیتے تھے نماز اور سونے کے اوقات میں بیڑیاں علیحدہ کر دی جاتی تھیں پھر بعد میں ڈال دی جاتی تھیں۔

لیکن اس قید و زنجیر کے باوجود امام نے اپنا فرض کبھی فراموش نہ کیا قیدیوں کے ساتھ نماز میں امام بنکر کھڑے ہوتے تھے ان کو نماز پڑھاتے تھے طلبہ آتے تھے اور ان کو درس دیتے تھے۔

معتصم نے دو نگہبان مقرر کئے تھے جو روزانہ پوچھتے تھے کہو تمہاری رائے میں کچھ تبدیلی ہوئی؟ ہر روز جواب ملتا تھا کہ نہیں تو آخر ایک روز خفا ہو کر نگہبانوں نے حکم دیا کہ ایک کے بجائے امام کے پاؤں میں چار بیڑیاں ڈالی جائیں امام نے اس تکلیف کو بھی صبر و شکر کے ساتھ برداشت کیا معتصم نے ان کے اس عزم و استقلال کو دیکھکر فیصلہ کیا کہ یہ جھگڑا کب تک! اب یا تسلیم یا تلوار ان کو با زنجیر قید خانہ سے اپنے دربار میں طلب کیا، امام موصوف فرماتے ہیں کہ مجھے دربار میں لیجانے کے لئے ایک سواری پر بٹھایا گیا میرے پاؤں بیڑیوں سے اس قدر بوجھل تھے کہ قدم قدم پر مجھے ڈر تھا کہ منہ کے بل گر پڑوں گا اسی حالت سے ان کو خلیفہ کے دربار تک پہنچایا گیا جلاد ننگی تلواریں لئے ہوئے سامنے کھڑے تھے امام سے پوچھا کہ اب بھی تم اپنی رائے بدلنے پر تیار ہو؟ فرمایا کتاب اللہ اور سنت رسول کے سوا اور کوئی چیز میں قبول نہیں کر سکتا"

جلادوں کو حکم ہوا کہ کوڑے مارو، ہر کوڑے پر امام تسبیح و تہلیل فرماتے تھے انیس کوڑوں پر کھاکر غش کھاکر گر پڑے پیٹھ اور شانوں سے خون جاری تھا معتصم جیسی کی قوت نے رومیوں کے دل ہلادیئے تھے استقلال اور جرأت کے اس فرشتے کو دیکھکر لرز گیا اور اسی حالت میں ان کی آزادی کا پروانہ لکھدیا یہ تھے وہ علمائے کرام جو صحیح معنوں میں حضور سرور عالم کے جانشین تھے۔

اب ذیل میں ایک واقعہ لکھا جاتا ہے جو ہمارے لئے بہت سبق آموز ہے۔ ابن طولون دولت عباسیہ کی طرف سے مصر کا گورنر تھا خود سری نے اس کو خود مختاری پر آمادہ کیا۔ مصر کے قاضی اس زمانہ میں حضرت بکار ابن قتیبہ حنفی تھے، ابن طولون ان کی بڑی خاطر کرتا تھا۔ ہر سال ایک ہزار اشرفیوں کی تھیلی ان کے نذر کیا کرتا تھا ۲۶۷ھ میں جب خلیفہ سے اس نے بغاوت کا اعلان کیا تو قاضی بکار سے درخواست کی کہ خلیفہ کی معزولی کا وہ فتویٰ دیں۔ قاضی بکار نے اس حکم کے ماننے سے قطعاً انکار کیا ابن طولون نے کہا کہ اگر تم ہمارا حکم تسلیم نہیں کر سکتے تو ہماری اشرفیوں کی تھیلی واپس کر دو دنیا یہ سنکر محو حیرت ہو جائیگی کہ قاضی نے امیر مصر کی ایک اشرفی کو بھی ہاتھ نہیں لگایا تھا اور اٹھارہ سال کی اٹھارہ تھیلیاں سربمہر مجوسے باہر نکلوا دیں اس حیرت افزا واقعہ کے مشاہدے سے ابن طولون شرم سے پانی پانی ہوگیا اور اسی وقت حکم دیا کہ قاضی کو قید خانہ میں ڈال دو۔

قاضی صاحب نے اس تکلیف کو گوارا کیا لیکن حق کے خلاف خلیفہ کی معزولی پر دستخط نہیں کئے

قاضی بکار اسی قید کی حالت میں دو برس تک رہے اور علم کی اشاعت کرتے رہے دو برس کے بعد ابن طولون نے قید خانہ میں ایک کھڑکی کھلوادی قاضی موصوف اس کھڑکی میں بیٹھکر شائقین کو علم درس دیتے تھے اسی حال میں عمر گزر دی اور زندگی کے آخری لمحہ تک حق و صداقت پر قائم رہے۔

کیا ان واقعات میں موجودہ زمانے کے علماء کے لئے درس عبرت ہے کیا ان حالات کو پڑھکر وہ اپنے دو اپنے اخلاق و اعمال کا جائزہ لیں؟ کیا اس عبرت آموز تاریخی واقعات سے کچھ نصیحت حاصل کریں گے؟

(ع)

کتاب المرقوم

یعنی

شرح مثنوی مولینا روم

(از حضرت علامہ مولوی عبدالرحمٰن صاحب فرخ دہلوی)

مثنوی شریف کی جلالت شان محتاج بیان نہیں یہی کتاب ہے جو آج عالم تصرف کی جان ہے۔ یہی کتاب ہے جو تشنہ کام طریقت کو جام معرفت پلاتی ہے یہی کتاب ہے جس سے دنیا تصوف شرق سے غرب تک اور شمال سے جنوب تک سیراب ہو رہی ہے کوئی صوفی یا صوفی مزاج انسان ایسا نہیں جو اس کتاب سے مستغنی ہو۔ صوفیوں کو اس کی ضرورت عالموں کو اس کی ضرورت فاضلوں کو ضرورت فقیروں امیروں کو اس کی ضرورت غرض ہر قسم کے لوگوں کو ہر وقت ہر گھڑی اس کی ضرورت رہتی ہے اور ہر شخص اپنے اپنے مذاق اور اپنے اپنے خیال کے مطابق اس سے مطالب سکتا ہے پس ایسی اعلیٰ مفید کتاب کی شرح کو ہم نے ایک ایسے فاضل اجل اور عالم بے بدل جو تصوف کے اسرار سے پورے طور پر واقف ہیں ایسے طرز پر لکھوانا شروع کیا ہے جو اس سے پہلے کسی نے اختیار نہیں کیا مختصراً اس کی خوبیاں حسب ذیل ہیں زیادہ وضاحت کی یہاں گنجائش نہیں (۱) اصل مثنوی کا ہر شعر جلی قلم سے نہایت خوشخط بعض بعض مشکل الفاظ کو زیر زبر لگا کر لکھا گیا ہے۔ (۲) مشکل الفاظ کی لغوی و اصطلاحی تشریح وضاحت کے ساتھ کیگئی ہے (۳) ہر شعر کی صرفی نحوی ترکیب جامع اختصار کے ساتھ کی گئی ہے (۴) ہر شعر کے اندر علم بیان و بدیع کے جو نکات مضمر ہیں ان کو ظاہر کر دیا ہے (۵) ہر شعر کا ترجمہ اس خوبی سے کیا گیا ہے کہ تحت اللفظ بھی ہے اور بامحاورہ بھی۔ (۶) ہر شعر کا مفصل مطلب لکھا گیا ہے اور اکثر اشعار کے مطابق قرآن و حدیث کے حوالے دیئے گئے ہیں (۷) ہر شعر کی شرح نہایت والہانہ انداز میں کی گئی ہے کہ صاحب دل جھوم جھوم کر وجد میں آجاتے ہیں (۸) لکھائی چھپائی کاغذ اچھا ہے

ضخامت ... صفحات۔ تقطیع کلاں نہایت موزوں
مجلد کی قیمت صرف ایک روپیہ بارہ آنے

فلسفۂ موت

(از مولانا محمد ایوب صاحب اعظمی صدر مدرس مدرسہ دیوریا)

موت! موت سے زیادہ خوفناک و مہیب کوئی چیز دنیا میں انسان کے لئے نہیں اور نہ ہو سکتی ہے۔ انسان پھاڑنے والے شیروں کے تصور سے نہیں ڈرتا۔ خونخوار جانوروں کی طاقت سے نہیں گھبراتا۔ ڈسنے والے سانپوں زہریلے بچھوؤں کے خیال سے خوفزدہ نہیں ہوتا۔ سمندر کے بلا خیز طوفان اسے مرعوب نہیں کر سکتے ناپیدا کنار دریاؤں کی موجیں اسے خائف نہیں بنا سکتیں۔ پہاڑوں چوٹیوں کا نامعلوم بلندیوں تک مرتفع ہونا۔ بدلیوں سے عالم کا زیر و زبر ہونا۔ بجلیوں کا دل ہلا دینے والی کڑک اور اس قسم کے تمام مظاہر و شئون اس کے حواس کو مختل نہیں کر سکتے۔

مختصر یہ کہ دنیا کی بڑی سے بڑی ہستی ہیبت ناک سے ہیبت ناک سے وہ خوف کھاتا ہے نہ ڈرتا ہے لیکن موت اور صرف موت ہی ایک ایسی چیز ہے کہ جہاں اس کا خیال آیا اس کی تمام خوشیاں غارت ہو جاتی ہیں اس کے لبوں کی مسکراہٹ معدوم ہو جاتی ہے اس کا غنچہ کی طرح کھلا ہوا چہرہ مرجھا جاتا ہے اور وہ تمام بشاشتیں و شادمانیاں جو ابھی ابھی تھیں یک قلم دور ہو جاتی ہیں وہی دماغ جس کے نزدیک کسی باریک سے باریک مسئلہ کا حل کر لینا ایک ادنیٰ کرشمہ تھا یکدم ماؤف ہو جاتا ہے وہی دل جو آنے والے زمانہ کی کامیابیوں و کامرانیوں پر مسرور ہو رہا تھا افسردہ و مضمحل ہو جاتا ہے اور کچھ ایسا سکتہ و سراسیمگی چھا جاتی ہے کہ وہ پتھر کی ایک بےحس و حرکت مورت معلوم ہونے لگتا ہے۔

لیکن اس تمام کائنات میں صرف ایک مسلم ہی انسان ہے کہ جس طرح اور انسان دنیا کی تمام ہولناکیوں سے مرعوب نہیں ہوتے کسی ڈراونی و مہیب سے مہیب چیز سے نہیں ڈرتے وہ موت جیسی سخت و شدید چیز سے بھی نہیں ڈرتا اور نہ اس کی شگفتگی و شادمانگی میں قطعاً فرق آتا ہے بلکہ موت کو اپنا ذریعہ فوز و فلاح و باعث برکت و رحمت سمجھتا اور کامیابیوں و کامرانیوں کا زینہ خیال کرتا ہے۔

ممکن ہے تم میرے اس بیان کو شاعرانہ مبالغہ یا خلاف واقع و حقیقت سے دور تصور کرو اس لئے میں چاہتا ہوں کہ اس بیان کی صداقت کے لئے صادق و مصدوق کا قول پیش کر دوں جس کے تسلیم و قبولیت کے سامنے ہر مسلم انسان کی گردن جھکے بغیر چارہ نہیں لیکن قبل اس کے مناسب ہی نہیں بلکہ بہت ضروری سمجھتا ہوں کہ تم یہ سمجھ لو کہ مسلمانوں کے نزدیک موت کی کیا حقیقت ہے اور دیگر مذاہب و اقوام موت کو کیا سمجھتے ہیں۔

سب سے پہلے ہندوستان کی بسنے والی کثیر التعداد قوم یعنی ہنود آریہ کو لیجئے کہ ان کے نزدیک موت کیا ہے اور کس چیز کا نام ہے یہ جماعت مرنے کے بعد کسی سزا و جزا کی ترتیب کی قائل نہیں یعنی ان کا خیال و عقیدہ یہ ہے کہ وہ جوہر لطیف جس کو ہم روح سے تعبیر کرتے ہیں ایک بدن سے نکل کر کسی دوسرے بدن میں چلے جانے کا نام موت ہے اور وہ مختلف چیزوں کی جونوں میں جنم لیتی رہیگی اور اس کا جنم لینا مرنے والے کی استعداد و قابلیت پر موقوف ہے اگر اس نے اچھے و قابل تحسین کام کئے ہیں تو اس کی روح معزز آدمی کی جون میں جنم لے سکتی ہے اور اگر برے و غیر محمود کاموں میں مشغول رہا ہے تو بری بری جونوں میں جنم لیتی رہیگی کبھی کتا کبھی بلی کبھی گیدڑ کبھی بندر کبھی بچھو مور وغیرہ بنتی رہیگی علیٰ ہذا یہ نہ ختم ہونے والا سلسلہ ہمیشہ قائم رہیگا تو مقصد یہ ہے کہ جو کچھ نفع نقصان یا جس قدر عیش و عشرت ہے وہ سب اسی دنیا کی زندگی کے ساتھ متعلق ہے مرنے کے بعد کوئی نقصان پہنچنے کا اندیشہ نہ آرام و آسائش کا احتمال تو پھر بھلا یہ لوگ موت کے خیال سے کیوں ڈریں اس کے تصور سے ان کے چہرے کیوں نہ پژمردہ ہو جائیں ان کے لبوں کی مسکراہٹ کیوں نہ معدوم ہو جائے۔

اسی طرح دنیا کی مشہور جماعت حکماء و فلسفیوں کو لیجئے اور دیکھئے کہ یہ لوگ موت کس چیز کا نام رکھتے ہیں اس سے پہلے کہ آپ یہ سمجھیں کہ ان کے نزدیک موت کس کو کہتے ہیں ریل کے انجن کا خیال کیجئے انجن چند پرزے اور کلوں کے مجموعہ کا نام ہے اور انھیں پرزے و کلوں پر اس کے چلنے کا دارومدار ہے جب تک اس کے تمام کل پرزے درست ہیں اور ہر ایک اپنی اپنی جگہ پر کام کرتا ہے اس وقت تک وہ چلتا رہتا ہے لیکن جہاں کوئی پرزہ گھسا یا کوئی کل بگڑی یا ٹوٹی پھر اس انجن کا چلنا محال بلکہ غیر ممکن ہو جاتا ہے۔

اسی طرح یہ جسم انسانی چند متضاد و مخالف قوتوں (جو بمنزلہ کل و پرزے کے ہیں) کا نام ہے جب تک ہر ہر قوت اپنا اپنا کام کرتی اور دوسری مخالف قوتوں کی مدافعت میں مشغول رہتی ہے یعنی ایک خلط کا غلبہ دوسری خلط پر یعنی قوت پر حاوی ہوتا اس وقت تک یہ جسم انسانی صحیح و توانا رہتا ہے اور جہاں اس نظام طبعی میں فرق آیا اور قوتوں میں انحطاط و کمزوری پیدا ہوئی طرح طرح کے خطرناک و مہلک امراض لاحق ہونے لگے اور پھر ایک دن وہ آتا ہے کہ یہ قوتیں یکدم بیکار و سرد پڑ جاتی ہیں اسی کا نام موت ہے۔

خلاصہ یہ کہ ایک طبعی نظام ہے جب تک اس میں کچھ فرق نہیں آیا اس وقت تک انسان زندہ و موجود ہے اور جہاں اس نظام میں فرق آیا کارخانہ جسم انسانی درہم برہم ہوا اور نہ اس بربادی کے بعد پھر کبھی اس جسم میں اعادہ جوہر لطیف یعنی روح ہوگا اور نہ پھر کبھی عیش و عشرت لذائذ و نعائم ملنے ہیں آخوشی۔

اب آیئے دیکھئے اسلام میں موت کس چیز کا نام ہے اور مسلمانوں کے نزدیک موت کی کیا حقیقت ہے لیکن اس سے پہلے آپ یہ سمجھ لیں کہ مسلمانوں کے نزدیک زندگی کی دو قسمیں ہیں ایک دنیوی دوسری اخروی دنیوی سے مراد اس عالم کی زندگی ہے جس میں ہم ہر طرح کے خطرات و مصائب میں گھرے ہوئے ہیں اور پھر اس دنیوی زندگی کے دو حصے ہیں ایک تربیت بدن دوسرے تربیت روح تربیت بدن ظاہر ہے غذاؤں سے ہوگی اب اس حصول غذا کے لئے کیسی کیسی زہرہ گداز روح فرسا صعوبتیں برداشت کرتا ہے اور کیسے کیسے مہالک و خطرات میں اپنے کو ڈالدیتا ہے کبھی سمندر کی بلا خیز موجوں میں کشتی ڈالدیتا ہے تو کبھی اس کی نامعلوم تہ میں غواصی کرتا ہے مختصر یہ کہ اس کے حصول کے لئے ہر قسم کے مکروہ و ناگوار و ناقابل برداشت افعال کا

ارتکاب کرنا باعث فخر سمجھتا ہے جس طرح تربیت بدن کے لئے وہ ان افعال کو کرتا ہے ٹھیک اسی طرح تربیت روح کے لئے بھی وہ تمام مجاہدات شاقہ و ریاضات شاقہ جس کی قوت بشری متحمل ہوسکتی ہے برداشت کرتا ہے کبھی اندھیری رات میں جب تمام انسان خواب راحت میں مصروف ہوتے ہیں وہ احکم الحاکمین کے سامنے کھڑا فرض و نماز میں مشغول ہوتا ہے کبھی مہینوں کی اس یاد میں اپنی محبوب و مرغوب ترین چیز یعنی غذا تک کو ترک کر دیتا ہے کبھی اس کے رنج و فراق میں جنگلوں دریاؤں کو عبور کرتا ہوا اس مقدس زمین و مبارک خطۂ ارض کے اندر پہنچتا ہے جس کو بیت اللہ سے تعبیر کرتے ہیں کبھی محض اس کی خوشنودی کے لئے اس مال و دولت کو جس کو خون و پسینہ ایک کرکے اس نے کمایا تھا لٹا دیتا ہے اور یہ سب کچھ اس لئے کرتا ہے کہ ہم اس کو دوسری زندگی میں جس کو ہم اخروی سے تعبیر کرتے ہیں کام آئیگی اور ہم کو طرح طرح کے لذائذ و فوائد حاصل ہوں گے جن کے لئے کبھی فنا نہیں اور قسم قسم کی مسرتیں و کامرانیاں نصیب ہونگی جن کے لئے کبھی زوال نہیں اور وہاں سوائے عیش و عشرت آرام و راحت کے نتائج و تکلیف کا گزر تک نہیں اور ان تمام چیزوں و نعمتوں سے بڑھکر وہ عنایت ہوگی جس کے مقابلہ میں یہ تمام نعمتیں گرد و ہیچ ہیں اور اس سے بڑھکر کسی نعمت کا ہونا ممکن ہی نہیں اور یہی وہ نعمت و کامیابی ہے جس کے لئے ہم دنیوی زندگی میں آگ کے انگاروں پر لوٹتے رہے ہیں خارزاروں کو گلستاں سمجھتے رہے اور کبھی تلاش و جستجو میں اس قدر منہمک ہو جاتے تھے کہ ہمارا انہماک جنون کی حد کو پہنچ جاتا تھا اور کبھی اس کا خیال ہمارے دماغ پر اس طرح مستولی ہو جاتا تھا کہ دنیا کی تمام چیزیں ہیچ نظر آتی تھیں اور کوئی ایسی قربانی نہ تھی جس کو ہم بلا تامل نہ کر گزرتے ہوں خطرات جنگ میں بلا پس و پیش اپنے کو مبتلا کر دیتے جانیں ہلاکت میں ڈال دیتے اور تختۂ موت پر اس طرح سوار ہو جاتے کہ گویا فرش گلاب پر چل رہے۔ اور وہ نعمت نعمت دیدار خداوندی و جمال الٰہی ہے یعنی ہم اپنے محبوب کے حریم وصال میں پہنچ جائینگے۔

آپ نے اس مختصر بیان سے سمجھ لیا ہوگا کہ مسلمانوں کے نزدیک موت کیا چیز ہے اور اس کی حقیقت کیا ہے بس یہ کہ الموت جسر یوصل الحبیب الی الحبیب یعنی موت ایک پل ہے کہ جہاں اس سے گزرے یا ایک حجاب و پردہ ہے کہ جب یہ دور ہوا یا اٹھا اپنے محبوب کے حریم وصال میں پہنچے ممکن ہے آپ کو میرے اس بیان میں کچھ شک و تردد ہو تو اب میں آپ کو صادق و مصدوق کا وہ کلام سناتا ہوں جس کی آپ تکذیب نہیں کر سکتے اور جو آپ کے تمام وساوس و شبہات کو قطع کر دے گا مسند امام احمد میں ہے کہ ان ملک الموت جاء الی ابراھیم علیہ صلوات اللہ وسلامہ لیقبض روحہ فقال ابراھیم یا ملک الموت ھل رأیت خلیلا یقبض روح خلیلہ فعرج ملک الموت الی ربہ فقال قل لہ ھل رأیت خلیلا یکرہ لقاء خلیلہ فرجع قال فاقبض روحی الساعۃ (شرح الصدور) ملک الموت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئے تاکہ آپکی روح قبض کریں حضرت ابراہیم نے فرمایا کہ اے ملک الموت کیا کسی دوست کو دیکھا ہے کہ اپنے دوست کی روح قبض کرے۔ ملک الموت جناب باری میں حاضر ہوئے ارشاد ہوا کہ ان سے کہو کہ کیا کسی دوست کو دیکھا ہے کہ اپنے دوست سے ملنا پسند نہ کرے یہ سنکر فرمایا کہ بس میری روح ابھی قبض کر لے۔

طبرانی میں ابومالک اشعری سے روایت ہے کہ قال قال رسول اللہ صلعم (اللھم حبب الموت الی من یعلم انی رسولک) رسول اللہ صلعم نے دعا کی کہ الٰہی جو شخص میرے رسول ہونے کا اعتقاد رکھتا ہے موت کو اس کا محبوب بنا دے۔

اصبہانی نے نقل کیا ہے عن انس ان النبی صلعم قال لہ ان حفظت وصیتی فلا یکون شیء احب الیک الموت حضرت انس روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ اگر میری نصیحت یاد رکھو تو تم کو موت سے بڑھکر کوئی چیز محبوب نہ ہونی چاہیئے۔

جب تک یہ حقیقت مسلمانوں کے ذہن میں رہی اس وقت تک اسلام کے معمولی معمولی احکام پر تن فروشی و جانبازی کے لئے تیار ہو جاتے تھے اور سب سے زیادہ ارزاں اور سب سے زیادہ سستی جو چیز اس وقت ہمارے لئے ہو سکتی تھی وہ اپنی عزیز جان کو موت کے پنجہ میں دیدینا ہوتا تھا اور ہم بالکل اس شعر کے مصداق ہوتے تھے۔

انا لنرخص یوم الروع انفسنا — ولو نسام بھا فی الامن اغلینا

ہم لڑائی کے دن اپنی جان کو بہت ارزاں کر دیتے ہیں لیکن اگر امن اور سلامتی کے زمانہ میں ہم سے اس کا نرخ پوچھا جائے تو بہت بیش قیمت ہوگی۔ اور جب نفیر عام ہو جاتی ہے تو اس وقت ہم نہ دلیل و برہان کے طالب ہوتے ہیں اور نہ کسی حیلہ و حوالہ کو راہ دیتے ہیں اور ہماری حالت بالکل شاعر کے اس قول کے موافق ہوتی ہے۔

لا یسألون اخاھم حین یندبھم — فی النائبات علی ما قال برھانا

"جب ان کا بھائی فریاد رسی کے لئے بلاتا ہے تو اس سے دلیل نہیں پوچھتے بلکہ فوراً گرتی ہوئی بجلی کی طرح ٹوٹ پڑتے ہیں"

لیکن مسلمانو آج خدا کے مقدس دین پر طرح طرح کے حملے ہو رہے ہیں اور اعدا کی یہ کوشش ہے کہ اس دین کو بیخ و بن سے اکھاڑ پھینکیں کلمۂ حق مغلوب و مقہور ہو چکا ہے دین کے چپہ چپہ سے واغوثاہ و اسلاماہ کی فریادیں اٹھ اٹھ کر آسمان تک جاتی ہیں مگر تمہاری رگ ضعیفی میں جوش و حرکت پیدا ہوتی ہے اور نہ وہ جذبۂ تن فروشی و جانبازی ہے۔ سب پر غفلت کی موت چھا گئی سب نے اس کے عشق سے منہ موڑ لیا سب نے غول در غول بنکر اس سے بیوفائی کی اور بے بکار عورتوں کی طرح اپنی آشنائی کے لئے دوسروں کو پکارا پھر اس پر غضب یہ ہے کہ کسی کو ندامت نہیں کسی کا سر شرمندگی سے جھکتا اور کسی کے گلے سے توبہ و انابت کی آواز نہیں نکلتی اور بالکل ان کی حالت ان لوگوں جیسی ہو گئی ہے جن کے لئے خدا نے فرمایا تھا۔

لھم قلوب لا یفقھون بھا ولھم اعین لا یبصرون بھا ولھم آذان لا یسمعون بھا اولئک کالانعام بل ھم اضل اولئک ھم الغافلون ۔ ان کے پاس دل ہیں مگر سوچتے نہیں ان کے پاس آنکھیں ہیں مگر دیکھتے نہیں ان کے پاس کان ہیں مگر سنتے نہیں وہ لوگ مثل چوپایہ کے ہو گئے ہیں بلکہ ان سے بھی بدتر اور یہی لوگ غفلت میں ڈوب گئے تھے۔

مسلمانو اگر آج باوجود نفیر عام ہونے کے اعلائے کلمۃ اللہ کی کوئی حس تمہارے دل میں نہیں ہوتی اور حرمات و وطن کے بچانے کے لئے نہیں اٹھتے تو یاد رکھو وہ بھی تمہارا محتاج نہیں وہ اگر چاہیگا تو اپنے پاک دین و مقدس مذہب کی حفاظت کے لئے لوگوں کے ہاتھوں کو شیروں کی طرح طاقتور بنا دیگا لنگڑوں کو چلا دیگا گونگوں کو قوت گویائی دیدیگا اندھوں کو بینا کر دیگا پھر ہم جیسے نافرمان قوم سے اپنا مقدس کام نہ لیگا۔ یا ایھا الذین آمنوا من یرتد منکم عن دینہ فسوف یاتی اللہ بقوم یحبھم و یحبونہ اذلۃ علی المؤمنین اعزۃ علی الکافرین یجاھدون فی سبیل اللہ ولا یخافون لومۃ لائم ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ واسع علیم مسلمانو تم میں سے جو شخص دین حق کی راہ سے پھر جائیگا تو اسے معلوم ہونا چاہیئے کہ خداوند حق کو اس کی احتیاج نہیں بہت قریب ہے کہ وہ ایک قوم کو ظاہر فرمائے جو اللہ کو چاہنے والی ہوگی اور اللہ اسے پیار کریگا وہ مومنوں کے آگے بہت نرم و عاجز ہوں گے لیکن دشمنان حق پہ

والدین

(نوشتہ جناب مولوی فاضل حکیم میرزا محمد نذیر صاحب عرشی)

کبھی تم نے یہ بھی سوچا کہ ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنے کے لئے تو قرآن مجید میں کئی جگہ تاکید آئی ہے اور حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں جا بجا اس کے متعلق ارشاد وارد ہے لیکن اولاد کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنے پر کہیں خاص طور پر زور نہیں دیا گیا اس کی وجہ کیا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ اولاد کے لئے ماں باپ کے دل میں محبت کا ایک اضطراری جذبہ موجود ہے جو خود حسن سلوک کا متقاضی ہے ماں باپ کو کوئی آسمانی کتاب تاکید کرے یا نہ کرے کوئی بزرگ ہدایت فرمائے یا نہ فرمائے وہ خود چاہتے ہیں کہ ان کا فرزند اچھا کھائے اچھا پہنے آرام کی زندگی بسر کرے اور ان کی آنکھوں کے سامنے پھلے پھولے اور پروان چڑھے ان کی عین مراد ہے کہ وہ اپنے بچے کو علم و ہنر کے زیور سے آراستہ کریں اس کا بیاہ رچائیں اس کو اپنی زندگی میں صاحب روزگار اور خوشحال و فارغ البال دیکھیں مگر اولاد کے دل میں ماں باپ کے لئے کوئی ایسا اضطراری جذبۂ محبت نہیں اس لئے ناموس شریعت اور قانون اخلاق کے نزدیک اولاد کو اپنے ماں باپ کے لئے حسن سلوک کی تاکید کرنے کی تو ضرورت ہے ماں باپ کو اولاد کے لئے ایسی تاکید کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

ماں باپ کے دل میں اولاد کی محبت ایک فطری امر ہے اور یہ بات نوعیہ اس کی مقتضی ہے جس سے قدرت کو حفظ نوع مقصود ہے کیونکہ اگر ماں باپ کے دل میں یہ جذبہ موجود نہ ہوتا تو وہ اپنی اولاد کی پرورش نہ کرتے جب اولاد کی پرورش نہ ہوتی تو نسلیں منقطع ہو کر نوع کی نوع دنیا سے مٹ جاتی لیکن اولاد کے دل میں ماں باپ کی محبت فطری نہیں بلکہ مبنی بہ غرض ہے جب تک اولاد کو ماں باپ سے فوائد حاصل کرنے کی احتیاج ہے اس وقت تک ان کے دل میں ماں باپ کے لئے میلان و رجحان کا جذبہ پایا جاتا ہے لیکن جوں ہی ماں باپ بڈھے ہوئے اور فوائد پہنچانے کے ناقابل ہوئے تو اولاد کے دل سے اتر جاتے ہیں اور ان کا وجود اولاد کے لئے بار خاطر بنجاتا ہے ماں باپ اور اولاد کی غیر متوازن محبت کا مقابلہ حضرت شیخ سعدی نے ایک حکایت میں خوب کیا ہے فرماتے ہیں میں ایک پیر مرد کے ہاں مہمان تھا جس کو خدا نے ایک فرزند بخشا تھا رات کو بڈھے میزبان نے اپنے مہمان عزیز کے سامنے ادھر ادھر کی باتیں باتیں چھیڑیں تو جوش مسرت سے اپنے لاڈلے فرزند کا ذکر بھی ذکر آگیا بولا بڑی عمر تک میری گود اس نعمت سے خالی تھی آخر مجھے ایک زیارت گاہ کا پتہ لگا جہاں دعا مانگنے سے ہر مراد پوری ہوتی ہے میں نے وہاں جاکر دعا کی کہ اللہ تعالیٰ مجھے فرزند نرینہ عطا فرمائے میری التجا قبول ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے مجھے فرزند عطا فرمایا جو آپ دیکھ رہے ہیں صاحبزادے صاحب بھی کہیں پاس ہی بڑے یہ قصہ سن رہے تھے صبح اٹھکر اپنے یاروں دوستوں میں گئے تو ان سے کہا وہ زیارت گاہ کہاں ہے جہاں سنا ہے کہ جو دعا مانگی جاتی ہے وہ قبول ہوتی ہے مجھے اس کا پتہ ملے تو یہ دعا کرنی چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ جلد میرے بڈھے باپ کو اٹھالے۔

دنیا میں نیکی کا بدلہ نیکی اقامت عدل اور حفظ امن کے خاص اصولوں میں شمار کیا گیا ہے اگر نیکی کا بدلہ بدی وسعت اختیار کرلے تو مطلع امن تیرہ و تار ہو جائے قرآن مجید میں واضح و دلکش کلمات میں ارشاد ہے "ہل جزاء الاحسان الا الاحسان" مولانا جامی فرماتے ہیں ؎

نی شاید درین دیر پر آفات جزا احسان اہل احسان را مکافات

مگر کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ جو ماں باپ اولاد کو منتیں مان مان کر پالتے ہیں تکلیفیں اٹھا اٹھا کر پرورش کرتے ہیں خود دکھ سہتے ہیں اور اولاد کے لئے سکھ کے سامان مہیا کرتے ہیں اولاد کو ذرا بیکل پاتے ہیں تو کلیجہ مسوس کر رہ جاتے ہیں۔ فیضی ؎

خارے کہ خلد بپائے فرزند در چشم پدر شود جگر بند

کیا ان کے اس حسن سلوک، اس مروت اس نیکی اس احسان کا یہی بدلہ ہونا چاہیے کہ اولاد دن رات ان کی موت مانگے؟ ان کی بات کی ہنسی اڑائے؟ ان کو حقیر و ذلیل سمجھے ان کے سوال کو رد کرے ان کے سوال کو بے استغنا سے ٹھکرائے ان کے آرام کے وسائل مہیا کرنے کی پرواہ نہ کرے ان کی بیماری میں کبھی عیادت نہ کرے؟ ان کی تکلیف کے درد کے سرد کا نہ رکھے حیف صد حیف ایسی اولاد کے ہونے سے اس کا نہ ہونا اچھا ہے۔ نظامی ؎

اگر ہست فرزند کس ناخلف جہاں پر کہ گردد بجز دی تلف

اسلام نے ماں باپ کا اس قدر احترام ملحوظ رکھا ہے کہ اولاد کو حکم ہے (فلا تقل لھما اف ولا تنھرھما) ماں باپ کو کبھی بھول کر بھی نہ کہو اور نہ ان سے سخت لہجہ میں خطاب کرو لیکن لوگوں کا یہ حال ہے کہ سخت لہجہ سے پرہیز تو رہا الگ علانیہ ماں باپ کو گالیاں دیتے ہیں اور مار پیٹ تک سے گریز نہیں کرتے۔

شیخ سعدی فرماتے ہیں کہ ایک ماں جب اپنے نافرمان فرزند سے تنگ آگئی تو کہا اے ناحق شناس وہ دن یاد نہیں جب اپنے بدن سے ایک مکھی تک اڑانے کی قدرت نہیں رکھتا تھا اور صرف میری نگہداشت و حفاظت پر جیتا تھا جس کے لئے میں راتوں کو اپنی نیند حرام کرلی تھی آج اتنا ہو گیا کہ ہم کو خاطر میں بھی نہیں لاتا ؎

چو دے سر اراد اے اور بتافت دل دردمندش چو آذر بتافت
چو بیچارہ شد پیش او در بہ بہد کہ سست است مہر و فراموش عہد
نہ گریاں و درماندہ بودی و خرد کہ شبہا ز دست تو خوابم نہ برد
نہ در مہد نیرو و حالت نہ بود مگس راندن از خود مجالت نہ بود
تو آنی کہ از یک مگس رنجہ کہ امروز سالار سر پنجۂ

بیشک ہمارا پروردگار اللہ تعالیٰ ہے لیکن اس پروردگار نے ہمارا سب سے پہلا ذریعہ پرورش ماں باپ کو بنایا ہے اگر ماں بچہ کو دودھ نہ پلائے تو وہ سسک سسک کر جان توڑ دے اگر باپ کا بچے کے کھانے اور پہننے کا سامان نہ کرے تو چند روز میں وہ بھوکا پیاسا رہ کر یا سردی و گرمی کے اثر سے تلف

امراض میں مبتلا ہو کر جان سے ہاتھ دھو بیٹھے پس جہاں ہم اپنے پروردگار حقیقی کی اطاعت میں نماز روزہ زکوٰۃ حج وغیرہ عبادات بجا لاتے ہیں وہاں اس کے مقرر کئے ہوئے انسانوں یعنی ماں باپ کی حق شناسی بھی لازم ہے ورنہ بقولے من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ ، جو شخص انسانوں کا شکریہ ادا نہ کرے حقیقت میں وہ اللہ کے شکر سے بھی عہدہ برا نہیں ہو سکتا اس کی تمام عبادات بیکار ہیں یہی مطلب ہے اس حدیث کا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بر الوالدین افضل من الصلوٰۃ والصدقۃ والصوم والحج والعمرۃ والجہاد فی سبیل اللہ - یعنی ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک اس نماز زکوٰۃ روزہ حج عمرہ اور جہاد سے بہتر ہے جن کی بجا آوری کرنے والا ماں باپ کا حق ادا نہیں کرتا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے کہ جس شخص پر صبح کے وقت اس کے ماں باپ خوش ہوں اس کے لئے بہشت کے دو دروازے کھل جاتے ہیں اور اگر شام کو بھی خوش ہوں تو اسی طرح دو دروازے اور کھل جاتے ہیں اور اگر ماں باپ میں سے کوئی ایک ہو تو ایک دروازہ کھل جاتا ہے حاضرین میں سے کسی نے عرض کیا اگر چہ ماں باپ ظلم کرتے ہوں فرمایا اگرچہ ظلم کرتے ہوں اگرچہ ظلم کرتے ہوں۔

روایت ہے کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اے موسیٰ جو شخص میری نافرمانی کرے مگر ماں باپ کی فرمانبرداری کرے میں اس کو فرمانبرداروں ہی لکھ دیتا ہوں اور جو شخص میری فرمانبرداری کرے مگر ماں باپ کی نافرمانی کرے تو میں اس کو نافرمان درج کرتا ہوں۔

احیاء العلوم میں لکھا ہے کہ جب حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے فرزند مہجور حضرت یوسف علیہ السلام سے ملنے کے لئے کنعان سے مصر گئے تو کہاں باپ کی درویشانہ و فقیرانہ ہیئت اور کہاں حضرت یوسف علیہ السلام کا دربار حکومت اور شان امارت وہ اپنے والد محترم کی تعظیم کے لئے نہ اٹھے فوراً بارگاہ حق سے خطاب ہوا کہ تم اپنی شان امارت کی برتری کے خیال سے باپ کے لئے تعظیماً اٹھنا گوارا نہیں کرتے! مجھے اپنے عزت وجلال کی قسم ہے کہ میں تمہاری نسل سے کوئی نبی پیدا نہیں کروں گا۔

اسلام پاک پر کیا منحصر ہے دنیا کے تمام مذاہب وادیان ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کو لازم سمجھنے کی تاکید کرتے ہیں اور مشرق جو مذاہب عالم کا گہوارہ رہا ہے آج اس گئے گذرے زمانے میں بھی اپنے مراسم وعادات ماں باپ کی رعایت حقوق کے نشان پیش کرتا ہے ہندوستان تک ہندو اور مسلمان سکھوں وغیرہ تمام اقوام میں ماں باپ کی عزت واحترام مسلم ہے مگر جن لوگوں میں آج انگریزیت سرایت کر گئی ہے ان کی کایا پلٹ ہو جانے سے جہاں ان کے مشرقی اطوار وشعار مسخ ہوگئے وہاں ماں باپ کی بزرگ و محترم ہستیوں کی بھی کچھ قدر باقی نہیں رہی ان لوگوں کی انکھوں پر کبر و غرور کا چشمہ چڑھا ہے جس میں سے وہ اپنے ماں باپ چچا دادا وغیرہ قابل احترام بزرگوں کو خوار اور ناقابل التفات اشخاص کی حیثیت سے استحقار کے ساتھ دیکھتے ہیں اور موقع پڑے تو ان کی شان میں ذلیل بلیڈی تک کے مکروہ الفاظ کہہ دینے سے نہیں رکتے ان لوگوں پر کلام خدا اور فرمان رسول کا کوئی اثر نہیں ہوتا لیکن آخر اس عالم کا زبردست اصول عمل ان کی آنکھیں کھول دے گا جب ان کا ایام پیری میں اپنے فرزند سے پالا پڑے گا تو پھر اپنے کئے کا احساس ہو گا ۔

بیابان مکافات کجا آب ہوا دارد   کہ گر امروز کاری داغ فردا بر ....

ایک شخص سے کہا سنا گیا ہے کہ جب مادہ بچھو کے بچے پیدا ہوتے ہیں وہ ماں کا پیٹ چاک کر کے نکل پڑتے ہیں اور نکلتے ہی ماں کو نوچ نوچ کر .... ہیں یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ اولاد ماں کے ساتھ یہ سلوک کرے ! .... کہا سمجھ میں کیوں نہیں آتی صاف بات ہے کہ اس مادہ بچھو نے جبکہ وہ پیدا ہوئی اپنی ماں کے ساتھ یہی سلوک کیا تھا آج اس کے بدلے میں اس کی اولاد اس کے ساتھ بھی سلوک کرتی ہے ۔

از مکافات عمل غافل مشو   گندم از گندم بروید جو ز جو

حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص اپنے کسی بڑے بزرگ کی خدمت اس کی ضعیفی میں کرتا ہے اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اسکی پیری وضعیفی میں بھی کوئی ایسا ہی ہوتا ہے جو اس کی خدمت دل وجان سے کرتا ہے ہم نے اپنی آنکھوں سے اس حدیث کی تصدیق کے کئی نمونے مشاہدہ کئے ہیں جن مردوں نے اپنے ماں باپ کی اور جن عورتوں نے اپنے سسر اور ساس کی دم آخر تک خلوص اور محبت کے ساتھ خدمت کی ہے خود ان کو بھی ان کے مخلص عزیزوں کی آغوش شفقت میں ہوتا دیکھا ہے اور جن ناخلف لوگوں نے اپنے بزرگوں کو کس مپرسی میں رکھ کر بیکسی کی موت کے حوالے کیا ان کی موت بھی گمنامی و کس مپرسی میں ایڑیاں رگڑ رگڑ کر واقع ہوئی سعدی سالہا بر تو بگذرد کہ گذار نکنی سوئے تربت پدر

تو بجائے پدر چہ کردی خیر   تا ہماں چشم داری از پسرت

(نظام المشائخ)

خاموش تبلیغ

مصنفہ علامہ مولوی احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علمائے ہند۔ امت اسلامیہ آج جس نازک دور سے گذر رہی ہے اس سے واقف ہر دن بدن مسلمانوں کا افلاس بڑھ رہا ہے لاکھوں روپیہ کی جاگیریں مسلمان اپنے غیر شرعی مراسم کے باعث تمام برباد ... ہر سال سود کا کروڑوں روپیہ ان کی جیب سے نکل کر غیر مسلموں کی جیب میں چلا جاتا ہے جس کی وجہ سے مسلمان قوم میں فقر وفاقہ ... رہا ہے اور پوری قوم تباہی کے کنارے پہنچ چکی ہے ان حالات وواقعات سے متاثر ہو کر حضرت مولانا حاجی احمد سعید صاحب نے ایک دلچسپ کتاب قصہ کے پیرایہ میں لکھی ہے اس میں اصول تجارت مسئلہ سود ہندو مسلم اتحاد حقیقت دارالحرب کی تعریف شادی وغمی کے مراسم شکون کے سود کا کاروبار انگریزی تعلیم اسلامی تبلیغ وغیرہ پر مفصل بحث کی ہے کتاب اپنے مضامین ... اس قدر دلچسپ ہے کہ شروع کرنے کے بعد چھوڑنے کو جی نہیں چاہتا دہلی کی شستہ اردو زبان اور روز مرہ کے بہترین محاوروں کی وجہ سے اس کتاب نے اتنی ہر دلعزیزی حاصل کر لی ہے کہ ... فروخت ہو رہی ہے اگرچہ اس کتاب میں دہلی کے ایک خاندان کا تذکرہ ہے لیکن مولانا نے اپنے عالمانہ انداز میں بہت سے مشکل مسائل کو حل کر دیا ہے یہ کتاب مذہبی اقتصادی اور ... مسلمانوں کے لئے بے انتہا مفید ہے اس لئے اس کتاب کا نام خاموش تبلیغ رکھا گیا ہے

ضخامت ۲۴۴ صفحات   قیمت صرف دس آنے

منیجر حمیدیہ پریس پوسٹ بکس نمبر ۲۰ دہلی سے منگائیے

ہوا، پانی، اور نمک کے متعلق سرکارِ دو عالم کا فرمان

(از جناب مولانا محی الدین احمد صاحب)

دنیا جس قدر ترقی کرتی جاتی ہے اسلام کی صداقتوں کا اعتراف اسی قدر عالمگیر ہوتا جاتا ہے اور کوئی آفتاب طلوع نہیں کرتا جس کے طلوع کے ساتھ محمد عربی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کسی بیان کردہ صداقت کا اعلان خدا کے کسی بندے کی زبان اور اسکے اعمال سے نہ ہوتا ہو، جس سے اس امر کا صاف پتہ چلتا ہے کہ گو مسلمان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات سے دور جا پڑے ہوں لیکن دنیا روز بروز اس سے قریب تر ہوتی جاتی ہے گو مغرب نے اپنے الحاد و انکار کے اندر اسلام کی صداقتوں کو اختیار اور اس کے صدق و حقانیت کی تصدیق کی۔

ہندوستان میں برہمو سماج اور آریہ سماج، اسلام ہی کا ہندوانہ ایڈیشن اور ملت حقہ اسلامیہ کا ایک خاموش اور غیر مکمل اعلان تھا لیکن ہندوستان کی موجودہ تحریک حریت و سوراج، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا سب سے بڑا کرشمہ ہے۔

ابھی جانے دیجئے کہ گاندھی جی کی موجودہ تحریک پر ایک سیر حاصل بحث کی جائے اور بتلایا جائے کہ کیونکر یہ تحریک سراسر ایک اسلامی تحریک ہے اور مسلمانوں پر اس تحریک میں شامل ہونا بلحاظ استخلاص و حریت وطن حفظ و بقائے ایمان اور احیاء و تجدید اسلام کی غرض سے اسی درجہ ضروری اور لابدی ہے جس درجہ ادائیگی صلوٰۃ و زکوٰۃ لیکن ان کو کسی دوسری فرصت پر اٹھا رکھتے ہیں اس وقت ہم چند الفاظ اس خاص چیز کے متعلق کہنا چاہتے ہیں جس سے گاندھی اعظم نے اپنی موجودہ سول نافرمانی کی تحریک کا آغاز کیا ہے یعنی نمک کا محصول۔

ہمارا ایمان ہے کہ دنیا میں ہر ایک تحریک جو بنی نوع انسان کے فائدہ کیلئے شروع کی گئی ہے اپنے وجود کے لئے سرچشمۂ نبوت کی شرمندہ ہوتی ہے گاندھی جی کی موجودہ تحریک بھی مثل ہر ایک تحریک کے سرچشمۂ نبوت سے ماخوذ ہے ہر ایک مقصد مقدس ہوتا ہے اور چونکہ ایک مقدس مقصد کے لئے ایک مخلص اور سرفروش جماعت کھڑی ہو گئی ہے اس لئے اس کی کامیابی بحول اللہ و بعونہ یقینی ہے ذیل میں ہم چند احادیث مع ترجمہ پیش کرتے ہیں ان کے پڑھنے سے ناظرین کو اس امر کا اندازہ ہو سکے گا کہ کیونکر اللہ تعالےٰ نے اپنے رسول پاک کی بھولی ہوئی سنت کو تیرہ صدیوں کے بعد اپنے ایک بندے کی زبان سے جاری فرما دیا ہے اور اسے کھڑا کر دیا ہے کہ وہ اپنے لائحہ عمل کی پہلی دفعہ اس فراموش شدہ سنت نبوی کے احیاء کو قرار دے اور اسے دنیا میں قائم کرنے کے لئے اپنی مقدس زندگی وقف کر دے۔ محمد رسول اللہ کی صداقت کا اس سے بڑا اعجاز اور کیا ہو سکتا ہے۔ احادیث کا ذکر کرنے سے پیشتر ہم اجمالاً ان کے مفہوم کی طرف لوگوں کو متوجہ کرنا چاہتے ہیں حضور رحمت ربانی ان ارشادات کا اصل منشا یہ ہے کہ نمک خدائے کریم کی ان نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے جو تمام بنی نوع انسان کیلئے یکساں مفید بلکہ ضروری ہیں ہوا، سورج کی روشنی اور بادلوں کے پانی کے بعد کوئی چیز ایسی نہیں جس کا استعمال بنی نوع انسان کیلئے اس قدر ضروری اور اس قدر عام ہو جس قدر نمک کا ہے اسلئے اس پر کسی قسم کی بندش یا قید لگانا نسل انسانی پر خدا کی نعمتوں کا دروازہ بند کرنا ہے اس لئے نمک پر کوئی حکومت ٹیکس نہیں لگا سکتی اور کوئی جماعت اسے اپنے لئے مخصوص کر سکتی ہے اگر کوئی حکومت یا جماعت ایسا کرتی ہے تو وہ خدا کے رسول کی منشا کے منافی ہے اور ایسے ہر مسلم کا فرض ہے کہ اس کا جلد سے جلد خاتمہ کردے۔

(۱) عن عائشۃ ام المومنین رضی اللہ عنہا انہا قالت یا رسول اللہ ما الشیء الذی لا یحل منعہ قال الماء والملح والنار (ابن ماجہ) حضرت عائشہؓ سے روایت ہے آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ وہ کون کونسی چیزیں ہیں جن پر پابندی یا بندش عائد کرنا منع ہے (یا جنہیں روکنا جائز نہیں) آپ نے فرمایا پانی، نمک اور آگ اس حدیث کو امام شوکانی بھی لائے ہیں۔ (۲) عن بہیسۃ قالت استاذن ابی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فجعل یدنو منہ ویلتزمہ ثم قال یا نبی اللہ ما الشیء الذی لا یحل منعہ قال الماء قال یا نبی اللہ ما الشیء الذی لا یحل منعہ قال الملح الحدیث رواہ ابو داؤد (نیل الاوطار)

(۳) عن ابیض بن حمال المازنی انہ وفد الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاستقطعہ الملح فقطع لہ فلما ان ولی قال رجل اتدری ما قطعت لہ انما اقطعتہ الماء العد (رواہ الترمذی وابو داؤد نیل الاوطار)

(ترجمہ) بہیسہ فزاریہ اپنے باپ سے روایت کرتی ہیں کہ انہوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ملنے کی اجازت مانگی اور اپنے آپ کو حضور علیہ السلام کی قمیص میں داخل کر دیا اور بوسہ دیتے تھے اور چمٹتے تھے پھر پوچھتے ہے یا رسول اللہ وہ کونسی چیز ہے جسے روکنا منع ہے آپ نے فرمایا نمک" ابیض ابن حمال مازنی سے روایت ہے کہ وہ اہل مارب کی طرف سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں ایلچی بنکر آیا اور آپ سے قطعہ نمک مانگا آپ نے اسے دیدیا جب وہ واپس جانے لگا تو ایک شخص نے حضور سے کہا کہ کیا آپ جانتے ہیں کہ آپ نے کیا چیز دیدی آپ نے تو اسے جاری پانی دیدیا راوی نے کہا کہ آپ نے اسے واپس فرما لیا اس حدیث کو ترمذی ابو داؤد ابن ماجہ اور نسائی نے روایت کیا ترمذی نے حسن کہا ابن حبان نے اسے صحیح کہا اس حدیث کے متعدد شواہد موجود ہیں محدثین نے اس کی تشریح میں یہ لکھا ہے کہ آپ نے نمک کو آب رواں (جاری پانی) کے حکم میں رکھا کہ جس طرح چلتے ہوئے پانی پر کسی قسم کی بندش نہیں ہو سکتی کہ وہ بغیر تکلیف اور محنت کے ملتا ہے اسی طرح نمک پر کسی قسم کی قید نہیں لگائی جا سکتی (عون المعبود ج۳ صفحہ ۱۳۹)

(۴) حضرت عائشہ صدیقہؓ ویمنعون الماعون (عام برتنے والی چیزوں کو روکتے ہیں ان پر بندش عائد کرتے ہیں) کی تفسیر میں فرماتی ہیں کہ یہ آگ اور نمک اور پانی ہیں (نیل الاوطار)

مسلمانو! رسول اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ان ارشادات طیبہ کو پڑھو اور بار بار پڑھو اور پھر غور کرو کہ یہاں مہاتما گاندھی جی کی موجودہ دعوت عمل میں تمہارے لئے کوئی سچا پیغام عمل ہے یا نہیں افسوس ہے کہ ہندوستان کے سات کروڑ مسلمان اس حقیقت پر بیقرار ہو کر میدان عمل میں نکل کھڑے ہوں کیونکہ گاندھی انہیں کے آقا و مولا کے ایک بھولے ہوئے حکم کو یاد دلانے کیلئے اور اسے دنیا میں قائم کرنے کے لئے کھڑا ہوا ہے اگر وہ ایسا نہیں کرتے اور گاندھی جی صرف ہندوؤں کی مدد سے اللہ کے رسول کے اس حکم کو دنیا میں نافذ کرنے میں کامیاب ہو گئے اور بحول اللہ وہ ضرور کامیاب ہوں گے تو کل قیامت کے دن مسلمان اپنے آقا و مولا کو کیا جواب دیں گے اور کس منہ سے اس کی شفاعت طلب کریں گے (وما علینا الا البلاغ)

مہاتما گاندھی کا تاریخی سفر

(از جناب حکیم عزیز حسن صاحب بقائی مدیر ہیولیا)

۱۲ مارچ کو ہندوستان کے فقیر رہنما اور لنگوٹ بند مہاتما اور حقیقتاً دلوں کے بادشاہ مہاتما گاندھی نے اپنی زندگی کی آخری جدوجہد جنگ ۔۔۔ جس کو جوا رشٹ کی آخری بازی بھی کہا جاتا ہے شروع کر دی اور وہ ایک آخری تحریر ہز ایکسلینسی وائسرائے کے پاس بھیجنے کے بعد اس تاریخی سفر پر روانہ ہو گئے جس سے ناکام ہو کر واپس نہ آنے کا انھوں نے عہد کیا ہے۔

مہاتما جی کے ساتھ چند مٹھی بھر رضاکار ہیں جو ان کے ہمراہ پیدل سفر کر رہے ہیں اور وہ سمندر کے کنارے پہنچ کر نمک سازی کے جرم میں گرفتار ہو جائیں گے۔

جس وقت اس عزم و استقلال کے کوہ وقار نے اپنا تاریخی سفر شروع کیا ہے تو ہندوستان کا کرۂ فضائی فرقہ وارانہ ذہنیت سے ایسا زہر آلود تھا کہ کسی کو کامیابی کی توقع نہ تھی مگر جس گاؤں سے مہاتما جی گذرے اس گاؤں نے اپنی حیثیت سے زیادہ ان کا اور ان کی فوج کا خیر مقدم کیا سرکاری ملازمان نے استعفے پیش کئے مالداروں نے روپیوں کی تھیلیاں بھینٹ چڑھائیں اور ایک دم فضا تبدیل ہونی شروع ہو گئی جب صدہا پٹیلوں اور معافی داروں کے استعفے پیش ہو گئے تو حکومت کی آنکھیں کھل گئیں اور آج ۔۔۔ تک حکومت نے ستیہ گرہی قافلہ کے راستہ میں مشکلات پیدا نہیں کیں خیال ہے کہ آئندہ جب مہاتما جی اپنی جماعت کے منزل مقصود پر نمک ۔۔۔ تیں گے تو شاید جہاں فوج کے ذریعہ یا پانی کے پیدل کے ذریعہ نمک سازی میں مشکلات پیدا کی جائیں گی اور اگر یہ اطلاعات یا قیاسات صحیح ثابت ہوئے تو اس میں بھی حکومت کو شکست ہوگی اور اگر حکومت اپنی تمکنت سے نشہ و پرواتائی اور مہاتما جی کو گرفتار کر لیا گیا جس کی توقع ہے تو پھر کانگریس تمام ہندوستان میں بیک وقت سول نافرمانی شروع کر دے گی اور گرفتاریوں کا ایک عالمگیر وبا تمام ہندوستان پر مسلط ہو جائے گی۔ انجام خدا کے ہاتھ میں ہے اگرچہ انجام کے متعلق پیشین گوئی کرنی مشکل ہے مگر موجودہ رفتار اور برٹش گورنمنٹ کی دو سالہ تاریخ حکومت اور غلام اقوام کی جدوجہد آزادی پر غور کرنے سے صاف نظر آتا ہے کہ محکوم ہندوستان کی غلامی کی بیڑیاں ضرور کٹیں گی اور رجحان یہ کہ جو پارلیمنٹ ۱۹۳۰ء میں ہی نہ ۱۹۳۱ء میں نہ ہوگی۔ آہ مگر آہ کہ اس جہاد آزادی میں بحیثیت القوم اس قوم کا کوئی حصہ نہ ہوگا جس کو امت وسطیٰ کا خطاب عطا ہوا تھا اور جس کی بعثت کا مقصد ہی محکوموں اور غلاموں کو آزادی دلانا تھا اور جس کے مذہب کا دوسرا نام آزادی ہے اور جس کے ایک ایک فرد کی رگوں میں آزادی حاصل کرنے کے لئے خون دوڑنا چاہیئے اور جس کی تاریخ ماضی غلامی اور محکومیت کی لعنت سے پاک ہے اور جس کو آزادی کا جھنڈا اقوام ہند میں سب سے پہلے بلند کرنا چاہیئے تھا اور جس کے فرزندوں کو مجاہدین آزادی کی پہلی صف میں ہونا چاہیئے تھا کیونکہ ان کے پاس اسلام تھا اور وہ اس ملک پر صدیوں حکمران رہے تھے اور اپنی بد اعمالیوں سے غیر ملکی حکمرانوں کے تسلط کا باعث ہوئے تھے مگر فیاد دیکھنا کہ آج وہ ہندو جو کل تک آزادی کے نام سے لرزتا تھا اور جس پر یقیناً مسلمانوں نے سات سو برس حکومت کی ہے علم آزادی اٹھائے ہوئے لیلائے آزادی کے قریب پہنچنے کی سرفروشانہ کوشش کر رہا ہے مگر وہ مسلمان جس کے دماغ سے حکومت کا نشہ اترے ابھی کچھ ہی دن ہوئے ہیں اپنے لغزش اور برے اعمال اور بزدل لیڈروں کے طفیل جہاد آزادی میں نہ صرف یہ کہ شریک نہیں ہو بلکہ جہاد آزادی کی راہ میں کوہ گراں کی طرح ایک آڑ بنا ہوا ہے۔

جس مسلمان قوم نے اب سے دس سال پہلے ترک موالات کے دور میں اسی بیدریغ قربانیاں کی تھیں اور جب ہزاروں فرزندان وطن جرم حق پرستی میں جیل کی تاریک کوٹھریوں میں نظر بند کئے گئے تھے اس وقت ۲۲ ہزار مسلمان تھے جن کی آبادی ہندوستان میں ایک تہائی بھی نہیں تھی مگر جیل کی تاریک کوٹھریوں میں اور پھانسی کے تختہ پر مسلمان ۔۔۔ میں ہندوستان کی سب سے زیادہ متمول جماعت سب سے زیادہ تعلیم یافتہ قوم سب سے زیادہ منظم افراد سب سے زیادہ آبادی رکھنے والی جماعت سے بازی لے گئے تھے اور ہندو اپنی تمام قوتوں کے باوجود ۲ ہزار سے زیادہ اپنے فرزندوں کو جیل کے لئے پیش نہ کر سکے اور کمزور مسلمان اور مفلس مسلمان جاہل مسلمان مفلس مسلمان ہندوستان کی اس سب سے بڑی ہندو جماعت سے ایثار و قربانی کے میدان میں آگے نکل گئے مگر آج یہ حقیقت ایک بھولا ہوا افسانہ ہے اور اس کی ۔۔۔ مہاسبھائیوں کے کردہ اور غلامانہ طرز عمل اور مسلمان رہنماؤں کی سیاست ناواقفیت اور بزدلی ہے میرے خیال میں اس بیماری کا کوئی علاج اگر ہو سکتا ہے تو ۔۔۔ غریب مسلم ورکر ہیں جن میں اخلاص سے حقوق ملت کا احساس ہو آزادی وطن ۔۔۔ ہے اور جذبہ جن کے ہاتھ میں جماعت کی باگ ڈور ہے اور جس سے آج ۔۔۔ اپنا حق طلب کر رہا ہے کیونکہ میں جانتا ہوں کہ اگر آج مسلم ورکروں میں حرکت پیدا ہو ۔۔۔ اور وہ تحفظ حقوق کے واسطے ایک آخری جدوجہد کے ارادہ سے ۔۔۔ تو اور مہاتما گاندھی اور پنڈت جواہر لال نہرو کے پاس ایک متحدہ وفد لے کر ۔۔۔ جائیں جس میں مسلم قوم کے حقوق اور مسلم کلچر کی حفاظت کے لئے انڈین نیشنل کانگریس کا ایک اعلان خصوصی طلب کرنے پر زور دیا جائے تو مجھے یقین ہے کہ ۔۔۔ تبدیل ہو چکی ہے کہ مسلمان کانگریس سے انصاف حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے کیونکہ سمجھدار ہندو اس سے ناواقف نہیں ہیں کہ اقلیت کو مطمئن کئے بغیر حصول آزادی ایک خواب سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتی اور پھر ہندو ۔۔۔ وطن مقدس کی آزادی کے لئے کیسے جوش و فدائیت سے کام کرتے ہیں

کہا جاتا ہے کہ اگر آج ہندو کسی ایسے عہدنامہ پر دستخط کر دیں جن کو وہ ۔۔۔ خلاف سمجھتے ہوں مگر کل وقت پر انکار کر دیں تو مسلمانوں کے پاس کونسی ۔۔۔ جو ان کو ایفائے عہد پر مجبور کر سکے اور ہندوؤں کا یہ کہنا بھی صحیح ہے ۔۔۔ آخر میں حقوق و دیش کی کونسی طاقت ہے جو وہ مسلمانوں کو مطمئن کر رہا تھا ۔۔۔ جواب یہ ہے کہ جس وقت ۱۹۱۶ء میں لکھنؤ میں ہندو مسلمانوں نے ایک معاہدہ پر دستخط کئے تھے اس وقت بھی یہی خوف مسلمانوں کے سامنے تھا ۔۔۔ انگریز کو ہندوستان سے نکالنے ۔۔۔ اور ۔۔۔ کال کے لئے تیار ہوں گے پھر ۔۔۔ نہیں سمجھ کر لکھنؤ کے ۔۔۔

ہندو مسلمانوں نے مل میں بیٹھ کر طے کیا تھا اس کا بڑا حصہ مانٹیگو چیمسفورڈ اسکیم میں تھا اور آج بھی جو کچھ مشترکہ ہندوستان متحدہ مطالبہ پیش کیا گا وہی سائمن کمیشن یا گول میز کانفرنس میں پیش ہوگا۔

اعتراض دوم کا جواب یہ ہے کہ کوئی مسلمان ہندوؤں سے حقوق نہیں مانگتا مراعات کی بھیک نہیں لیتا بلکہ وہ انصاف چاہتا ہے اور ایک شریفانہ مفاہمت اگر آج اس کا اطمینان ہو جائے کہ کل جو سوراجی حکومت ہوگی اس میں مسلمان کا مذہب اس کی تاریخ اس کا تمدن اس کی معاشرت اس کی مساجد و مقابر اس کی زبان اس کے اوقاف محفوظ ہوں گے تو آزادی کی جنگ زیادہ سے زیادہ ... مہینے میں ختم ہو جائے گی اور ہندوستان کو اگر آزادی نہیں تو ڈومینین اسٹیٹس ضرور حاصل ہو جائے گا۔

پس میں ان لوگوں سے جو ہندوستان کی آزادی کے خواہشمند ہیں یہ درخواست کرتا ہوں کہ جس قدر جلد ممکن ہو سکے ہندوستان کے کسی مرکزی مقام پر کانگریس کا اجلاس خصوصی طلب کریں اور جس طرح ممکن ہو سکے ایک باعزت سمجھوتہ کرکے اقلیتوں کو مطمئن کرکے جہاد آزادی میں اقلیتوں کو شرکت کا موقع دیں۔ مسلمانوں کے ان رہنماؤں کو جو باوجود دعوائے آزادی اس وقت ... کے ہاتھوں میں کھیل بنے ہوئے ہیں تحریک آزادی کی مخالفت کر رہے ہیں اور اپنے ذاتی اغراض کے لئے ہندو مسلمانوں میں سمجھوتہ نہیں ہونے دیتے خوب یاد رکھنا چاہیئے کہ اگر مسلمان تحریک آزادی میں شریک نہ ہوئے تو ان کی پوزیشن بہت نازک ہو جائے گی کیونکہ اگر موجودہ تحریک کامیاب ہو گئی تو ہندو راج ہے اور اگر ناکام ہوئی تو انگریزی حکومت کی سختی اور سو برس تک بڑھ گئی۔ انگریز آج نہ تو مسلمانوں کے ساتھ انصاف کرنا چاہتا ہے اور نہ مسلمانوں سے وہ مرعوب ہے البتہ ہندوؤں کو وہ خوش کرنے کے لئے بھی تیار ہے اور ہندوؤں سے اس کو مفاہمت کی ضرورت بھی ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ ... ہندو ہیں اور مہاتما گاندھی بھی ہندو ہیں اور سیٹھ برلا ... بھی مسلمان نہیں پھر انگریز کی بیزار کو غرض پڑی ہے ... مسلمانوں جیسی قوم سے مفاہمت کرے جس میں نہ کوئی زندگی ہے اور نہ جس کے پاس مخلص رہنما ہیں۔ لیکن اگر یہ ممکن نہیں ہے کہ انگریز ہندوستان کو ہمیشہ غلام رکھ سکیں تو مسلمانوں کے لئے دو ہی راستے ہیں یا تو ہندوستان میں ایک اسلامی حکومت کے قیام کے لئے جدوجہد شروع کی جائے جو بظاہر ناممکن ہے اور یا ہمسایہ قوم کے ساتھ باعزت مفاہمت کرکے جہاد آزادی میں شرکت کی جائے کیونکہ وہ وقت گذر گیا جبکہ صرف پولٹیکل اہمیت کی بناء پر کچھ حقوق طلب کئے جاتے تھے اب تو جو قوم ملک کو آزاد کرنے کے لئے زیادہ قربانیاں کرے گی وہی سیاسیات ملکی میں سب سے زیادہ حقوق حاصل کرے گی۔

خوب یاد رکھو کہ ... ہو جانا کوئی دانشمندانہ فعل نہیں ہے اور نہ اس طرح کوئی قوم صرف حقوق حقوق کی رٹ لگا کر اپنے حقوق کا تحفظ کر سکتی ہے حقوق کا تحفظ تو صرف قربانی سے ہوا کرتا ہے اور جب کوئی قوم قربانی کے لئے تیار ہو جائے تو پھر دنیا کی جابر سے جابر حکومت اس کے حقوق سلب نہیں کر سکتی۔

(منقول از مدینہ)

معلم الاطفال

اس وقت اردو کی حفاظت ہر مسلمان کے لئے اتنی ہی ضروری ہے جس قدر اسلام کی کیونکہ اگر آج خدانخواستہ برادران وطن اپنی اس کوشش میں جو وہ اردو کو نیست و نابود کرنے کے لئے کر رہے ہیں کامیاب ہو جائیں تو پھر مسلمانوں کا ایک بہت بڑا ... اردو ... سے واقف ... اسلامی تعلیم سے علیحدہ ہو جائے لیکن اردو کی حفاظت صرف اسی صورت سے ہو سکتی ہے ... ان مشکلات کو دور کر دیا جائے جو ابتدائی اردو پڑھنے والے کو پیش آتی ہیں۔ مولانا مولوی عبدالہادی خاں صاحب ... مولوی فاضل منشی فاضل ... پوری ... کالج دہلی مستحق صد آفرین و تحسین ہیں کہ انہوں نے اس مرحلہ کو ایک اردو قاعدہ بنام معلم الاطفال لکھ کر بڑی حد تک صاف کر دیا ہے۔ اس قاعدہ کی مفصل خوبیاں تو خود ملاحظہ سے ہی معلوم ہو سکیں گی اجمالاً یہ بتایا جا سکتا ہے کہ آپ نے الفاظ کو ... اردو الفاظ ترتیب سے ... کی بہت کامیاب کوشش کی ہے (۱) حروف کی تقسیم موجودہ ترتیب کے مطابق نہیں بلکہ ... طریقہ پر حروف کی شکلوں کے لحاظ سے کی ہے (۲) لفظوں کی تقسیم تعداد حروف کے اعتبار سے نہیں بلکہ تعداد حرکات کے اعتبار سے کی ہے (۳) تمام قاعدہ بھر میں کوئی مہمل لفظ نہیں کیونکہ اس سے بچے کو حروف کے جوڑنے میں کوئی اندازہ نہیں ہوتا (۴) کوئی ایسی بات اور لفظ نہیں بتایا ہے جو اصول اور ضابطہ کے ماتحت نہ ہو (۵) ہر نئی بات بتاتے ہوئے اس کثرت سے مثالیں دی ہیں کہ بچہ کے ذہن پر نقش ہو جائیں (۶) لکھائی چھپائی کاغذ اعلیٰ ہے اور قاعدہ ... صفحات پر ختم ہوا ہے (۷) ان سب کے باوجود قیمت صرف ۲ ... ایک روپیہ ... ایک روپے سے کم کا وی پی نہیں بھیجا جائے گا اگر ایک دو قاعدہ منگانا ہو تو کسی دوسری کتاب کے ساتھ منگایئے

ملنے کا پتہ:۔ مینیجر حمیدیہ پریس۔ دہلی

ہر کام شروع کرنے سے پہلے اس کا انجام معلوم کرو

ہر کام شروع کرنے سے پہلے مسنون طریقہ یہ ہے کہ استخارہ کر لیا جائے تاکہ اگر اس کام کا انجام ٹھیک نہ ہو تو اسے ترک کر دیا جائے بزرگان دین نے محض اس خیال سے کہ مسلمان رمالوں نجومیوں کے پھندے میں پھنس کر ایمان ضائع نہ کریں اپنے صحیح فالنامے ایسے لکھے ہیں کہ جن سے انسان کو کام کا انجام معلوم ہو سکتا ہے ان بزرگوں میں حضرت شیخ محی الدین اکبر بڑے پایہ کے صوفی عالم گزرے ہیں جنہوں نے ایک فالنامہ بنام استخارہ قرآنیہ لکھا تھا جس سے ہر کام کا انجام قرآن مجید کی آیت سے معلوم ہو سکتا ہے ہم نے اس کا ترجمہ کرکے اس کے ساتھ قرعۃ الانبیاء یعنی فالنامہ پیغمبران اور فالنامہ اولیائے کرام فالنامہ حضرت غوث الاعظم فالنامہ دیوان حافظ اور فالنامہ ... شامل کر دیا ہے یہ تمام فالنامے ایسے صحیح ہیں کہ ان سے ہر ایک ... کار کا انجام معلوم ہو سکتا ہے اس تمام مجموعہ کا نام فالنامہ صدیقی ہے ہمارا دعویٰ ہے کہ ایسی اصلی اور مستند فالناموں کی کوئی کتاب اس سے پیشتر شائع نہیں ہوئی۔ قیمت آٹھ آنے

پتہ:۔ مینیجر حمیدیہ پریس۔ دہلی

مسلمانان ہند کے لئے تازیانۂ عبرت

(ماخوذ از لبرٹی کلکتہ)

برلن ۱۱۔مارچ مزاحم بیگ امین الپاچی جو ۱۹۲۶ء میں عراق کے وزیر عدلت اور وزیر مواصلات رہ چکے ہیں اور سال بعدہ سال تک وزیر مختار عراق متعینہ لندن رہے ہیں آجکل عراق کی نیشنلسٹ جماعت کے لیڈر ہیں وہ دن ہوئے برلن تشریف لائے ہیں اور برسٹل ہوٹل میں مقیم ہیں جہاں "لبرٹی" کا نمایندہ ان سے ملاقات کرنے گیا آپ بلحاظ مطمح نظر جدید ترکستان کے مہر ہیں طور و طریق میں اعتدال پسند اور عمر میں تقریباً ۴۰ سال ہے آپ بین الاقوامی مسائل خصوصاً استعماری مسائل میں پر زبردست مادہ نقد و نظر رکھتے ہیں۔

پہلے تو مزاحم بیگ کے سامنے وہ تمام امور درج کر لئے گئے جن کے متعلق نمایندہ لبرٹی معلومات حاصل کرنا چاہتا تھا بعد ازاں انہوں نے اپنے خیالات کا اظہار نہایت صاف و واضح اور اکثر اوقات پورے زور کے ساتھ کرنا شروع کیا اور وہ باتیں بتائیں جو ممالک عرب کے متعلق اہل ہند کو معلوم کرنا ضروری ہیں۔

عربوں کا ارادہ

مزاحم بیگ صاحب نے ارشاد فرمایا کہ تمام عرب بحیثیت مجموعی اس بات کا ارادہ کر چکے ہیں کہ انگریز ملک عرب سے نکل جائیں ممالک عرب میں انگریز جو داخل ہوئے ہیں کہ عربوں اور ان کے قدرتی وسائل سے جلب منفعت کریں عربوں کو ستائیں اور جس طرح ہو سکے برطانیہ کی حکمران جماعت کی خدمت کریں وہ قوم یعنی عرب جو عرصہ دراز تک برطانیہ کی باتوں اور مواعید کو آیات و حدیث سمجھ کر آمنا و صدقنا کہنے کے عادی تھے اور چاہتے تھے کہ انگریزوں کی مدد کی جائے اب وہ بھی انگریزوں سے پوری طرح بدظن ہو گئے ہیں بلکہ یوں کہنا چاہئیے کہ اب ان کی آنکھوں کے سامنے سے بھی انگریزوں کی لگائی ہوئی دھوکے کی ٹٹی دور ہو گئی ہے اور ان کی آنکھیں پوری طرح سے کھل گئی ہیں اب ابن سعود ملک الحجاز و نجد و ملحقاتہا اور امام یمن نے بھی عزم مصمم کر لیا ہے کہ اپنے ممالک کی ہوشنگی کو برطانوی قیصریت کی دست درازیوں سے بچایا جائے اب عربوں کا رجحان طبع اس طرف ہے کہ دولت متحدہ ممالک عربیہ قائم کی جائے اور ہر ممکن طریقہ سے اپنے ملکوں کو انگریزوں کی دست درازیوں سے محفوظ رکھا جائے اور جن علاقوں پر انگریزوں نے تسلط جما لیا ہے ان کو ان کے پنجہ سے نجات دی جائے اب عرب میں انگریزوں کا کوئی دوست باقی نہیں رہا جیسے کہ مصر اور ہندوستان میں ہیں اب حالیں قیصریت برطانیہ اس کی کوشش کر رہی ہے کہ ممالک عرب میں ایک ایسا طبقہ قائم کیا جائے جو ہندوستانی والیان ریاست اور جاگیرداروں کے مانند ہو انگریزوں نے ہندوستان اور مصر کے تجربات سے یہ بات معلوم کر لی ہے کہ آڑے وقت میں یہی متمول اور جاگیردار طبقہ سیادت اغیار کی تائید اور حمایت کرے گا۔

مستعمراتی ممالک میں تحریکات قومی کی نسبت زور دیتے ہوئے مزاحم بیگ نے فرمایا کہ اگر وہ لوگ یہ چاہتے ہیں کہ ان کی تحریکیں کامیاب ہوں کھلم کھلا اظہار بیزاری کریں صاف گوئی سے غیر ملکی حکومتوں کا ساتھ چھوڑ دیں اور ان کا تسلط تسلیم کرنے سے انکار کر دیں تو ان کو لازم ہے کہ وہ انہی طریقوں کو اختیار کریں جو ہندوستان میں مفید اور کارآمد ثابت ہو چکے ہیں اور یہی طریقے عراق کو بھی اختیار کرنے چاہئیں۔

حزب العمال کا مایوس کن رویہ

مزاحم بیگ نے فرمایا کہ جب انگلستان میں لیبر پارٹی برسر حکومت ہوئی ہے اس وقت سے اس نے نہایت عجلت سے کام لیکر وہ تمام توقعات باطل ثابت کر دی ہیں جو عربوں کی عرب میں برطانوی حکومت سے وابستہ تھیں اب دنیا جان گئی ہے اور یہ بات صاف طور پر تسلیم کر لی گئی ہے کہ برطانوی لیبر پارٹی بھی اتنی ہی قیصریت پرست واقع ہوئی ہے جس قدر پارلیمنٹ کی دوسری پارٹیاں واضح ہو کہ یہ لیبر پارٹی دیگر پارٹیوں کی رضامندی سے برسر اقتدار ہوئی ہے اس کا راز یہ ہے کہ ان دونوں پارٹیوں نے (لبرل اور کنسرویٹو) یہ جان لیا ہے کہ آجکل اقتصادی لحاظ سے مستعمرات میں بے چینی اور شورش پھیل رہی ہے ایسی حالت میں لیبر پارٹی جس کا مقولہ ترقی پسندانہ ہے سلطنت کا انتظام بہتر کر سکے گی اور ترقی پسندانہ اقوال کی آڑ میں برطانوی قیصریت کو زیادہ بہتر طریقہ سے وسعت دے گی لہذا اگر کوئی شخص یہ خیال کرے کہ لیبر گورنمنٹ کوئی ایسا طرز عمل اختیار کرے گی جس سے برطانیہ کے ایوان قیصریت کی دیواروں میں رخنہ پڑنے کا اندیشہ ہو تو

ایں خیال است و محال است و جنوں

یاد رہے کہ اس وقت آزادی ایشیا کی سب سے بڑی دشمن دو جماعتیں ہیں ایک تو برطانوی لیبر پارٹی اور دوسری بین الاقوامی جمعیت اجتماعیین جس کا دوسرا نام لیبر اور سوشلسٹ انٹرنیشنل ہی ہے

ہندوستان کی تحریک آزادی اور عرب

ہندوستان میں جو تحریک آزادی جاری ہوئی ہے اس کی رفتار کو ممالک عرب میں وہ لوگ گہری نظر سے دیکھ رہے ہیں جو یہاں تحریک مخالف قیصریت کے لیڈر ہیں کیونکہ یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ ہندوستان کی تحریک بھی انہی کی تحریک کا ایک جزو ہے آج دنیا میں ہر طرف یہ بات تسلیم کی جا رہی ہے کہ ممالک عرب کی آزادی و حریت سلب کر کے دولت برطانیہ عرب میں اس وقت داخل ہوئی ہے جب اس نے ہندوستان کی دولت اور آدمیوں کا خون پانی کی طرح بہا دیا ہے اور ممالک عرب میں تسلط جما لینے کا مقصد محض یہ ہے کہ ہندوستان کی حفاظت کی جائے۔

مزاحم بیگ نے اس وقت وہ گفتگو یاد کی جو انہوں نے چند روز ہوئے لندن میں لیبر پارٹی کے ایک ممتاز ممبر سے کی تھی اس بات کے متعلق بحث کرتے ہوئے کہ دولت برطانیہ ممالک عرب سے کیوں نکل جانا نہیں چاہتی اس لیبر ممبر نے مزاحم بیگ سے یہ بات بھی کہی کہ تو کیا تم لوگوں کو ہمارے مفادات متعلقہ ہند کا خیال نہیں؟

بعض مسلم لیڈروں کا افسوسناک طرز عمل

ہندوستان میں برطانوی قیصریت کے خلاف جو جدوجہد ہو رہی ہے اس کا تعلق ممالک عرب سے کیا ہے اس پر غور کرتے ہوئے جب مزاحم بیگ نے مسلمانان ہند کی نسبت اظہار خیال کیا جو اس جہاد میں شریک ہیں ان کے جذبات بھڑک اٹھے اور اس قدر جذبہ آیا کہ وہ اس کو چھپا نہ سکے جو الفاظ انہوں نے اس وقت فرمائے وہ یہ ہیں

"مسلمانان ہند آزادی عرب کے لئے اظہار ہمدردی کرتے ہیں اس کے لئے ہم ان کے شکر گذار ہیں لیکن خود ہندوستان میں جو جہاد آزادی ہو رہا ہے اس کے متعلق بعض مسلم لیڈروں نے اگر کھلا کھلا مخالفانہ نہیں تو کم از کم ناپسندیدہ طرز عمل ضرور اختیار کر رکھا ہے ان کے اس طرز عمل سے وہ ہمدردی لاشئے محض اور جہل ہو جاتی ہے جو وہ آزادی عرب کے لئے ظاہر کرتے ہیں ہندوستان کی آزادی کامل میں پوری طرح حصہ نہ لیکر مسلمانان ہند ان ہاتھوں کو مضبوط کر رہے ہیں جنہوں نے ممالک عرب کو اپنی گرفت میں لے رکھا ہے آپ اپنے مسلم دوستوں سے کہدیں کہ ہماری تحریک میں مدد کرنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ وہ بھی اس تحریک تحت الف قیصریت برطانیہ میں شریک ہو جائیں جو ہندوستان میں جاری کی گئی ہے۔ بہت سے مسلم لیڈروں نے جو طرز عمل آجکل اختیار کر رکھا ہے یعنی وہ قیصریت پرستوں کے ہاتھوں میں کھیل رہے ہیں اس سے ہماری سلاسل غلامی زیادہ مضبوط ہوتی ہیں"

سلسلہ سخن جاری رکھتے ہوئے مزاحم بیگ نے جن کے ہاتھ میں اس وقت ۱۰ مارچ کا لندن ٹائمز بھی تھا فرمایا کہ "مجھے ایک برقیہ اس اخبار میں دیکھکر بہت خوشی حاصل ہوئی جس کا مطلب یہ ہے کہ خود مسلمانوں نے مولانا شوکت علی کی رجعت پسندانہ حرکت اور اس بات سے بگڑ کر کہ ہندوستان کی تحریک آزادی کے خلاف میں اظہار بیزاری کیا ہے ہندوستان میں جو مسلمان فرقہ وارانہ ہنگامہ کرتے ہیں وہ صرف برطانوی قیصریت کی خدمت انجام دیتے ہیں اسلام کی کوئی خدمت انجام نہیں دیتے اگر ہندوستان کے لیڈر اس معمولی سی بات کو بخوبی سمجھ لیں تو وہ ہمارے ملک کی تحریک آزادی میں زیادہ مدد کر سکینگے۔

انگریزی اور فرانسیسی قیصریت

مزاحم بیگ صاحب کا یہ خیال ہے کہ دولت فرانس کو اب اس بات کی چنداں فکر نہیں ہے کہ وہ ملک شام میں رہے ملک شام کے بارہ میں دولت فرانس نے جو موجودہ رویہ اختیار کر رکھا ہے اس کا مقصد یہ ہے کہ وہ انگریزوں پر دباؤ ڈالتی رہے اور جہاں فرانسیسی قیصریت کو فائدہ پہنچ سکے وہاں وہ انگریزوں سے مراعات حاصل کریں یاد رہے کہ جس روز دولت فرانس نے ملک شام خالی کر دیا اس کے بعد ناممکن ہے کہ عراق یا ولایت شرق اردن میں انگریزوں کی صورت بھی دکھائی دے لیکن عرب لوگ یہ بھی جانتے ہیں کہ سگ زرد برادر شغال ہوتا ہے یعنی فرانسیسی قیصریت بھی انگریزی قیصریت سے مختلف نہیں ہے فرانس بھی اپنی اغراض قیصریت حاصل کرنے کے لئے دو جماعتوں کو ایک دوسرے سے لڑاتا رہتا ہے۔

کیا آپ کو نماز پڑھنی آتی ہے

روز محشر کہ جانگداز بود ٭ اولیں پرسش نماز بود

ضرور آتی ہوگی کیونکہ آپ مسلمان ہیں اور نماز اسلام کا سب سے زیادہ ضروری اور اہم فرض ہے لیکن ممکن ہے کہ آپ نماز کی حقیقت سے ناواقف ہوں آپ کو نماز کے فرائض و واجبات و سنن یاد نہ ہوں نیز یہ نہ معلوم ہو کہ نماز کی کس قدر تاکید کی گئی ہے اور عاشقان الٰہی کی نماز کیسی ہوتی تھی اگر یہ سب باتیں آپ کو معلوم ہو جائیں تو آپ نماز کے پابند ہی نہیں بلکہ نماز کے عاشق ہو جائینگے اس ضرورت کے لئے حسب ذیل کتابیں منگا لیجئے انشاء اللہ ان کو پڑھ لینے کے بعد آپ نماز قضا کرنے پر قادر نہ ہوں گے

نماز کی حقیقت پہلے تو یہ معلوم کیجئے کہ نماز ہے کیا چیز اس کتاب میں نماز کی حقیقت اور فلسفہ بیان کیا ہے کہ پڑھنے والا مبہوت ہو جاتا ہے اور خود نماز پڑھنے کا شائق ہو جاتا ہے یہ کتاب ضرور مطالعہ کرنا چاہیئے۔ قیمت ۲ر

تاکید نماز نماز کی حقیقت پڑھنے کے بعد تو آپ کو خود شوق ہوگا اس پر مزید تاکید حق جل جلالہ کی طرف سے اس کے رسول کی طرف سے اور وہ بھی ایسی کہ فضائل دیکھیے تو سبحان اللہ ایک نماز کے بدلہ میں ہزار ہزار نیکیاں اور غیر پابندی کی وعیدیں العظمۃ للہ عذاب سنکر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں تاکید نماز کتاب کو دیکھ کر پڑھنے کے بعد ترک نماز کی مجال نہیں رہتی۔ قیمت ۳ر

نمازوں کا بیان جب نماز پڑھنے کا دل شائق ہو جائے اور خدا کی وعید سے دل لرزاں ہو تو پھر نماز کی ترکیب پڑھیے بیوی کو پڑھائیے بچوں کو پڑھائیے بڑوں کو سمجھائیے تاکہ گھر کا گھر نمازی ہو جائے قیمت ۲ر

ضرورت المسلمین جب نماز آ جائے تو اس کے چھوٹے چھوٹے مسائل بھی معلوم کر لیجئے کیونکہ بعض اوقات بہت معمولی لغزش سے نماز فاسد ہو جاتی ہے اس کتاب میں طہارت اور نماز کے تو قریب قریب تمام مسائل ہیں اور روزہ حج زکوٰۃ کے بھی مسائل لکھدیئے ہیں تاکہ دوسرے ارکان سے بھی واقفیت ہو جائے قیمت ۳ر

نمازیوں کی کہانیاں نماز یہ بھی تو معلوم کیجئے کہ اللہ والے کیونکر نماز پڑھتے ہیں سبحان اللہ نمازیں ان کی تھیں اور وہ نمازیں دین و دنیا کی برتری کی ضامن تھیں دنیا کے بھی ہزاروں فائدے اس میں مضمر ہیں یہ کتاب عورتوں کو ضرور پڑھانا چاہیئے کیونکہ اس میں کہانیاں ہیں اس لئے عورتیں اور بچے اس کو شوق سے پڑھیں گے قیمت ۶ر سب کتابیں اگر ایک ہی وقت منگائیں تو مجلد اور جلد کی قیمت نہیں لی جائے گی دس جلدیں یکجائی طلب کریں تو محصول بھی نہ لیا جائیگا۔

پتہ: مینیجر حمیدیہ پریس دہلی

شریف مزدور

(از جناب ڈاکٹر سعید احمد صاحب بریلوی)

"سرمایہ داری پر لعنت" "سرمایہ داری کو تباہ کر دو" "سرمایہ داروں کو اس دنیا میں رہنے کا کوئی حق نہیں ہے" "سرمایہ دار مہذب ڈاکو ہوتے ہیں" اور اسی قسم کے اور بہت سے جملے مزدوروں کی ایک جماعت کے منہ سے نکل رہے تھے۔ صبح کا سہانا وقت تھا سورج ابھی اچھی طرح نکلا بھی نہ تھا کہ نا تعلیم یافتہ اور جوش سے بھرے ہوئے غریب مزدوروں کے جتھے چاروں طرف سے آ آکر "ویسٹ کوسٹ ویونگ مل" کے سامنے میدان میں جمع ہونے شروع ہو گئے۔ مزدوروں میں بڈھے بھی تھے اور جوان بھی عورتیں بھی تھیں اور بچے بھی بکثرت اور یہ سب سرمایہ داری کے خلاف پورے طور پر آمادۂ جنگ نظر آرہے تھے بہت سے مزدوروں کے ہاتھوں میں چھوٹی چھوٹی سرخ رنگ کی جھنڈیاں بھی تھیں جنھیں وہ بار بار بلند کرکے "محنت زندہ باد" اور "سرمایہ داری برباد" کے نعرے لگاتے جاتے تھے مجمع کم و بیش دو ہزار مزدوروں کا تھا اور ہر لمحہ اس میں برابر اضافہ ہی ہوتا چلا جا رہا تھا۔

ویسٹ کوسٹ ویونگ مل۔ ایک بہت ہی مشہور و معروف کارخانہ تھا جسے قائم ہوئے اب تقریباً چالیس سال گذر چکے تھے اور جس کا کاروبار اس قدر اچھی طرح چل نکلا تھا کہ ہر سال حصہ داروں کو منافع کی ایک بہت ہی معقول رقم تقسیم ہوا کرتی تھی "ویسٹ کوسٹ ویونگ مل" کا کپڑا اب ہندوستان بھر میں مشہور ہو چکا تھا اور دور دور تک ایک ہر جگہ بکثرت اس کی مانگ پیدا ہو گئی تھی۔

"ویسٹ کوسٹ مل" کا روز افزوں ترقی کاروبار اب ایسی چیز نہ رہی تھی کہ جسے غیر ملکوں کے تاجر ٹھنڈے دل سے دیکھ سکتے اس کی روز افزوں ترقیوں نے غیر ملکی کارخانہ داروں کے دلوں میں بجا طور پر تشویش پیدا کردی تھی اور انھیں صاف نظر آرہا تھا کہ اگر اس ہندوستانی کارخانہ کی رفتار ترقی ایسی ہی رہی تو ہندوستان میں ہندوستان کی منڈی پر ان کا اجارہ باقی نہ رہے گا۔

ویسٹ کوسٹ مل کے بانی اور سب سے بڑے حصہ دار سورت کے ایک بہت بڑے تاجر عبدل بھائی ابراہیم جی تھے اور چونکہ فن تجارت کے متعلق ان کا تجربہ اور ان کی قابلیت مسلم تھی اس لئے انہی کو اس کارخانہ کا منتظم بھی بنا دیا گیا تھا عبدل بھائی کوئی بڑے آدمی نہ تھے اور حق یہ ہے کہ انھیں اپنے مزدوروں کی فلاح اور بہبود کا بہت کافی خیال رہتا تھا لیکن اس زمانہ میں انھیں ایک بہت ہی سخت دشواری پیش آئی تھی کہ ولایتی کمپنیوں نے مقابلہ میں اس ہندوستانی کمپنی کو شکست دینے کی خاطر کپڑے کا نرخ بہت ہی گرا دیا تھا وہی کپڑا جو ویسٹ کوسٹ مل چار آنے گز کی شرح سے دیتی تھی ولایت سے ایسے نرخ پر آنے لگا کہ بلا تکلف بازار میں تین آنے گز بک سکے اور یہ ایک ایسی دشواری تھی جس کا مقابلہ عبدل بھائی کے لئے آسان نہ تھا۔

معاملہ کے ہر پہلو پر اچھی طرح غور و خوض کرنے کے بعد عبدل بھائی نے ڈائرکٹروں کا ایک جلسہ طلب کیا اور صورت حالات سے انھیں آگاہ کرکے یہ درخواست کی کہ اس مصیبت کا کوئی معقول علاج سوچیں بہت سے بحث و مباحثہ کے بعد یہ طے پایا کہ جس طرح بھی ولایتی مال کا مقابلہ کیا جائے اور اس طرح جو نقصان ہو اس کی تلافی کی یہ صورت تجویز کی گئی کہ مزدوروں کے کام کرنے کے گھنٹوں میں ایک گھنٹہ کا اضافہ کر دیا جائے تاکہ مال زیادہ تیار ہو سکے اور ان کی روزانہ اجرت میں فی روپیہ ایک آنہ کے حساب سے کمی کر دی جائے اس کے بعد بھی اگر کچھ نقصان باقی رہے تو اسے کمپنی خود جب تک ہو سکے برداشت کرے۔

اس کارخانہ کے مزدوروں کے ساتھ چونکہ منیجر کا برتاؤ اچھا تھا اس لئے وہ بد دل نہ تھے لیکن ایک دم سے اس قدر نقصان برداشت کر لینا بھی ان کے لئے کوئی آسان کام نہ تھا انھیں جب یہ تمام حالات بتائے گئے تو انھوں نے ہمدردی کا اظہار کیا اور اس حد تک آمادگی بھی ظاہر کی کہ نصف گھنٹہ روزانہ زیادہ کام کر دیا کریں گے اور فی روپیہ دو پیسے روز اجرت میں بھی تخفیف کرا لیں گے لیکن ایک گھنٹہ کام کی زیادتی اور ایک آنہ روپیہ کی اجرت میں تخفیف ان کی برداشت سے باہر تھی ممکن تھا کہ عبدل بھائی کے سمجھانے بجھانے سے چند روز میں مزدور ان شرائط پر راضی بھی ہو جاتے لیکن مصیبت یہ تھی کہ ولایتی کمپنیوں کے خفیہ کارندے برابر انھیں اکسا رہے تھے اور اس بات پر آمادہ کر رہے تھے کہ کام چھوڑ کر بیٹھ رہیں اور ہڑتال کر دیں دوسری طرف عبدل بھائی بذات خود کوئی برے آدمی نہ تھے اور اگر ان کا ذاتی معاملہ ہوتا تو اس بات کا بہت کچھ امکان تھا کہ وہ خاموش ہو جاتے اور نئی شرائط پر زور نہ دیتے لیکن ڈائرکٹروں کی جماعت میں بہت سے فرعون بے سامان موجود تھے جو دنیا میں طاقت اور دولت کے سوا کسی اور چیز کو خیال ہی میں نہ لاتے تھے اور جن کے لئے اگر خدا تھا تو بس دولت و طاقت تھی حق شناسی انصاف دیانتداری اور صداقت ان لوگوں کے لئے بے معنی الفاظ تھے اور ہمدردی اور بنی نوع انسان کے ساتھ ہمدردی ان کی نگاہوں میں ایسی انسانی کمزوریاں تھیں جسے کسی طرح معاف نہیں کیا جا سکتا۔

ڈائرکٹروں کی طرح مزدوروں نے بھی اپنی انجمن کا جلسہ طلب کیا اور اس میں کثرت رائے سے یہ طے پایا کہ وقت میں کوئی زیادتی اور اجرت میں کسی قسم کی تخفیف منظور نہ کی جائے اور ڈائرکٹروں کو بھی اسی پر اصرار ہو تو بالکل کام چھوڑ دیا جائے اور ہڑتال منائی جائے۔ اسی فیصلہ کا یہ نتیجہ تھا کہ پورے چار ہزار مزدوروں نے آج ہڑتال کر دی تھی اور ویسٹ کوسٹ مل بند پڑی تھی مجمع ایک بہت بڑی حد تک بالکل پر امن تھا اور پولیس اگرچہ کافی تعداد میں موجود تھی لیکن اسے دست اندازی کا کوئی چھوٹے سے چھوٹا موقعہ بھی نہ ملا تھا۔

مزدوروں کے لیڈر ابھی تک نہ آئے تھے اس لئے شور و غل بہت کافی ہو رہا تھا اور جب لوگ بے قاعدگی کے ساتھ سرمایہ کی ہجو اور محنت کی تعریف کے گیت گاتے اور نعرے لگاتے چاروں طرف گھومتے پھر رہے تھے آہستہ آہستہ مجمع بھی ۔۔۔۔ کا جوش بڑھ رہا تھا کہ اتنے میں سڑک پر ایک موٹر نظر آئی جسے دیکھتے ہی بیسیوں آوازیں بلند ہوئیں کہ سرمایہ داری کے ساز و سامان کو تباہ کر دو

کسی فرعون صفت امیر کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ ہماری صفوں کو چیر کر اپنی موٹر گذار لیجائے ہم کسی موٹر کو راستہ دینے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ سڑک حکومت کے روپے سے بنی ہے کسی سرمایہ دار کی ملکیت نہیں ہے۔ موٹر واپس لیجاؤ موٹر واپس لیجاؤ۔

اسی قسم کے اور بہت سے نعرے چلا چلا کر کہتے ہوئے سینکڑوں مزدور آکر موٹر کے سامنے کھڑے ہوئے اور موٹر رک گئی۔ اب ان لوگوں نے پہچانا کہ موٹر عبدل بھائی کی تھی اور اس میں ان کی لڑکی عائشہ بائی اپنی صبح کی تفریح سے واپس آ رہی تھی۔ عائشہ بائی کو وہ سب جانتے تھے اور محض اس وجہ سے کہ وہ بہت ہی نیک اور شریف لڑکی تھی ان میں سے اکثر نے راستہ دیدینے کا ارادہ ہی کیا لیکن غیر کمیٹیوں کے ان کارکنوں نے جن کا مقصد ہی یہ تھا کہ کسی طرح فساد ہو جائے اور بات بڑھ جائے انتہائی جوش کے لہجہ میں کہا

"خواہ کوئی بائی ہوں راستہ ہرگز نہ ملیگا جانا چاہتی ہیں تو پیدل جائیں

دوسری آواز۔ عائشہ بائی لنگڑی تو نہیں ہیں پھر موٹر کی کیا ضرورت ہے

تیسری آواز۔ ہمارا ہی خون چوس چوس کر تو یہ موٹر بنی ہے اب ہم اس کے لئے راستہ دیں گے؟

چوتھی آواز۔ عائشہ بائی پیدل جائیں مگر موٹر نہیں جا سکتی

غریب عائشہ سخت پریشان تھی کہ کیا کرے اور کیا نہ کرے صبح کو جب وہ حسب معمول سیر کے لئے نکلی تھی تو اس قسم کا کوئی مجمع نہ تھا اور اس کے وہم و گمان میں بھی یہ بات نہ تھی کہ اس کی واپسی تک حالات اس قدر تبدیل ہو جائیں گے وہ موٹر کے ایک کونے میں دبکی ہوئی بیٹھی تھی تاکہ لوگوں کی نگاہیں اس پر نہ پڑیں لیکن مجمع میں سے بہت سی عورتیں اور بچے موٹر کے قریب آگئے اور جھانکنا اور اس کا مضحکہ اڑانا شروع کر دیا۔

ایک عورت۔ ادھر شہزادی صاحبہ بیٹھی ہیں۔

دوسری۔ اتنی قیمتی ساڑھی باندھتے ہوئے شرم نہیں آتی کیا تم کوئی خاص قسم کی عورت ہو؟

تیسری۔ تم جیسی لاکھوں اور کروڑوں تمہاری بہنیں بڑے بڑے بوجھ سروں پر لادے شہر بھر میں ماری ماری پھرتی ہیں تمہیں موٹر میں بیٹھتے کچھ شرم نہیں آتی۔

چوتھی۔ اس وقت کیسی بھیگی بلی بنی بیٹھی ہیں جیسے کچھ جانتی ہی نہیں جب لاکھوں عورتوں کا خون پسینے کے لئے بہ جاتا ہے تب تم جیسی ایک بیگم صاحبہ کے گالوں پر سرخی آتی ہے۔

پانچویں۔ میں پوچھتی ہوں کہ آخر تم امیروں کو کھانے اور کھیلنے کے سوا دنیا میں کوئی اور کام بھی آتا ہے؟ ایسے نکمے اور احدی لوگوں کو دنیا میں رہنے کا کیا حق ہے جو ہل کر اپنے ہاتھ سے پانی بھی نہ پئیں اور جو ہاتھ پاؤں ہلائے بغیر اپنے ہی بھائیوں کا خون چوس چوس کر زندہ رہیں۔

عائشہ مجبور تھی، بے بس تھی اور یہ تمام باتیں نہایت ٹھنڈے دل سے سن رہی تھی کہ اتنے میں لوگوں نے شور مچانا شروع کیا کہ عائشہ بائی کو موٹر سے اتار لو اب کیا تھا کئی ایک عورتیں موٹر کو لپٹ گئیں اور زبردستی عائشہ کو اتار کر نیچے کھڑا کر دیا مزدوروں کے حکم سے موٹر واپس گئی اور عائشہ کو حکم ملا کہ پیدل اپنے گھر واپس جائے عائشہ چلنے پھرنے سے معذور نہ تھی اور بہت آسانی سے گھر تک جا سکتی تھی لیکن عورتوں نے اسے گھیر لیا اور راستہ چلنا دشوار کر دیا اس نے بہت چاہا کہ خاموشی کے ساتھ کسی طرح جلدی سے وہاں سے نکل جائے مگر عورتوں نے یہ دیکھ کر کہ وہ ان کی باتوں کا جواب نہیں دیتی اسے اس کے غرور پر محمول کیا اور بعض بعض نے اس پر اس طرح حملہ کیا کہ اس کی ساڑی پھٹ گئی اور وہ مجبور ہو کر اسی جگہ بیٹھ گئی اور رونے لگی۔

کئی ایک مزدوروں نے ترس کھا کر کہا بھی کہ اسے جانے دیا جائے مگر وہ عورتیں کس کی سنتی تھیں عائشہ کے رونے میں انھیں اور بھی لطف آیا اور انھوں نے اسے ستانا بدستور جاری رکھا عائشہ سخت پریشان تھی اور اگر مزدوروں کا ایک نوجوان لیڈر جس کا نام ابراہیم تھا نہ آجاتا تو اس کے پاگل ہونے میں کوئی شبہ نہ تھا ابراہیم نے یہ حالت دیکھتے ہی لوگوں کو برا بھلا کہا اور انھیں شرم دلائی کہ ایک کمزور عورت کے ساتھ وہ اس قسم کا غیر شریفانہ سلوک کر رہے تھے ابراہیم ایک نہایت ہی خوشرو اور خوش پوش نوجوان تھا جس نے شروع ہی سے اپنی زندگی کا یہ مقصد قرار دے لیا تھا کہ غریب مزدوروں کو سرمایہ داروں کے ناروا مظالم سے نجات دلائے گا اسی کی کوششوں سے مزدوروں کی انجمن قائم ہوئی تھی اور اسی کی پرزور تقریروں کا یہ اثر تھا کہ تمام مزدور اس بات پر آمادہ تھے کہ یا تو اپنے حقوق سرمایہ داروں سے منوا لیں گے یا اسی کوشش میں اپنی جان دیدیں گے ابراہیم کے خلوص اور صداقت نے تمام مزدوروں کے دل میں اس کی بڑی عزت قائم کر دی تھی اور وہ سب اس کی فرمانبرداری کو اپنے لئے باعث فخر خیال کرتے تھے اس نے بدشواری تمام عورتوں کے ہجوم کو ہٹایا اور عائشہ کو اپنی پناہ میں لیکر پہنچانے چلا۔

ابھی انھوں نے تھوڑا ہی سا راستہ طے کیا تھا کہ سامنے سے عبدل بھائی چند نوکروں کے ہمراہ آتے نظر پڑے عائشہ کے اب تک گھر واپس نہ پہنچنے سے پریشان ہو کر وہ اسے ڈھونڈھنے نکلے تھے عائشہ دوڑ کر باپ سے لپٹ گئی اور ابراہیم نے ادب سے عبدل بھائی کو سلام کیا۔

عبدل بھائی۔ کہئیے ابراہیم صاحب یہ سب تماشا کیا ہے!

ابراہیم۔ یہ ان مزدوروں کا مجمع ہے جنہوں نے اپنے حقوق کے تحفظ کے لئے ہڑتال کر رکھی ہے۔

عبدل بھائی۔ کیا حقوق کا تحفظ اسی طرح ہوتا ہے کہ ایک غریب بے پناہ لڑکی کو ستایا جائے۔

ابراہیم۔ سیٹھ صاحب میں سچے دل سے اس برتاؤ کے لئے جو عائشہ بائی کے ساتھ کیا گیا معافی چاہتا ہوں جو غصہ میں بھری ہوئی بعض عورتوں نے ان کے ساتھ بہت ہی نامناسب سلوک کیا لیکن میں یہ ضرور عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ برتاؤ اس برتاؤ کے بالمقابل کچھ بھی نہ تھا جو سرمایہ داروں کی جانب سے غریب مزدور عورتوں کے ساتھ کیا جاتا ہے۔

عبدل بھائی (ہنسکر) آپ بھی اس وقت کافی جوش میں ہیں۔

ابراہیم۔ ممکن ہے ایسا ہی ہو لیکن واقعات تو بہرحال واقعات ہی رہتے ہیں کیا یہ واقعہ نہیں ہے کہ دن بھر سخت محنت کر کے غریب مزدور جو کچھ پیدا کرتے ہیں وہ ان سے چھین لیا جاتا ہے اور ان کی محنت کی پیداوار سے

ایسے مرد اور ایسی عورتیں فائدہ اٹھاتی ہیں کہ جو ہاتھ ہلا کر اپنے منہ سے مکھی کو بھی اڑانا نہیں چاہتے کیا اس حقیقت سے انکار کیا جا سکتا ہے کہ خدا کی پیدا کی ہوئی زمین پر بعض لوگوں نے بالکل ناجائز طریقہ پر قبضہ کر رکھا ہے اور ایک ایک شخص نے کئی کئی مربع میل زمین گھیر لی ہے جسے وہ بلا کسی استحقاق کے اپنی ملکیت بتاتے ہیں اور اگر اس زمین میں ان کا کوئی غریب بھائی قدم بھی رکھے تو اس سے کرایہ وصول کر لیا جاتا ہے۔ آپ غور کیجئے کہ اگر آپ کے مکان میں کوئی شخص کرایہ پر رہتا ہو اور اپنی بیوی یا بچے کی بیماری کی وجہ سے وہ وقت پر کرایہ ادا نہ کر سکے اور اپنی مجبوری کا اظہار کرے اور آپ سے التجا کرے کہ آپ اسے وقت دے دیں تو کیا آپ اسے مکان سے نکال دیں گے؟ اگر نہیں تو آپ کا برتاؤ اس کے ساتھ کیا ہوگا آپ کے لفظ سے میری مراد آپ کی اپنی ذات نہیں ہے بلکہ وہ امیر اور سرمایہ دار ہیں جو مزدوروں ہی کی محنت کی بدولت عیش اڑا رہے ہیں اور مزدوروں ہی کو دیکھ کر ہمیشہ غراتے ہیں فرمایئے کیا وہ مالک مکان بلا اس لحاظ کے کہ بیوی بیمار ہے یا بچہ اس نادہند کرایہ دار کو فوراً مکان سے نکال باہر نہیں کر دے گا؟ کیا اس رحم دل سرمایہ دار کو ایک لمحہ کے لئے بھی یہ خیال آئے گا کہ یہ بیمار عورت اور یہ مریض بچہ رات کہاں بسر کریں گے اور انہیں دھوپ بارش اور سردی سے کہاں پناہ ملے گی؟ اب مجھے بتایئے کہ جوش میں بھرے ہوئے جاہل مزدوروں نے عائشہ بائی کے ساتھ کیا برا برتاؤ کیا ہے! عائشہ بائی کے طبقے کے لوگ عائشہ بائی کی غریب بہنوں کے ساتھ روز مرہ زیادہ برا برتاؤ کرتے رہتے ہیں آپ شاید یہ کہیں گے کہ سرمایہ داروں نے مکان بنانے پر اپنا روپیہ خرچ کیا ہے اس لئے اسے حق ہے کہ جسے چاہے اسے رکھے اور جسے چاہے اسے نکال دے لیکن کیا آپ ایک غریب کسان کو بھی یہ کہنے کی اجازت دیں گے کہ میں نے اپنا خون پسینہ کے راستے بہا کر غلہ پیدا کیا ہے اور مجھے حق حاصل ہے کہ جسے چاہوں دوں اور جسے چاہوں نہ دوں کیا ایک غریب مزدور جسے دن بھر کی مشقت کا معاوضہ بمشکل آٹھ دس آنے پیسے ملتے ہیں زمین سے چاندی سونا نکالنے کے بعد یہ کہہ سکتا ہے کہ یہ میری قوت بازو کا پیدا کیا ہوا ہے اور میں اسے اپنے گھر رکھنا چاہتا ہوں ایک شخص جو تھوڑا سا روپیہ خرچ کرتا ہے اسے تو آپ ہر قسم کا حق دینے کو تیار ہیں لیکن ایک دوسرا شخص جو اپنا وقت اور اپنی محنت صرف کرتا ہے اس کے تمام حقوق کو آپ نظر انداز کر دیتے ہیں کیا یہی انصاف ہے کیا روپیہ محنت ہی کی پیداوار کا دوسرا نام نہیں ہے پھر ان دونوں چیزوں کے خرچ کرنے والوں کے حقوق میں کیوں فرق ہو۔

عبدل بھائی۔ ابراہیم صاحب میں سچے دل سے آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں نہ صرف اس لئے کہ ایسے جوش اور ہنگامہ کے موقع پر آپ نے میری لڑکی کی حفاظت کی بلکہ اس لئے بھی کہ آپ نے سرمایہ اور محنت کے متعلق میری آنکھیں کھول دیں۔ میں کوشش کروں گا کہ یہ باتیں دوسروں کو بھی سمجھا سکوں۔

ابراہیم۔ جو کچھ میں نے کیا میرا فرض تھا اس لئے شکریہ کی حاجت نہیں۔ ڈائرکٹروں کی جماعت کو اگر آپ سمجھا دیں گے تو اپنی کمپنی کی نہایت ہی اہم خدمت انجام دیں گے میں یہ بھی بتا دینا چاہتا ہوں کہ ہڑتال غیر محدود عرصہ تک جاری رکھی جا سکتی ہے۔

عائشہ نے بھی ابراہیم کا شکریہ ادا کیا اور اسے مناسب جواب دے کر ابراہیم رخصت ہو گیا۔

عبدل بھائی نے انجمن کے ڈائرکٹروں کا ایک فوری جلسہ طلب کیا اور یہ تجویز پیش کی کہ انجمن کے نمائندے مزدوروں کے نمائندوں سے گفت و شنید کر کے اس ناخوشگوار قضیہ کا خاتمہ کر دیں اس تجویز کی اگرچہ بہت کچھ مخالفت ہوئی لیکن عبدل بھائی کی پرجوش تقریر نے بالآخر اکثریت کو اپنا ہم خیال بنا لیا اور تجویز کثرت رائے سے منظور ہو گئی۔

نمائندوں کے انتخاب کے بعد مزدوروں کی انجمن کو اطلاع دی گئی اور مقررہ تاریخ پر مزدوروں کی طرف سے ابراہیم اور کمپنی کی جانب سے عبدل بھائی اور سہراب جی شریک جلسہ ہوئے عبدل بھائی نے ایک پرزور اور مدلل تقریر میں کمپنی کی مجبوریاں بیان کیں اور بتایا کہ اگر اجرت میں تخفیف اور کام کے گھنٹوں میں اضافہ نہ کیا جائے تو ولایت کی کمپنیوں کا مقابلہ کرنا ناممکن ہے جس کے بالفاظ دیگر یہ معنے ہیں کہ یہ کارخانہ ہمیشہ کے لئے تباہ اور برباد ہو جائے۔

انہوں نے کہا کہ کمپنی نے جو طرز عمل اختیار کیا ہے وہ اس بنا پر نہیں ہے کہ کمپنی مزدوروں پر ظلم کرنا چاہتی ہے بلکہ اس کا باعث صرف یہ ہے کہ اس کی اپنی زندگی خطرہ میں پڑ گئی ہے اور اسے اس کے سوا اور کچھ چارہ نہیں ہے۔

اس تقریر کے بعد ابراہیم اٹھا اور اس نے ایک بہت ہی پرجوش اور زوردار تقریر کے ذریعہ سے پہلے تو یہ بات ثابت کی کہ امیروں اور سرمایہ داروں کو ہرگز کسی قسم کا تفوق مزدوروں پر حاصل نہیں ہے مزدور اپنی محنت اور اپنا وقت صرف کر کے تمام چیزیں پیدا کرتا ہے اس لئے یہ اس کا جائز حق ہے کہ وہ کافی آرام و آسائش سے زندگی بسر کرے اور جو لوگ کہ نکمے اور کاہل ہیں اور اپنا سارا وقت سو سو کر یا شراب پی پی کر گزارتے ہیں اور کوئی ایسا کام نہیں کرتے جو دنیا کے لئے مفید ہو انہیں کوئی حق نہیں ہے کہ اپنی چالاکیوں سے دوسروں کی پیدا کی ہوئی دولت پر قبضہ کر لیں اور رات دن مزے اڑائیں اس کے بعد اس نے کہا کہ اگر مزدوروں کا یہ حق کمپنی تسلیم کرے اور مزدور اور سرمایہ دار کا امتیاز دور کر کے سب مزدوروں اور سرمایہ داروں کو اس کمپنی کے ایک خاندان کا رکن سمجھنے پر تیار ہو تو اس وقت یہ ممکن ہے کہ مزدور اسی خاندان کے رکن ہونے کی حیثیت سے خاندان کو تباہی سے بچانے کے لئے زیادہ سے زیادہ قربانی کرنے کے لئے اٹھ کھڑے ہوں۔

اس نے ایک عملی تدبیر یہ پیش کی کہ اس موقعہ پر جب تک کہ ولایتی کمپنیوں سے مقابلہ قائم رہے مزدور کام بھی روزانہ ایک گھنٹہ تک زیادہ کریں اور اجرتوں میں بھی موجودہ تخفیف گوارا کر لیں اور سرمایہ دار بھی کمپنی کو حسب حیثیت مالی امداد دیتے رہیں لیکن جب مقابلہ ختم ہو جائے اور ہم کامیاب ہو جائیں تو مزدوروں کو ان کی تمام تخفیف شدہ اجرتیں بھی دیدی جائیں اور ایک گھنٹہ روزانہ زائد کام کرنے کی اجرت بھی ادا کر دی جائے اور آئندہ مزدوروں کو اجرت اور سرمایہ داروں کو منافع دینے کی بجائے کمپنی کا تمام منافع بالکل برابر تعداد مزدوروں اور حصہ داروں پر تقسیم کر دیا جائے تاکہ مزدوروں کی حیثیت غلاموں کی اور حصہ داروں کی حیثیت آقاؤں کی نہ رہے بلکہ سب کے سب ایک سطح پر آ جائیں۔

آخر میں ابراہیم نے پھر کہا کہ یہ سب کچھ صرف اسی وقت ہو سکتا ہے

کہ جب سرمایہ دار اور مزدور کا فرق اٹھ جائے اور کمپنی مزدور اور سرمایہ دار کی ایک مشترکہ چیز بن جائے۔

تقریر بہت دلچسپی سے سنی گئی اور سہراب جی اور عبدل بھائی نے ڈائرکٹروں کی پوری جماعت کو ان شرائط پر رضامند کر لیا ہڑتال ختم کر دی گئی اور مزدوروں نے کام سے کام کو اپنا کام سمجھ کر انتہائی محنت اور شوق سے کام کیا کپڑے کی قیمت ولایتی کپڑے سے بھی دو پیسے گز کم کر دی گئی اور مسلسل چھ مہینے تک مقابلہ کرنے کے بعد بالآخر ولایتی کمپنیاں مجبور ہو گئیں، اور ویسٹ کوسٹ ویونگ مل کا کپڑا پھر ایک مرتبہ تمام ہندوستان میں پھیل گیا۔

عبدل بھائی کو ابراہیم بھائی سے بہت محبت ہو گئی تھی اور جب انھیں معلوم ہوا کہ عائشہ اور ابراہیم بھائی بھی ایک دوسرے کو پسند کرتے ہیں تو انہوں نے ایک روز کمپنی کے سب حصہ داروں اور مزدوروں کی دعوت کی اور برسرِ عام ایک نہایت اچھی تقریر کرنے کے بعد کہا:۔

"سرمایہ دار اور مزدور کا امتیاز عقل اور مذہب دونوں کے خلاف ہے اور اسی امتیاز کی وجہ سے آج تمام دنیا میں جھگڑے اور بد امنی رونما ہو رہی ہے میں چاہتا ہوں کہ اپنی خانگی زندگی میں بھی اس آغوش کو مٹا دوں، اور اس کی صورت یہ ہے کہ میں اپنی پیاری بیٹی عائشہ کو ابراہیم بھائی کے عقد نکاح میں دے دوں جو مزدوروں کے ایک سربرآوردہ نمائندہ ہیں اور جن کی شرافت، بہادری

سلسلہ تعلیم الاسلام

بعض اہل خیر مدت سے اس خیال میں تھے کہ ابتدائی مذہبی تعلیم کے لئے کوئی بہترین رسالے ایسے جن سے بچوں کی تعلیمی استعداد ترقی کے ساتھ مسائل دینیہ بھی ذہن نشین ہوتے جائیں تالیف کئے جائیں۔ انھوں نے حضرت فاضل علامہ مولانا مولوی مفتی محمد کفایت اللہ صاحب مدرس مدرسہ امینیہ دہلی کی خدمت میں یہ خیال ظاہر کیا حضرت ممدوح نے مسلمان بچوں کی تعلیمی ضرورت کا لحاظ فرما کر تعلیم الاسلام کے نام سے مذہبی تعلیم کے لئے ایک بہترین نصاب تیار فرمانا شروع کیا۔ حضرت ممدوح ایک فاضل مفتی اور جمعیۃ علماء ہند کے صدر ہیں مسائل فقہیہ میں آپ کی عبارت تمام ملک میں مشہور و معروف ہے بچوں کی حالت اور تعلیمی ضرورت سے بھی آپ پورے طور پر واقف ہیں تعلیم الاسلام میں عبارت کی آسانی اور مضامین کی ترتیب کا خاص لحاظ رکھا گیا ہے بچوں کی عادت و اخلاق پر برا اثر ڈالنے والے الفاظ سے احتراز کیا گیا ہے اسی طرح مسائل بھی تدریجی طور پر مختلف نمبروں میں بیان کئے گئے ہیں ضروری اعتقادی بھی تدریجی طور پر ذکر کئے گئے ہیں تاکہ بچوں کا ذہن آسانی کے ساتھ قبول کرتے جائیں طریقہ بیان بطور سوال و جواب کے رکھا گیا ہے تاکہ بچوں کا دل لگ جائے اور اچھی طرح یاد کر لیں ان رسالوں سے پہلے پڑھانے کیلئے ایک قاعدہ بھی حضرت مفتی صاحب نے مرتب فرمایا ہے بہرحال مذہبی تعلیم کے لئے یہ سلسلہ بہت مفید اور معتبر ہے جس کی خوبیاں دیکھنے اور تجربہ کرنے سے معلوم ہونگی۔

اب تک اس سلسلہ کے رسالوں کی مجموعی تعداد دو لاکھ سے زیادہ چھپ چکی ہے اور اکثر مدارس اسلامیہ اور قومی اسکولوں کے نصاب میں داخل کر لیا گیا ہے۔ بہار بنگال یوپی پنجاب۔ گجرات میں خصوصیت سے پسند کیا گیا ہے اور بیرون ہند افریقہ وغیرہ میں بھی جا رہا ہے اس کا گجراتی بنگالی برمی اور مرہٹی زبانوں میں بھی ترجمہ ہو گیا ہے بعض اہل خیر کا خیال یہ بھی ہو رہا ہے کہ انگریزی میں بھی ترجمہ کرایا جائے یہ مقبولیت عامہ کی کھلی اور روشن دلیل ہے قاعدہ کے علاوہ چار نمبر اب تک تیار ہو چکے ہیں ان چاروں نمبروں میں عقائد اور مسائل کا کافی ذخیرہ آگیا ہے۔ طہارت نماز روزہ زکوٰۃ تک کے مسائل اور عقائد میں توحید کتب آسمانی۔ ملائکہ۔ رسالت معجزات صحابہ کرام اولیاء اللہ کرامات قیامت۔ تقدیر اعمال صالحہ شرک و کفر و بدعات وغیرہ کا بیان آگیا ہے قیمت بہت ہی کم رکھی ہے یعنی کامل سٹ دو حصے ۱۲؍ مجلد ۱۴؍ علاوہ محصول

منیجر حمیدیہ پریس پوسٹ بکس ۲۰ دہلی سے منگائیے

اب بچوں کی عمر بے فائدہ ضایع نہ ہوگی کیونکہ خاتم القواعد

یعنی عربی کا بہترین جدید قاعدہ چھپ کر شایع ہو گیا ہے جو بچوں کے واسطے علاوہ بغدادی قاعدہ کے ... خاص طور سے لکھا گیا ہے یہی خاتم القواعد ہے جو قدرتی ... اور صرح النور بنایا گیا ہے جو مصنف کی قابلیت کا نتیجہ ہے مصنف حقیقت میں دیرینہ پختہ کار اور تجربہ کار معلم ہیں جنہوں نے اپنے تیس سالہ تجربہ کے تمام سامان جو پڑھانے میں ممکن تھے سب اس میں بھر دئیے ہیں ذرا بھی شبہ نہیں کہ اگر اس قاعدہ کو بچہ کے ذہن نشین کر دیا جائے تو اس کے لئے قرآن شریف پڑھنا بالکل آسان ہو جاتا ہے۔ ... جتنے چھوٹے بڑے اسباق ہیں سب کے سب قرآن پاک سے ماخوذ ہیں مصنف کا دعویٰ ہے کہ اوسط درجہ کا بچہ اس قاعدہ کے ذریعہ قرآن شریف پڑھ سکتا ہے اور اگر غبی و کند ذہن ہو تو تین مہینہ کے بعد یہ قاعدہ ختم کر کے قرآن شریف بے تکان پڑھ لیتا ہے اس قاعدہ کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس میں پڑھانے کی ترکیب بھی لکھی گئی ہے اور آخر میں نماز اور قرآن کی آسان سورتیں آیۃ الکرسی وغیرہ بھی ہیں تاکہ قرآن پڑھنے ہی کے دوران میں نماز سے واقف ہو جائے یہ ۴۴ صفحہ کا قاعدہ ہے ۳۳ اسباق تعلیمی اور ۴ اسباق عملی ہیں قیمت معہ محصولڈاک وغیرہ ایک روپیہ کے ۱۲ عدد اور بلا محصولڈاک ایک روپیہ کے سولہ عدد ایک روپیہ سے کم کا وی پی روانہ نہیں ہوگا ورنہ کسی اور کتاب کے ساتھ منگائیے اگر صاحب استطاعت غریب اور مفلس بچوں کو مفت بانٹیں تو موجب اجر عظیم کے ہوں گے اور ان کے اعمال میں یہ کارنامہ بطور صدقہ جاریہ کے قیامت تک جاری رہے گا۔

ملنے کا پتہ:۔ حمیدیہ پریس پوسٹ بکس نمبر ۲۰ دہلی

قدم قدم پر انگریزی کی ضرورت ہے

صرف چھ ماہ میں انگریزی سکھا دینے والی کتاب موسٹر انگلش ٹیچنگ میتھڈ

المعروف

موتی کا چشمہ یا مفہ

مصنفہ پروفیسر ایم اے موسیٰ و تعلیمی جادوگر آئی اے ایم اے، ڈی ایم بی۔ او بی ای ایل۔ ایل ٹی انگلینڈ اعلیٰ ڈگری ٹرنڈ منگائیے اس سے بہتر کتاب آج تک نہیں چھپی صرف چھ ماہ میں انگریزی کے فاضل بن سکتے اور دو ماہ میں انگریزی آجاتی ہے قیمت عہ

حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

ننھا مولوی

(از جناب ڈاکٹر سعید احمد صاحب بریلوی)

کمبخت شیطان! مردود! تو ضرور کافر ہو جائے گا۔ نالائق تو کلام اللہ شریف کا مطلب پوچھا کرتا ہے اور اس کے مطالب پر عقل دوڑایا کرتا ہے۔ استغفراللہ۔ مولوی ذراست خاں کے منہ سے کف نکل رہے تھے اور غیظ و غضب کا یہ عالم تھا کہ بے اختیار منہ سے چھوٹ اٹھے رہتے تھے۔

رشید ایک بہت ہی ذہین اور عقلمند طالبعلم تھا اور چونکہ اسے شروع ہی میں کلام مجید نہیں پڑھایا گیا تھا اس لئے اب اس عمر میں اگرچہ وہ اردو فارسی کافی پڑھ چکا تھا لیکن قرآن شریف نہیں پڑھ سکا تھا اس کی عمر تقریباً پندرہ برس کی تھی اور اس کے والد منشی سعید الدین ایک روشن خیال کے آدمی تھے بچوں کی تعلیم کے متعلق انھوں نے چند اصول قائم کئے تھے اور ان کا خیال تھا کہ شروع ہی میں بچے کو ایک اجنبی اور نامانوس زبان کے الفاظ رٹانا اس کے دماغی قوی پر برا اثر کرتا ہے اسی لئے انہوں نے رشید کو پہلے اردو پڑھائی پھر فارسی اور اب اسے مولوی ذراست خاں کی خدمت میں قرآن شریف پڑھنے کے لئے بھیجا۔ مولوی صاحب بیچارے سیدھے سادے بزرگ تھے اور ریش مبارک کی غیر معمولی طوالت ان کی نسبت سے عقل کی کوتاہی پر دلالت کر رہی تھی اکہرا دوہرا بدن تھا اور چت لیٹنے کی حالت میں ان کی توند کا سطح زمین سے تقریباً دو فٹ اونچی ہوتی تھی ایک ٹخنوں سے نیچا کرتا جس میں دونوں طرف جیبیں لگی ہوئی انھیں زیب تن رہتا تھا اور ایک تیلی سی قمچی بالعموم ہاتھ میں رہا کرتی تھی مولوی صاحب حافظ بھی تھے اور اپنے متعلق انھیں یہ حسن ظن بھی تھا کہ ان سے بہتر کوئی قاری کی اس پورے شہر میں نہیں ہے ان کے ایسے خوش نصیب شاگرد بہت کم تھے جن کے جسم پر مکتب سے واپس آنے پر سلامتی رہتی ہو بالعموم ہر شاگرد ان کی قمچیوں کے دو چار نشانات لیکر گھر آیا کرتا تھا ان کے متعلق یہ مشہور تھا کہ کلام مجید بہت اچھا پڑھاتے ہیں اور اس میں شک بھی نہیں کہ زدوکوب کے بعد کلام مجید پڑھنا ضرور آ جاتا تھا۔

غریب رشید سے اکثر یہ حماقت ہو جایا کرتی تھی کہ وہ مولوی صاحب سے آیتوں کے معنے پوچھ بیٹھتا تھا اور یہ بات مولوی صاحب کے لئے ناقابل برداشت تھی مولوی صاحب کا یہ خیال تھا کہ مذہب اور مذہبی معلومات میں عقل کو کوئی دخل نہ ہونا چاہئے کسی شخص نے آکر ان سے بیان کیا کہ مولوی صاحب بلرام پور میں ایک شاہ صاحب بڑے پہنچے ہوئے ہیں اللہ والے بزرگ ہیں لیکن تم ایک روز ایک رئیس کے لڑکے کے متعلق ان سے اور سول سرجن سے بحث ہو گئی لڑکے کو دق کی بیماری تھی اور سول سرجن نے کہدیا تھا کہ یہ اب نہیں بچے گا اس کے باپ نے مستان شاہ کی خدمت میں جا کر منت سماجت کی تو ان کی زبان سے نکل گیا کہ سول سرجن مر جائے گا شاہ صاحب کا جلال اس قدر تھا کہ پھر کسی کو کچھ پوچھنے کی جرات نہ ہوئی شام کو وہ لڑکا مر گیا گھر بھر میں کہرام مچ گیا اتفاق سے شاہ صاحب کے ایک مرید نے جا کر شاہ صاحب سے یہ واقعہ بیان کیا بس آپ اسی وقت جوش میں بھرے ہوئے آئے اور آتے ہی کفنائی ہوئی لاش کے ایک ٹھوکر مار کر فرمایا کہ اٹھ وہ مرا ہوا لڑکا فوراً اٹھ بیٹھا

اور شاہ صاحب اسی وقت وہاں سے چلے گئے دوسرے دن صبح کو معلوم ہوا کہ رات کو سول سرجن کے کلیجے میں درد اٹھا اور وہ ایک گھنٹہ بھر میں ختم ہو گیا مولوی صاحب نے اس قصہ پر نہایت خلوص دل سے یقین کر لیا اور رشید کے بھی دل میں یہ شک پیدا ہونے دیا کہ شاہ صاحب آخر ایک انسان تھے وہ خدا کے کارخانے میں اور اس کے انتظامات میں کس طرح دخل دے سکتے تھے کس طرح خدا کے قانون کو بدل سکتے تھے۔

رشید اگرچہ بچہ تھا مگر قدرت سے وہ ایک ایسا دماغ لیکر آیا تھا جو فکر کا عادی تھا اور عام بچوں کے خلاف اس کا بیشتر وقت مختلف باتوں کے سوچنے میں گذرتا تھا باغ میں اسے ایک پھول کے پاس کھڑے ہوئے گھنٹوں گذر جاتے وہ برابر یہی سوچا کرتا تھا کہ آخر ان کے رنگ الگ الگ کیوں ہوتے ہیں وہ گھنٹوں وہ کدو کے سوال کو حل کرنے میں صرف کر دیتا اور برابر اس کے دل میں یہی سوال چکر لگاتا رہتا کہ آخر اس کے پیٹ میں کہاں سے آتا ہے اب تک اس نے جو کچھ پڑھا تھا اس میں سے اسے صرف وہی باتیں یاد تھیں جو اس کی سمجھ میں آ گئی تھیں وہ کوئی بات یاد نہ رکھ سکتا جس کا مطلب اسے نہ سمجھا دیا گیا ہو۔ اس کے پاس بغیر معنی کا کلام مجید تھا وہ اسے اچھا خاصا پڑھتا رہا لیکن اب چند روز سے ایک بامعنی کلام مجید مل گیا تھا اور اب اس سے یاد کرنا ایک مصیبت ہو گیا تھا کلام مجید کا لفظی اور بامحاورہ ترجمہ اس پندرہ برس کے بچہ کی سمجھ میں کیا آتا وہ ترجمہ پڑھتا اور جھنجھلا کر رہ جاتا ڈرتے ڈرتے مولوی صاحب سے مطلب پوچھنے کی کوشش کرتا تو وہ گالیاں دینے لگتے اس کے سبق میں آج یہ آیت کریمہ تھی واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً اور اس کا ترجمہ بھی اس نے دیکھا تھا کہ اللہ کی رسی کو مضبوط پکڑو وہ اللہ کی رسی کا مطلب نہ سمجھ سکا اور یہی اس نے مولوی صاحب سے پوچھا جس پر اسے شیطان اور مردود اور کافر بنایا گیا مولوی صاحب کے باوجود اس نے کہا:۔

رشید۔ مولوی صاحب یہ تو خدا کا حکم ہے اور جب ہم خدا کے حکم کو سمجھ ہی نہیں سکیں گے تو اسے مانیں گے کیسے؟

مولوی صاحب۔ کلام مجید کے معنی پر غور کرنے اور عقل دوڑانے سے آدمی کے دل میں طرح طرح کے شک پیدا ہو جاتے ہیں اور جس کے دل میں شک پیدا ہوا وہ کافر ہو گیا میں اسی لئے تو منع کرتا ہوں۔

رشید۔ تو مولوی صاحب آپ ایسی کتاب مجھے کیوں پڑھاتے ہیں جس کے پڑھنے سے میں کافر ہو جاؤں ایسی کتاب پڑھا دیجئے جو مسلمانوں کی ہو۔

مولوی صاحب قرآن شریف سے اچھی اور کونسی کتاب ہو سکتی ہوگی یہ خدا کا کلام ہے اور اس سے دل میں نور اور اجالا پیدا ہوتا

رشید۔ جب اس سے ایمان پیدا ہوتا ہے تو پھر آپ یہ کیوں کہتے ہیں کہ میں کافر ہو جاؤں گا؟

مولوی صاحب۔ ہائیں! شیطان! ہم سے تقریریں کرتا ہے؟ یہی تو کافر ہونے کی نشانی ہے جا نکل جا یہاں سے دور ہو خبردار جواب کبھی آیا پھر لپیے سکا فرلڑکوں کو نہیں پڑھاتا۔

رشید بادل ناخواستہ اپنا بستہ بغل میں دبا کر گھر چلا آیا اور باقی تمام دن وہ یہی سوچتا رہا کہ جب ہم خدا کی کتاب کا مطلب نہ سمجھیں تو اس کے پڑھنے سے کیا فائدہ۔

رشید ایک روز جب اسکول کے قریب سے گذر رہا تھا تو اس نے دیکھا کہ سکول کے قریب ایک بھیڑ لگی ہوئی ہے اور ایک بہت لمبی داڑھی والا انگریز ستیر پر کھڑا ہوا لوگوں سے کچھ کہہ رہا ہے وہ بھی ادھر گیا اور وعظ سننے لگا۔

پادری صاحب کہہ رہے تھے کہ خداوند یسوع مسیح نے فرمایا "اے تھکے ہوئے لوگو میرے پاس آؤ میں تمہیں اطمینان دوں گا تم راستہ سے بھٹک گئے ہو میرے ساتھ آؤ میں راستہ بتاؤں گا" دیکھو بھائیو خداوند یسوع مسیح نے اور دوسرے پیغمبروں کی طرح سے یہ نہیں کہا کہ تم ایسا کرو اور ایسا نہ کرو تو تمہیں خدا مل جائے گا بلکہ اس خدا نے کہا کہ میرے پاس آؤ میں تمہارے دلوں کو اطمینان دوں گا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خداوند یسوع مسیح آسمانی بادشاہت میں داخل ہو جائیں گے اور ان کو نجات مل جائے گی۔

رشید بھیڑ کو چیرتا ہوا آگے بڑھا اور پادری صاحب کے قریب جاکر بولا۔

رشید۔ وہ خداوند یسوع مسیح کہاں ہیں؟

پادری بغور سے رشید کو دیکھکر، بچے وہ خداوند خدا آسمان میں ہے۔

رشید (کسی قدر مایوس ہوکر) تو پھر ہم اس کے پاس کیسے جائیں۔

پادری۔ یسوع مسیح نے جو راستہ بتا دیا ہے اس پر چلکر ہر شخص اس کی آسمانی بادشاہت میں داخل ہو سکتا ہے۔

رشید۔ تو وہ راستہ کیسے معلوم ہو؟

پادری (ایک کتاب دیکر) لو تم یہ کتاب لیجاؤ اس میں سب کچھ لکھا ہوا ہے تم اسے پڑھو اور تمہاری سمجھ میں جو بات نہ آئے وہ اگلے ہفتہ کے روز ہم سے یہیں آکر پوچھ لینا۔

رشید۔ کیا یہ خدا کی کتاب ہے

پادری۔ ہاں یہ خدا کی کتاب ہے

رشید۔ تو میں اس کتاب کو نہیں پڑھوں گا

پادری۔ کیوں

رشید۔ خدا کی کتاب پڑھنے سے آدمی کافر ہو جاتا ہے

پادری (ہنسکر) خدا کی کتاب پڑھنے سے آدمی کافر نہیں ہوتا خدا کی کتاب تو آسمانی بادشاہت کا راستہ بتاتی ہے

رشید کتاب پڑھتا ہوا گھر چلا گیا

رشید نے وہ اردو کی انجیل خوب دل لگاکر اور بڑے شوق سے پڑھی ایسے بہت سے موقعے آئے جو اس کی سمجھ سے باہر تھے اور وہ ہر ہفتہ کے روز جاکر پادری صاحب سے ان کا مطلب پوچھتا رہا اسے انجیل کی بہت سی باتیں اچھی معلوم ہوئیں مگر بعض باتیں ایسی تھیں جو پادری صاحب کی کوشش کے باوجود سمجھ میں نہ آسکیں سب سے زیادہ اسے اس بات سے الجھن ہوتی تھی کہ باپ بیٹا اور روح القدس تینوں الگ الگ بھی خدا اور پھر تینوں ملکر بھی ایک خدا اور یہ کہ مسیح نے سولی پر چڑھ کر سب کے گناہ معاف کرا دئے رشید کسی طرح ان مضمون کو نہ سمجھ سکا اور باوجود ایک سال تک برابر تعلیم حاصل کرنے کے باوجود ایسے مذہب سے مانوس نہ ہو سکا جس میں ایک شخص اپنی جان دیکر دوسروں کے گناہوں کا کفارہ ادا کرتا ہے۔ پادری صاحب کی انجیل اس نے واپس کردی اور اس کے بعد سے اس نے یہ دستور کر لیا کہ روزانہ باغ میں جاکر سب سے الگ خاموش بیٹھ جاتا اور گھنٹوں مذہب اور خدا کے متعلق غور کیا کرتا۔ اس باغ میں اس کی ملاقات ایک آریہ سماج اپدیشک سے ہوگئی اور انہوں نے ایک عرصہ دراز تک اسے کتنی ہی ویدوں اور تناسخ کے ناقابل فہم مسئلے سمجھانے کی کوشش کی۔ رشید ان باتوں کو بہت غور سے سنتا اور جب تک وہ گیتا کے بعض معرفت مضامین اسے سمجھایا کرتے وہ انہیں بہت پسند بھی کرتا لیکن جب وہ ان مضامین کو چھوڑ کر تناسخ وغیرہ کے متعلق گفتگو کرتے تو وہ ملول ہو جاتا اور کہہ دیتا کہ "پنڈت جی آپ ناحق بار بار کوشش کرتے ہیں یہ باتیں میری سمجھ میں کبھی نہیں آسکتیں" پنڈت جی بھی دھن کے پکے تھے اور انہوں نے روزانہ ناکام رہنے کے باوجود پورے سال بھر تک کوشش جاری رکھی مگر آخر کو مجبور ہوکر وہ بھی ہمت ہار بیٹھے اور رشید کا اطمینان ناآشنا دل کسی طرح مطمئن نہ ہوا۔

گنگا کنارے وہ ایک روز چلا جا رہا تھا کہ اس نے دیکھا کہ ایک تارک الدنیا فقیر کے آس پاس لوگوں کا ہجوم ہے وہ بھی وہاں پہنچا اور اس نے وہ گفتگو سنی جو ترک دنیا کے متعلق فقیر صاحب کر رہے تھے اس سے وہ گھبرا گیا اور اس نے نہایت ادب سے کہا کہ شاہ صاحب اگر ہر شخص دنیا ترک کر دے تو چند ہی روز میں دنیا ختم ہو جائے گی اور اگر اس طرح دنیا کو ختم کرنا خدا کو منظور ہوتا تو وہ اسے پیدا ہی کیوں کرتا اس کے علاوہ اس نے کہا کہ دنیا کے لالچوں میں پھنسکر اور ان ایسے ماحول ... کہ جہاں ہر وقت ہر طرف سے گناہگاری کی ترغیب ملتی رہے اگر ہم اپنے دامن پاک رکھیں تو وہ اس سے زیادہ قابل تعریف ہے کہ ہم گناہوں کی دنیا سے دور اور زن، زر، زمین کے تمام قضیوں سے الگ ایک کونے کے اندر بیٹھکر خدا کی یاد میں وقت گذاریں اس لئے یہ بھی کہا کہ خدا کو ہم دیکھ نہیں سکتے اور نہ کسی طرح اس کی کوئی خدمت کر سکتے ہیں اس لئے اگر اس کی خدمت کرنی ہے تو سوائے اس کے اور کوئی طریقہ نہیں ہے کہ ہم اس کے بندوں کی اور اس کی مخلوق کی خدمت کیا کریں۔ یہ خدمت بھی ہم دنیا سے الگ اور بے تعلق ہوکر نہیں کر سکتے۔

شاہ صاحب نے آنکھیں لال پیلی کرکے فرمایا کہ "جا چلا جا تجھے بچہ سمجھکر چھوڑ دیا نہیں تو اسی جگہ جلاکر خاک کر دیتا۔"

رشید چلا آیا اور ایک مدت تک یہی سوچتا رہا کہ کیا کوئی ایسا آدمی بھی خدا کا دوست ہو سکتا ہے جو اس کے بندوں کو بے قصور جلاکر خاک کر دیا کرے اور کیا درحقیقت کسی انسان میں یہ طاقت ہے کہ وہ آگ کے بغیر کسی دوسرے انسان کو پھونک دے۔

ایک دن رشید بازار میں چلا جا رہا تھا کہ ایک دیوار پر اس کی نظر سے یہ اشتہار گذرا کہ آج شام کو فلاں مقام پر ایک جلسہ ہوگا جس میں مجتہد عصر علامہ غلام حسنین صاحب اور مولانا مولوی عبدالمقتدر صاحب کا مناظرہ ہوگا رشید نے لوگوں سے پوچھا تو اسے معلوم ہوا کہ مجتہد عصر علامہ صاحب شیعہ تھے اور حضرت مولانا صاحب اہلسنت والجماعت فرقہ سے تعلق رکھتے تھے اور شام کو ان دونوں بزرگوں میں بحث ہونے والی تھی تاکہ یہ معلوم ہو سکے کہ کونسا فرقہ صحیح اور سچے راستے پر ہے جلسہ کا وقت قریب تھا اس لئے رشید بازار سے سیدھا جلسہ گاہ کی طرف روانہ ہو گیا راستہ میں جلسہ گاہ کے قریب ہی اس نے دیکھا کہ تھوڑے تھوڑے فاصلے سے سڑک پر دو عورتیں اور کئی ایک بچے کئی ایک وقت کے فاقہ سے پڑے ہوئے دم توڑ رہے تھے بچے بالکل ننگے تھے اور عورتوں کے بدن پر بھی جو چیتھڑے لپٹے ہوئے تھے وہ بالکل تار تار تھے اور ان سے سردی کی حفاظت تو کجا ستر پوشی بھی نہیں ہو سکتی تھی ان فاقہ زدہ انسانوں کی صورتیں مہیب اور ڈراونی ہو گئی تھیں اور ہڈی اور کھال کے سوا ان کے جسم پر گوشت کا کہیں نام تک نہ تھا مسلسل فاقہ کشی نے اب ان میں اس قدر طاقت بھی باقی نہ رکھی تھی کہ وہ اپنے منہ پر سے مکھیاں بھی اڑا سکیں اور نسل انسانی کے یہ دشمن بے تکلف ان کے منہ اور ناک میں گھس کر اپنی غذا حاصل کر رہے تھے ان سے ذرا ہٹ کر ایک بڈھا پڑا ہوا تھا جس کو تپ دق کا عارضہ تھا اول تو ضعیفی کی عمر اس پر ایسا موذی مرض۔ غریب بڈھا روزی کمانے سے بالکل مجبور ہو کر سڑک کے کنارے پڑا رہتا تھا کہ شاید کوئی خدا کا بندہ اس کے حال پر ترس کھا کر کوئی پیسہ یا روٹی کا ٹکڑا اسے دیدے۔ بڑے بڑے پنڈت بڑے بڑے مولوی اور بڑے بڑے پادری موٹروں اور تانگوں میں بیٹھے ہوئے اس طرف سے گذر رہے تھے اور کوئی ان غریبوں کو ایک نگاہ غلط انداز سے زیادہ کا مستحق نہ سمجھتا تھا۔ صاف ستھرے چکنے چپڑے نوجوان سوٹ بوٹ پہنے ہوئے اس راستہ سے گذر رہے تھے اور ان محتاج اور بے کس انسانوں کے حال زار پر اگر کوئی توجہ کرتا تھا تو صرف اس قدر کہ انتہائی نفرت و حقارت کے ساتھ ادھر سے منہ پھیر کر یہ کہتے ہوئے نکل جائیں کہ اس قسم کی بیماریوں کے مریض سر راہ آکر لیٹ جاتے ہیں اور ان سے دوسرے تندرست آدمیوں کو بیماری لگ جاتی ہے یہ بہت برا طریقہ ہے۔

رشید نے لوگوں کی اس سنگدلی کو دیکھا اور اس کا دل ہل گیا اس کے پاس کچھ پیسے تھے بازار سے اس نے کچھ کھانا خریدا اور تھوڑا تھوڑا ان سب کو تقسیم کر دیا اور ایک ٹھنڈا سانس بھر کر مذہبی جلسہ کی شرکت کے لئے پھر چل دیا جلسہ کی غرض سے نہایت عظیم الشان پنڈال بنایا گیا تھا اور اس کی تزئین و آرائش کچھ ایسے شاہانہ طریقے پر کی گئی تھی کہ ہر شخص تعریف کرنے پر مجبور تھا عظیم الشان پنڈال عجیب و غریب ڈائس نہایت نفیس اور پر باقاعدہ سامعین کی نشست گاہ عمدہ عمدہ قالینوں اور دریوں کی افراط رنگ برنگ کے کاغذ کے پھول اور بیلیں قند کے صد ہا تھان جو ستونوں پر لپٹے تھے اور بجلی کے لاتعداد قمقمے زبان حال سے بتا رہے تھے کہ مسلمانوں کو اپنے مذہب اور مذہبی جلسے سے کس قدر شغف اور دلچسپی ہے

مسلمان امراء اور رؤسا آتے تھے اور ڈائس پر باعزت تمام ان کو بٹھایا جاتا تھا غربا آتے تھے اور چپکے سے ڈرتے ڈرتے اس نشست گاہ میں جاکر بیٹھ جاتے تھے جو ان کے لئے مخصوص تھی ایک طرف شہر کے تمام شیعہ صاحبان تھے جن کی تعداد تقریباً دو ہزار تھی اور دوسری طرف اہلسنت کی جماعت تھی جن کی تعداد پانچ ہزار سے کم نہ ہوگی ڈائس پر بعض غیر مذہب والے معززین بھی رونق افروز تھے صدر کا باقاعدہ انتخاب ہو جانے کے بعد جلسہ کی کاروائی شروع ہوئی اور پہلے جناب مجتہد صاحب نے اپنی تمام تر قابلیت یہ ثابت کرنے پر صرف کر دی کہ حضرت علیؓ تینوں اصحاب سے افضل تھے اور انھیں کو خلیفہ اول ہونا چاہیئے تھا اور یہ ان پر ظلم ہوا تھا کہ پہلے حضرت ابوبکرؓ کو خلیفہ بنا دیا گیا آپ نے تقریر میں باغ فدک کے کچھ اصلی اور کچھ فرضی واقعات نہایت رقت آمیز طریقہ پر بیان کئے اور حاضرین ان سے بہت کچھ متاثر ہوئے تقریباً ایک گھنٹہ میں تقریر ختم ہوئی اور ہر شخص مجتہد صاحب کی جادو بیانی کا معترف تھا

اب حضرت مولانا کی باری آئی اور آپ نے ترمذی و نسائی اور بخاری و مسلم کے حوالہ دیکر ان تمام دلیلوں کی تردید کی جو مجتہد صاحب نے پیش کی تھیں حضرت ابوبکرؓ کی خلافت کو بالکل جائز اور مطابق شرع ثابت کیا اور نہایت پر زور دلائل کے ساتھ یہ بات ذہن نشین کر دی کہ چاروں خلفاء درجہ میں برابر ہیں اور حضرت علیؓ کو کوئی فضیلت حاصل نہیں ہے تقریر بہت زوردار تھی اور اس کا بھی نہایت اچھا اثر ہوا مجتہد صاحب پھر کچھ کہنے ہی کا ارادہ کر رہے تھے کہ سامعین کے مجمع میں سے رشید اٹھا اور اس نے صدر جلسہ رائے بہادر پنڈت ہری کشن صاحب سے درخواست کی کہ اسے بھی کچھ کہنے کی اجازت دی جائے ایک نوعمر لڑکے کی یہ جرأت پنڈت جی کو بہت پسند آئی اور انھوں نے خوشی سے اجازت دیدی رشید نہایت بے تکلفانہ انداز میں ڈائس پر پہنچا اور مجمع کو مخاطب کرکے بولا:-

مجتہد صاحب کی تقریر بھی آپ سب نے سن لی اور مولانا صاحب کے وعظ سے بھی آپ سب حضرات حظ اٹھا چکے لیکن میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ اس مناظرہ اور مباحثہ کا مقصد کیا تھا ہم جاہل اور ناواقف لوگ اس جلسہ کو ایک مذہبی جلسہ سمجھ کر علماء کا وعظ سننے کے لئے آئے تھے لیکن کس قدر حیرت ہوئی جب ہم نے یہ دیکھا کہ اس جلسہ میں نہ خدا کا ذکر کیا گیا نہ رسول کا اور نہ خدا کی کتاب سے کسی مقرر کو کوئی واسطہ تھا اسلام کے جو پانچ ارکان ہر مسلمان کو بتائے جاتے ہیں ان میں سے بھی نہ اس جلسہ میں توحید کے اقرار اور تصدیق کے متعلق کوئی تقریر ہوئی نہ کسی نے نماز روزے اور حج و زکوٰۃ کے متعلق ہم لوگوں کو کوئی بات بتائی پس میں دونوں عالم صاحبان سے یہ سوال کرنا چاہتا ہوں کہ وہ دونوں اسی ایک قادر مطلق کی پرستش کرتے ہیں یا الگ الگ دو خداؤں کی اور کیا ان دونوں کا خدا کے اسی ایک کلام پر ایمان ہے جو حضور سرور عالمؐ کے ذریعہ سے ہم تک پہنچا ہے اور جسے قرآن مجید کہا جاتا ہے یا کسی اور کتاب پر اگر دونوں صاحبان کا ایمان اسی خدا پر ہے اور اسی قرآن پر ہے اور اگر دونوں خدا کے ان احکام کی تعمیل اپنے اوپر فرض سمجھتے ہیں جو قرآن کریم میں درج ہیں تو پھر اس کی کیا وجہ ہے کہ دونوں اسکی صریح نافرمانی پر اتر آئے ہیں خدا نے حکم دیا ہے کہ سب مل کر اسکی رسی کو مضبوط پکڑو تو پھر یہ کیا تماشہ ہے کہ دونوں صاحبان خدا کی رسی کو چھوڑ کر اپنی اپنی رسی الگ بٹ رہے ہیں کیا اسلام کے یہی معنے ہیں کہ خدا

اور خدا کے حکموں کو پس پشت ڈال دیا جائے اور اپنے خیالات اور اپنے معتقدات کی پرستش کی جائے کیا تیرہ سو برس سے ہمارے خیالات کا یہی اختلاف اسی طرح نہیں چلا آرہا ہے پھر یہ کس طرح امید ہو سکتی ہے کہ دو عالم آپس میں بحث کر کے آج اس اختلاف کو دور کر دیں گے جبکہ یہ یقینی ہے کہ یہ اختلاف اس طرح دور نہیں ہو سکتا تو پھر ان جلسوں پر وقت اور روپیہ ضائع کرنے سے کیا حاصل ہے اور اگر بالفرض محال یہی تسلیم کر لیا جائے کہ مجتہد صاحب کی کوشش سے تمام سنی شیعہ یا مولانا کی تلقین کے اثر سے تمام شیعہ سنی ہو جائینگے تب بھی میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں اس سے مسلمانوں کی عام حالت اور حیثیت میں کیا فرق پڑے گا کیا اگر سب کے سب شیعہ ہو جائیں تو ان کی عادتیں اور ان کے اخلاق بہتر ہو جائینگے یا اگر سب لوگ سنی بن جائیں تو ان کی حالت میں کسی قسم کا فرق پیدا ہو جائے گا آپ ان جلسوں کو اسلام کی خدمت سے تعبیر کرتے ہیں حالانکہ جلسہ میں خدا کا خدا کے رسول کا خدا کی کتاب کا اور مذہب اسلام کے ارکان کا کہیں ذکر تک نہ آیا پھر وہ کونسا اسلام تھا جس کی یہ خدمت کی گئی؟ اس میں اسلام کی کونسی خدمت ہے کہ ایک مسلمان کو مسلمان بنایا جائے۔

دونوں عالم صاحبان مجھے معاف کریں اگر میں یہ کہوں کہ ان کے دل میں جو جذبہ جوش مار رہا ہے وہ خدمت اسلام نہیں ہے بلکہ اپنے خیالات اور اپنے معتقدات کی خدمت کا جذبہ ہے آپ کو اس سے کوئی واسطہ نہیں ہے کہ آج اسلام کے فرزند جنھیں اپنا بھائی سمجھتے ہوئے بھی آپ کو عار آتی ہے کیسی ذلت اور محتاجی کی زندگی بسر کر رہے ہیں کیسی ذلت اور محتاجی کی زندگی بسر کر رہے ہیں علم و ہنر سے انھیں کوئی واسطہ نہیں رہا ہے خوشحالی اور فارغ البالی ان کا ساتھ چھوڑ چکی ہے اور فاقہ کشی اور بیماری نے ان پر اپنا تسلط جما لیا ہے آپ ابوبکر رضا اور علی رضا کے تیرہ سو برس کے پرانے قضیوں کا اپنی عدالت میں فیصلہ کرنے بیٹھے ہیں حالانکہ یہ ظاہر ہے کہ اگر ابوبکر رضا قصور وار ہیں تو کسی اور مسلمان سے . . . . ان کے قصور کے متعلق مانہ پرس دہلی اور اگر علی سراپا نیکی ہی نیکی تھے تو ان کی نیکیوں میں اور کسی مسلمان کا حصہ دلگیگا چونکہ اپنے خوش اعتقاد مریدوں کی وجہ سے آپ کو دونوں وقت بلا کسی دقت و تکلیف کے غذا میسر آجاتی ہے اس لیے شاید آپ اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ سب مسلمان اسی طرح فارغ البال ہیں لیکن بدقسمتی سے ایسا نہیں ہے ہم میں زیادہ تعداد ان ہی لوگوں کی ہے جنھیں پیٹ بھر کر روٹی میسر نہیں آتی اگر آپ ان کی خدمت کر سکیں تو وہ اسلام کی خدمت ہوگی آپ کی ان تقریروں سے ہمیں اطمینان قلب نہیں میسر آسکتا آپ ہم سے کہتے ہیں کہ مذہبی معاملات میں عقل نہ دوڑاؤ آپ ہمیں اپنی تقریریں تو خوب چلا چلا کر سناتے ہیں مگر خدا کی تقریر کبھی ہمیں سمجھانے کی کوشش نہیں کرتے کیونکہ آپ کو اندیشہ ہے کہ پھر ہمارے دلوں میں خالی باتیں بنانے والوں کی کوئی عزت نہ رہے گی اور ہمیں یہ بھی معلوم ہو جائے گا کہ آپ پر ہمارے کیا کیا حقوق ہیں میں دو برس سے اسی تلاش میں مارا مارا پھرتا تھا کہ کوئی ایسا مذہب مل جائے جس میں میرے دل کو اطمینان نصیب ہو سکے میرے استاد نے مجھے کلام مجید کے معنی بتانے کی بجائے یہ سمجھایا تھا کہ کلام مجید کے معنی و مطالب پر غور کرنے سے آدمی گمراہ ہو جاتا ہے میں اس لئے اسلام سے بدظن ہو گیا تھا اور میرا خیال تھا کہ اسلام ایک انسان کے دل کو اطمینان نہیں بخش سکتا میں نے بعض مذہبوں کا بھی مطالعہ کیا مگر جو بات میں ڈھونڈ رہا تھا وہ کہیں نہ ملی یہ محض ایک اتفاق تھا یا نام سید عیسٰی لال ایک پروفیسر صاحب نے جو میرے والد کے دوست ہیں مجھے حقیقی اسلام سے آگاہ کر دیا اور انہوں نے بتایا کہ اسلام زبان سے کلمہ پڑھ لینے کا یا ایک خاص طریقہ پر منہ ہاتھ دھو کر ایک خاص وضع پر کھڑے ہو کے چند آیتیں زبان سے پڑھ لینے کا نام نہیں ہے کہ جن کا مطلب بھی معلوم نہ ہو انہوں نے بتایا کہ مذہب درحقیقت ہماری زندگی کی تفسیر کا نام ہے اور اسلام ہمیں یہ سکھاتا ہے کہ ہماری تمام زندگی اور زندگی کا ایک ایک فعل اس طرز پر ہو کہ جو خدا کے نزدیک پسندیدہ ہے انھوں نے مجھے بتایا کہ اسلام حق و صداقت کا دوسرا نام ہے اور جب تک آدمی میں یہ چیزیں پیدا نہ ہوں اس کا اسلام صرف زبانی ہوگا انہوں نے مجھے سمجھایا کہ خدا کی خدمت کرنے سے دل کا اطمینان نصیب ہوتا ہے اور خدا کی خدمت یہ ہے کہ اس کی مخلوق اور اس کے بندوں کی خدمت کی جائے۔

میں نے آج ہی ان کی تعلیم پر عمل کیا اور چند فاقہ زدہ اور محتاج انسانوں کی خدمت کی جنھیں آپ بھی سڑک پر پڑا ہوا دیکھ کر آئے ہوں گے اور میں آپ سے سچ عرض کرتا ہوں کہ مجھے وہ چیز مل گئی جسے میں دنیا بھر میں ڈھونڈتا پھرتا تھا اور آج پہلی مرتبہ میں اعتراف کرتا ہوں کہ میں مسلمان ہوں اور اطمینان قلب اسلامی تعلیم ہی مہیا کر سکتی ہے۔

(+)

گورے اور خوبصورت ہونے کی دوا

فلاور کریم

فلاور کریم چہرے کے مہاسے داغ دھبے دور کرنے کے لئے ایک زود اثر دوا ہے چہرے کو خوبصورت گورا اور ہاتھوں کو نرم اور سفید کرنے کے لئے لاثانی کریم ہے گلاب کی تازہ اور خوشگوار خوشبو سے اس کو حسن پرور بنانے کے لئے تیار کیا گیا ہے یہ جلد میں جذب ہو کر اپنے سفیدی مائل اثر کو جلد پر چھوڑ دیتی ہے جس سے کالے اور بدصورت انسانوں کی ہیئت چہرہ بدل جاتی ہے چہرہ اور ہاتھوں کو خوبصورت نرم اور گورا کرنے کے لئے اور ساتھ ہی گلاب کی تازہ ترین خوشبو سے صبح سے شام تک مسرور رہنے کے لئے اس کو استعمال کیجئے۔

اس میں مغربی مشرقی جملہ حسن کو برقرار رکھنے اور جلد کو گورا اور نرم کرنے والی کیمیائی ادویات شامل ہیں۔ فلاور کریم کے متواتر استعمال سے جوان عورتیں ہمیشہ جوان رہتی ہیں اور بوڑھی جوان معلوم ہونے لگتی ہیں

قیمت فی شیشی ایک روپیہ

پتہ:- سعید برادرس اینڈ کو کلاں محل دھلی

معاصرین کے افکار

ہندوستان پچاس برس قبل

تو تحریک ترک موالات کے طفیل میں ہندوستانی کی آنکھیں کھلیں اور انھیں اس کا احساس ہوا کہ کس تکلیف دہ طریقہ پر احساس شروع ہوا کہ انگریزی رواج نے معاشیاتی، سیاسی، تہذیبی اور روحانی غرضکہ زندگی کے ہر پہلو کو بد سے بدتر بنا دیا ہے مگر یہ احساس کچھ نیا نہیں ہے بلکہ آج سے بہت پہلے بالغ نظر ہندوستانی اس سے بے پرواہ نہ تھے۔ مہاتما گاندھی اور علی برادران نے تو اب جاکر ہندوستانیوں کو سمجھانا شروع کیا ہے کہ بدیشی کپڑوں پر لعنت بھیجو اور ملک کی بنی ہوئی کھادی پہنو مگر اس وقت مہاتما گاندھی صرف مسٹر گاندھی تھے اور بیرسٹری کرتے یا کسی کالج کلاس میں رہے ہوں گے اور علی برادران تو شاید علیگڈھ کالج میں داخل بھی نہ ہوئے ہوں گے ہاں اس وقت ایسے ایسے ہندوستانی موجود تھے جو برطانوی استیصال سرمایہ داری اور منچسٹر ولیورپول کے کارخانوں سے بیزار تھے مثال کے لئے صرف ایک نام دیا جاتا ہے جس کے جاننے والے دنیا کے معدودے چند ہوں گے اور جو ہوں گے صحیح معنوں میں انھیں بھی اس علو مرتبت کا احساس نہ ہوگا۔ صوبہ متحدہ میں انظر گڈھ میں ایک قصبہ گھوسی ہے جہاں اب سے تیس چالیس برس قبل ایک بزرگ مولوی عبدالقادر صاحب گذرے ہیں خدا بخشے عجیب بزرگ تھے بچپنے میں ایک بار دیکھا تھا گو صورت بھی اچھی طرح یاد نہیں رہی مگر ان کی یاد اب تک دل میں تازہ ہے اس زمانہ میں جبکہ ہندوستان کا انگریزی داں طبقہ انگریزی لباس یا پارسی کے بعد سیاہ ترکی کوٹ اور ترکی ٹوپی پر مٹا ہوا تھا مولوی عبدالقادر صاحب، صرف خود اپنے گاؤں کے بنے ہوئے کھدر میں از سرتا پا ملبوس رہتے تھے بلکہ کہا کرتے تھے کہ کمبختو ولایتی لیڑا ترک کرو اپنے دیس کا کپڑا پہنو ورنہ تمہارا کہیں ٹھکانا نہ ہوگا' شباب تحریک کے زمانہ میں مجھے رہ رہ کر خیال آیا کہ آج مولوی عبدالقادر کی روح ہندوستانیوں کو کھدر میں ملبوس دیکھکر خوش ہوگی اس زمانہ میں انھیں کوئی امام کوئی میراثی اور خبطی کہتا تھا امام تو وہ ضرور تھے مگر کیا کوئی ہندوستانی انھیں آج میراثی یا خبطی کہہ سکتا ہے؟

اب ذرا مولوی عبدالقادر صاحب مرحوم کے اس فعل کو ملکی لیڈروں کے نقطۂ نگاہ سے دیکھو اب سے ۵۰ برس قبل "پیر ہندوستان" دادا بھائی نوروجی اسی انگریزی لوٹ کا رونا رویا کرتے تھے جس نے آج ہمیں برے حالوں کو پہنچا دیا ہے ان کا قول ہے کہ انگریزوں کی بدولت ہماری دولت کھنچی چلی جارہی ہے یہ ہندوستان میں تو منہ سے اڑاتے ہی ہیں ستم تو یہ ہے کہ اسی پر اکتفا نہیں بلکہ ولایت کو بھی یہیں سے مالا مال کرتے ہیں انھیں کے الفاظ ہیں کہ ۳۰ کروڑ روپیہ سالانہ تو ولایتی ملازموں پر اٹھایا جاتا ہے" جنبی حکومت کی بدولت ال ڈنمل اور کام تین چیزیں ہیں ہیں نقصان ہی نقصان ہے ۴۴ برس ہوئے جب انھوں نے کانگرس میں تقریر کرتے ہوئے کہا تھا کہ میں انگریزوں سے پوچھتا ہوں کہ ہندوستان میں جس قسم کی لوٹ ۱۵۰ برس سے جاری ہے کیا وہ اپنے وطن میں اسے ایک دن کے لئے بھی پسند کر سکتے ہیں؟

اس حالت کو دیکھتے دیکھتے وہ ایک تقریر میں بیقرار ہوکر پوچھتے ہیں کہ وہ کب تک آخر کب تک ہم دیکھتے رہیں گے کہ ہمارا خون چوسا جارہا ہے؟

۱۸۸۳ء میں اس مرد بزرگ نے پنجاب کی آمدنی فی کس کے حساب بتائی تھی واضح رہے کہ پنجاب پر سب سے بعد کو انگریز قابض ہوئے ہیں تو پنجاب کی آمدنی ان کے حساب فی کس ۲۰ روپے اور خرچ ۳۴ روپیہ ماہانہ تھا۔

پروفیسر وکیل نے حال میں حساب لگا کر بتایا ہے کہ ۱۹۰۹ء-۱۹۱۱ء میں فی کس ۴۴۲ پونڈ یا قدرے کم ۴ من، چاول فی کس کھانے کو ملتا تھا مگر ۱۹۱۲ء-۱۹۱۴ء

. . . .

میں صرف ۴۰۲ پونڈ یعنی ۳ من ملنے لگا۔ خوراک ملنے کا اثر یہ ہوا کہ غریبوں کے جسمانی قوا میں کمزوری آئی اور موت کا بازار گرم ہوگیا سے لگے ہاتھوں ذرا موت کی حالت بھی سن لیجئے ۱۸۸۲ء میں فی ہزار ۲۵٫۱۰ موتیں ہوتی تھیں ۱۹۰۹ء-۱۹۱۱ء میں ۳۰٫۲۳ فی ہزار ہوئیں اور ۱۹۱۶ء میں بڑھکر فی ہزار ۳۴٫۲۰ ہوگئیں سنین مابعد میں کچھ اوسط اموات گھٹی ہے مگر ۳۰ فی ہزار سے کبھی کم نہیں ہوئی۔

اسی ضمن میں محاصل کا بھی حساب سن لیجئے دنیا کے کسی دوسرے ملک میں نمک پر محصول نہیں ہے اس کی تیاری کی یہ صورت ہے کہ ڈیڑھ آنے میں ایک من نمک تیار ہوتا ہے اور اس حساب سے سو روپے کے نمک پر ۱۶ سو روپیہ محصول لیا جاتا ہے اور بجٹ میں جب کمی ہوتی ہے تو حکومت کو یہی سوجھتی ہے کہ نمک پر محصول لگایا جائے چنانچہ سرچارلس ایلنس نے ایک بار کہا تھا کہ "اگر نمک پر محصول نہ لگایا گیا تو ملکی مالیہ میں ابتری پڑ جائیگی؟ رہی زمین کی مالگذاری اور کسانوں کی غربت اس کے متعلق بارہا دہلی میں تحقیقات کی گئی تو مسٹر ولیم ہنٹر کی وہ رپورٹ بھی ہوئی جو انھوں نے ۱۸۸۲ء میں دی تھی جس میں انھوں نے کہا تھا کہ حکومت کسانوں کے لئے اتنا بھی نہیں چھوڑتی جس میں ان کا اور ان کے خاندان کا سال بھر خرچ چل سکے"

مسٹر وکیل پروفیسر معاشیات بمبئی یونیورسٹی کے ذیل کے اعداد سے اضافہ کا پتہ چلے گا۔

۱۸۶۳ء تا نہایت ۱۸۶۷ء	۱۷ کروڑ ۸۸ لاکھ	مالگذاری سالانہ
۱۸۸۷ء ؍ ۱۸۹۱ء	۲۳ کروڑ ۳۲ لاکھ	؍ ؍
۱۸۹۹ء ؍ ۱۹۱۳ء	۲۸ کروڑ ۵ لاکھ	؍ ؍
۱۹۱۴ء ؍ ۱۹۲۰ء	۲۹ کروڑ ۲۰ لاکھ	؍ ؍

اس سلسلے میں یہ بھی یاد رکھئے کہ ۱۸۹۰ء اور ۱۹۰۸ء کے درمیان میں بدترین قحط رونما ہوئے مگر سرکاری مالگذاری میں کمی نہیں ہوتی اسی جگہ یہ بات بھی سن لیجئے کہ زمینداری کے علاوہ تجارت، پیشہ، عہدہ پر دو ہزار سالانہ آمدنی تک پر کوئی ٹیکس نہیں ہے لیکن زمین کے متعلق ٹیکس کا بڑا حصہ ان لوگوں سے لیا جاتا ہے جنھیں زمین سے دو ہزار کا عشر عشیر بھی نہیں ملتا اس سلسلہ میں اگر یہ کہا جائے کہ کس طرح دستی صنعت ملک کی تباہ کی گئی اور کس طرح ریکستی پارچہ بافوں کو مجبور کیا کہ چرخہ اور کرگھا چھوڑ کر کھیتی کریں تو یہ مضمون ایک داستان ہو جائے اسی طرح

منشیات کی داستان طویل ہے۔ قصہ مختصر یہ کہ شراب، تاڑی، افیون، چرس، گانجہ، بھنگ اور دوسرے منشیات سے ۲۰ کروڑ سالانہ کی آمدنی ہے ۵۰ سال قبل صرف ایک کروڑ تھی۔

انگلستان میں وصولی ٹکس پر خرچ قبل جنگ ۴ فیصدی اور بعد جنگ ۵ فیصدی ہو گیا مگر ہندوستان میں ۲۱ فیصدی خرچ ہے اس سلسلہ میں ذرا فوجی خرچہ کا حساب بھی سن لیجئے ۱۸۵۶ء میں ہندوستان میں ۴۰ ہزار گورہ فوج تھی ۱۸۵۸ء میں ساڑھے اڑتالیس ہزار تھی اور گورہ اور ہندوستانی فوج کی تعداد کی صورت یہ تھی

نام سال	گورہ فوج	ہندوستانی فوج
قبل انقلاب ۱۸۵۶ء	ساڑھے اڑتالیس ہزار	۳ لاکھ ۱۱ ہزار اڑتیس
۱۸۶۳ء	۶۵ ہزار	ایک لاکھ ۴۰ ہزار
دوم جنگ افغانی ۱۸۷۸ء	” ”	ایک لاکھ ۳۵ ہزار
۱۹۱۴ء	۸۰ ہزار	۱۵۶۶۵۰
۱۹۲۳ء	۷۷۷۰۱	۱۶۰۵۵۸

تعداد دیکھ لی اب خرچ سنئے مسٹر پرشوتم داس ٹھاکر داس کا بیان ہے کہ گورہ فوج پر ہندوستانی فوج سے چار پانچ گنا زیادہ خرچ ہوتا ہے حساب سے ثابت ہے کہ فی لاکھ ہندوستانی فوج پر سالانہ ۱۹ کروڑ پانچ لاکھ روپیہ خرچ تو ایک کروڑ گورہ فوج پر تیس کروڑ سالانہ ہے یہی وجہ ہے جو ۱۸۶۱ء میں محافظین ہند پر ۱۲ کروڑ کا خرچ تھا مگر آج ۴۶ کروڑ ۱۸ لاکھ ہے اور بقول حکومت ہند کے یہ فوج کسی دشمن کے خوف کے باعث نہیں ہے بلکہ اس لئے ہے کہ مشرق میں ہمارا اقتدار قائم رہے اور انگلستان کے دشمنوں سے مقابلہ کیا جا سکے۔

سول ملازمت کی صورت یہ ہے کہ ۱۹۱۱ء میں ۴۴۹۶۶ ملازم تھے ۱۹۲۳ء میں بڑھ کر ۵۲۰۶۲ ہو گئے جن پر خرچ ۱۹۱۳ء میں ۶۸۰۶۸۰۰۰ تھا ۱۹۲۳ء میں ۴۴۷۴۹۶۰۰ ہو گیا ہندوستان کے وائسرائے پر سالانہ ۱۸۹۰۰ روپیہ خرچ ہوتا ہے بخلاف اس کے سب امریکہ پر صرف ۱۵ ہزار پونڈ اور صدر فرانس پر ۴ ہزار پونڈ اور وزیر اعظم انگلستان پر صرف ۵ ہزار پونڈ سالانہ۔

روس میں اسٹالن چیئرمین کو صرف ۲ ہزار روپیہ ۲۲۴ روبل دو کمرے اور ایک موٹر کار۔ سر چارلس کرسٹویٹ نے لکھا تھا کہ ہم ہندوستان پر صرف اس لئے قابض ہیں کہ ہمارے مال کی نکاسی کے لئے بازار ملیں اور ہمارے بچوں کو نوکریاں ملیں۔

ان اخراجات کے علاوہ ۵۰ کروڑ پونڈ ہندوستان کے لئے انگلستان میں خرچ ہوتے ہیں جنہیں ہوم چارجز کہا جاتا ہے۔ بقول لارڈ سالسبری۔

”ہندوستان مشرقی سمندروں میں وہ فوجی چھاؤنی ہے جہاں سے بوقت ضرورت ہم بلا خرچ جتنی فوج چاہیں منگا سکتے ہیں“

نتیجہ اس کا یہ ہے کہ ۱۹۱۳ء میں ہندوستان پر چار ارب ۱۱ کروڑ قرضہ تھا جو اب بڑھ کر سات ارب ۱۰ کروڑ ۴۰ مارچ ۱۹۲۳ء تک ہو گیا تھا اس کے علاوہ شرح تبادلہ کی آفت ہے جو کسی دوسرے موقع پر بیان کی جائے گی۔

اس اخلاقی بربادی کے تحت میں سیاسی تہذیبی اور روحانی بربادی سے سابقہ ہوتا ہے ایک مثال تو منشیات کی دیکھ چکے کہ ایک کروڑ سے ۵۰ برس میں ۲۰ کروڑ منشیات کی آمدنی ہو گئی

دوسری مثال سنئے شاہان برما کے زمانہ میں منشیات کی تجارت ممنوع تھی انگریزوں کو فخر ہے کہ انہوں نے اس تجارت کو برما میں رواج دیا۔ سیاسی تباہی کا تصہ ایک سیولین ادمان برٹ کی زبانی ڈگی نے یوں سنایا ہے کہ ہر بڑے عہدے پر انگریز قابض ہیں گوکھلے کا قول تھا کہ یہ حکومت وہ ہے جس کے سامنے ہر میں سے بڑے بڑوں کو جھکنا پڑتا ہے“

”لارڈ سالسبری ... کو معلوم ہے کہ کس طرح اپنے ایک ماتحت سویلین کے ہاتھوں انہیں گورنری چھوڑ کر بھاگنا پڑا اس سلسلہ میں ایک ناظم کی بدولت ملک کی مردانگی سلب کر لی گئی جس کے متعلق مثالے نہیں ہو سکتا۔

”ایک بڑی قوم کو ہم نے اپنے مطلب کے لئے بے دست و پا بنا دیا“

تہذیبی بربادی کی مثال سنئے ۱۹۱۳ء میں مسٹر اسمتھ کو یہ شکایت تھی کہ ہندوستانی نہ ہمارے طور طریقے سیکھتے نہ ہماری چیزیں استعمال کرتے مگر آج ہماری یہ حالت ہے ہم انگریزیت پر مٹے ہوئے ہیں اور انگریزی تہذیب انگریزی رہبت اور معاشرت کی خوبیاں ہمارے رگ و پے میں سرایت کر گئی ہیں اور ہندوستان میں رہتے ہوئے ولایت کے خواب دیکھتے ہیں گویا اپنے گھر میں اغیار سے زیادہ غیر ہیں۔

رہی روحانی بربادی اس کے متعلق اس دور لادینیت میں کچھ پوچھنا ہی نہیں۔ (خلافت)

سودیشی کی ترقی

گاندھی جی کی سیہ گرہ تو ابھی تک جو لے کانگرسی گروہ تک ہی محدود ہے مگر سودیشی کی تحریک وسعت اختیار کر رہی ہے لیفرف بل نے اس کو مدد دی اور الوی جی کی شرکت نے اس میں زیادہ قوت پیدا کر دی ہے بمبئی کے تاجران پارچہ کو سودیشی گاندھی جی ادھر مائل کر رہے ہیں کہ غیر ملکی کپڑا نہ منگائیں اور کھدر کو ترقی دیں مالوی جی نے دہلی میں کوشش کی اور سوداگروں کو آمادہ کیا کہ کم از کم تین ماہ کپڑے کی کوئی فرمائش ولایت نہ بھیجیں اس کے بعد وہ لاہور اور امرتسر کے بزازوں کو سمجھانے کے لئے گئے ہیں وہاں بھی صورت حال امید افزا بتائی جاتی ہے ہندوستان میں کپڑے کا معاملہ بہت اہم ہے اور شاید انگلستان میں اس سے بھی زیادہ انسان کی ضروریات زندگی میں دو چیزیں سب سے زیادہ اہم ہیں تن اور پیٹ زندہ ہے کپڑے کا تعلق تن سے ہے مگر نہیں محض تن سے نہیں اگر محض تن سے اس کا تعلق ہوتا تو لوگ گاندھی جی کی طرح ایک عربی باندھ کر گذر کر لیتے اس کا بڑا تعلق پیٹ سے ہے اگر گاندھی کسی طرح ہندوستان کو چند ہزار برس پیچھے لوٹا دیں اور سارے ہندوستانی تہ پوش ہو جائیں تو لنکاشائر کے سرمایہ داروں اور مزدوروں کا کیا ذکر خود ہندوستان کے لاکھوں پارچہ باف بھوکے مر جائیں ہندوستان اور لنکاشائر دونوں کے لئے کپڑے کی صنعت پیٹ پالنے کا ذریعہ ہے مگر ہندوستان کے لئے لنکاشائر سے بھی زیادہ برطانیہ میں صدہا قسم کی حرفتیں موجود ہیں اور چونکہ قومی حکومت ہے اگر موجودہ حرفتیں فنا ہو جائیں تو ترقی ہی اور نئی پیدا ہو سکتی ہیں مگر جس روز

سے برطانیہ نے ہندوستان کی صنعت اور کپڑے کی حرفت کو تاراج کیا ہے ہندوستان فاقہ کشی میں مبتلا ہے اور ہندوستانیوں کی حالت روز بروز روز بروز تباہ ہوتی جا رہی ہے گاندھی جی کی اس ستیہ گرہ کا انجام کچھ ہو لیکن اگر غیر ملکی کپڑے کے بائیکاٹ کی تحریک جو ملک میں روز بروز ہوتی جا رہی ہے کامیاب ہو جائے تو اس کے معنے یہ ہیں کہ ہندوستانی خواہ مخواہ دیسی کپڑا استعمال کریں گے۔ ملیں یقیناً ہندوستان کی ضرورت پوری نہیں کر سکتیں لہذا اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ ہندوستان کی ملی ہوئی خانگی حرفت فروغ پائیگی اور اس ذریعہ سے لوگوں کو گزارا کی اتنی معاش حاصل ہونے لگے گی کہ وہ بھوکے نہ مریں۔ ہم نے اس وقت تک برطانیہ سے جنگ کا اعلان نہیں کیا ہے نہ ہم مقاطعہ کے موئد ہیں نہ برطانیہ کی دوستی ہمارا مسلک ہے مگر بھوکا مر کر دوستی قائم نہیں رکھی جا سکتی لنکا شائر کے مزدوروں اور سرمایہ داروں کے تعیش پر ہم ہندوستانیوں کی قوت لایموت صرف کرنے کا کبھی مشورہ نہ دینگے کانگریس اور گاندھی جی کے ساتھ ان سارے اختلافات کے باوجود جو ہمارے اور ان کے درمیان ابھی قائم ہیں سودیشی تحریک کو ہم ملک کیلئے نہایت مفید جانتے ہیں اور مسلمانوں کو مشورہ دیتے ہیں کہ وہ سوائے دیسی کپڑے کے اور کسی قسم کا کپڑا استعمال نہ کریں اور اس تحریک کو کامیاب بنانے کے لئے مناسب جد وجہد کریں اور زیادہ زور اس بات پر دیا جائے کہ خانگی حرفت کو ترقی ہو خانگی حرفت کی ترقی سے سارے ملک کو فائدہ پہنچے گا اور ملکی حرفت کی فروغ سے ایک مخصوص طبقہ کو مگر غیر ملکی کپڑے سے مل کا کپڑا ابھی بہتر ہے۔

(ہمت)

گولی سے مار دینے کا حکم

پولیس اور ہجوم کے درمیان ہر جگہ تصادم ہوتے رہتے ہیں لیکن ایک ایسے ہجوم کو منتشر کرانے کے لئے جو اہل ملک کے بغیر عداوت کے کسی ناروا حکم کے خلاف محض احتجاج کرنے کی غرض سے جمع ہو رہا ہو جو طریقے ہندوستان میں استعمال کئے جاتے ہیں دنیا کے کسی ملک میں دیکھنے میں نہیں آتے یہاں تو یہ حالت ہو گئی ہے کہ جہاں کہیں ہجوم نے ضلع کے فرمانروائے مطلق یعنی ڈپٹی کمشنر یا ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے معمولی سے معمولی حکم کے تسلیم کرنے سے انکار کیا وہیں پولیس کے جوانوں کو حکم دیدیا جاتا ہے کہ ان انسانی جانوروں کا شکار کھیلنے کے لئے گولیاں استعمال کرو پچھلے دنوں کلکتہ اور بمبئی کے لوگ اس قسم کی جانداری کا شکار ہو چکے ہیں بنگالہ میں گاڑی بان والوں کے ہجوم پر پولیس نے گولیاں چلائیں اور بمبئی میں ریلوے کے ہڑتالیوں کو نشانہ بنایا گیا یہ گولیاں صرف ہجوم کو مرعوب کرنے کی خاطر استعمال نہیں کی جاتیں بلکہ مارنے اور قتل کرنے کی نیت سے چلائی جاتی ہیں چنانچہ ڈپٹی کمشنر کلکتہ نے غریبوں کی ناگہانی موت کے واقعات کی شہادت دیتے ہوئے برطانوی حکمت عملی کی سنگدلی اور تنگ قلبی کا بھانڈا ان الفاظ کے ساتھ پھوڑا ہے کہ

"اکثر لوگوں کے چہروں اور سینوں پر گولیاں لگی ہیں کیونکہ ہماری لغت میں پاؤں کا نشانہ بنانے کے کسی حکم کا وجود ہی نہیں ہے جب کبھی ہم گولی چلانے کا حکم دیا کرتے ہیں تو ہمارا مطلب گولی چلانے سے گولی سے مارنا اور قتل کرنا ہوتا ہے"

تہذیب آموزی کے گیت نہ گائیں تو بہت سے زیادہ ہاتھی کوئی نہیں پہنچ سکتا۔

(انصاف)

بمبئی میں پولیس کا مظاہرہ بربریت

بمبئی کی پولیس نے ستیہ گرہیوں پر جو افسوسناک تشدد روا رکھا ہے اس کی مثال کسی دوسرے صوبہ میں نہیں مل سکتی وہاں کانگریس کے دفتر میں نمک بنایا جا رہا تھا اندر کڑاہیاں چولہوں پر چڑھی ہوئی تھیں اتنے میں تین افسروں اور دو سپاہیوں نے جو ریوالوروں سے مسلح تھے دفتر پر چھاپہ مارا معزز رضاکار رضا کاروں کو دھکے دیئے رضاکاروں کی ٹانگیں پکڑ کر گھسیٹا اور انھیں بے دردی کے ساتھ زدوکوب کیا اور رضاکاروں کے بیچ میں سے آہنی سلاخیں گز اور کڑاہیاں اٹھانے کی کوشش کی جس کی وجہ سے بہت سے رضاکاروں کی ٹانگیں اور ہاتھ زخمی ہو گئے اور چار رضاکار بری طرح مجروح ہوئے اس کے بعد پولیس نے رفیق مہر علی، رفیق عابد علی اور رفیق صادق علی کو گرفتار کر لیا۔

کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ پولیس نے نہتے رضاکاروں پر بغیر کسی اشتعال انگیزی کے حملہ کر دیا کیا یہ ممکن نہ تھا کہ وہ رضاکاروں کو زبردستی علیحدہ کر دیتی تو انھیں گرفتار ہی کر سکتی تھی بہرحال ہم نہیں سمجھ سکتے کہ ان کے ساتھ اس قسم کی متشددانہ سلوک کس لئے کیا گیا۔

ہم پولیس کی اس جابرانہ متشددانہ اور شرافت سوز کاروائی کے خلاف شدید صدائے احتجاج بلند کرتے ہیں کیا ایک مہذب حکومت کی پولیس کا طرز عمل یہی ہونا چاہیئے؟ ہم حکومت کو بتا دینا چاہتے ہیں کہ اگر پولیس کے جبر و تشدد کا یہی عالم رہا تو اس کے اقتدار کو ایسا صدمہ پہنچیگا جس کی کبھی تلافی نہ ہو سکے گی۔

(ہندو بیدار)

قوم کے لئے سکوت حقیقتاً موت ہے

ملک کی موجودہ تحریک کا نتیجہ خواہ کچھ بھی ہو، خواہ بعض افسردہ دلوں کے خیال کے مطابق کانگریس کا یہ سارا جوش چند دنوں میں ٹھنڈا ہی ہو جائے یا بلند ہمت رکھنے والوں کے خیال کے مطابق اس تحریک کی وجہ سے ملک پر حکومت کی گرفت کمزور ہو جائے بہرحال اس سے تو انکار ہی نہیں کیا جا سکتا کہ اس تحریک سے ان حلقوں میں جو اس میں شریک ہیں ایسی بیداری پیدا ہو جائے گی جو ان میں ابتک نہ تھی برخلاف اس کے مسلمان آج سے چند ماہ پہلے جہاں تھے وہیں رہ جائینگے کیونکہ وہ اس وقت سوائے تعلیم و تنظیم کا شور مچانے کے جو اس وقت تک قطعاً ممکن ہے جب تک ان کے سامنے کوئی معین لائحہ عمل اور مستقل مطمح نظر نہ ہو اور کچھ نہیں کر رہے ہیں اور پھر لطف یہ ہے کہ باوجود اس عملی تعطل کے وہ یہ سمجھتے ہیں کہ وہ بڑا کام کر رہے ہیں اور مسلمانوں کی فلاح و بہبود کا اہم ترین معرکہ سر ہو رہا ہے۔

(ملت)

جب جلال و جبروت والے شہنشاہ کا دربار ہوگا

... اور ... امتیاز ہو جائے گا۔ جب وَامْتَازُوا الْيَوْمَ أَيُّهَا الْمُجْرِمُونَ کا نعرہ گونجے گا، برائیوں اور بھلائیوں، نیکیوں اور بدیوں، نیکوکاروں اور گنہگاروں مسلمانوں اور کافروں، عالموں اور جاہلوں، زاہدوں اور رندوں کو کالی کی طرح چھانٹ چھانٹ کر علیحدہ علیحدہ کر دے گا۔ جب عدالت عام میں ذرہ ذرہ اور تنکے تنکے کا حساب ہوگا۔ اس وقت یہ بات قابل شنوائی ہوگی کہ ہم اس جرم کی سزا سے ناواقف تھے، یا ہم نے اس کو جرم ہی سمجھ کر نہیں کیا، یا ہم کو کوئی بتلانے والا نہیں تھا، یا ہم میں مذہبی معلومات کی قدرت ہی نہیں تھی کیونکہ

قانون سے ناواقفیت سزا کی نوعیت کو کم یا ہلکا نہیں کر سکتی

مگر جب اس کا فضل ہو جائے، اس کی رحمت سہارا ہو جائے۔ لیکن آہ اس حالت میں ہم کیا امید کریں اگر سب کچھ کہتے ہیں اور نہیں واقفیت پیدا کرتے تو مذہبی معلومات سے ہمارے گھر خالی ہیں تو خالص مذہبی کتابوں سے۔ ہمارے مطالعے محروم ہیں تو مسائل شرعیہ، ہمارے حافظے سے مفقود ہیں تو مذہبی احکام۔ کاش ہم مسلمان ہو کر اسلام کے ... کا ذوق ہے تو سیاسی لٹریچر ہے۔ ہمیں شوق ہے تو عشقی کتابوں کی لذتوں سے ... ناولوں سے بے مروپا افسانوں سے۔ اگر دن گھنٹوں ... ایک گھنٹہ اور دو ہی ہر روز نہ ہو سکے دوسرے تیسرے دن یا ہفتہ میں صرف ایک دن ہی اس کا کوئی جزو مذہبی معلومات بڑھانے کے لیے وقف کریں تو تھوڑے ہی دنوں میں ہماری مذہبی تعلیم اس درجہ پر پہنچ جائے گی کہ اوامر و احکامات سے واقف ہو جائیں۔ مصروف مسلمانو جب تمہاری آخرت کی زندگی کا انحصار ہے اس کے لیے خدارا کچھ تو وقت نکالو۔ بڑی بڑی ضخیم عربی کی کتابیں نہ پڑھو، دقیق اور غیر مانوس قابل تفہیم پرانی اردو کی کتابوں کو ہاتھ نہ لگاؤ۔ تو ایسی کتاب تو پڑھو جو سہل زبان میں ہو، مختصر ہی ہو اور جامع ہی جس میں اسلامی قانون کا پورا ذخیرہ ہے اور اوامر و نواہی کی پوری تفصیل ہو۔ ایسی کتاب کا نام **اسلامی تعلیم** ہے جو صدہا عربی کتابوں کا عطر ہے جو ہزارہا پرانی مذہبی کتابوں کا نچوڑ ہے اور اس زمانہ کی اردو زبان میں سب سے اہم مستند حنفی عقائد کا بہا گنجینہ ہے۔ اگر اس کتاب کو پڑھنے کے بعد سمجھ لیا تو ارکان اسلام کا کوئی ہی ایسا مسئلہ باقی نہیں رہیگا جو آپ کے ذہن نشین نہ ہو جائے۔ ظاہر ہے کہ یہ کتاب اس حالت میں کہ مسلمانوں کی مذہبی تعلیم کا کوئی جبری انتظام نہیں ہے کس قدر ضروری ہے یہ کتاب خالص حنفی عقائد کا مجموعہ ہے

اسلامی تعلیم ۵۰۰ صفحہ کی مجلد کتاب ہے اس کی بہت ہی مختصر فہرست مضامین حسب ذیل ہے۔ قیمت مجلد چرمی تین روپے مجلد پارچہ عہ

باب العقائد — لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ — اولیاء اللہ — کتب الٰہیہ — صحابہ کی تسلیم — خلیفہ صحابہ کون تھے — تدوین مسائل — صحابہ نے حصول فقہ کی — کس قدر مسائل جاننا ضروری ہیں — فرشتے، ملائکہ — کفر کا بیان — قضا و قدر — قیامت، نفخ صور — حشر و حساب کتاب — جنت، دوزخ، پل صراط

باب الطہارت — وضو کا بیان، نواقض وضو — غسل کا بیان — موجبات غسل اور پانی — جھوٹے پانی — تیمم کا بیان — تیمم کی سنتیں — کس چیز سے تیمم کرنا چاہئے — موزوں پر مسح — مسح کس چیز سے ٹوٹتا ہے — اعضائے وضو پر مسح — صاحب عذر کا بیان — نجاستیں — نجاستیں پاک کرنا — استنجے کا بیان — حیض و نفاس کے احکام

کتاب الصلوٰۃ — اذان کا بیان — نماز کی شرطیں — نماز کے فرائض — نماز کے واجب — نماز کی سنتیں، مستحب — احکام قرأت — قرأت کی غلطیاں — احکام امامت — لائق امامت — مسائل نماز — مسائل جماعت — نماز میں بے وضو ہونا — خلیفہ بنانا — نماز کو توڑنے والے — نماز میں بھولنا — نماز کے سامنے سے گزرنا — مکروہات نماز — نماز فوت ہونے کب درست ہے — جمعہ کے احکام — جمعہ کی شرطیں — نماز وتر کا بیان — عیدین کی نماز — سجدۂ سہو — سجدۂ تلاوت — نماز قضا — نماز مسافر — سنن و نوافل — جماعت کی شرکت — کسوف و خسوف — نماز استسقاء — نماز خوف، احکام مسجد — جنازہ کی نماز، غسل — میت، جنازہ کی روانگی — جنازہ کے مسائل — قبر اور دفن کا طریقہ — مسائل تعزیت — احکام شہید — کعبہ میں نماز پڑھنا

کتاب الصوم — روزہ توڑنے والی چیزیں — روزہ کی قضا و کفارہ — مکروہات روزہ — بیان سحری و افطار — روزہ نہ رکھنے کی سزا — جائز صدقہ روزہ — نفلی روزے — نذر کا بیان — احکام اعتکاف — متفرق مسائل

کتاب الزکوٰۃ — چاندی سونے کی زکوٰۃ — جانوروں کی زکوٰۃ — اونٹ کی زکوٰۃ — بکریوں کی زکوٰۃ — زراعت اور پیداوار کی زکوٰۃ — زکوٰۃ کے مستحقین — صدقہ فطر، صدقہ نفل — بینک ناجائز ہے

کتاب الحج — احکام حج — میقات — ارکان، احرام — احرام طواف وغیرہ — حرم میں داخلہ — طواف حرم و طواف — طواف میں باتیں حرام — طواف کے مکروہات — طواف سعی کے باہم — سعی کی روانگی، عرفہ — وقوف مزدلفہ کی روانگی — وقوف منیٰ، حلق — حج کی بقیہ باتیں — حج قران، حج تمتع — حج کی قربانی — احکام حج میں قصور — قربانی کی تفصیل — قربانی کے قصور — وقوف عرفہ میں قصور — مزدلفہ میں قصور — رمی میں قصور — سعی میں قصور — بوس و کنار و جماع — خوشبو و تیل لگانا — سلے کپڑے پہننا — سر کے بال دور کرنا — ناخن کترنا — شکار کرنا — حرم کے جانور کو کھانا — احرام کے مسائل — متفرق مسائل — حج فوت ہونے کا بیان — حج بدل، حج نذر — غرضکہ حج و قربانی کے ہر چھوٹے بڑے مسائل

محرمات — وہ عورتیں جن سے نکاح حرام ہے، احکام ولی — مسائل کفاءت — وکالت، نکاح، مہر — اور نکاح کے تمام مسائل

طلاق — طلاق صریح، طلاق کنایہ — تفویض طلاق، خلع — حلف، طلاق مریض — طلاق رجعی، احکام ایلا — خلع، ظہار، کفارہ، لعان — احکام حضانت — عدت کا بیان، سوگ — نان نفقہ، شوہر کی نافرمانی — پرورش اطفال، نفقہ — حقوق بیوی، حقوق شوہر — رسوم شادی، دعوت ولیمہ — پیدائش، عقیقہ

ذبائح — جانوروں کا ذبح کرنا — حرام اور حلال جانور — مسائل شکار، قربانی — نشہ والی اشیاء — حیوان نوازی

لباس — لباس کا بیان — چاندی سونے کے برتن — اور معاشرت کے تمام متفرق مسائل

حقوق — حقوق والدین — حقوق انسانی — حقوق اولاد — میاں بیوی کا حق — رشتہ داروں کا حق — یتیم کا حق — مسکین مسافر کا حق — پڑوسی و ہمسایہ — مہمان، میزبان، بیمار — مجلس، مریض، میت

غرضکہ تمام مخلوقات کے حقوق جو ایک مسلمان پر عائد ہوتے ہیں سب کا ذکر اس کتاب میں ہے۔ ایک کامل و مکمل مولوی بنانے اور ہمنشین کو پکا مسلمان اور سچا دیندار بنا دیتی ہے۔ قیمت مجلد چرمی تین روپے مجلد پارچہ عہ بلا جلد بنتی نہیں ہے

مینیجر حمیدیہ پریس دہلی سے طلب فرمائیے

تفسیر صفحہ ۵۰ [illegible]

فَلَا يَسْتَطِيعُونَ رَدَّهَا وَلَا هُمْ يُنظَرُونَ ○ وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ

[illegible]

بِرُسُلٍ مِّن قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِينَ سَخِرُوا مِنْهُم مَّا كَانُوا بِهِ

[illegible]

يَسْتَهْزِءُونَ ○ قُلْ مَن يَكْلَؤُكُم بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ مِنَ الرَّحْمَٰنِ

[illegible]

بَلْ هُمْ عَن ذِكْرِ رَبِّهِم مُّعْرِضُونَ ○ أَمْ لَهُمْ آلِهَةٌ تَمْنَعُهُم مِّن

[illegible]

یہی ہے وہ قرآن شریف جو چھپنے سے پہلے ہزاروں ہدیہ ہوگیا، اب جب چھپ کر طیار ہوا تو

سبحان اللہ کیسی مقبولیت ہے۔ جو ایک منگاتا ہے پھر وہ دس لیتا ہے، آج ہندوستان بھر میں سے بہتر قرآن شریف اس ہدیہ کا نہیں ہے اور جو بھی کیونکہ اس قدر محنت کوئی نہیں کرسکتا جتنی اس کی طباعت میں ہوئی ہے، کاغذ بھی اگر خراب ہوا اور فوراً ردی کیا گیا،

نمونہ سے قرآن شریف بہت ملتا ہے کیونکہ نہ ویسی کتابت ہوسکی اور نہ ویسی چھپائی اور نہ ویسی کاغذ تھا، کاغذ البتہ قریب قریب ویسا ہی ہے، چونکہ جناب ایک نہیں ہزار در ہزار خوبیاں، اصل اندازہ تو پورے قرآن شریف کو ہی دیکھنے سے ہوسکتا ہے۔ ناپسند ہونے پر فی الفور واپس کر دیجیے، جناب ممکن ہے کہ ایک قرآن شریف منگا کر آپ خاموش ہو جائیں، اپ اگر قصد ہی کریں تب ہی آپکی تعریف کرنے پر مجبور ہو جائیں گے، یہی ہے وہ قرآن شریف جس کا ہر ایک صفحہ چھپتے ہی پورے ہندوستان میں شہرت ہوگئی

یہ دو ترجمہ والا خوشنما اعجاز بیان قرآن معہ تفسیر فتح البیان مفسرہ علامہ عبد الماجد ناظم جمعیۃ علماء دہلی

ترجمہ اول لفظی از حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب قدس سرہٗ۔ ترجمہ دوم بامحاورہ مولانا شاہ اشرف علی صاحب مدظلہٗ

معہ مقدمہ حضرت خواجہ حسن نظامی قبلہ مدفیضہ شیخ التبلیغ الاسلام

معہ خواص القرآن، برہان القرآن، تاریخ القرآن، فوائد القرآن، اعمال القرآن، رموز القرآن وفالنامہ قرآنی

کیا قرآن پاک ہے، دس ہزار ناظرین مولوی میں سے ایک شخص بھی ایسا نہ ہوگا جس نے یہ قرآن شریف [illegible] والہ و شیدا نہ ہو، خط کی پاکیزگی، الفاظ کی نشست حروف کی موزونی، کاغذ کی نفاست چھپائی کی صفائی اعلیٰ درجہ کی قابل دید ہے، یہ فی الحقیقت عدیم النظیر قرآن شریف ہے۔ دو ترجمے جس قدر درست ہوسکتے ہیں وہ تو اظہر من الشمس ہیں، لیکن اس میں مولانا اشرف علی صاحب کا ترجمہ نظر ثانی شدہ ہے اور مولانا کی سند بھی اس قرآن شریف میں موجود ہے۔ تفسیر کے لیے اول تو علامہ ماجد قبلہ کا نام ہی کافی ضمانت ہے لیکن جن تفسیروں سے اقتباس ہے ان کے چند نام یہ ہیں ابن کثیر، خازن، جلالین، کبیر، ابن جریر، مدارک، موضح البیان، ابن ابی حاتم، مسند بزار، مسند امام احمد بن حنبل، مستدرک حاکم، بیان القرآن، یہ تمام تفسیریں حوالجات کے لیے پیش نظر رہیں جتنی محنت اس تفسیر پر ہوئی وہی اس کی مستحق ہے کہ چار روپیہ میں دی جائے۔ صحت میں انسانی کوشش کو جتنا دخل ہے وہ سب اس میں کی گئی ہے اور خدا کے فضل سے ایک ایک حرف کی ذمہ داری

مقدمۃ القرآن کی خوبیوں کا اندازہ پڑھ کر ہی ہوسکتا ہے، پہلے حصہ میں مخالفین اسلام کے صدہا اعتراضات قرآن کے جوابات ہیں، اس مقدمہ کا پڑھنے والا کہیں مخالفین کی بے سروپا ہرزہ سرائی کے جواب دینے میں نہیں چوکتا [illegible] دوسرے حصہ میں آفرینش عالم سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک تمام انبیا اور صلحا اور کتاب اللہ کی تفصیلی حالات تیسرے حصہ میں بعثت رسول سے قبل اور مابعد کے حالات جزو کل، اور آنحضرت کی حیات پر و سوانح حیات صحابہ و حالات خلفائے راشدین۔ ترتیب قرآن، خوف وغیرہ، چوتھے حصہ میں فضائل تعوذ فضائل بسم اللہ، تلاوت قرآن مجید کے فضائل، آداب، اوراد، اعمال، نقوش، اسماء حسنیٰ، خواص آیات، رموز سب درج ہیں

ان تمام خوبیوں کے باوجود ہدیہ صرف چار روپے (للعہ) محصول ڈاک عہ ملنے کا پتہ حمیدیہ پریس دہلی

بچوں سے دشمنی کرنیوالے

ماں باپ اگر دیکھنا چاہیں تو اُدھر دیکھیے

یوں تو کیا تازہ تعلیم، لیکن پڑھنے کے لیے حبیب کبھی وہ [illegible] قرآن شریف منگاتے ہیں جو سستا، کمزور کاغذ خراب چھپائی والا کہ بچے کی نگاہ، دماغ اور ذہن سب برباد ہو جاتے ہیں، اور سبق یاد نہیں ہوتا، اور آخر یاد ہو بھی تو کیسے نگر۔ اول تو چھپائی صاف نہیں دوسرے کاغذ کمزور دوسری انگلی پہنچی اور کاغذ پھٹا۔ اعراب دیکھئے تو کہیں ہے کہیں ایک تو غیر زبان، پھر ننھی سی جان کیونکر سمجھ کر پڑھے، غلط پڑھے تو سرزنش، الٹ اُلٹ کر پڑھے تو مار پیٹ۔

ماں کہ غریب ماں باپ دام زیادہ نہیں خرچ کر سکتے، لیکن اگر انہیں اپنے بچوں کا خیال ہو تو سستا اور اچھا قرآن شریف تلاش کر سکتے ہیں، دیکھیے

حمیدیہ پریس دہلی سے قرآن شریف منگایا کیجئے۔ وہاں بچوں کی ان ہمدردی کے لئے

چوبی قلمیہ قرآن مجید

ماہر ہیں کاغذ اس سرخی سے بھی زیادہ چلی ہے اور اس میں حسب ذیل خوبیاں ہیں

یہ قرآن شریف

1. دیسی حنائی سفید کاغذ پر چھپا ہوا ہے، جو دیسی مل کا تیار شدہ ہے کہ [illegible] خراب نہیں ہوتا
2. بہت اعلیٰ قلم کا لکھا ہوا ہے، بارہ سطری یا تیرہ سطری ہے، الفاظ اور حروف، اعراب الگ الگ ہیں
3. اعراب کے لحاظ سے یہ قرآن شریف بہت ممتاز ہے کیونکہ تمام اعراب ٹھیک حروف پر ہیں
4. صحیح اس قدر ہے کہ بارہ خاص ماہرین حضرات نے جانچ کیا ہے ہر ہر اعراب کو، غلطی ہی نہیں ہے
5. پارہ بھری ہے اور سب قدیم پارہ بھری ہی لکھا ہے
6. صحت میں سستے قرآنوں سے کہیں بڑھا ہے اور اس کے ۸۰۲ صفحات ہیں
7. دہلی کے استاذ الاساتذہ ماہر فن عربی مولوی عبدالغنی صاحب کا لکھا ہوا ہے
8. یہ قرآن شریف وہی ہے جس میں معرفت القرآن بہت بسیط اور مترجم ہے
9. اس میں یہ بتلایا گیا ہے کہ نشان وقف اور رکوع اور دوسری علامتیں کیوں ہیں
10. یہ قرآن شریف جب کتب خانہ میں داخل ہوا، پھر ہی منگایا گیا

الغرض یہ قرآن شریف عدیم النظیر ہے اور کثیر الشیوع، مفت تقسیم کرنے والے بھی یہی قرآن شریف منگاتے ہیں کیونکہ اس کا کاغذ عمدہ، مضبوطی اور ثواب عام عرصہ تک ملتا ہے۔

جمعیتہ عالیہ علمائے ہند کی نگرانی

میں پشاور کے جلسہ میں ایک نور سستا اور صحیح قرآن شریف چھاپنے کی منظوری دی تھی اور باتی

میں بہت سستا اور صحیح خوشخط قرآن شریف

چھپکر تیار ہوا، اور ہزاروں ہدیہ ہو گیا

دنیا بھر میں صحیح قرآن شریف ہے جس کی ضرورت اتنی بڑی عالموں کی جماعت نے سمجھی کہ سستے قرآن شریف صحیح نہیں چھپتے تھے، اسی سے اس قرآن شریف میں ایک غلطی نکالنے والے کو حمیدیہ کی طرف سے ایک اشرفی یا طلائی تمغہ دینے کا اعلان ہے، لیکن آج تک کوئی نہ نکال سکا، اور اب تو اس کا نام ہی

طلائی تمغہ والے قرآن شریف

سفید ولایتی کاغذ

پر اور بہت ہی صاف اور روشن سیاہ ولایتی سیاہی کی چھپائی ہے

ہر پارے کے دونوں طرف اور ہر منزل پر خوشنما بیلیں ہیں

پورے قرآن شریف میں ۸۰ بیلیں بنائی گئی ہیں جن سے رونق دوبالا ہو گئی ہے

ابتدا میں علیحدہ مقدمتہ القرآن ہے

جس میں تلاوت قرآن شریف کے متعلق ضروری ہدایتیں ہیں، اور رموز و نکات کا جامع بیان ہے۔ ساتھ ہی تاریخ قرآن، جمع ترتیب قرآن، اور رسول اکرم کی سوانح عمری ہے

اب یہی قرآن شریف تمام مکتبوں میں مقبول ہے

کیونکہ سب سے سستا قرآن شریف ہے

ہدیہ

ایک جلد مجلد چرمی اعلیٰ نقرہ منقش ڈیڑھ روپیہ ۱۸؎
ایک جلد مجلد پارچہ رنگین ولایتی خوشنما ایک روپیہ ۱؎

دس جلد مجلد چرمی پندرہ روپے اس میں رعایت کی گنجائش نہیں

دس جلد مجلد پارچہ نو روپے ۲۵ جلد مجلد اکیس روپے اور سو جلد مجلد ۸۰ روپے

ہدیہ مجلد چرمی پونے دو روپے، مجلد پارچہ سوا روپیہ، خرچ ڈاک فی جلد حمیدیہ پریس پوسٹ بکس نمبر ۹۰ دہلی سے منگائیے

چاپ صاف لیتھو

قرآن شریف سادہ جز مع ترجمہ بہت جلی قلم ۱۱ سطری، ۹۴۰ صفحے، اولاً انتخاب [illegible] بڑا معقول جو صاف ستھرا، عمدہ کاغذ ہے، اس کا ہدیہ جب یہ مارکیٹ میں موجود تھا تو [illegible] تھا۔ ترجمہ مولوی شاہ عبدالقادر صاحب کا ہے۔ اب نصف قیمت میں ہدیہ مرکو اس لئے فی الفور منگا لیں، ورنہ اس کے بعد یہ قرآن شریف کسی دام میں نہیں ملے گا۔ ابتدائی ۴۰ فرمائش کی تعمیل ہو گی جس طرح حیرت ناحال نہیں رہی اور بعد یا فرمائش کی تعمیل نہیں ہوئی، وہی صورت ہوگی۔ جن نے اشتہار دیکھیے نمونہ منگوا لیجئے

ہدیہ مجلد چرمی پشتہ بہت مضبوط، فی جلد ڈھائی روپے محصول ڈاک ایک روپیہ کل ۳؎ حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

Printed & Published by A. Hamid Khan at The Hamidia ... Delhi

آپ کی دُعا کیوں نہیں قبول ہوتی

اس لئے کہ آپ دعا مانگنے کے طریقوں سے ناواقف ہیں اسلئے کہ آپ خدا اور اسکے رسول کے بتائے ہوئے طریقوں سے دعا نہیں مانگتے اسلئے کہ آپ کو فضیلت دعا کا حال معلوم نہیں اور قبولیت دعا کے اوقات سے ہیں آپ ناواقف۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کی دعائیں اب تک ردیا بے اثر رہیں۔ لہذا ضرورت ہے کہ پہلے آپ دعا مانگنے اور مرادیں پوری ہونے کے طریقے معلوم کیجئے اور خدا اور اسکے رسول کے بتائے ہوئے طریقوں کے مطابق دعا مانگئے اور پھر دیکھئے کہ اگر آپ بے اولاد ہیں تو صاحب اولاد بنجائینگے اگر آپ کو افلاس نے گھیر لیا ہے تو آپ کا افلاس بھی دور ہوجائیگا اور اگر آپ مقدمات کی وجہ سے پریشان ہیں تو آپ کی یہ پریشانی رفع ہوجائے گی غرض آپ کی ہر مراد پوری ہوگی

قرانی دعائیں ہیں جن میں دعا مانگنے اور مرادیں حاصل ہونے کے تمام طریقے کلام اللہ کی آیات سے درج ہیں ہمارا دعوی ہے کہ اگر آپ قرانی دعاؤں کے مذکورہ بالا طریقہ پر دعائیں مانگیں گے تو آپ کی دعا کی مقبولیت یقینی ہے کیونکہ یہ قرانی دعائیں ہزار ہا مرتبہ کی آزمائی ہوئی ہیں لکھائی چھپائی اعلےٰ درجہ کی کاغذ ولایتی سفید چکنا ۳۰ پونڈ ضخامت ۵۶ صفحے قیمت ۸ر

جو چاہو گے ہو جائے گا

مصیبت سے نہ گھبراؤ پریشانی کے وقت استقلال کو ہاتھ سے نہ جانے دو اس بزرگ ذات سے ناامید نہ ہو ہمت کرو آگے بڑھو جو چاہوگے ہوجائیگا کامیابی کی شاہراہ تمہیں نظر آنے لگیگی مصیبت راحت سے بدل جائیگی پریشانیاں دور ہوجائینگی اور اطمینان قلب تمہیں حاصل ہوجائے گا بشرطیکہ آیت الکرسی کا عمل پڑھنا تم جانتے ہو یہ وہ زبردست عمل ہے کہ اس میں آسانی قوتیں پوشیدہ ہیں اس کے ذریعہ غریب امیر بنجاتا ہے بادشاہ ہوجاتا ہے اگر مصیبت کے وقت آیت الکرسی کا عمل پڑھا جائے تو یہ عمل رحمت بنکر انسان کے سر پر چھاجاتا ہے اگر تم بھی آیت الکرسی کا عمل پڑھنا چاہتے ہو تو **عطائے قدسی** پڑھو جس میں آیۃ الکرسی شریف کے نہایت صحیح اور مجرب عمل ہیں پڑھنے کا طریقہ نہایت آسان ہے اگر کوئی شخص اس کا معمول کرے تو تمام عمر اطمینان سے بسر کرسکتا ہے قیمت آٹھ آنے (۸ر) حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

کیا کوئی دل

جس پر آپ قابو چاہتے ہیں

وہ کوئی دل ہو کسی کا ہو مرد کا ہو عورت کا ہو خاوند ہو بیوی کا ہو حاکم کا ہو محکوم کا ہو ہم دعوے کہتے ہیں کہ آپ اسپر قابو حاصل کرلیں گے اگر ہم آپ کتاب

تسخیر القلوب

منگا کر اس میں جو عمل درج ہے اسکے عامل ہوجائے احباب کو مسخر کرنا زن و مرد کو مطیع بنانا حاکم وقت کو قابو پانا مقدمات کا اپنے حسب منشا فیصلہ کرانا اس کتاب کے عامل کے لئے ایک معمولی بات ہے یہ ایک نہایت عجیب و غریب کتاب ہے اس کے دو حصے ہیں پہلے حصہ میں تسخیر کا فن سکھایا جاتا ہے یہ ایسا تیر بہدف ہے کہ سو فیصدی کامیاب ہوتا ہے عامل کے لئے ناکامی کا امکان ہی نہیں دوسرا حصہ اعمال کا ہے اس میں صدہا سینہ بسینہ مجرب در مجرب دو وظائف درج ہیں اور انشاء اللہ ہر وظیفہ اور ہر نقش کامیاب ہو۔ قیمت آٹھ آنے (۸ر) حمیدیہ پریس دہلی سے منگایئے

خدا کے دربار میں رسول خدا

اگر آپ یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ فخر کائنات سید المرسلین کس طرح خدا کے مقدس دربار میں حاضر ہوکر اپنی مرادیں طلب کیا کرتے تھے اور وہ کیا مبارک الفاظ تھے جو دہان مقدس سے نکلتے ہی پورے ہوتے تھے تو آپ **پیغمبری دعائیں** پڑھئے جس میں بخاری مسلم ابو داؤد ترمذی مشکوٰۃ وغیرہ صحاح ستہ سے ۵۰ ماثور دعائیں مع ترجمہ کے درج کردی گئی ہیں جو سرکار مدینہ نے اپنی حیات طیبہ میں حل مشکلات کے لئے زبان مبارک سے فرمائیں یہ مبارک دعائیں دنیا کی کسی زبان میں ایک جگہ جمع نہیں مگر اس کتاب میں یہ دعائیں ایک جگہ جمع کردی گئی ہیں جن میں ہر مشکل کی دعا مقدس پیغمبری زبان سے نکلے ہوئے الفاظ مع ترجمہ کے درج کردیئے ہیں آپ کی کوئی مشکل ایسی نہیں جو پیغمبری دعاؤں کے طفیل حل نہ ہوجائے پیغمبری دعاؤں کے الفاظ وہ ہیں جن میں دو جہان کے آقا و مولا نے دعا کی تھی ضخامت ۸۰ صفحہ قیمت ۸ر

پتہ:۔ مینیجر حمیدیہ پریس دہلی

کیا آپکو بات کرنی آتی ہے

اگر خدانخواستہ آپ تقریر کی جادو بیانی سے محروم ہیں اگر آپ کی گفتگو لوگوں کے دلوں کو تسخیر کرنے کی قوت نہیں رکھتی اگر آپ کی گفتگو میں شیرینی نہیں ہے اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ میں جادو کا اثر ہو تو **فن خطابت** ملاحظہ فرمایئے اور اس کی ہزارہا ہدایتوں پر عمل کیجئے پھر دیکھئے کہ آپ کے الفاظ کیا سحر دکھائیں گے آپ کی گفتگو میں انتہا درجہ کی شیرینی پیدا ہوجائے گی ہر محفل اور ہر مجلس میں لوگ آپ کو آنکھوں پر بٹھائینگے آپ کی جادو بیانی احباب اور عزیزوں تک ہی محدود نہ رہے گی بلکہ آپ ہزاروں کے مجمع میں بے دھڑک تقریر کرسکیں گے اہل مجمع کے دل آپ کے قبضہ میں ہوں گے اور اس طرح آپ لوگوں کے دلوں پر قبضہ کرلیں گے۔ قیمت آٹھ آنے (۸ر)

مینیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگایئے

حضرت خواجہ صاحب کی پسندیدہ اعمال کی کتابیں

اعمال مجربہ سورہ فاتحہ یعنی الحمد شریف کے ان نایاب و کمیاب عملیات کا مجموعہ جو امام الصوفیہ حضرت محی الدین ابن عربی مصنف فتوحات مکی اور علامہ بونی مصنف شمس المعارف حضرت شیخ الشاذلی حضرت مقاتل وغیرہ وغیرہم کے مجرب مقبول جو تاثیر میں تیر بہدف ہیں ترقی رزق ادائے قرض صحت و تندرستی مقہوری دشمن اور حب تسخیر کمالات ظاہری و باطنی اور تمام مقاصد کے واسطے اس میں اعمال درج ہیں قیمت ۳ ر

اعمال مجرب آیۃ الکرسی مع اسناد و خواص یہ کتاب آیۃ الکرسی کا عامل فائز المرام آیۃ الکرسی کے صد ہا عمل اس میں ہیں اور خدا کے فضل سے سب تیر بہدف اثر رکھتے ہیں بزرگان سلف کے مختلف طریقے مشکل تھے ہم نے آسان کئے ایسی بیش بہا کتاب قیمت ۴ ر

اعمال مجربہ سورہ والشمس مع ترکیب با موکل مع طریقہ زکوٰۃ یہ اعمال جلالی ہیں اور جمالی بھی دشمن کو مقہور کرنے کی شیاطین ظالم شوہروں سے چھٹکارا پانے اور محبوب کو قبضہ میں کرنے کے لئے اکسیر ہیں قیمت ۶ ر

اعمال مجربہ سورہ یاسین شریف مع ترکیب با موکل مع طریقہ زکوٰۃ فقرا کے پاس اگر کوئی ایک عمل بھی ہوتا ہے تو لوگ اس کے لئے خاک چھانتے پھرتے ہیں اور اگر کوئی عمل کسی کے ہاتھ آگیا تو بادشاہت مل گئی اس کی وجہ یہ ہے کہ لوگ علم سے ناواقف ہیں ورنہ کتابوں میں کیا کچھ نہیں ایک سورہ یاسین ہی کے اعمال کا تجربہ کیجئے کیسے تیر بہدف ہیں۔ قیمت ۵ ر

اعمال مجربہ سورہ اخلاص با موکل و طریقہ ہائے زکوٰۃ و ہر کام کے لئے ترکیب صلوٰۃ التسبیح نماز مغربی و اعمال چہل کاف با موکل مع زکوٰۃ وغیرہ ہر کام کے لئے از حضرت محبوب سبحانی عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز درج ہیں اس میں ہر عمل مجرب اور تیر بہدف ہے قیمت ۳ ر

دوائیں اور دعائیں ہر دو حصہ یعنی حضرت علامہ شاہ عبدالرحمٰن ... کے مجربہ اعمال کا مجموعہ ہے حضرت کو سینہ بسینہ غوث پاک سے ملے ہیں اتنی ایزاد انہوں نے اور کی ہے کہ ہر مرض کی خارجی تدابیر بھی بتلائی ہیں اور امراض کے لئے فقیری ٹوٹکوں کے نسخے بھی لکھے ہیں

قیمت ہر دو حصہ ۱۰ ر

حمیدیہ پریس دہلی سے منگایئے

جب سب طرف سے مایوسی ہو جائے

اور دنیا کے اسباب شکستہ ہو جائیں انسانی ہمت و دو جیب ہو کر بیٹھ جائے راحت و اطمینان کی گھڑیاں مفقود ہو جائیں تو پھر انسانی ہستی ایک دوسری طرف رجوع کرتی ہے اس کا اس کا نام اوراد و وظائف ہے یہی دنیا کی ہمکن کا آخری زینہ ہے اور یہاں ہی سے وہ سہارا ملتی ہے جس میں مجبور ہو کر انسان اور شہنشاہ زمان سب ایک حالت میں ہوتے ہیں بنی المذہب فقرا کے پاس جس قدر خزانہ کرامات ہے وہ سب الٰہی اور دعوتی برکت ہے اور انہی سے ہزاروں مصیبت زدوں کی جان بچی ہے ان ہی میں علی الخصوص حضرت قطب الدین مخدوم جہانیاں جہاں گشت کے اوراد و وظائف بہت ہی مجرب ہیں اب تک یہ اوراد سینہ بسینہ سے خدا بھلا کرے حضرت مولانا عرشی شاہ کا کہ انہوں نے رفاہ عام کے لئے اس خزانہ کو لٹا دیا اور کتاب کی صورت میں پیش کر دیا اس کتاب کا نام **اوراد و وظائف جہانگشت** ہے اس میں حسب ذیل کاموں کے لئے اوراد و وظائف اور نقش ہیں اب ہر شخص کو ان کے عمل کی اجازت ہے حسب ذیل عمل ہیں۔

محبت الٰہی۔ محبت رسول۔ ایمان کی حفاظت گناہوں کی معافی عذاب قبر سے نجات۔ شیطان کو مغلوب کرنا۔ نعمت کی زیادتی صلوٰۃ التسبیح۔ تسخیر و محبت۔ استخارہ۔ ہر حاجت پوری ہو۔ دشمن کو مغلوب کرنا۔ قرض ادا ہونے کے لئے رزق کی کشائش کے لئے اولاد پیدا ہونے کے لئے بچوں کی حفاظت دینی بچوں کی بیماری دور کرنے کے لئے عورتوں کے مخصوص امراض کے لئے سانپ، درد سر، لرزہ بخار، ہر قسم کا درد، دہی کی آنکھ چشم طاعون مرگی زہر کا اثر چوہے گیدڑ کی حفاظت کے نقش و وظیفے کے علاوہ سورہ مزمل کے وظیفے بچہ پیدا ہونے کے دشمن کو مقہور کرنے کے لئے لڑکے پیدا ہونے تنگی رزق دور ہونے کشائش رزق۔ کھیتی کی حفاظت جن بھوت سے حفاظت۔ مصیبتوں سے نجات دشمنوں کو برباد کرنا۔ گم شدہ کو حاضر کرنا محبت و تسخیر پانچوں وقت کی نماز کے وظیفے نماز قضا عمری کے وظیفے پھر ختم خواجگان نقشبند دعائے حیدری اسم اعظم کا وظیفہ جو انسانی تصور سے بالاتر ہو اس کتاب میں موجود ہے ہیں مولانا عرشی کے لئے دعائے خیر کرنی چاہیئے کہ انہوں نے ان اوراد و صدہا کو عام کر دیا ۱۰۸ صفحے ضخامت قیمت دس آنے

احمیدیہ پریس دہلی سے منگایئے

دعائے مقبول مجلد

دعا کے متعلق کسی خاص تفصیل کی ضرورت نہیں ہے رسول اکرم کا فرمان ہے کہ دعا عبادت کا مغز ہے پھر جو خدا سے مانگو وہ قبول کرتا ہے لیکن جو قرآن و حدیث میں نبی و رسولوں دین سے منسوب ہیں وہ ضرور درجہ قبولیت تک پہنچتی ہیں۔ دعائے مقبول وہ کتاب ہے جو ان سب کی جامع ہے کتابی تقلیع کا ضخیم نسخہ ہے اور حسب ذیل مضامین ہیں:

(۱) **صلوٰۃ الرسول** سرور عالم کے قریب پہنچانے کی دعائیں سب عربی میں قرآن شریف سے [illegible] ہیں اور ترجمہ و تفسیر حضرت علامہ اشرف علی صاحب تھانوی نے رقم فرمایا ہے اور آپ ہی کے اہتمام سے چھپی ہے اس میں شنبہ سے لیکر جمعہ تک ہر روز کی الگ الگ دعا ہے اور اس کے اوصاف و اثرات کا مفصل بیان ہے عربی خط بہت جلی اور خوشنما ہے ضخامت ۲۷۰ صفحے۔

(۲) **مناجات مقبول** یہ بھی ۲۷۰ صفحہ کی کتاب ہے اول حضرت مولانا اشرف علی صاحب کا دیباچہ ہے اور بہت ہی مؤثر مناجاتیں ہیں جو قرآن و حدیث کا ترجمہ ہیں بحد مؤثر اور دل گیر بیان ہے رات کو خشوع کے بعد یہ دعائیں پڑھی جاتی ہیں اور خدا کے فضل سے ضرور قبول ہوتی ہیں

(۳) **ہفت احزاب** اگلے طور پر درود کے موتی۔ فارسی میں مناجات ہیں اور مولانا حیدر کی تصنیف ہے اس میں شنبہ سے جمعہ تک کی دعائیں ہیں ضخامت ۱۴۰ صفحے۔

(۴) **تتمہ دعائے مقبول** ۴۸ صفحات حضرت مولانا اشرف علی صاحب کا ترجمہ اور مقدمہ ادعیہ کے اوقات مولانا نے درج فرمائے ہیں اس میں کوئی ضرورت ایسی نہیں جس کی دعا نہ ہو اور سب مجرب ہیں مختصر فہرست دعاؤں کی یہ ہے صبح و شام کی دعا ادائے قرض کی دعا طلوع آفتاب کی دعا اذان سننے کی دعا گھر میں آنے کی دعا دعائے استخارہ دعائے حفظ القرآن۔ دعائے مغفرت دلہن دعائے جماع دعائے صحت دعائے سفر دعائے [illegible] فہم مصیبت سے بچنے کی دعا۔ رفع بھوت کی دعا۔

(۵) **حزب البحر** حزب البحر کے اکثر نسخے طبع کئے ہیں لیکن جو حضرت مولانا اشرف علی صاحب نے چھاپی ہے وہ بہت ہی صحیح ہے اور یہ اعمال صد ہا برس کے مجرب ہیں قیمت با مجلد ۱ ر جلد بندی کی ایک مثال ہے

منیجر حمیدیہ بک ایجنسی نمبر ۱ الوحیہ حسلین دہلی

ازدواجی مسرتوں کا راز

صرف اس میں پوشیدہ ہے کہ عورت شادی کے متعلق تمام امور سے اچھی طرح واقف ہو جائے ہندوستانی خواتین کی بہترین صنفی تعلیم کے لئے ہم نے ایک بالکل نئی اور دلفریب کتاب بعنوان نامچہ عروسی کے نام سے شائع کی ہے یہ در حقیقت دولہن کی ڈائری ہے جس میں پیکر نسوانی اور ازدواجی زندگی کا کوئی ایسا پوشیدہ راز نہیں جو رنگین خطوط کے پردہ میں ظاہر نہ کیا گیا ہو یہ کتاب سینکڑوں کتابوں کی ورق گردانی کے بعد لکھی گئی ہے اور ہمارا دعویٰ ہے کہ ہندوستانی مستورات کیلئے اس قسم کی صنفی طبی معاشرتی اور اخلاقی کتاب آج تک شائع نہیں ہوئی کتاب کا ایک ایک حرف رنگینی اور معلومات سے لبریز ہے اس کتاب کے مطالعہ کے بغیر کسی مرد اور عورت کی ازدواجی زندگی ہرگز کامیاب نہیں ہو سکتی گیارہ اعلیٰ درجہ کی تصویریں ہیں کاغذ سفید ولایتی بلحاظ ضخامت ۱۶۰ صفحات کتابت و طباعت اعلیٰ درجہ کی۔

قیمت صرف ایک روپیہ۔ مختصر فہرست مضامین حسب ذیل ہے

مقدمہ

- عزم و استقلال کی دستگیری
- ہمت مرداں مدد خدا
- شب نامچہ کا مقصد
- دوسری کتابوں سے موازنہ
- شب نامچہ کی امتیازی خصوصیت
- اصلاح معاشرت
- ریاض عصمت کی گلچینی
- حفظان صحت صنفی سادیہ نگاہ سے
- رسم مادری میں زندگی کی تکمیل
- ازدواجی زندگی کی مسرتیں
- شادی کا فلسفہ
- سہاگن کا سہاگ
- رشیدہ کی سنسنی خیز سرگزشت

باب ۱

- قفس میں پرواز گلستاں کی فکر

باب ۲

- جنس لطیف اور صنفی تعلیم
- صنفی تعلیم کی شدید ضرورت
- صنفی معلومات کا ذریعہ
- سہیلیوں کے افشائے راز
- شب عروسی کا ہولناک نظارہ
- خوف و ہراس کا نقش
- بازاری کتابوں کا مطالعہ
- شب عروسی
- صنفی معلومات کا بہترین ذریعہ
- شب نامچہ یا صنفیات کا درس
- عورت مرد کی تخلیق
- گلزاروں میں نسیم شباب کی اٹکھیلیاں
- نوجوان دلوں کی ولولہ خیزی
- عضو نسوانی کا مقصد
- عصمت کا پوشیدہ خزانہ
- راز مواصلت کا افشا
- گلزار عصمت کی شگفتگی
- ہم آغوشیوں کی لذت
- رحم مادری میں نئی زندگی

باب ۳

- باغ جمال کی خوشہ چینی
- عیش و مسرت کی رات
- نوشاہ کا مکان
- حجلۂ عروسی
- شبستان عیش میں تخلیہ
- آغوش میں حسن کی تڑپ
- شب عروسی کا پہلا بوسہ
- لبہائے لب بوسوں کے نشان
- بحر محبت کی طغیانی
- دلنوازیوں کی نرالی شان
- بہانے مبارک کی پہلی رنجش
- شاہ حسن کی دلنوازی
- اشمار شباب کی رنگینیاں
- حسن کی نیاز مندی
- خزینہ عصمت کی تلاش
- نئی دلہن کی پریشانی
- محبت کا پہلا نقش
- بادۂ محبت کا سرور
- محبت کی معراج
- شب عروسی میں مسرتوں کی بہار

باب ۴

- وعدۂ شوق
- گلچینی حسن کی اجازت
- کیف وصال
- دست شوق کی پردہ دری

باب ۵

- شب عروسی کی پرکیف یاد
- شب عروسی کی صبح
- ہنسنے والے واقعات کا انکشاف
- شب نامچہ کا صحیح مقصد
- محبت کی گدگدی
- شریک زندگی اور تعلیم
- زندگی کا تلخ تجربہ
- رشیدہ کی سرگزشت
- دولہن کا بھائی
- ازدواجی زندگی کے دو تجربے
- پیکر طائر عصمت کا خیال
- محبت کی ادا شناسی
- محبت کے آنسو۔

باب ۶

- افلاس و اشتیاق کی لعنت
- بزرگوں کی مداخلت
- جذبہ شوق کی فراوانی
- محبت کی غلط فہمیاں
- تمون کی زندہ صورت
- شکایتوں کا پارینہ دفتر
- قید سے آزادی کی خواہش
- ازدواجی ڈرامے کا انجام
- چند سپیرداغ

باب ۷

- نخل محبت کی بارآوری
- مواصلت کی لذتوں کا راز
- خزینہ عصمت کا راستہ
- نئے راز کا انکشاف
- عورت کا مادہ تولید
- بغیر مواصلت کے اولاد

باب ۸

- نسیم شوق کی اٹکھیلیاں
- ضروری باتوں کا انکشاف
- جوہر زندگانی اور ذوق مواصلت
- سرور وصال کو قیام
- حسن کی رعنائیاں
- طالب و مطلوب بستر عیش پر
- ہم بستری کی حقیقی لذت
- مواصلت کے عریاں نظارے
- مواصلت کے غیر قدرتی طریقے
- بستر عروسی پر محبت کی جنگ
- ایوان عصمت کی اندرونی صناعی
- ازدواجی مسرتوں کا بہترین وقت
- راہ شوق کی درمیانی منزلیں
- حسن عریاں کی سحر طرازی

باب ۹

- شوہر کی تسخیر
- پرستار جمال کی خدمت
- دلنوازی کا ثمرہ
- شوہر کا دل مٹھی میں
- ایک پیچیدہ سوال
- تسخیر شوہر کے رموز نکات
- مہر کا ساپ کی بیٹی کو نصیحت
- حسن کی دلربائی اور مسرت کا انعام
- جنس لطیف کی ذمہ داری
- شوہر پر مکمل قبضہ
- محبت کی شرط اولین
- عورت کی نئی شان
- تسخیر کا زبردست عمل
- بیوی کی سچی تعریف
- محبوبہ کی مزاج شناسی
- شوہر کی مزاج شناسی
- شوہر کے پہلے اشارے
- ایک سبق آموز داستان
- خودداری کا دلپذیر نمونہ
- محرم راز کی رازداری

باب ۱۰

- عصمت کا آبگینہ
- محبت کی چھیڑ چھاڑ
- نسوانی شباب کا ساز
- وصل کی تدبیر
- محبوبہ طالب کی آغوش میں
- عصمت کا سربمہر خزانہ
- قہر شوہر پر لطف المندی
- بادشاہ کا ششر سفلگی
- باغ عصمت میں شیر کا قدم

باب ۱۱

- دنیا کی راہ دا
- شوہر کی گاڑھی کمائی
- محبوبہ کے سینہ پر پھولوں کا گجرا
- محبت کا بہشتی نور خزانہ
- قسمت کی نیرنگیاں
- محبوبہ کی سلیقہ شعاری
- گھر میں سینما کا لطف
- عورت کا دلفریب مرقع

باب ۱۲

- تعویذ حب کی جستجو
- شاہ صاحب کی کرامت
- سنیاست ہندوستانی
- جرعہ کیلئے وصال ہے تو یہ
- پریوں کا سایہ
- عورتوں کی عمر اور مواصلت
- تعلیم یافتہ لڑکیاں اور
- غیر فطری طریقے

باب ۱۳

- روزانہ زندگی کا پروگرام
- راتوں کو خلش شوق
- خزانہ عصمت پر پہرہ
- محبوبہ طناز کا نیا بہانہ
- نسوانی دنیا میں ایک خاص شکایت
- بے شبابی کی بدمستی
- جنس لطیف کی باہمی مواصلت
- شوہر کی آغوش شوق

باب ۱۴

- میکے کے دلفریب تصورات
- ازدواجی زندگی کا ساز
- قیامت کی چھوٹی بہن
- ازدواجی مسرتوں کا خاتمہ
- سخت کلامی کا تیر
- جنس شباب کی قدر و قیمت

قیمت ایک روپیہ

منیجر حمیدیہ بک ڈپو
مشتہر

جدید اڈیشن میں تصاویر کا اضافہ ہے

عورت

جدید اڈیشن باوجود اضافہ تصویر کے سابقہ قیمت میں ہے

عورت کی زندگی اور ہر قسم اور ہر جگہ کی عورت کے متعلق دنیا بھر کی معلومات اس کتاب میں موجود ہیں

اردو زبان میں آجتک کوئی کتاب اس موضوع پر اس سے زیادہ مکمل نہیں چھپی ہے ۳۰۰ صفحہ ضخامت ہے اور ۳۰ ہفت رنگی تصاویر اور چھیالیس فوٹو بلاک ۹۸ قلمی تصویریں ہیں کتاب کی اہمیت کا اندازہ اس کی مختصر فہرست مضامین سے کیجئے ان تمام خوبیوں اور اس قدر کثیر صرفہ کے بعد اس کی قیمت صرف دو روپے جو تصاویر کی قیمت بھی نہیں۔

تصاویر

علاوہ دنیا کی بہترین حسین ترین عورتوں کے ہفت رنگی فوٹو حسب ذیل ۴۶ فوٹو رنگین چھپے ہوئے ہیں۔

۱ عہد شباب کا بجھتا چراغ
۲ زندگی سے بیزاری
۳ انتظار کی آخری گھڑیاں
۴ پیکر جمال
۵ ریاست سکم کی عورت
۶ عراق کی عورت
۷ برما کی عورت
۸ ہانگ کانگ کی عورت
۹ نیوزیلینڈ کی عورت
۱۰ مصر کی عورت
۱۱ حبشی عورت
۱۲ یورپ کی عورت
۱۳ جزائر غرب الہند کی عورت
۱۴ نیوگنی کی عورت
۱۵ اسپین کی عورت
۱۶ چین کی عورت
۱۷ سوڈان کی عورت
۱۸ ملایا کی عورت
۱۹ ساحل سندھ کی عورت
۲۰ زمانہ حال کی انگلش عورت
۲۱ ساحل سندر کی عورت
۲۲ پرتگال کی عورت
۲۳ لیتھونیا کی عورت
۲۴ سیوریا کی عورت
۲۵ راپا کی عورت
۲۶ منگولیا کی عورت
۲۷ سیام کی عورت
۲۸ سائبیریا کی عورت
۲۹ برلن کی دوشیزہ
۳۰ سلطنت ہندوستان کی عورت
۳۱ لیپ لینڈ کی عورت
۳۲ ٹیونس کی عورت
۳۳ مارواڑ کی عورت
۳۴ کوہستانی دوشیزہ
۳۵ سلونی عورت
۳۶ بلوچستانی عورت
۳۷ ترکی عورت
۳۸ بجلی کی شعاع سے مساج
۳۹ لندن کی مرجبین عورتیں
۴۰ مصری رقاصہ
۴۱ فرانس کی دوشیزہ
۴۲ ہندوستانی رقاصہ
۴۳ برف کے تودے پر رقص
۴۴ فرانس کی رقاصہ
۴۵ اٹلی کی رقاصہ
۴۶ پیرس کی رقاصہ

قلمی تصاویر

زلف پیچاں کی نہلائی ۱۲ تصویریں
عورت اپنے گھر میں ″
عمر کے ساتھ لباس ″
عورت کی عمر کا تجربہ ″
عورت کی ذہنیت ″
مغربی فیشن کی عورت ″
مغربی رینڈی ″
اور متفرق تصویریں ″

مضامین

ہر تصویر کے متعلق معلومات
ادبی تبصرہ - دیباچہ
عورت کی تربیت
عورت کے توہمات
مغربی عورت
عورت کی تجارتی شادی
عورت کیسے مرد کو پسند کرتی ہے
عورت کی ذمہ داری
کوک شاستر دل میں کیا ہوتا ہے
سنسکرت کی کوک شاستر

پہلا باب

طلسمی زندگی
عورت کی زبردست طاقت
عورت کی پیچیدہ زندگی
طلسمی ازدواجی زندگی کی ضرورت
عورت دنیا کی بہشت زار
قومی ترقی کا انحصار عورت پر
شوہر کی تسخیر کا مجرب عمل
دنیائے نسائیت کا کمال
مکمل زندگی کی مسرت آگینی
معصوم دل پر نقش اولین
تربیت اولاد کا مقدم فرض
بادۂ شفقت کا خمار
عورت کی پیشانی کا جوہر
محبت شعاری کا نقش اولین
خوش مزاجی کا طلسمی تعویذ
خوش مزاجی سب سے بڑی تسخیر ہے
ناکام ازدواجی زندگی
ایثار و قربانی کی زندہ عورت
تلخ تعلیم میں فرحت و انبساط
خوبصورت چہرہ پر حیا کا نقاب
شان خودداری کا پرکیف نظارہ
اخلاقی تربیت کے مدارج

دوسرا باب

انسانی زندگی کا سانچہ
ذہنی صورت سے دشمنی
عورت کی معصومیت
عورت عورت کی خواہش پوری کر سکتی ہے۔
عورت کے لباس میں ترقی
عورت کتاب کی تالیف کا مقصد
کوک شاستر کی چار عورتیں
فحش کتابوں کی اشاعت
عورت کی جاذبیت
عورت کا دست اعانت
عورت کی متضاد فطرت
عورت کے قدموں پر تاج
عورت کی دنیا دوزخ ہے
صنفی معلومات کی ضرورت
عورت کو تابہ بیلہ نگی کہاں ہیں
دلکشی کا نمونہ عورت
جذبہ محبت کی بیداری
جمال کی آخری دلکشی
ذہنی کے جلتے ہوئے شعلے
خانہ بربادی کا المناک منظر
کامیابی کے گلشن میں ناکامی
شادی محبوبیت میں چار چاند
ایک مشہور فلاسفر کا زاویہ نگاہ
بیجی شرم اور مہوتی شرم
قبل از وقت اخلاق فتوحات
عورتوں کی پارلیمنٹ
خرمن محبت کے نئے شرارے
دامن نسائیت پر بدنما داغ
زخم دروں کیلئے مرہم کافوری
لڑکیوں کیلئے ورزش
ورزش کیلئے بہترین زمانہ
روزانہ غسل کی عادت
نہال تمنا کی سبز ٹہنی

تیسرا باب

مجسمۂ دوشیزگیت پرستان شباب میں
عہد شباب کی سحر کاریاں
منزل شباب میں خار راہ
حریم حسن سے چھیڑ چھاڑ
خارجی چیزوں سے لطف اندوزی
عاقبت اندیشی کا فرض

چوتھا باب

جزئیات مواصلت کا مقصد
اظہار محبت و حفظ نسائی
عضو نسوانی سے ناواقفیت
جنس مخالف کی ہم آغوشی
محراب جمال کی صفائی
صدف عصمت میں آب نیساں
احتیاط تناسل کی ضرورت
باغ دلبستگی کی گلچینی
مذموم عادات کا دفعیہ
نخل محبت کی شگفتگی
نسوانی زندگی کا سب سے اہم مسئلہ
فرائض کا گزنہار پرستار
بچوں کیلئے کھیل کود
مناظر فطرت کا پرکیف اثر
صحبت جسمانی کا اثر
زندگی کا نیا دور
سرو رواں کی بارآوری
شاہراہ شباب کے نشیب و فراز
بادۂ شباب کی مدہوشیاں
معصوم ہستیوں سے لطف اندوزی
خریدار جمال کی عزت
سسرال والوں کی محبت
کامیابی میں ناکامیاں
عہد شباب کا تلاطم
ساغر مواصلت میں بادۂ محبت
پرسرور بادۂ مواصلت
پوشیدہ اعضائے جسم
منزل عشق کا پرکیف راستہ
ایوان عصمت کا سر بمہر خزانہ
اعضائے نسوانی کا سر تاج
پیکر ناز کی مجبوریاں
حصار عصمت کی تسخیر

اس کتاب میں اسی قسم کے دس باب ہیں اور عورت سے لطف اندوزی کے ہزاروں مسائل موجود ہیں اس کے علاوہ نسوانی علاج بچہ کی پرورش وغیرہ کے متعلق بچہ پیدا ہونے کا سامان غرضکہ کوئی پہلو ایسا نہیں چھوڑا جس میں عورت مرد کی لطف اندوزی تشنہ رہ جائے ضخامت ۳۰۰ صفحات قیمت دو روپیہ آٹھ آنہ

پتہ: ۱۷ الوحید سیلین دہلی

شباب جاودانی کی جستجو

ہو تو لذت شباب کا مطالعہ کیجئے جو عراقی اور عربی کوک شاستر ہے اس کے مطالعہ سے آپ کو معلوم ہوگا کہ شباب کو عرصہ دراز تک کس طرح قائم رکھ سکتے ہیں عورت کے تاثرات کیا ہیں حسن کی ملکہ سے کس طرح لطف اندوز ہونا چاہیئے گلزار شباب کس طرح دست خزاں ہوتا ہے شباب کی رد عملی ہوئی دیوی کس طرح منتی ہو عورت اگر عورت سے اور مرد اگر مرد سے اپنی خواہش پوری کرے تو کیسے خطرناک نتائج پیدا ہوتے ہیں لذت شباب میں سرستان شباب کو حیات تازہ بخشنے کیلئے تاجداران بنگال اودھ اور رام پور کے درباری طبیب حکیم کے سینکڑوں آزمودہ سہل الحصول صدہا تجربات ہیں جو حلال نسخوں کو لاکھوں روپے خرچ کرنے پر بھی اور کہیں دستیاب نہیں ہوتے لذت شباب کے مطالعہ میں عمر خضر اور شباب جاوداں کا راز پوشیدہ ہے ضخامت قریباً ڈیڑھ سو صفحات نہایت بہترین بلاک کی تصاویر اور **قیمت ایک روپیہ** فہرست مضامین حسب ذیل ہے۔

لذت شباب پر ایک نظر
شباب کی قدر و قیمت
گلشن شباب کی پامالی
رہ نورد ان شباب کی مجبوریاں
خرمن شباب پر برق خاطف
میری ناچیز کوششیں
لذت شباب کی خصوصیت
لذت شباب، رد عمل، راحت
باغ مواصلت کی عطر بیزیاں
دربار مرشد آباد کے نسخے
شاہی رکابداروں کی بیاضیں
لذت شباب کے نقوش کی خصوصیات
آلۂ جنس کی استواری
حریم عصمت کی نگہداشت
قلب ماہیت کے پرکیف اثرات
جنتی سحر طرازی کی سرمستیاں
اسباب عیش کی فراہمی
حکایات فسوں
سیری دل تمنا

پہلا باب

عرصۂ شباب کی رہ نوردی
عہد شباب کی تعریف
انسان میں پرورش اولاد کی خواہش
جذبۂ شوق کی خلش
نفسانی جذبات کی بیداری
صنف نازک کے جنسی جذبات
نفسانی خواہشات کے دام میں
عہد شباب کی علامتیں
نو عمر لڑکیوں سے مواصلت
المیس زندگی کی جستجو
شادی کا زمانہ
شادی کا مقصد
... کا بنیادی پتھر

بہجہ خورشید کی زور آزمائی
مفرح چیزوں کا استعمال
جلوؤں کا جوہر تریاق ہو
آم کا استعمال
گرمی والوں کا مفرح شربت
مست شباب کی ہم آغوشی
موسمی مشکلات
گرمی والوں کا سہل علاج
ایک مجرب ان خون
پان کے شربت سے نشاط
ضعف دل، نیکر کی ایک
موسم گرما کے وبائی امراض
موسم برشگال کی بہار آفرینی
پرشیلے نشانوں کا ہجوم
صندل کا خیال
شباب کو مستقل کرنے کے نسخے
معجون حیات تازہ

تیسرا باب

اعماق شباب کی فیروزہ نیری
دست درازی بے باکیاں
مواصلت باہمی کی اصل لذت
موسم سرما کا لاجواب تحفہ
مرشد آباد کا نسخہ معجون
قاضی بنگال کا عطیہ
سیب کا مروارید حلوہ
نوجوانوں کو نوید زندگی
شباب کے لئے مایہ نشاط
ایمانی اور ملاقات وصل
عرب اور محبوبہ سے مواصلت
گلزار شباب کی شادابی

چوتھا باب

بادۂ شباب کے سرمستان
مستانہ قدموں کی لغزش
غیر فطری طریقوں کی وبا
... کی ... مواصلت

بادشاہوں کی اخلاقی کمزوریاں
پیشواؤں کی دسیسہ کاریاں
مردانگی ... مواصلات
ذریعۂ جنگ کا استعمال
شاہانہ نگاہ کی امرد پرستی
کلیسا ایمان کا عشق
دنیا میں شیطانی طبقہ کا ...
بد چلنی کی پہلی درسگاہ
کارخانوں میں ...

پانچواں باب

ستان شباب کی آپ بیتی
امشاہرہ ناز کی بچپن کی داستان
امریکن گورنمنٹ کا مضحک
سرمن صاحب کی نئی ...
بادکش عمل
جذبات نسوانی پر ...
ملکہ کیتھرائن اور عورتوں سے مواصلت
عورتوں کی عورتوں سے شادی
عورت مرد کے جامہ میں
تسکین ... مصنوعی آلے
روسی شہزادوں کی ...
ہوس پرستی
عورتوں میں جوش رقابت
امریکن خاتون کی بدمستیاں
مصنوعی آلہ کی ساخت
خاتون ... کی زن پرستی

چھٹا باب

نوجوانوں کی پامالی
اعضائے تناسل کی اہمیت
تخل شباب اور ... کی تشبیہ
عضو رجولیت کے باریک ریشے
آلہ تلذذ کی بے طلبی
جوہر حیات کی بربادی

غیر فطری مواصلت
نوجوانوں کو انتباہ

ساتواں باب

مواصلت کے ممنوع اوقات
جلق کا علاج
ماہرین طب کی امداد
نامردوں کو پیام مسرت
آلۂ عیش کی تقویت
ساری ہاک کا بہترین نسخہ
گم شدہ قوت کی بحالی
دعائے قوت افزا
آلۂ سرور کے عکس
کلید در حسن کی حفاظت
مایوس نوجوانوں کو تحفہ
ضماد قوت افزا
حیرت انگیز طلا
حریم جانی کے نقائص
معجون ...
کم خرچ بالانشین نسخہ
دولت شباب کی لوٹ
باہ کے لئے مقوی جیز
مایوسوں کے لئے طلسمی علاج

آٹھواں باب

بلا کشان محبت کا مہمانی
اتصال
بادۂ وصال کی لذت
ارسطو اور جسمانی مواصلت
صنف لطیف اور نفسانی
خواہشات
ایرانی محبوبہ کی جسم خیز داستان
اعرابی اور اس کی بیوی
صنف لطیف اور خواہش
لطیف
... کی ...

صنف لطیف اور قوت انبساط
مواصلت کا بہترین وقت
اہل عرب اور آداب مواصلت
ایوان حسن کی نگہداشت
شاستر اور آداب مواصلت
مواصلت کیلئے بہترین حالت
حکمائے ہند اور عہد ... کی ...
عالمی ... باب
بارہ قسم کی عورتیں
جسم رعنا سے جیرہ جات
مواصلت کے مختلف طریقے

نواں باب

بادۂ وصال کی لذت
لذت وصال میں اضافہ
ضمیر کا فیصلہ
مواصلت کے آسن
اشتہا کی مختصر گھڑیاں
دربار مرشد آباد کا نسخہ
دوسرا نادر نسخہ
جذبات تعیش میں ہیجان
درویش کامل کا عطیہ
معجون عشرت انگیز
آخری تاجدار اودھ کا
مجرب نسخہ
شاہی نسخوں کی تیاری
شاہ اودھ کی استعمال کردہ
معجون
مادۂ تولید کے لئے اکسیر
عیش و عشرت کی گولیاں
عیش و سرور کی فراوانی
گاجر کا پرکیف حلوہ
فقیری عطیہ
کمزوری میں شیر کا فائدہ

گرمی وصال میں طبیعی
شہوانی قوت

دسواں باب

نو کتخدائی کی جھجک
ایوان حسن کی صفائی
جر مرکشی مرہمات کے بعد
رحم کی تقویت
بہترین فرزجہ
حریم حسن کی اندرونی رطوبت
تحفۂ درویش
رحم کی اصلاح
نسوانی ایام کی خرابی
تحمل تنا کی بار آوری
ایوان حسن کی فراخی
صنف نازک اور ... کی لذت
بیکر جمال کی لذت میں ...
سفوف سرور افزا
لطف اندوزی کا طریقہ
ایوان حسن کی توصیف
بال گرانے کا آسان طریقہ

گیارہواں باب

چشمۂ کافوری کے دھبے
لذتوں کا پوشیدہ خزانہ
قدرتی جوئے شیر
انار شیریں اور کیف کول
انار شیریں اور صنف
نازک کے تاثرات۔
دست شوخ کی گستاخیاں
انار پستان کی تعریف
مرہم کا استعمال
جوانی کی بہار

بارہواں باب

نرگس نیم باز کی حفاظت

نرگس فتاں اور نازک خاطر
چشم عنبریں اور ایرانی صحت
بے بہا بینائی کی کمزوری
سرمہ اصفہانی
مجرب العین
نرگس بیمار
آشوب چشم کو تسکین
طبیب رومانی کا نسخہ
لکھنوی ماہر طب کا علاج
چشم کرشمہ ساز کو زخم چشم
چشم سیاہ کی سفیدی
ناخنہ کا علاج
سفوف مقوی بصر
تقویت بصر کیلئے شربت
نیم کے پھولوں کا سرمہ

تیرہواں باب

لوازم شباب
رخسار رعنا عقد ریز
مہاسوں کا مجرب علاج
چہرہ کا رنگ دلفریب
دو دو ذرّوں کی چمک
دردمان کے لئے لوطرہ
مسوڑھوں سے خون
زلف جاناں کی درازی
روغن سرشف
حسن کی دوپہر ڈھلی
بال سفید نہ ہوں
سفید بالوں کی سیاہی
قامت محبوب کی رعنائیاں
فربہی کا علاج
جسم رعنا کی عطریت
خوشبودار گولیاں
خاتمہ۔

منیجر حمیدیہ

ملنے کا پتہ:۔ حمیدیہ پریس۔ دہلی۔ قیمت عہ

جب موٹر راستہ میں بگڑ جاتی ہے

تو عجیب آفت آتی ہے، ڈرائیور اور پسنجر سب ہی پریشان ہوتے ہیں، اگر ان کو پہلے سے حال معلوم ہو جائے تو یہ نوبت ہی نہ آئے۔ اہل العموم ڈرائیور مستری سے کامل واقف نہیں ہوتے، ورنہ انجن کی رفتار و آواز سے معلوم ہو سکتا ہے کہ اس کی کیا چیز خراب ہے یا خراب ہونے والی ہے۔ اب تک اردو زبان میں اس سلسلہ کی کوئی اردو کتاب نہ تھی جس سے عام طور ڈرائیور بہتر طریق موٹر کے کل پرزوں سے واقف ہو کر اس کے نقائص کو قبل از وقت معلوم کر لیں۔ حمیدیہ بک ایجنسی دہلی نے بالآخر اس سلسلہ کی ایک مکمل کتاب حاصل کر لی۔ اس کو پڑھنے کے بعد ہر ڈرائیور بہت اچھا موٹر میکانک بھی ہو جائے گا۔ اس کتاب کے دو حصے ہیں، حصہ اول کا نام معلم موٹر اور حصہ دوم کا نام **آتالیق موٹر** ہے۔ حصہ اول میں موٹر کا انجن کے تمام پرزوں کی تصویریں دیکر بہت آسانی سے ہر ایک کا میکانزم اس طرح سمجھایا گیا ہے کہ معمولی سمجھ کے آدمی بھی بالکل آسانی سے سمجھ سکتے ہیں، اس کے مطالعہ سے سینکڑوں طالب علم موٹر ڈرائیور اور موٹر میکانک بن گئے۔ دعوٰے تو یہ ہے کہ اس موضوع پر اس سے بہتر کتاب کسی زبان میں بھی شائع نہیں ہوئی۔ اس میں مندرجہ ذیل مضامین ہیں (۱) سلنڈر، پسٹن، کرینک شافٹ وغیرہ کا میکانزم (۲) والو، والو ٹیمپٹ، ٹائمنگ گیر وغیرہ کی فٹنگ اور میکانزم، والو سیٹنگ وغیرہ (۳) ٹائمنگ گیر، انجن کی قوت جس سے انجن کی طاقت لیورنگ پوری ہوتی ہے (۴) کاربوریٹر کے تمام ضروری پرزوں کا میکانزم چند قسم کے کاربوریٹر کے مفصل حالات (۵) کاربوریٹر کا ایڈجسٹمنٹ کرنا اور پٹرول ٹنکیوں کی مختلف قسمیں (۶) میگنیٹ کے مختلف حصے اور اس کا میکانزم اور ایک مفصل بحث (۷) وہ اسپشن کے اسپارک پلگ میگنیٹو ٹائمنگ کا مفصل بیان (۸) بیٹری اگنیشن انجن کے متعلق مفصل بیان موٹر انجن کی فٹنگ اور اس کا اصول سائلنسر وغیرہ (۱۰) کولنگ سسٹم (۱۱) آئل سسٹم (۱۲) کلچ ہر قسم کے جیسا کہ ڈسک مثلاً کونیکل فائر اینڈ شل کلچ وغیرہ کا میکانزم (۱۳) پروپیلر کے گیر گیئر بکس کا میکانزم (۱۴) ہر قسم کے جوائنٹوں کے متعلق مفصل بیان (۱۵) ڈفرنشل اور اس کی قسمیں (۱۶-۱۷) بیک ایکسل اور فرنٹ ایکسل اسٹیرنگ وہیل وغیرہ وغیرہ نمبر (۱۸) باڈی، ڈش بورڈ، کلچ، فٹ بریک، پٹرول اسپیڈ، گیئر وغیرہ (۱۹) موٹر ڈرائیونگ، نائٹ ڈرائیونگ، ڈرائیوروں، ہینڈ سگنل اور ضروری ہدایات، لائٹنگ سسٹم ہر قسم کے لیمپوں اور الیکٹرک بتی کے متعلق وائرنگ، ڈبل پول سنگل پول وائرنگ سسٹم وائرنگ کرنے کا پورا نقشہ (۲۰) موٹر مشین کی احتیاط و حفاظت (۲۱) ٹریفک قانون موٹر جس کو موٹر رسوں کو خاص تعلق ہے، اس فہرست کو غور سے پڑھئے اور سوچئے کہ موٹر مشین کا کوئی پرزہ ایسا نہیں جس کے متعلق کوئی بیان رہ گیا ہو۔ صفحات تقریباً ساڑھے تین سو (۳۵۰) قیمت ؎ علاوہ محصول ڈاک

حصہ دوم آتالیق موٹر، پہلے حصہ میں موٹر کا جس طرح پرزوں کا میکانزم بتلایا گیا ہے اس دوسرے حصہ میں ان تمام پرزوں کے نقائص اور ان کی درستی کی بالکل آسان اور سہل ترکیبیں بتلائی گئی ہیں، جس سے ہر شخص موٹر مشین کے تمام پرزوں کے نقائص پر حاوی ہو سکتا ہے، اور تمام نقائص کو درست کر سکتا ہے اور اس طرح تمام فضول اخراجات سے بچ سکتا ہے۔ ان دونوں کتابوں کو دیکھنے کے بعد یہ دعوٰے سے کہہ سکتا ہے کہ ایک معمولی سمجھ کا طالب علم موٹر ڈرائیور اور نہایت قابل اور اعلیٰ درجہ کا موٹر میکانک اور انجینئر بن جائے گا۔ حجم ۱۵۰ صفحہ قیمت عہ دونوں حصوں کی مجموعی قیمت تین روپے علاوہ محصول ڈاک

ملنے کا پتہ:- **منیجر حمیدیہ بک ایجنسی پوسٹ بکس نمبر ۷۰ دہلی**

واحدی صاحب کا منجن

اکسیر دندان

مسیح الملک حکیم محمد اجمل خاں کے نسخہ سے بنایا ہوا

دانتوں اور مسوڑھوں کی ہر خرابی کو دور کرتا ہے حتیٰ کہ ہلتے دانتوں کو جوڑ دیتا ہے اور مسوڑھوں کے خون اور پیپ کو روک دیتا ہے یعنی

پائریا کا بہترین علاج

جناب حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب سے ڈاکٹروں نے پائریا کیلئے تین چار دانت نکلوا دیئے، مگر انہوں نے اس مشورہ پر عمل کرنے سے پہلے واحدی صاحب کا منجن اکسیر دندان ملنا شروع کیا، الحمد للہ حضرت کے دانتوں کو اب کوئی تکلیف نہیں

1290557

5.9.95

تعریف کے خطوط

منجن اکسیر دندان کا استعمال کرتے ہوئے کچھ زیادہ عرصہ نہیں گزرا ہے، لیکن اس نے مسوڑھوں کی سوجن اور خون بند کر دیا، بیماری مٹ گئی ہیں، جو ایک دفعہ ایک شیشی منگا لی ہے وہ ختم ہونے کے قریب ہے، بعض اوقات ایسا معلوم ہوتا ہے اور جیسا کہ خطوط منجن اکسیر دندان کے ہمارے پاس جمع ہو گئے ہیں جن میں سے چند یہ ہیں

(۱) محمد افضل صاحب ... بی فارمیسی دور انگلستان سے لکھتے ہیں میں نے منجن اکسیر دندان منگوایا، بابت میں جانتا ہوں کہ اس کا استعمال کروں

(۲) ... صاحب انگلو ورنیکلر ... لکھتے ہیں منجن اکسیر دندان کی ایک شیشی منگا کر استعمال کیا ہوں جس سے کچھ فائدہ ہے، دو شیشیاں اور جلد بھیج دیجئے۔

(۳) ڈاکٹر ایم ... بیگ صاحب انچارج اسسٹنٹ ڈسپنسری ... پور لکھتے ہیں کہ ایک ہفتہ سے آپ کا منجن اکسیر دندان استعمال کر رہا ہوں جو مفید ثابت ہوا ہے ایک شیشی اور بذریعہ وی پی بھیج دیجئے۔

(۴) جناب محمد عبدالستار صاحب سرکل پولیس انسپکٹر گونڈہ لکھتے ہیں اکسیر دندان کی دو شیشیاں میں نے منگائی تھیں مفید معلوم ہوا، میرا خیال ہے کہ میں ہمیشہ اسے استعمال میں رکھوں، اگر منجن کا شیشیوں میں آنا ختم ہو گیا ہو تو منجن کو منگا کر دیجئے مجھے تو ایک روپیہ کا منجن دی پی بھر کر بھیج دیجئے

منجن اکسیر دندان کی ایک شیشی ۸ روپیہ میں بھیجی جاتی ہے، جس پر محصول ڈاک ۴ آنہ ہے اور دو شیشیوں کا محصول ۵ ہوتا ہے، شیشیوں کی بجائے تین سے کم میں منجن منگانے سے زیادہ کفایت رہے گی۔ لیکن اس وقت جبکہ کم از کم تین شیشیوں کا منجن منگایا جائے، ملک شیشی یا ۲ شیشی کا منجن شیشیوں ہی میں منگانا چاہئے، محصول بذمہ خریدار

ملنے کا پتہ: احمد مجتبیٰ منیجر نظام المشائخ نمبر ۲ کوچہ چیلان دہلی

معجزنما منسوط قرآن مترجم بدر ترجمہ مع تفسیر کامل اُردو

حرفوں کی خوشنمائی [illegible] بالا گویا ایک [illegible] کے تراشے ہوئے نگینے ہیں ایسی بہترین چھپائی جو کسی چھاپہ خانہ کو نصیب نہیں صحت کا یہ عالم کہ ایک [illegible] تمام طرز سجاوندی اور منشی ممتاز علی صاحب کے خاتم المصاحف کے مطابق [illegible] بہترین ساخت بہتر بنانے میں کل کوشش اور زرکثیر خرچ ہوا ہے اس قرآن شریف کا [illegible] اول شاہ رفیع الدین محدث دہلوی کا ہے جو ہندوستان کے تمام عقائد کے مسلمانوں میں بلا اختلاف مقبول ہے ان کے ترجمہ میں یہ خاص خوبی ہے کہ قرآن کے ایک ایک لفظ [illegible] ترجمہ دوم حکیم الامۃ آپ کے ظاہری و باطنی علوم کے ماہر حضرت مولانا اشرف علی صاحب قادری چشتی تھانوی کا ہے جو تحت اللفظ ہونے کے باوجود بامحاورہ اور نہایت سلیس ہے [illegible] ان اغلاط اور خلل لفظی سے پاک ہیں جو آزادی پسند حضرات کے ترجموں میں موجود ہیں اور [illegible] اس کے حاشیہ پر تمام تفسیر مثل تفسیر [illegible] موضح القرآن از شاہ عبدالقادر [illegible] شان نزول از جلال الدین سیوطی وغیرہ وغیرہ اور تمام کتب احادیث مثل بخاری مسلم ترمذی وغیرہ وغیرہ کے خلاصے و مطالب سے ایک جامع تفسیر نہایت صحت و سند کے ساتھ [illegible] میں چھاپی گئی ہے آج تک نہ تو کسی قرآن پر دیکھی اور نہ کسی نے اس قدر زرکثیر خرچ کرنے کی ہمت کی جس میں تمام احکام قرآن و مسائل قرآن جملہ قصص کل تاریخی واقعات ذکر اولین و آخرین [illegible] قرآن کے جملہ تمام [illegible] اشارات [illegible] نزول ربط آیات خواص قرآن ناسخ منسوخ کی کامل تفصیل ہے اور جس تفسیر کا مضمون درج ہوا ہے اس کا پورا [illegible] دیا گیا ہے اور ایک خاص بات یہ کہ حاشیہ پر سلسلہ تفسیر میں ہر صفحہ پر خاص مضامین کی سرخی دی گئی ہے جس کی بابت تفسیر میں بیان ہوتا ہے اور [illegible] القرآن حاشیہ پر حسب ضرورت حل لغات و ترکیب کا بیان ہے ہر پارہ و ہر منزل جدا جدا اور نقش و نگار [illegible] ہر بسم اللہ خط عجائب نگار سے مزین ہے اس کی صحت ماہر حافظوں کی معرفت سجاوندی و قرآن کے دیگر قدیم و جدید نسخوں کے مطابق ہوئی ہے جلد اور قاف سجاوندی کے مطابق ہیں نیز اس کے شروع میں ایک مقدمہ ہے جس کے پانچ حصے ہیں۔

حصہ اوّل میں حضرت آدم سے لیکر تمام پیغمبروں کی سوانحعمری اور ان کے حالات اور ان کی دعوتوں کے حالات نیز اسلام سے قبل عرب کی قدیم قوموں کی تاریخ [illegible] رسول کریم کی پیدائش سے لیکر وفات تک مفصل سوانح عمری اور ان تمام لڑائیوں کی تفصیل جو کفار عرب نے آپ کے خلاف انجام دی تھیں اور آپ کے وہ تمام خطوط مع ترجمہ درج ہیں جو آپ نے اس زمانہ کے کافر بادشاہوں کے نام برائے دعوت اسلام روانہ فرمائے تھے بعد میں خلفائے راشدین کے کامل حالات ہیں۔

حصہ دوم میں فضائل قرآن و اسرار۔

حصہ سوم میں خاندان نقشبندیہ و قادریہ و سہروردیہ اور چشتیہ کے بزرگوں کے مخفی اعمال قرآن و خواص اور جملہ سورتوں اور آیتوں اور پورے قرآن کے تعویذ ہیں و تعبیر خواب و ترکیب فال مسند کے ساتھ درج ہیں۔

حصہ چہارم میں مضامین قرآن کی فہرست ہے جس سے ہر مضمون و آیت اشارہ میں نکل سکتی ہے۔

حصہ پنجم میں قواعد قرأت قرآن کا بیان عربی و اردو ہر دو خط بحدہ نہایت خوشخط اور خوشخطی کے جملہ رموز کے مطابق ہیں۔ کاغذ اول نمبر چکنا دبیز ولایتی ایک کوالٹی کا ہے جو نہایت آب دار ہے ۲۰×۲۶ ⅛ صفحات مع مضامین متعلقہ ۹۲۸ اس کے علاوہ یہ قرآن کا معاملہ ہے جس میں ہمارے اور آپ کے درمیان صرف ایمانداری کا واسطہ ہیں ہوا اگر مطابق اشتہار نہ ہوا تو بذریعہ وی پی کارخانہ کے نام روانہ فرما کر اپنی قیمت مع محصول وصول فرما دیں اور اب تو تیار ہو گیا ہے قیمت و ہدیہ کاغذ کے اعتبار سے مندرجہ ذیل ہے اوّل نمبر چکنا سفید دبیز کاغذ خاص شدہ مجلد [illegible] ہے۔ محصول ڈاک ایک قرآن [illegible] قرآن شریف پر [illegible] قرآن شریف [illegible]

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

معجزنما پنج سورہ

مترجمہ حضرت شاہ رفیع الدین

اور خواص و فضائل و اعمال سور قرآن و شان نزول اور ربط آیات از حضرت مولانا شاہ محمد اشرف [illegible] تھانوی یہ عجیب و غریب مجموعہ اس شان کا مجموعہ ہندوستان [illegible] میں نہیں چھپا ۸×۱۲ صفحے [illegible] تقطیع [illegible] چھپائی ایسی کہ ایک ایک نقطہ درخشاں کاغذ سفید اور مضبوط وہ بیز اس میں سورتیں ہیں:-

سورہ یاسین - سورہ رحمن - سورہ واقعہ - سورہ ملک - سورہ نوح - سورہ جن - سورہ فلق - سورہ والناس

سورتوں کا ترجمہ لفظی ہے اور تفسیر ہے اور عملیات و وظائف بہت ہیں۔ اس کے علاوہ ہفت ہیکل و شش قفل مع اسناد دعائے گنج مع اسمائے حسنیٰ ۹۹ نام خدا کے کریمہ مع اسناد و سلسلہ نام بزرگان [illegible] سلسلہ نام بزرگان قادریہ [illegible] مستند حضرت غوث الاعظم کے رجسٹرڈ ہیں اور بہت سے کمینہ عملیات اس میں درج ہیں۔ پارچہ کی ہے خوشنما اور مضبوط فی جلد ۱۲ رنگین منگائیں تو فی جلد دس منگائیں تو فی جلد دس آنے محصول ایک جلد پر ۵ رنگین جلد دس جلد پر [illegible]

حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

Printed by [illegible] Hamid at Mahboob al Mutabe Delhi